بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم ط

بَلْ هُوَ اٰيٰتٌ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ط (قرآن)

بلکہ وہ قرآن بینات کا مجموعہ ہے جو کہ اہل علم کے سینوں میں ہے۔

اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ

میرے ساتھی درخشندہ و تابندہ کواکب رُشد و ہدایت ہیں، جس ایک کی بھی تم اقتدا کرو گے ہدایت کو پاؤ گے ۔۔۔۔

ذخیرہ
لاہور پاکستان

؎ جوانی میں عدم کے واسطے سامان کر غافل
مسافر شب کو اُٹھتے ہیں جو جانا دُور ہوتا ہے

تزکیہ نفس مع اصلاحِ حال

جلد دوم

مقدمہ

حضرت العلامہ مولانا عبدالقیوم حقانی
صاحب مدظلہم

مرتب

صوفی محمد حسین عفرلہ

Marfat.com

جملہ حقوق بحق القاسم اکیڈمی محفوظ ہیں

نام کتاب .... تزکیۂ نفس مع اصلاحِ حال

(جلد دوم)

مرتب و مؤلف .... صوفی محمد حسین

83985

مقدمہ .... مولانا عبدالقیوم حقانی

طباعت .... ایک ہزار

ناشر .... القاسم اکیڈمی جامعہ ابو ہریرہ

برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ سرحد پاکستان

☆☆☆☆☆☆

ملنے کے پتے

☆ صدیقی ٹرسٹ، صدیقی ہاؤس المنظر اپارٹمنٹس 458 گارڈن ایسٹ، نزد لسبیلہ چوک کراچی

☆ مولانا سید محمد حقانی، مدرس جامعہ ابو ہریرہ، خالق آباد، ضلع نوشہرہ

☆ کتب خانہ رشیدیہ، مدینہ کلاتھ مارکیٹ، راجہ بازار، راولپنڈی

☆ مکتبہ رشیدیہ، سردار پلازہ، جی ٹی روڈ، اکوڑہ خٹک، نوشہرہ

☆ مکتبہ عمر فاروق، شاہ فیصل کالونی، کراچی ☆ مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاہور

☆ مکتبہ حقانیہ، ہسپتال روڈ، ملتان

☆ مولانا خلیل الرحمٰن راشدی صاحب، جامعہ ابو ہریرہ، چنوں موم ضلع سیالکوٹ

اس کے علاوہ پشاور کے ہر کتب خانہ میں یہ کتاب دستیاب ہے

Marfat.com

ذخیرہ ۔ لاہور پاکستان

گفتنی

یہ ایک عجیب اور معنی خیز بات ہے کہ مسلمانوں کے عروج و زوال کی تاریخ قرآن کو پڑھنے، پڑھانے اور سمجھنے سمجھانے کی تاریخ کے بالکل متوازی چلتی ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب البرہان میں مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی زبانی لکھا ہے کہ محترم موصوف نے سورۃ فاتحہ کو پڑھنے اور سمجھنے میں آٹھ (۸) سال کا طویل عرصہ صرف فرمایا۔ سنن اربعہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ روایت موجود ہے کہ آپ مکرمؓ کو سورۃ بقرہ پڑھنے اور سمجھنے میں چار سال کا عرصہ لگا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ جیسے لوگوں کو محاورہ عرب میں کامل دسترس حاصل کرنے کے لئے صرف و نحو اور بلاغت کی انبار کتابیں پڑھنے کی ضرورت نہ تھی کہ وہ خود اہل زبان تھے، پھر ان بزرگوں کو قرآن کے پڑھنے اور سمجھنے میں اتنا طویل عرصہ کیوں لگا ہے؟

اس سوال کا جواب خود حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ دیتے ہیں۔ علامہ سیوطیؒ نے البرہان میں مندرجہ بالا روایت کے ساتھ ہی حضرت ممدوح کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ہماری تعلیم تجرباتی ہوتی تھی، جب تک ایک بات کا عملی تجربہ نہیں کر لیتے تھے آگے نہیں چلتے تھے۔ علامہ ابن تیمیہؒ نے الفرقان میں یہی قول نقل کر کے اس کی تشریح بایں الفاظ کی ہے:

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ جو بات قرآن کریم میں پڑھتے اس پر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی میں عمل کرتے، اور جب تک عمل تجربات اور مراقبات کے ذریعے پڑھی ہوئی بات کے سانچے میں پوری طرح نہ ڈھل جاتے آگے نہ بڑھتے۔ قرآن کریم نے انہیں مقدس طالبان قرآن کی تصویر ان الفاظ میں کھینچی ہے جو کتاب کے سرِ ورق پر نقل کی ہے۔ دوسرے لفظوں میں قرآن کو اس طرح پڑھنے اور سمجھنے والے قرآن کی چلتی پھرتی تصویر بن جاتے تھے اس طرح قرآن ایک متحرک قوت کی حیثیت اختیار کر لیتا تھا قرآن پڑھنے والے اس منبع رشد و ہدایت ﷺ کے ان ارشادات کا صحیح نمونہ بن جاتے تھے۔ جو حدیث مبارکہ سرِ ورق میں نقل کی ہے۔

Marfat.com

یہی شخصیات متحرک اور فعّال قرآن تھے جن کو دیکھ کر خاندانوں کے خاندان مسلمان ہو جایا کرتے تھے۔ابن عساکرؒ لکھتے ہیں کہ:

صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کو دیکھ کر صرف وادیٔ سندھ میں ایک ہزار خاندانوں نے اسلام قبول کیا۔

امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے انتقال پر ان کے جنازہ کو دیکھ کر نوے (۹۰) ہزار غیر مسلم اسلام قبول کر لیتے ہیں اور تاریخ کا یہ ناقابل فراموش اور ناقابل تردید واقعہ ہے کہ جب تک قرآن کو پڑھنے اور سمجھنے کا یہ انداز برقرار رہا اسلام کی سیاسی قوت معجزانہ طور پر چاردانگ عالم میں پھیلی رہی

(قرآن کا قانون عروج وزوال)

قرآن کی برکات کا حاصل ہونا:

حضرت مجددؒ نے فرمایا کہ نفس کو فناء کرنے اور بُری خصلتوں سے پاک ہو جانے کے بغیر صوفی کو قرآن کی برکات حاصل نہیں ہوتیں۔فنائے نفس سے پہلے قرأت قرآن کا شمار نیکیوں کے اعمال میں ضرور ہوتا ہے لیکن نفس و نفسانیات کے فناء اور آثار نفس کے بعد درجات قرب کی طرف ترقی قرأت قرآن سے وابستہ ہے، اس زندگی میں بھی اور آخرت میں جنت کے اندر داخلہ کے بعد بھی۔

(مظہری ج:۱۱ص:۳۷۷)

بد گہر را علم و فن آموختن

دادنِ تیغ است دست راہزن

ترجمہ: نااہل کو علم وفن سکھانا ایسا ہے جیسا ڈاکو کے ہاتھ میں تلوار دینا۔

اللہ سے ملنے کا انکار:

جو لوگ قیامت اور حشر ونشر کے تو قائل ہیں لیکن اعمال دنیوی کو اعمال اُخروی پر ترجیح دیتے ہیں، ہمیشہ ساری زندگی دنیا کو سنبھالنے اور سنوارنے میں لگائے رکھتے ہیں، آخرت کا ان کو تصور بھی نہیں ہوتا یہی ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کی آیات اور اللہ سے ملنے کا انکار کیا۔ (بحوالہ مظہری ج۷ص۲۷۹)۔۔۔۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

از! حضرت مولانا ریاض محمد صاحب مدظلہ

مفتی دارالافتاء دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی

اللہ تبارک تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ .

(آل عمران:۱۶۴)

اس آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چار بنیادی فرائض منصبیہ بیان فرمائے ہیں (۱) تلاوتِ آیات (۲) تزکیۂ نفوس (۳) تعلیمِ کتاب (۴) تعلیم حکمت دوسرے نمبر پر تزکیۂ نفوس کو بیان فرمایا جو کہ انتہائی اہم فریضہ ہے۔ اسی فریضہ کو اصطلاح میں ''تصوف وسلوک'' یا ''طریقت'' کہا جاتا ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شخصیت جامع تھی، آپ نے بیک وقت ان چاروں فرائض کو احسن طریقہ سے سرانجام دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آہستہ آہستہ یہ فرائض تقسیم ہوگئے اور مختلف شعبے بن گئے، کسی نے کوئی شعبہ اختیار فرمایا اور کسی نے کوئی، ہر شعبہ کی اپنی اہمیت رہی ہے۔

''تزکیۂ نفوس'' بھی اہم اور بنیادی شعبہ رہا ہے اور اس نے افراد سازی، تعمیر معاشرہ اور اشاعتِ اسلام میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ ایک ''اللہ والے'' کے ہاتھ پر بیک وقت ہزاروں افراد نے بیعتِ اسلام کی اور دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔

حضرت صوفی محمد حسین صاحب دامت فیوضہم ہمارے محترم ہیں، سلسلۂ عالیہ رائپوری سے منسلک ہیں ،اور زبدۃ الاولیاء حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوری رحمہ اللہ کے صحبت یافتہ اور شیخ العارفین حضرت مولانا

Marfat.com

عبدالرحمٰن رائے پوری کے خلیفہ مجاز ہیں۔ حضرت موصوف نے اپنے ذوق کے مطابق سالکین طریقت کے لئے اکابرین اُمت کی گراں قدر تصانیف سے قیمتی مضامین اور ارشادات جمع فرمائے ہیں۔ اس ''گلہائے رنگ رنگ'' کا نقش اوّل مبتدی سالکین کے لئے ہے جو زیور طباعت سے آراستہ ہو کر مقبول ہو چکا ہے۔ اب آپ کے ہاتھوں میں نقش دوم ہے جو کہ منتہی سالکین کے لئے بیش بہا قیمتی تحفہ ہے۔

بندہ نے اس کا تفصیلاً و اجمالاً پورا مطالعہ کیا ہے۔ مسائل تصوف و سلوک کے علاوہ فقہ، حکمت موعظت اور نصیحت آموز اشعار کا خزینہ ہے۔ مضامین کو بعینہٖ اکابرین کے مبارک الفاظ میں نقل کیا ہے۔ جس سے کتاب کی ثقاہت مزید بڑھ جاتی ہے۔ بندہ کے خیال میں حضرت رائے پوری رحمہ اللہ کے مستند سلسلہ عالیہ کا نام آنا ہی کتاب کے معتمد علیہ ہونے کی بیّن دلیل ہے۔

اللہ تبارک تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے اسے قبولیت بخشے، سالکین کے لئے راہِ ہدایت اور حضرت مؤلف دامت فیوضہم کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ (آمین)

بندہ ریاض محمد غفرلہٗ

دارالافتاء تعلیم القرآن راولپنڈی

۱/۲/۱۴۲۸ھ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

از! حضرت العلامہ مولانا عبدالقیوم حقانی

صدر القاسم اکیڈمی، جامعہ ابو ہریرہ خالق آباد نوشہرہ

الحمد لحضرۃ الجلالہ و الصلوٰۃ و السلام علیٰ خاتم الرسالہ.

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو اس دنیا میں مختصر وقت کے لئے بھیجا۔ اس کی ہمیشہ کی زندگی اس ''مختصر وقت'' کے بعد شروع ہوگی۔ جس میں اس ''مختصر وقت'' کا احتساب شروع ہو جائے گا۔ ولہٰذا اس ''مختصر وقت'' کو علم و عمل اور اخلاص میں کھپانا چاہئے اور خود پر محنت کرنی چاہئے۔ رہے راہ نما اُصول تو قرآن و حدیث اس سے بھرے پڑے ہیں۔ جب مقصد ہی انسان کی پیدائش کا قرآن میں ''وما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون'' کے تحت عبادت ہے۔ اللہ کی معرفت ہے۔ تو راہ نما اُصول بھی قرآن سے ملیں گے۔ اس لئے علماء نے قرآن وحدیث کے علوم کو سیکھنے سکھانے کے لئے جگہ جگہ مدارس، دارالعلوم مکاتیب بنائے ہوئے ہیں۔ لیکن قرآنِ پاک تزکیہ نفس کے مضامین بھی بیان کرتا ہے بلکہ کامیابی کا مدار تزکیہ نفس کو قرار دیتا ہے۔

قد افلح من تزکیٰ!۔ تو ہر کسی کی زبان پر ہے، مگر کیا ہر مدرسہ میں خانقاہ ہے؟

مسجد مدرسہ خانقاہ تینوں کا یکجا ہونا تو قرون اولیٰ کی یادگاریں بن کر رہ گئیں۔ اب مسجد علیحدہ مدرسہ علیحدہ، خانقاہ علیحدہ، ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ تینوں یکجا ہوں، تا کہ مسلمان عالم بننے کے بعد اس کے متصل خانقاہ میں چلا جائے اور قریب والی مسجد میں مدرسہ اور خانقاہ والے نماز پڑھنے کے لئے یکجا ہوں اور یوں ساتھ ساتھ علم بھی حاصل ہوتا رہے۔ عمل بھی ہوتا رہے، اور صوفیاء کی صحبت اور اخلاص واحسان کے

Marfat.com

مدارج بھی طے ہوتے رہیں۔......

......اور یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ جیسا کہ سب کو معلوم ہے علم کے حصول سے عقل درست ہوتی ہے اور دل کی درستگی کا دارومدار تزکیۂ نفس پر ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جتنے بھی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام دنیا میں تشریف لائے، انہوں نے انسان کی اصلاح کے لئے بنیادی طور پر چار اصول بیان فرمائے، جن میں پہلا اصول طہارت ہے، جس کا دوسرا نام پاکیزگی ہے۔ پاکیزگی جسم کی، اعضا کی، لباس کی اور دل کی کہ جو بقولِ امامِ غزالیؒ پورے جسم کا بادشاہ ہے۔ انسان کی پاکیزگی کا دارومدار دل کی پاکیزگی پر ہے۔ دل کی پاکیزگی سے مراد کفر، شرک، نفاق وغیرہ سے پاک ہونا، لباس رزقِ حلال سے ہو، وضع قطع غیر شرعی نہ ہو، غیر مسلموں کی مشابہت نہ ہو، مال جائز ذرائع سے حاصل کیا ہو اور اس کی زکوٰۃ اور شرعی واجبات ادا کر دیئے گئے ہوں۔

انسان کی اصلاح کا دوسرا اُصول عاجزی اور تواضع ہے۔ یہ کیفیت اپنے پیدا کرنے والے کی پہچان اور معرفت سے پیدا ہوتی ہے۔ اللہ کی پہچان مخلوق میں غور سے پیدا ہوتی ہے۔ من عرف نفسہ' فقد عرّف ربہ۔ اپنی بناوٹ، اعضاء کی کارکردگی اور دوسری مخلوقات سے اپنے نمایاں فرق پر غور کرنے سے۔ اس طرح انسان کو معلوم ہوگا کہ خالقِ کائنات کے ہر کام میں تین صفات نمایاں ہیں۔

اوّل قدرت، دوم حکمت، سوم رحمت۔

اس معرفت سے چار عمل وجود میں آئیں گے۔ پہلا عمل ذکر ہے، جو اللہ جل شانہ' کی قدرت، کمالات اور احسانات کی طرف نظر کرنے سے پیدا ہوگا، اور اَلَا بِذِکْرِ اللہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب کے بموجب دل میں اطمینان و سکون پائے گا۔

دوسرا عمل شکر ہے جو نعمت اور احسان کی دل سے قدر کرنے کا دوسرا نام ہے۔ قدرت کی پہچان سے رحمت کی ضرورت کا احساس پیدا ہوگا اور وہ ہے دُعا۔ مقبول عمل کر کے، اس سے گڑگڑا کر، رونا نہ آئے تو رونے کی صورت بنا کر، دُعا مانگے گا۔ معرفت سے چوتھا عمل تعظیم کا پیدا ہوتا ہے، جس سے مراد یہ ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ سے نسبت رکھنے والوں میں سب سے زیادہ قابلِ ادب چار ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،

Marfat.com

قرآن مجید، بیت اللہ اور نماز۔ چونکہ یہ تمام آداب اللہ تعالیٰ سے نسبت رکھنے کی بنا پر ہیں۔ اس لئے اللہ کا ادب و تعظیم کا خیال سب سے اوپر رہے گا۔

اصلاح کا تیسرا اُصول رذائل سے خود کو بچانا، خواہشاتِ نفس کو مغلوب کر کے حکم کے دائرے میں لانا، مسلسل محنت کے اس عمل سے صبر کا مادہ پیدا ہوگا۔ صبر کا عام مطلب صدمہ برداشت کرنا، نیکی پر استقامت، ترغیبات کے باوجود گناہ سے بچنا، جب خواہشات قابو میں آجائیں گی تو مال کی محبت، حرص، بخل، جاہ کی محبت کے علاوہ حسد، تکبر، بغض، ریا کاری جیسی مہلک بیماریوں سے بھی حفاظت ہوگی بلکہ جسمانی طور پر صحت مند رہے گا۔

چوتھا اُصول عدل ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حق بقدر رسید یعنی حق والے کو اس کا حق دینا ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، یعنی نماز کا حق نماز کو روزے کا حق روزے کو حج کا حق حج کو والدین کا حق والدین کو اولاد کا حق اولاد کو شوہر کا حق شوہر کو بیوی کا حق بیوی کو، حاکم کا حق حاکم کو، یعنی ہر ایک کو اس کا حق دینا، اسی کا نام عدل ہے، مگر یہ صفت یقین آخرت سے پیدا ہوگی۔ حالتِ نیند میں سماعت سے ایک متوحش آواز ٹکرائے ، آگ، آگ، جھوٹ سچ کی تحقیق کئے بغیر ہڑ بڑا کر اُٹھے گا اور جس طرف رُخ ہوگا بھاگے گا۔ کیونکہ دل میں نقش ہے کہ جو چیز آگ کی لپیٹ میں آجائے، وہ جھلس کر راکھ ہو جاتی ہے جبکہ آخرت کی آگ کی خبر تو خود محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلانے سے شدتِ آگ کا یقین ہو جائے تو پھر کون ہے جو حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کا مرتکب ہوگا، مگر ان چار عناصر کو عناصرِ اربعہ سے بنے ہوئے انسان کے اندر جاگزیں کرنے کے لئے ایک معلّم، ایک مربی، ایک مزکّی کا ہونا لازمی امر ہے۔

کچھ اسی قسم کا دردِ دل لے کر ہمارے ایک صاحب دل حاجی محمد حسین صاحب نے یہ کتاب لکھی ہے جس کی جلد نمبر ا شائع ہو چکی ہے، اب یہ اس کی دوسری جلد ہے۔ اس جلد کی ضخامت بھی وہی ہے جو پہلی جلد کی تھی لیکن اس میں مضامین مزید شامل کئے گئے ہیں جو اصلاح حال کے ضمن میں قارئین کو بہت فائدہ پہنچا نے والے ہیں۔ مثلاً ہمیشہ باوضو رہنے کی فضیلت، قیامت کی منادی، خدا کا دربارِ عام، نماز کے فوائد، انسان اور نسیان، وسائل اور مسائل، مبتدی اور منتہی، سہولت و اعتدال، خواب ترقی میں رکاوٹ، محبت

Marfat.com

بزرگان، کثرت مال کا اثر، بُری عادتوں کی اصلاح، سخاوت اور بخل، کھانے میں ریاضت، امدادِ باہمی کے کرشمے، حرام کھانے والے سود کھانے والے، روگردانِ صلوٰۃ، نفس کی اقسام، چغل خوری، جھوٹی افواہیں ،قلب سلیم، بلا اجازت مٹی، مدارِ بیداری، مراقبہ کی تیاری، شوہر کی تسخیر اعترافِ تقصیر، علمی غیرت، عالی ہمت، نسبت طہارت، آخری نصیحت، شیخ کے ارشادات، انبیاء کی حیات، راہِ تفویض، راضی بقضاء، تعلق مع اللہ۔

غرض اس قسم کے سینکڑوں عنوانات ہیں، جن کی تفصیلات آپ کے ذوق مطالعہ اور شوقِ تزکیہ نفس کی بجا آوری کے لئے پیش خدمت ہیں۔ حاجی فقیر محمد حسین صاحب کے لئے دل سے دُعا نکل رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اس کوشش و کاوش کو ہمارے اور آپ کے لئے عمل کا نمونہ بنادے اور ہم یہ کہتے ہوئے دنیا سے جائیں لا الٰہ الا اللّٰہ محمّد الرسول اللّٰہ ، اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد انّ محمّداً عبدہ و رسولہ۔ اور ہمارے کان یہ سنتے ہوئے بند ہوں۔

یا ایتھا النفس المطمئنہ ارجعی الیٰ ربک راضیۃ مرضیہ فادخلی فی عبادی و ادخلی جنتی.

عبدالقیوم حقانی

صدر القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ

۴ رشعبان المعظم ۱۴۲۸ھ/۱۸ اگست ۲۰۰۷ء

Marfat.com

والله سُبحانہٗ وتعالیٰ

پیش لفظ

اس میں ذرہ برابر شک نہیں کہ موضوع تصوف پر بے شمار کتب موجود ہیں لیکن جیسے انسانی جسمانی ضروریات کے مطابق علوم طب کی کثیر کتب موجود ہونے کے باوجود نئی تصنیفات ہر دور میں لکھی گئی ہیں اسی طرح انسانی روحانی ضروریات اصلاح وتزکیہ جس کے بغیر انسانی جسمانی مقصد پورا ہونا ممکن نہیں کی جدید ضروریات پیش آتی رہتی ہیں اسی کے پیش نظر تصوف کی یہ کتاب ''تزکیہ نفس مع اصلاح حال'' جلد دوم جدید حالات اور خاص کر جدید تعلیم یافتہ حضرات ومستورات کے لئے ضرورت پیش آئی بوجہ بعد زمانہ اور نسیان آخرت صرف مادی ہی حاجات کے لئے توانائیاں صرف ہو رہی ہیں اور انسانیت کی اکثریت آخرت کی زندگی کی طرف سے غفلت میں پڑی ہے۔

نورِ اسلام نے اپنی شعاؤں سے حق وباطل معروف ومنکر عدل وظلم میں امتیاز پیدا کر دیا ہے ہر شخص کے لئے جس کو دیدہ بصیرت حاصل ہے اس کے لئے اب کوئی مشکل نہیں کہ وہ صراطِ مستقیم کی شاہراہ پر چل کر منزل حقیقت کا سراغ پالے لیکن اگر کوئی عقل کا اندھا کفر وطغیان کی گھاٹیوں میں ہی دھکے کھانا پسند کرے تو اس پر کوئی جبر نہیں۔ آفتاب کا کام یہ ہے کہ وہ اندھیرے کو دور کر دے اور دنیا کو روشنی سے معمور کر دے لیکن اگر کوئی چادر میں منہ چھپا کر بیٹھ جائے اور روشنی سے فائدہ اٹھانا پسند نہ کرے تو اس کی چادر کو کھینچ کر اتار پھینکنا آفتاب کا کام نہیں۔

انسان کی خوش بختی کا ایک بہت بڑا پہلو یہ ہے کہ قرآن مجید کے ذریعے اللہ تعالیٰ مخاطب ہے کسقدر قابل فخر ہے یہ اوج وبلندی اور عزت وشرف، مگر اس عظمت کا حقدار وہی ٹھہرتا ہے جو اپنے مالک کے پیغام سے واقف ہو اس کی حلاوت کو محسوس کرے اور اس کے مفہوم ومعانی کو سمجھے اور اپنے قلب میں جگہ دے کر اپنے عمل کو سنوار سکے اور اسمیں نکھار پیدا کر سکے اپنے آقا ومولا کے ساتھ محبت اور کریمانہ ہدایات کی لذت ونعمت اور راہنمائی کے حصول کے لئے محبت والوں کی صحبت کا حاصل ہونا از بس ضروری ہے۔ اور اس کے

Marfat.com

لئے سلف صالحین کے افکار ونظریات عقیدہ اور محدثین کے دور علمی کی خوشبوئیں رچی بسی ہوں اور جو توحید واتباع سنت کے وہ نمونے اپنے اندر سموئے ہوئے ہو جو دورِ صحابہ کی مقدس امانت ہیں جن کے لئے رائے پوری صوفیاء کی خانقاہوں میں حاضری ہے۔ان حضرات کی صحبت اٹھانے والا موجودہ دور کی رسمی دینداری سے بے زار اور دین کے راستہ میں تاویلات کے پھندوں کو اپنے گلے سے اتار پھینکتا ہے۔اور قرآن پاک کو اور حدیث نبویہ علیہ اسلام کو اکابر رائپوری کے عمل سے سمجھتا ہے چنانچہ اسی مقصد اور ضرورت کے لئے عرصہ دراز سے ایک آرزو ایک خواہش اور ایک تمنا کی صورت میں راقم کے سینے میں مچلتی دھڑکتی اور محسوس ہوتی رہتی تھی جس کو کتابی صورت میں جمع کر کے امت کے خوش نصیب سالکین کو ہدیہ کروں تاکہ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق بندہ تقویٰ کے مطلوبہ معیار پر پورا اترنے کی کوشش کر سکے جس کے بعد اللہ کی معرفت کا ذرہ نصیب ہونے کا راستہ صاف ہو سکے۔

احقر ناکارہ نے شائقین راہ حق اور عشاق راہِ طریقت کی ضرورت کے پیش نظر کتابی صورت میں عملی تصوف کی ترتیب سے تیار مجموعہ کی ضرورت محسوس کی اور زبدۃ العارفین حضرت مولانا عبدالرحمٰن رائپوریؒ کے مشورہ سے بکھرے ہوئے باطنی اصلاح کے قیمتی نسخہ جات کو جمع کر کے ترتیب دینا شروع کیا جو اصل میں اکابر صوفیا حضرات کی مستند تصنیفات کا مختصر اور ضرورت کے مطابق نچوڑ ہے۔جس کو تزکیہ نفس مع اصلاح حال جلد دوم کا نام دے کر طباعت کے ارادہ کی بمشاورت حضرت مولانا العلامہ عبدالقیوم حقانی صاحب مدظلہ مہتمم جامعہ ابوہریرہ خالق آباد نوشہرہ سے ہوئی جو احقر کے قدیم محسن بزرگ ہیں اللہ تعالیٰ حضرات علماء کو جزائے خیر سے نوازیں اور عافیت کے ساتھ تاحیات دین متین کی خدمت میں بمعہ اہل کے مصروف رکھیں اس کے علاوہ ابتدائی کمپوزنگ کے لئے بندہ نے خطیب راولپنڈی خوش بیان صاحب علم واعظ حضرت مولانا محبوب الرحمٰن قریشی صاحب دامت برکاتھم العالیہ سے مشورہ کیا اور ساتھ ہی کتاب ''تزکیہ نفس'' کی جلد اوّل جو سالکین کے ہاتھوں میں گذشتہ چند سالوں سے ہے ہدیہ کر کے تعارف کرایا حضرت مولانا مدظلہ کو حق تعالیٰ خیر و برکت دینی و دنیوی سے نوازیں باوجو اپنی جمعیت کی مصروفیات کے کمپوزنگ کے کام کی نگرانی کی ذمہ داری کو قبول فرما کر ہم کمزوروں پر احسان فرمایا اور بڑی خوبی سے نبھایا اللہ تعالیٰ معاون علماء

Marfat.com

حضرات کو دونوں جہانوں کی خیر و برکات کے ساتھ اپنا قرب نصیب فرمائیں آمین۔

اس کے ساتھ ہی احقر کے ساتھی اور کتاب ''تزکیہ نفس'' جلد اوّل وقف کے ناظم اور خزانچی جناب قاری کاشف رشید مدظلہ نے محض رضائے الٰہی کے لئے کتاب کے کام میں معاونت فرمائی اللہ کریم معاونین حضرات کو اجر عظیم عطا فرمائے حق تعالیٰ سے دعا و التجا ہے کہ کتاب ''تزکیہ نفس معہ اصلاحِ حال جلد دوم'' کو دورِ حاضر کے لئے باعثِ رشد و ہدایت بناوے اور اس کاوش علمی وفکری کو قبول فرما کر اس کام میں حصہ لینے والے تمام افراد کو جزائے خیر سے نوازیں اور احقر کے آباؤ اجداد کے لئے خیرات جاریہ کا واسطہ، وسیلہ اور ایصال ثواب کے طور پر سرمایہ نجات آخرت بنا دیجئے (آمین یارب العالمین)

خدائے تعالیٰ نے انسان کی ایک فطرت بنائی جس کے ذریعہ سب کے حقوق پہچاننے اور ادا کرنے میں آسانی ہو لہٰذا یہ ضروری ہے کہ عقل اور فطرت کے مطابق اچھے کاموں سے خدائے تعالیٰ خوش ہوں اور اس کے خلاف کرنے سے ناراض ہوں جس بات سے اور کام سے وہ خوش ہوں وہ عبادت اور طاعت ہے اور جس سے وہ ناراض ہوں وہی گناہ اور نافرمانی ہے اس سے ثابت ہوا کہ عبادت وہی ہوسکتی ہے جو عقل و فطرت کے خلاف نہ ہو۔ جو چیز عقل وفطرت کے خلاف ہو وہ عبادت نہیں ہوسکتی، انسان کی تخلیق کا مقصد ہی وظائف بندگی کی ادائیگی اور حصول فناء نیستی ہے جو حاصل ہے اللہ کی معرفت کا جس کے لئے عقل سلیم اور پاک صاف انسانی فطرت کے ساتھ کسی صاحب دل اللہ والے کی صحبت اور نگرانی میں رہ کر مجاہدات اور ریاضات کی مشقت اٹھانے سے راستہ نظر آتا ہے اس کام کی ذمہ داری صوفیاء حضرات نے اٹھائی ہے اور یہ حضرات غیب دان نہیں ہوتے بلکہ عیب دان ہوتے ہیں جو شخص اپنی حالت لکھ کر یا زبانی بالمشافہ اصلاح چاہے گا اس کی اصلاح کر سکتے ہیں۔ بس طلب شرط ہے کہ یہ حضرات طالب صادق سے دریغ نہیں کرتے اور غیر طالب کو منہ نہیں لگاتے اس زیرِ نظر کتاب میں اسی ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کی گئی ہے حق تعالیٰ دستگیری فرمائیں اور قبول فرمائیں۔ (آمین)

تین حق مرشد کے ہیں تو یاد رکھ

اعتقاد۔ اعتماد۔ وانقیاد (تھانویؒ)

Marfat.com

اس فانی دنیا میں آنے والے کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو آتے ہیں تو اپنے ساتھ ایک مقصد ایک مشن اور ایک نصب العین لے کر آتے ہیں۔ ان کی زندگی کا لمحہ لمحہ اس لائے ہوئے مشن اور اعلیٰ مقصد کے لئے وقف ہوتا ہے جب وہ دم واپسین واپس جاتے ہیں تو اپنے ساتھ اپنے مشن کی علم برداری کے لئے ایک دو فرد نہیں بلکہ ایک مضبوط جماعت اپنے پیچھے چھوڑ کر جاتے ہیں وہ جاتے ہیں مگر اپنے مشن و نصب العین کو لاوارث کر کے نہیں جاتے وہ مرتے ہیں ان کی موت کے ساتھ ان کا مشن نہیں مرتا وہ زندہ اور قائم رہتا ہے۔ یہی ان کی کامیابی اور یہی ان کی بقاء ہے رائے پوری حضرات اور ان کے متبعین اپنے با مقصد اور بامراد صوفیاء میں سے ہیں۔ ان حضرات کا ایک مقصد تھا اور ہے۔ اصلاح باطن تزکیہ نفس اور حق راہ کی حفاظت یا یوں کہیے کہ کتاب وسنت کے مطابق اصلاح حال۔ بس ان حضرات کی دل سوزی اور محنت، مشقت الحمد للہ رنگ لائی جس کی برکت سے رائے پوری خانقاہیں اللہ اللہ کی آواز سے آباد ہیں۔ اللہ کریم رحمان ورحیم سے ہم گناہگار پُر امید ہیں اس ذات کریم نے اپنی رحیمی وکریمی کے صدقے ان حضرات پر اپنا فضل فرمایا ہوگا کریم اپنے فضل وکرم سے اکابر کی کمزوریوں سے درگزر فرمائیں اور درجات بلند فرما کر اپنا قرب نصیب فرمائیں۔ (آمین)

اس مختصر تحریر سے مقصود اہل اللہ صوفیاء حضرات کی یادوں کو تازہ کرنا ہے ممکن ہے اس کو پڑھ کر کسی کی زندگی سنور جائے اور تحریر بمعہ کتاب میں اکابر صوفیاء حضرات کی تصانیف میں سے منتخب شدہ مضامین جو محض شائقین سالکین کے نفع کے لئے جمع کر کے ترتیب دیئے ہیں۔ احقر ناکارہ کے لئے باعثِ نجات اُخروی کا ذریعہ اور دنیا میں اپنے رب تعالیٰ کی محبت کا سبب بن جائے۔

رائے پوری سلسلہ کے شیخ اور احقر حقیر کے مربی زبدۃ العارفین حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحبؒ (شاہپوری'') ثم رائے پوری جو ابھی موجودہ دور کے بزرگوں میں سے اس دارِ فانی سے رخصت ہونے والے آخری بزرگ ہیں جو ہجری ۱۴۲۵ شعبان المبارک کی انیسویں اور بیسویں کی درمیانی شب کو اچانک دل کا دورہ پڑنے سے اپنے مالکِ حقیقی کو جا ملے انا للہ وَ انا الیہ راجعوْن ہ ان کے پسماندگان کو اللہ تعالیٰ صبرِ جمیل عطا فرمائیں اور عافیت کے ساتھ ان کے نقشِ قدم پر چلنا نصیب فرمائیں۔

Marfat.com

آمد و رفت کی سہولت اور چھاپنے کی آسانی نے ہمارے اسلاف کے علمی دفینوں کو کھود کھود کر بر سرِ بازار لگا دیا ہے یہ کتاب جو اس وقت آپ کے ہاتھ میں موجود ہے یعنی "تزکیہ نفس مع اصلاح حال" جلد دوم اسی کوشش کا نتیجہ ہے۔ رائے پوری سلسلہ کے بزرگوں کے احسانات اور اللہ کی اس نعمت کا کس طرح شکر ادا کروں کہ آج اس کتاب کی تیاری پر حق تعالیٰ کے شکر اور حمد و ثناء سے دل ہشاش بشاش ہے کہ ایک کمزور اور تہی دست علم و عمل بندہ کی غیب سے مدد فرمائی اور معاونین حضرات کے دلوں کو ادھر مائل فرمایا جس سے یہ کام احقر ناکارہ کے لئے آسان ہوا اور اس کام کے لئے حوصلہ افزائی کی ابتدا حضرت علامہ مولانا عبد القیوم حقانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے فرمائی اللہ کریم ان کی عمر میں عافیت کے ساتھ برکت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اکابر کی روحوں کو شاد و آباد رکھے کہ ان کے ذریعے مسلمانوں کو اصلاح باطن کی توفیق نصیب ہوئی۔ یا اللہ ہمارے ان اکابر کو اپنے لطف و کرم سے اس محنت کے اُخروی اجر سے محروم نہ فرما اور ان کے ایمانی اوصاف کے ورثہ سے ہم کو محروم نہ رکھیو۔ یہ کتاب سالکین راہِ حق کے لئے ایک تحفہ روحانی ہے لہذا اس کے مطالعہ میں تغافل اور سست کاری ایک جُرم ہوگا خصوصاً کالجوں اور یونیورسٹی کے نئے تعلیم یافتہ نوجوانوں اور خواتین کے خیالات کو سدھارنے کے لئے ایک نعمت ہے کہ زمانہ کے حالات اور دنیا کے واقعات میں جو تبدیلی ہو رہی ہے اس کی ضرورت اس کتاب کے مضامین میں کسی حد تک پوری ہوتی نظر آتی ہے۔ بشرطیکہ قاری پوری توجہ سے اور اپنے آپ کو ضرورت مند سمجھتے ہوئے مطالعہ کرے اور سعی و عمل کے لئے جدوجہد سالک کے منصب کا ایک بہت بڑا فرض ہے۔ جس کے لئے کثرتِ ذکر اور صحبتِ شیخ ضروری ہے۔ عقیدہ اور عبادت کی درستی اور دوسری مذہبی نیکیوں کے لئے دین کا معمولی علم کافی ہے۔ یعنی ہر سالک کو بجائے خود بڑا عالم ہونا ضروری نہیں۔ علم حق و باطل کی تمیز بتانے کے لئے ضروری ہے لیکن محض حق و باطل کی تمیز سے آپ کامیاب نہیں ہو سکتے بلکہ زمانہ کے حالات کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ پیدا ہو اور اپنی محنت و سعی اور جانفشانی سے اپنے لئے دنیا میں پوزیشن حاصل کریں جس کے لئے ذاتی تزکیہ نفس اور روحانی صفائی کو ضروری سمجھیں جو مجاہدات زہد و تقویٰ کی عملی مشق شیخ کی صحبت میں رہ کر حاصل ہو سکتی ہے۔ کیونکہ انسان کو صرف دشمنوں ہی سے بچنے کی ضرورت نہیں۔ احباب کی کثرت بھی تضیع اوقات اور غفلت عن اللہ کا موجب بنتی ہے۔

Marfat.com

بڑے وثوق سے دنیا فریب دیتی ہے
بڑے خلوص سے ہم اعتبار کرتے ہیں

اس کتاب میں اکابرو اسلاف کی قیمتی ظاہری وباطنی علمی کاوشوں کے ذخیرہ میں سے منتخب مضامین ترتیب دیئے گئے ہیں کہ جدید دور کے حق پرستی کے شائقین رضائے مولا کے طریق زندگی کو اختیار کر کے اپنی دنیاو آخرت کوسدھارلیں اورنفس وشیطان کے مکروفریب کے جال سے اپنی اور اپنے اہل وعیال کی حفاظت کرسکیں اورامت کے لئے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ذمہ داری ادا کرسکیں کتاب منتہی سالک کے لئے انشاء اللہ باطنی اصلاح اورترقی کے زینہ کے لئے تکمیل کا کام دے گی اوردنیامیں اللہ تعالیٰ کی مرضیات اورحضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں زندگی گزارنے کے لئے رہنمائی شیخ کی صحبت کے ساتھ کرے گی۔انسان کودنیا سے اپنا حصہ نہ بھولنا چاہیے یعنی اپنے حصے کا کھا، پی، پہن اورزائد مال سے آخرت کمائے۔دنیا سے آخرت کوبہتر وہی جانتے ہیں جن سے محنت سہی جاتی ہے۔اوربے صبر لوگ حرص کے مارے دنیا کی آرزو پرگرتے ہیں۔نادان آدمی دنیادار کی آسودگی کو جانتا ہے اور کہتا ہے اس کی بڑی قسمت ہے دنیامیں ماں باپ سے زیادہ حق کسی کانہیں لیکن اللہ کا حق ان سے زیادہ ہے یعنی ماں باپ کی خاطر دین نہ چھوڑنا چاہیے۔

کتاب کے قاری کواکابر رائے پوری سے کتابی صورت میں زیارت وملاقات کا کچھ حصہ نصیب ہوگا اوراستفادہ صحبت بھی اورسیرت واخلاق کے ساتھ ایمان افروز مناظر بھی ملیں گے انشاء اللہ حق تعالیٰ اس کتاب ”تزکیہ نفس مع اصلاح حال“ جلد دوم کوبھی اپنی بارگاہ میں قبول فرما کراصلاح کلی کے شائقین کے لئے انفع بنادیں (آمین) کتاب کے مضامین کونقل کرنے میں جوکچھ صحیح ہے۔وہ فیض بزرگوں کا ہے۔اور جوغلط ہے وہ اس ناکارہ تہی دست علم وعمل کی اصل قابلیت ہے۔

اہل اللہ علماء حضرات کی مستند تصانیف کی عرصہ دراز کی ورق گردانی کے نتیجہ میں حاصل شدہ جواہر پارے اس کتاب کا حصہ بنے جوگرانقدر نسخہ جات تزکیہ نفس کے لئے اس کتاب کامغز ہیں قارئین کے قلب کوکتاب کے اصل موضوع کی طرف توجہ کرانے کے لئے مقدمہ کتاب ضروری تھا جوحسب ارشاد حضرت

Marfat.com

مولانا محبوب الرحمٰن قریشی صاحب مدظلہ' کے کتاب کی جان ہوتا ہے حضرت مولانا راولپنڈی کے عظیم صاحب علم خطیب ہیں۔اور جامع مسجد مریڑ حسن (پٹھانوں والی) کے نمازیوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں۔احقر ناکارہ نے کتاب کے مقدمہ لکھنے کا ذکر کیا۔حضرت مولانا کو حق تعالیٰ جزائے خیر سے نوازیں بڑی فراخدلی سے فرمایا کتاب ''تزکیہ نفس'' صوفیانہ مزاج کی ہے اور میں ''صوفی نہیں ہوں'' جو دین کے کام میں انتہائی صفائی سے بات کرنے کی دلیل ہے۔اللہ کریم ان کو اس میں برکت و استقامت بخشیں۔ علماء حضرات عموماً دین کے کسی شعبے کی اپنے اندر نفی کا اظہار اپنی ہتک سمجھتے ہیں۔

کچھ دنوں کے بعد ملاقات ہونے پر حضرت مولانا قاضی ارشد الحسینی صاحب مدظلہ' کا ذکر فرمایا کہ مقدمہ تحریر کرنے کیلئے حضرت قاضی صاحب مدظلہ' سے درخواست کرنی چاہیے اسی گفتگو کے دوران معلوم ہوا کہ حضرت موصوف کا مولانا حقانی صاحب سے بڑا قریبی تعلق ہے۔اس لئے احقر ناکارہ نے یہ معاملہ حضرت علامہ حقانی صاحب مدظلہ' کے سپرد کر دیا کہ جس طرح مناسب سمجھیں اس ضرورت کو پورا فرمالیں۔ حضرت العلامہ مولانا عبد القیوم حقانی صاحب مدظلہ' نے حالات اور حضرت پیر طریقت قاضی صاحب مدظلہ' کی مصروفیات کا جائزہ لگا کر اس کام کو خود ہی مکمل کرنا مناسب سمجھا۔اور باوجود کثرت اسفار اور تدریسی مصروفیات کے ساتھ تصنیفات کے اشغال کے باوجود ہم کمزوروں پر احسان فرمایا۔اور مقدمہ کتاب کی بابرکت تحریر سے نوازا جس سے کتاب کی ہر قسم کی زینت میں اضافہ فرمایا۔

اللہ کریم اپنے خاص خزانہ رحمت سے مالامال فرمائیں۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء

احقر حقیر کو ایک موقعہ پر کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار اپنی ضرورت کے لئے جانا ہوا محترم بابا جی عبد الشکور امیر کتب خانہ کی زیارت کے ساتھ محترم جناب مولانا ریاض محمد صاحب مفتی دار الافتاء تعلیم القرآن سے ملاقات ہوئی اور کتاب ''تزکیہ نفس مع اصلاح حال'' کا کچھ مختصر ساذکر ہوا پھر دوسرے موقعہ پر مجھے ایک فتویٰ کے لئے دار الافتاء میں حاضر ہونا پڑا۔اس موقعہ پر محترم جناب مفتی صاحب مدظلہ' کے ساتھ دار الافتاء کی زیارت نصیب ہوئی جس میں طالب علم حضرات سر جھکائے اپنے اسباق میں مصروف تھے۔ احقر نے اپنی ضرورت کے ساتھ ''تزکیہ نفس'' جلد دوم کی تیاری کا ذکر کیا اور اس کے ساتھ ہی تقریظ لکھنے کی

Marfat.com

ضرورت ظاہر کی۔ جناب مفتی صاحب مدظلہٗ نے بڑی خوشی سے لکھنے کے لئے ارادہ ظاہر فرمایا اور احقر نے اگلے ہی دن کتاب کا مسودہ لا کر حضرت کو دے دیا۔ چنانچہ تھوڑے ہی دنوں کے بعد یہ ناکارہ جب دارالافتاء میں حاضر ہوا تو تحریر تیار پائی۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کو صحت تندرستی اور عافیت کے ساتھ دونوں جہان کی کامیابیاں عطا فرمائیں۔ اور علمی و عملی کمالات میں ترقی و استقامت نصیب فرمائیں کتاب کے بارے جو الفاظ عنایت فرمائے ہیں۔ بڑے مضبوط معنی خیز اور بیش بہا گراں قدر فوائد کے ساتھ مزین ہیں کہ قاری کتاب میں مضامین کا لُبِ لباب الحمدللہ تقریظ میں ہی پائے گا انشاء اللہ محترم مفتی صاحب کیلئے ہر بُن مُو سے دعا نکلتی ہے کہ باری تعالیٰ ان کی حیات نافعہ کو دین عالی کی خدمت جلیلہ کے لئے عافیت سے رکھیں اور ہر قسم کی راحتوں سے نوازیں۔ (آمین)

الحمدُ للہ ثُم الحمد اکابر رائے پوری مشائخ نے جس اصلاح باطن کے مشن کیلئے اپنی حیات مبارکہ کو وقف کر رکھا تھا اس دارِ فانی سے رخصت ہونے سے پہلے اس ذمہ داری کو اپنے متعین کو سونپ گئے اسی علم الحسان اور تصوف کے کام کیلئے احقر ناکارہ اپنی بساط اور استعداد کے مطابق مشائخ کے نقش قدم کو نگاہ میں رکھتے ہوئے قرآن وسنت مبارکہ کی روشنی میں حضرت سید میر گوہر علی شاہ صاحب رحم اللہ کے حجرہ قدیم کشمیری بازار میں اُن کے صاحبزادگان کے تعاون سے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ایک وقت تک جاری رکھا اس میں ذاکرین کا اکرام اور حجرہ کو ہر لحاظ سے مجالس ذکر کیلئے تیار رکھنا جناب سید راغب الٰہی کیلئے سعادت کا ذریعہ بنا رہا حق تعالیٰ انکی اس کاوش وقربانی کو قبول فرما کر اپنی رضا والی حیات نصیب فرمائیں۔ پھر حضرت سید میر گوہر علی شاہ صاحب رحم اللہ کے وصال کے بعد جائیداد حضرت رحمتہ اللہ کے ورثا میں تقسیم ہوگئی جسکو بعد میں سید صاحبؒ کے پوتے نے خرید لیا اور مارکیٹ کی صورت میں تبدیل کر دیا عمارت کی تعمیر شروع کرنے سے پہلے اُس نے وعدہ کیا کہ بلڈنگ کے درمیان میں حال جیسا بڑا کمرہ بنائیں گے اُس میں ذکر کیلئے جگہ دوں گا۔ تعمیر مکمل ہونے کے بعد اپنا وعدہ پورا کرنے میں ٹال مٹول سے کام لینے لگا اور آخر کار مورخہ ۲۳ شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ بروز جمعہ بعد ذکر ایک ساتھی کو فون کر کے بتایا کہ آئندہ جمعہ یہاں ذکر نہیں ہوگا۔ اس کے بعد ذکر مکان نمبر 239 مریڑ حسن میں شروع ہوا اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے خطیب راولپنڈی حضرت مولانا

Marfat.com

محبوب الرحمٰن قریشی صاحب دامت برکاتہم العالیٰ کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ اگر ذکر جامعہ مسجد صدیقیہ کی اوپر والی منزل میں ہو تو یہ بہت مناسب جگہ ہے چنانچہ اُس سے اگلے ہی جمعہ کو ذکر اپنے معمول کے مطابق صدیقیہ مسجد کی اوپر والی منزل پر ہونے لگا اللہ کریم دونوں جہاں کی برکات سے حضرت مولانا کو نوازیں اور جزائے خیر سے مالا مال فرمائیں۔اس طرح سے رائے پوری سلسلے کی اس خانقاہ کے ذاکرین کو اللہ مالک حقیقی نے اللہ اللہ کرنے کیلئے مسجد کی جگہ مہیا فرمائی (الحمدللہ علی ذالک)۔

اسال اللہ العفو و العافیۃ و المعافاۃ الدنیا و الآخرۃ

ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی اور تکالیف دنیا و آخرت سے عافیت طلب کرتا ہوں

(احقر ناکارہ محمد حسین عفاء اللہ عنہ)

مکان نمبر ۲۳۹ نزد ایف۔جی۔سیکنڈری سکول مریڑ حسن راولپنڈی

Marfat.com

مسدس خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ

بہرِ غفلت یہ تیری ہستی نہیں
دیکھ جنت اس قدر سستی نہیں
رہ گزر دنیا ہے یہ بستی نہیں
جائے عیش و عشرت و مستی نہیں
یادِ حق دنیا میں صبح و شام کر
جس لئے آیا ہے تو وہ کام کر

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے
مال و دولت کا بڑھانا ہے عبث
زائد از حاجت کمانا ہے عبث
دل کا دنیا سے لگانا ہے عبث
رہ گزر کو گھر بنانا ہے عبث

عیش و عشرت کیلئے انسان نہیں
یاد رکھ تو بندہ ہے مہمان نہیں
غفلت و مستی تجھے شایاں نہیں
بندگی کر تو اگر نادان نہیں
حسنِ ظاہر پر اگر تو جائے گا
عالمِ فانی سے دھوکا کھائے گا
یہ منقش سانپ ہے ڈس جائے گا
رہ نہ غافل یاد رکھ پچھتائے گا

Marfat.com

بیعت سنت ہے

چونکہ اصلاح فرض ہے اس لئے مصلح سے اصلاحی تعلق کرنا فرض ہے کہ فرض کا موقوف علیہ بھی فرض ہوتا ہے کسی اللہ والے سے تعلق کسی درجہ کا بھی ہو فائدہ سے خالی نہیں مگر نفع کامل اسی وقت ہوتا ہے جب اتباع اور فرماں برداری کا تعلق ہو۔ شیخ کی تعلیمات پر عمل کرنے کی ہر محنت کو خوب شوق سے قبول کرے اور محنت سے نہ گھبراوے کہ والذین جاھدوا فینا۔ الایہ کے بغیر دروازہ نہیں کھلتا۔ مرشد کامل کے ساتھ عقیدت و محبت و خدمت کا اہتمام بھی ضروری ہے کہ وہ محبوب حقیقی تک پہنچانے کا وسیلہ ہوتا ہے۔

بعض اہل علم نے ان علمائے کاملین سے سوال کیا کہ آپ حضرت حاجی صاحب کے پاس کیوں گئے جبکہ آپ کا ہر فرد خود بحر العلوم ہے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ہم لوگوں نے مدارس میں دین کی مٹھائیوں کی صرف فہرست پڑھی تھی اور حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کھانے گئے تھے صرف علوم ظاہرہ کو کافی سمجھنا ایسا ہی ہے جیسے کہ فہرست میں مٹھائیوں کی اقسام پڑھ لی جاویں انجام کار یہ ہوتا ہے کہ خود بھی بے کیف اور دوسروں کو بھی بے کیف رکھتے ہیں۔ ان سے کیا دین چمکے گا۔ ارے کچھ دن کسی اللہ والے کی جوتیاں سیدھی کرلو۔ پھر دیکھو کہ ان علوم میں کیسی روح پیدا ہو جاتی ہے جو تمہیں بھی زندہ کردیگی اور بہت سے مردہ قلوب تمہاری محبت سے حقیقی حیات سے مشرف ہوں گے۔

قال را بگذار مردِ حال شو　　　پیش مردِ کاملے پامال شو

چند دن احساس علم اور پندار علم کو فنا کردو اور بالکل خالی الذہن ہو کر کسی مرد کامل کے سامنے اپنے کو فناء کردو پھر صاحب حال بن جاؤ گے۔

ابھی تو ایمان تقلیدی ہے پھر ایمان تحقیقی نصیب ہوگا یہ عالم برائے قیل و قال نہیں ہے برائے وجد و حال ہے چند دن تجربہ ہی کیلئے کسی اللہ والے کے پاس رہ لو۔ پھر خود ہی دل بزبان حال کہے گا۔

چسکا ہے جام کا شغل ہے صبح و شام کا
اب میں تمہارے کام کا ہمنفس رہا نہیں

Marfat.com

پس عاقل وہ ہے جو حق تعالیٰ کی رضاء جوئی میں جلتا ہے اور اسی میں مرتا ہے اور بیوقوف وہ ہے جو خود سراپا محتاج ومحکوم غلام ہونے کے باوجود اپنے بااختیار مولا کو ناراض کئے ہو اسی لئے حضرت حکیم محمد اختر صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ احمقائے زمانہ کون ہیں؟ فسقائے زمانہ اور عقلائے زمانہ کون ہیں؟ اتقیائے زمانہ، ہمیشہ بھلی راہ پر اہل عقل چلتے ہیں اور ناداں بری راہ پر۔ حضرت عارف رومیؒ اسی لئے فرماتے ہیں کہ ایسی عقل جو خدا شناس نہ ہو اور فکر معاد سے غافل مثل بہائم ہر وقت فکر معاش میں مصروف ہو ایسی عقل سے تو جاہل ہی رہنا بہتر ہے اور وہ دیوانگی بہت کام کی ہے جو اغیار سے بیگانہ اور محبوب کا دیوانہ بنادے جو عقل کہ محبوب حقیقی حق تعالیٰ کی راہ میں حجاب ہو یعنی ہر وقت کھانا کھانے اور سونے میں مشغول رکھے اور اسی کو زندگی کا حاصل بنا کر بہائم کے مشابہہ بنادے وہ عقل اسی قابل ہے کہ اس کے سر پر خاک ڈالی جاوے۔

اہل دنیا بنگلوں اور کاروں اور شراب وکباب کے باوجود ہر وقت اپنے ماتھے پر افکار کی لاتیں کھاتے رہتے ہیں۔ اور بالآخر عاجز اور تنگ آ کر نشہ اور مشروبات سے اس درد کو غلط کرنے کی کوشش کرتے ہیں مگر جب نشہ اترتا ہے تو درد میں دگنا اضافہ محسوس ہوتا ہے کیونکہ غلط علاج تھا۔ درد کا علاج احساس درد کو مفلوج اور سن کرنا نہیں ہے بلکہ درد کے سبب کا ازالہ ہے انجام کار مصائب سے اور افکار کی لاتیں کھاتے کھاتے ایک دن دم توڑ دیتے ہیں۔ یا خودکشی کر کے حرام موت مرجاتے ہیں۔ (مثنوی ۲/۵۹۱)

سالک راہِ حق نے نفس کی غلامی کا طوق گلے سے اتار پھینکا ہے اور غفلت ونفس پرستی سے توبہ کر لی ہے اور حق تعالیٰ کی عنایت سے مردہ زندگی پھر دیوانہ وار محبوب حقیقی کے لئے بے چین ہوگئی ہے۔ اس کے لئے شیخ نفس کش کا دامن مضبوط پکڑو اور یہ مضبوط پکڑنے کی قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ کبھی شیخ اصلاح کے لئے عتاب وغضب کا بھی معاملا کرتا ہے ایسے وقت میں اگر تعلق کمزور ہوگا تو پُر کینہ ہو کر بھاگ جاؤ گے۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ وَاَهْلِيْ وَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ (حدیث)

ترجمہ: اے اللہ کر دے اپنی محبت زیاد محبوب مجھے میری جان سے اور اہل وعیال سے اور ٹھنڈے پانی سے

83985

Marfat.com

بیعت وسلوک

احکام اسلام کا نام شریعت ہے اور ان احکام پر چلنے گویا اپنے اندر ان احکام کو عملی جامہ سے زینت دینے کو طریقت کہتے ہیں۔ شریعت سے تعمیر ظاہر ہوتی ہے۔ اور طریقت سے تعمیر باطن اسی تعمیر ظاہر و باطن کو تزکیہ واحسان سے تعبیر کرتے ہیں۔ جو دین کے اندر مطلوب و مقصود ہے۔ اس مقصود کے حصول کے لئے بیعت وسلوک کا طریقہ اپنایا جاتا ہے۔ جو شروع سے چلا آرہا ہے۔

مذہب متواتر راستہ ہے:

مذاہب اربعہ سنت کے راستے ہیں جس طرح ملک کے راستوں کو توڑنے والا ملک دشمن ہے۔ اسی طرح مذاہب اربعہ سنت کے راستوں کو توڑنے والا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ہے۔ مذہب حنفی عمل متواتر مسائل کا نام ہے۔ مذہب حنفی (مسلک) منزل محمدی ہے صلی اللہ علیہ وسلم جو راستہ سے ہٹے پولیس اس کو آوارہ گرد کہتی ہے ہم غیر مقلد کہتے ہیں (الخیر ص ۱۷۳)

اہل سنت والجماعت حنفی نام میں بڑی جامعیت ہے۔ ادلہ اربعہ ہیں۔ کتاب اللہ، سنت رسول اللہؐ۔ اجماع۔ قیاس، سنت میں علم قرآن کا، نمونہ عمل نبیؐ ذی شان کا، والجماعت میں جماعت، حنفی میں قیاس۔ پس اس نام پاک میں ادلہ اربعہ پر ایمان و عمل کا اظہار ہے۔

کلمہ طیبہ کے انوار:

حضرت ابن عطاؒ فرماتے ہیں کہ کلمہ طیبہ کے ذاکر کو تین نور عطا ہوتے ہیں (۱) نورِ ہدایت (۲) نور کفایت اور (۳) نور عنایت۔

(۱) نورِ ہدایت کے نصیبہ کی وجہ سے شرک کی ظلمت و تاریکی کو نکال لیا گیا ہے۔

(۲) نورِ کفایت کا فیضان ہر قسم کے گناہ کبیرہ سے فحش باتوں سے حفاظت کا ذریعہ بنتا ہے۔

Marfat.com

(۳) نورِ عنایت سے جس کو نوازا گیا وہ فاسد خطروں اور اہل غفلت جیسی حرکتوں سے مامون رہا پہلے نور والے ذاکر لسانی ہیں۔ ان کا قلب ابھی متاثر و حاضر نہیں ہوتا۔ دوسرا نور ذاکر قلب کا حصہ ہے اور تیسرا نور ان مقدر والوں کا ہے جو کسی وقت بھی اپنے رب کو نہیں بھولتے یعنی ان کا قلب تعلقات اغیار کی میل اور حسد۔ بغض۔ ریا کی غلاظتوں سے پاک صاف اور نظر الٰہی کے انوار کا حامل ہوتا ہے۔ عام دنیا دار اپنے چہرے یعنی صورت کو تو صابن سے صاف کرتے ہیں پوڈر لگاتے ہیں کہ مخلوق دیکھے اور قلب جو محل ہے نظر الٰہی کا اس میں تعلقات اغیار بھرے ہوں اور باطنی امراض مثل دنیا کی محبت عجب کینہ۔ نفاق اور ریا کی غلاظت بھری پڑی ہو تو پھر دنیا کی راحت اور سکون کیسے نصیب ہو۔ یہ راحت اور تسکین قلب کثرتِ ذکر اور اللہ والوں کی صحبت سے نصیب ہوتی ہے۔ اس کے لئے ارشاد فرمایا: اِن اللہ لا ینظر الیٰ صور کم و لکن ینظر الی قلوبکم و اعمالکم یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں پر نظر نہیں فرماتے بلکہ اعمال و قلوب کو دیکھتے ہیں ذکر کا اثر بناوٹ کو تو بالکل ہی اڑا دیتا ہے ایک مولوی صاحب نے فرمایا جمال کو پسند فرمایا گیا ہے اور فرمایا اللہ جمیل ہیں۔ جمال کو پسند کرتے ہیں تو وہ درویش جو مولوی صاحب کی گفتگو سن رہے تھے فرمایا یہ سب کچھ اسی وقت تک ہے جب تک حقیقت منکشف نہیں ہوتی اور جب حقیقت منکشف ہو جائے گی تو اللہ جمیل و یحب الجمال سے استدلال رکھا رہ جائے گا اور سب کچھ بھول جائے گا۔ بہر حال یہ نشہ دین کے متلاشی لوگوں کے لئے جو ہر نایاب ہے نہایت ذوق شوق سے ذکر الٰہی میں مشغول رہیے۔

یہ شکوہ بے وفائی کا یہ رونا کج ادائی کا
سزا ہے دل لگانے کی مزا ہے آشنائی کا
(مجذوبؒ)

اور اکثر صاحب علم حضرات اس کشمکش کی اس منزل میں ہیں جس میں علوم ظاہری دل کی تسکین کا باعث نہیں بنتے حقیقت علم اتباع سنت ہے۔ کتابیں جتنی بھی پڑھی ہوں عمل والی زندگی صوفیاء حضرات کی صحبت سے نصیب ہوتی ہے۔ بس بھائی اصل چیز تو یہی ہے کہ ہم گندے ہیں اور ہمیں صفائی کی ضرورت

Marfat.com

ہے جب تک یہ جذبہ زندہ رہے گا صفائے قلب حاصل ہوتی رہے گی۔ جس دن اپنی صفائی کا یقین آ گیا یا گمان ہو گیا۔ اسی دن باطنی ترقی رُک جائے گی اور آہستہ آہستہ یہ سلسلہ ہی منقطع ہو جائے گا۔ کام بسہولت کریں طالبین کے لئے حسب ضرورت آرام کو مقدم رکھیں اور جتنا بآسانی ہو سکے اتنا کریں۔ لیکن ہم نے مشائخ کو دیکھا وہ اپنے لئے خاص کر طالبین کے عمل کے خلاف کرتے یعنی شیخ کا خود یہ عمل ہوتا کہ کام مقدم اور آرام مؤخر۔

اللہ کی معرفت اور محبت

جس کو اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ذرہ نصیب ہو گیا اس کو دنیا کے دھندوں کی فرصت نہیں ہوتی۔ دنیا کے لڑائی جھگڑے اسے ہی زیبا ہیں جسے دوست کا مشغلہ نہ ہو یہ اثر تو معرفت کا ہے کہ عارف یہ دیکھتا ہے کہ میرے ساتھ جو معاملہ پیش آیا ہے۔ یہ واحد حقیقی کے تصرف سے ظاہر ہوا ہے۔ زید۔ عمر واسطہ محض ہیں۔ اور محبت سے یہ ہوتا ہے کہ اس واقعہ کی ناگواری اُٹھ جاتی ہے۔ اس لئے معرفت و محبت دونوں ہی کی ضرورت ہے کیونکہ نری معرفت ہی ہو محبت نہ ہو تو سب سے زیادہ ہلاکت میں ایسا عارف ہی ڈوبے گا کہ واقعہ ناخوشگوار پر حق تعالیٰ کی طرف نسبت ہونے کے سبب خدا کی شکایت کر بیٹھے گا۔ تو نری معرفت ہلاکت ہے۔ اہلِ اللہ کی صحبت میں بفضل تعالیٰ دونوں باتیں میسر ہو جاتی ہیں۔ (ص ۹۸) معرفت بھی محبت بھی اس کا یہ اثر ہو گا کہ جو واقعہ خلاف طبع پیش آئے گا معرفت کے سبب خلق سے ناگواری نہ ہو گی کہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ منجانب اللہ ہے۔ اور محبت حق کے سبب خالق سے ناگواری نہ ہو گی۔

بس بھائی حق سبحانہٗ تعالیٰ کی اطاعت کے درپے رہو اور اتباع ہوا کا چھوڑنا ہے اور آسان طریق اس کے چھوڑنے کا یہ ہے کہ اس کا التزام کر لیجئے کہ کوئی فعل کوئی قول کوئی کلام کوئی کام طبیعت میں آتے ہی نہ کر ڈالا کیجئے بلکہ اس کے کرنے سے پہلے سوچ لیا جائے کہ یہ کام جو حق تعالیٰ کی مرضی کے خلاف تو نہیں اور میرے لئے مفید ہے۔ یا مضر۔ گو اوّل اوّل یہ ذرا مشکل ہو گا۔ مگر تھوڑے دنوں میں عادت ہو جائے گی اور انشاء اللہ تعالیٰ نفع معلوم ہو گا۔ اور کرتے کرتے سہولت کا راستہ پیدا ہو جائے گا۔ اور نفس کے پھندے میں

Marfat.com

آدمی جب ہی تک آتا رہتا ہے۔ جب تک طاعت کی لذت سے واقف نہیں ہوتا۔ طاعت کی لذت تو وہ چیز ہے کہ اگر اس میں ایک لحظہ کا بھی لطف میسر ہو جائے تو دنیا و مافیہا کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھے گا۔ بس خواہش نفسانی کا دشمن ہی ہو جائے گا اگر کوئی معصیت کبھی ہو بھی جائے تو توبہ استغفار کے بغیر چین نہیں آتا (مسیح الامت ص ۱۸۱ ج ۱)

ایمان والا اگر اپنے گناہوں کے سبب چند روز جنت سے دُور رہا اور چند روز جنت نہ بھی ملی تب بھی آخرت کی تکلیف مومن کے لئے دنیا کی لاکھوں راحتوں سے افضل ہے۔ کیونکہ آخرت کی تکلیف کے انقطاع کی ہر وقت یقینی امید اور دنیا کی راحت کے زوال کا ہر وقت یقینی خوف ہے (ص ۱۰۱ ج ۱)

عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت:

ذی الحجہ کے شروع کے دس ایام یا راتوں کی فضیلت مرتبے اور فضیلت میں لیلۃ القدر کے برابر ہیں۔ یعنی جتنا ثواب رمضان شریف میں دس ۱۰ راتوں میں جاگنے اور عبادت کرنے کا ہوتا ہے اتنا ہی ان میں بھی ہوتا ہے۔ یعنی حدیث شریف میں ان ایام کی فضیلت دوسرے زمانے پر ثابت ہوئی۔ اور ان ایام کے روزہ کو ایک سال کے روزوں کے برابر قرار فرما رہے ہیں۔ اور نویں تاریخ کے روزہ سے دو سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ایک سال پہلے کے اور ایک سال آئندہ کے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کی پہلی سے لے کر تیرہویں تاریخ تک قسم کھائی ہے جو دلیل ہے اس زمانے کی عظمت و برکت کی جو حدیث شریف کا مضمون ہے۔ (مسیح الامت ج ۱ ص ۱۳۸)

خیر الامم:

اس امت محمدیہؐ کو خیر الامم فرمایا اور کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خیر الانبیاء ہیں اور امت محمدیہؐ کمالات امم کی جامع ہے اور جس نے حضور اکرمؐ پر ایمان قبول فرمایا اس نے گویا کل پیغمبروں پر ایمان لایا اور اس کا نتیجہ فرماتے ہیں کہ جس نے حضورؐ اور آپ کی شریعت کا انکار کیا وہ بدترین کافر ہے۔ اس نے گویا کل انبیاء علیہ السلام کا انکار کیا تو اسی طرح آئمہ اربعہ کے مذاہب پر عمل کرنے کے اندر کل شریعت پر عمل اور

Marfat.com

کل انبیاء کی اتباع ہے اور کل انبیاء کے انوار و برکات اس میں شامل ہیں۔ لہذا اس طرح علماء کا اتفاق ہے کہ قابل تقلید چار امام ہیں اور پانچواں امام نہیں۔ اور آئمہ اربعہ کی اتباع کا مسئلہ بھی سمجھ لو۔ حضرت شیخ الہند فرماتے ہیں کہ شریعت دو چیزوں کا نام ہے ایک الفاظ اور ایک معنی کا فرمایا مقصود معنی ہیں اور الفاظ مقصود کا ذریعہ ہیں۔ اور کہا اطاعت مقصود ہے اور وہ معنی پر عمل کرنے سے ہوتی ہے۔ اور معنی سے سمجھی جاتی ہے جو فقہا نے سمجھا ہے۔ اس لئے ان کا اتباع کرنا ہوگا اور الفاظ روایت کرتا ہے۔ ان کا اتباع نہیں کرنا ہوگا تو چونکہ معنی میں قول امام ابو حنیفہؒ کا معتبر ہے اس لئے امام بخاریؒ وغیرہ کا قول ان کے مقابلہ میں معتبر نہ ہوگا۔

(خطبات ج ۱)

اپنی کوشش سے مقام اپنا بنانے والے
اپنی کشتی کو بچانے کے ہنر جانتے ہیں

سلوک کا حاصل:

حاصل سلوک ایک چیز ہے۔ یعنی محبت اور محبت مصلحتیں اور علتیں تلاش نہیں کیا کرتی۔ محبت تو محبوب کے حکم پر مر مٹنے کا نام ہے پس جب تک محبت و عشق نہ ہو علم کا اعتبار نہیں اسی طرح عبادت کا نہ معرفت کا۔ اور اس طریق میں تو کام سے ہی کام چلتا ہے۔ نری تمناؤں یا نری دعاؤں سے کچھ نہیں ہوتا۔ (انفاس عیسیٰ ص ۱۴۱) یقین سارا ایمان ہے ارشاد فرمایا یقین سیکھو کہ یقین کا درجہ علم سے بالاتر ہے اور یقین خود بخود آیا نہیں کرتا بلکہ یہ اہلِ یقین کے پاس ہی پایا جاتا ہے اور فرمایا اپنے دل سے فتویٰ لو چاہیے تجھے مفتی فتویٰ بھی دیں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صوفی اہل اللہ کو قلبی فقہت کی طرف رجوع کرایا یہ دلیل ہے علم ظاہر سے باطن کے فوق ہونے کی (انفاس عیسیٰ ص ۱۶۰) روحانی ترقی کا پہلا زینہ یہی ہے کہ جی نہ لگے یا نہ چاہئے اور انسان کرتا رہے۔ عبادت میں حلاوت نہیں ہوتی اور نہ ہم اس کے لئے معمور ہیں کہ عبادت میں حلاوت ہو۔

Marfat.com

صرف عمل:

محض خشک اہل عمل کی حالت خطرہ سے خالی نہیں چاہیئے کہ جذب کا مادہ بھی پیدا کرے جس کا طریقہ کثرت ذکر اور محبت اہل محبت ہے یعنی اہل اللہ کی صحبت اور بیعت اسی لئے کی جاتی ہے۔

مومن کی شان:

سالکین یعنی طالب راہِ حق کے لوگ جان بوجھ کر لاپرواہی سے گناہوں پر اصرار نہیں کرتے اور غلطی سے گناہ ہو جانے پر قائم نہیں رہتے بلکہ فوراً توبہ استغفار سے صفائی کر لیتے ہیں۔

روزگار کا معاملہ:

یعنی کسب معاش (روزگار) روزگار کی ایسی حالت میں اجازت یا امر ہے کہ ضروری طاعت میں مخل نہ ہو اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ترجمہ: اے ایمان والو مدائم علی الطاعت و محترض عن المعاصی رہو کہ یہ سب فروع ہیں تقویٰ کی (شیخ سعدیؒ) کا مقولہ ہے کہ آدمی کا علم و ہنر بہت جلد معلوم ہو جاتا ہے لیکن خبث باطن سالوں میں معلوم نہیں ہوتا (چھپا رہتا ہے) (حضرت گیارہؒ واعوں نے نقل کیا)

دنیوی جھگڑوں سے حفاظت:

اس کا ایک ذریعہ ہے کہ مخالف کو نہ چھیڑا جائے اور اس کے ساتھ جوابی کاروائی نہ کی جائے۔ اپنے سب اکابر اہل اللہ کا طریق رہا بس ہماری حفاظت بھی اسی میں ہے۔ لَیس فی السرف خیر: اسراف سے خرچ کرنے میں بھلائی نہیں۔ جواب: ہل لَیس الخیر سرف: بلکہ بھلائی میں اسراف ہوتا ہی نہیں

ہدیہ کی ضرورت

جو شخص وسعت کے باعث دیتا ہے وہ ثواب میں اس سے افضل نہیں جو حاجت کے سبب سے قبول کرتا ہے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ جو شخص مال لینے سے اپنی حاجت اس لئے دفع کرے کہ دین کے لئے

Marfat.com

کچھ محنت کرنے کی فراغت مل جائے تو وہ شخص دینے والے کے مساوی ہو گا۔ (احیاء العلوم ۲۷۸/۱ ص ۲۹۶)

بڑے وثوق سے دنیا فریب دیتی ہے
بڑے خلوص سے ہم اعتبار کرتے ہیں
کس کا یقین کیجئے کس کا نہ کیجئے
ہیں بزم یار سے خبریں الگ الگ
وقت طلوع دیکھا وقت غروب دیکھا
اب فکر آخرت ہے دنیا کو خوب دیکھا

(اکبرالٰہ آبادی + مولانا محمد امین صفدر)

اہل اللہ کا نماز میں اہتمام:

جماعت کی نماز کو بلا عذر ترک بھی ایک قسم کے کفر کے سوا کیا ہو سکتا ہے۔ نماز فرض کی جماعت تو بہت بڑی چیز ہے فرض و واجب ہے اہل اللہ کے ہاں مستحبات تک اہتمام و اتباع کا یہ عالم رہا کہ حضرت خواجہ اجمل (معین الدین چشتی) اجمیریؒ کے ملفوظات میں حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ کا بیان ہے کہ ایک وقت ہم اور خواجہ اجمل بیٹھے نماز مغرب کا وقت تھا خواجہ تازہ وضو کرتے تھے انگلیوں میں خلال کرنا سہواً رہ گیا۔ ہاتف غیبی نے کان میں کہا کہ اے اجمل ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی کا دعویٰ کرتے ہو ان کی امت سے کہلاتے ہو اور ان کی سنت کو تم نے ترک کیا۔ خواجہ کانپ گئے اور آئندہ کے لئے خواجہ اجمل نے قسم کھائی کہ جس دن سے یہ ندا سنی موت کے وقت تک کوئی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے ترک نہ ہو گی۔ رزق کی کشائش کے لئے ایک ایک تسبیح برکت کا سبب ہے۔ یَا رزَّاقُ یَا وَھَّابُ یَا بَاسطُ ۔ خاتمہ بالخیر کے لئے تَوَفَّنِیْ مُسْلِماً وَّ الحقنی بالصالحین ۔ سر درد کے لئے اس آیت کریم کو تین مرتبہ

Marfat.com

پڑھ کر دم کرے: لَا یُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَ لَا یُنْزِفُوْنَ (الواقعہ پارہ ۲۷ ع ۱)

عارف نے تحقیق اور یقین کے ساتھ پہچانا ہے

ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ساحل شام میں ایک عابد سے سنا کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جنہوں نے اُسے تحقیق اور یقین کے ساتھ پہچانا ہے اور اس کی معرفت حاصل کی ہے ان لوگوں نے اس کی رضا کو مقصود اصل اپنا قرار دیا ہے۔ اس ارادہ میں بہت مصیبتیں برداشت کرتے ہیں اس کے پاس کی کامیابی کی امید پر دنیا میں غم کے ساتھی ہیں اور رنج کی زندگی بسر کرتے ہیں رغبت اور خواہش کی آنکھ سے اس کی طرف نہیں دیکھتے اور اس سے مسافر کے توشہ سے زیادہ نہیں لیتے راستہ میں رات ہو جانے کے خوف سے جلدی چلتے ہیں۔ اور نجات کی امید پر عزم کرتے ہیں۔ اور اپنی روح کو تصدق کرتے ہیں مالک کی رضا میں۔ اور آخرت کو پیش نظر رکھتے ہیں اور آخرت کی خبر دل کے کانوں سے سُنتے ہیں اگر تو انہیں دیکھے تو ایسے نظر آئیں۔ کہ پتلے ہونٹ ہوں گے۔ اور چھوٹا پیٹ ہوگا۔ غمگین ان کے دل ہوں گے نحیف ان کے جسم ہوں گے۔ گریہ کرنے والی آنکھیں ہوں گی وہ نہ کسی فعل کی علت تلاش کریں نہ اس کے بجالانے میں تاخیر کریں۔ اور قلیل شئی پر دنیا کی قناعت کرتے ہوں گے بجائے لباس فاخرہ کے پرانی چادروں پر اکتفا کرتے ہوں گے۔ وطن سے بھاگتے ہوں گے۔ دوستوں سے تنہائی پسند کرتے ہوں گے اگر تو انہیں دیکھے تو ایک قوم نظر آئے گی جن کو راتوں نے بیداری کی چھری سے ذبح کر دیا ہے۔ خواب کے معدوم ہونے کی وجہ سے بال پراگندہ ہو رہے ہیں جو رنج پر رنج ملاتے ہیں اور کوچ کی تیاری میں مصروف رہتے ہیں۔ خدا ان سے راضی رہے اور ہمیں ان کی برکت سے مستفیض کرے۔

اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں اوروں کو شریک کرنے والا مشرک ہے اور اسلام سے خارج ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ محبت کا مدار نفع اور ضرر پر ہے۔ اور وہ بندوں کو نافع اور ضار سمجھتے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کا اعتقاد ہے کہ بندوں کے افعال اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے نہیں بلکہ بندے خود اپنے افعال کے خالق ہیں

Marfat.com

وہ تو فلاسفہ کی نجاسات میں واقع ہو کر مشرکین کے ہم پلہ ہو گئے اور اہل سنت والجماعت ان کو سوائے اللہ کے اور کسی شئے کی محبت نہیں کیونکہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ بندوں کے افعال کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کو نفع وضرر پہنچانے والا سمجھتے ہیں (مظہری ۱/۲۸۰)

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنی خبر
رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی جب اپنی بُرائیوں پہ نظر
تو نگاہ میں کوئی بُرا نہ رہا

دنیا میں کام مقبولیت سے چلتا ہے:

دنیا میں کام قابلیت سے نہیں چلتا بلکہ مقبولیت سے چلتا ہے۔ اور مقبولیت۔ اخلاق کی اصلاح۔ اعمال کی اصلاح۔ توجہ الی اللہ اور انابت الی اللہ سے پیدا ہو گی اور عالم دین کا کام یہ ہے کہ نہ ملامت گر کی پرواہ کرے نہ ناصح کی بے جا نصیحتوں کی پرواہ کرے اپنے اس مقام کی عزت اور شرف کو سنبھالے۔ جیسے در و دیوار اس ظاہری نظر کے لئے اوٹ ہیں ایسے ہی غیر کی محبت اور غیر کی طرف توجہ دل کی نظر کے لئے اوٹ ہیں اور باطل کو دوام نہیں باطل پھلتا پھولتا نہیں۔

اگر شریعت کے موافق خواہشات پوری کی جائیں تو یہ اتباع شریعت ہے اتباع شہوات نہیں جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی میں کوشش کرے گا اس کا یہ عمل دس سال کے اعتکاف سے بہتر ہو گا (مظہری ۳/۴۷، الحدیث)

حج وعمرہ کے بعد اس امر کا خیال ضرور رکھا جائے کہ جو چیز آپ کے خیال میں معصیت ہو تو اس سے اجتناب انتہائی ضروری ہے۔

Marfat.com

کنڈے دیکھ گلاباں والے تے دوروں مول نہ ڈریئے
چوبے جھلیے رت وہایئے تے جھول پھُلاں نال بھریئے

وقت طلوع دیکھا وقت غروب دیکھا
اب فکرِ آخرت ہے دنیا کو خوب دیکھا

(اکبر الہ آبادیؒ)

Marfat.com

اہل اللہ محض ضروریات دین پر اکتفانہیں کرتے

اہل اللہ حضرات محبوب کی ذرا ذرا سی بات کی تلاش میں رہتے ہیں اور جب ان کو معلوم ہو جاتا ہے کہ ہمارے اللہ مالکِ حقیقی فلاں بات سے خوش ہوتے ہیں تو وہ کوشش کرتے ہیں کہ یہ بھی کرلوں وہ بھی کرلوں اور کوئی کام اس کے خوش کرنے کا مجھ سے رہ نہ جائے غرض مستحبات کا ذکر قرآن میں بلاضرورت نہیں بلکہ تعلیم کے درجے میں ضروری ہے اور بہت ضروری ہے۔ اگر محبت ہو تو اس کی قدر ہو کہ ان کے بیان کو خداوند تعالیٰ کی رحمت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت سمجھیں گے کہ اللہ اور رسولؐ نے کس تفصیل سے ان باتوں کو بتلا دیا جو اللہ کو خوش کرنے والی تھیں کیونکہ قاعدہ ہے کہ عاشق محض ضروریات پر اکتفانہیں کرتا ان مستحبات کو تو وہ اپنا فرض منصبی سمجھتا ہے بلکہ سالک عاشق تو یہ چاہتا ہے کہ فرض منصبی کے علاوہ بھی میں کچھ ایسا کام کروں جس سے محبوب کو مجھ پر زیادہ توجہ ہو۔

بھائی آج ہمارا علاقہ حق تعالیٰ کے ساتھ محض قانونی رہ گیا ہے اسی لئے ہم واجبات وفرائض کے علاوہ مستحبات کو غیر ضروری سمجھتے ہیں اگر ہم کو حق تعالیٰ کے ساتھ محبت اور جان نثاری کا علاقہ ہوتا تو فرائض و واجبات پر ہم کبھی اکتفانہ کرسکتے۔ بلکہ مستحبات کی تلاش میں خود بخود رہتے اور جس بات کے متعلق بھی یہ معلوم ہو جاتا کہ حق تعالیٰ کو یہ پسند ہے وہ اس سے خوش ہوتے ہیں۔ اس کی طرف شوق سے سبقت کرتے اور حق تعالیٰ کی ناپسندیدگی والے اعمال کو چھوڑ دیتے۔ عاشق کے لئے اتنا کافی ہے کہ محبوب اس کام کو ناپسند کرتے ہیں اس تفتیش میں نہیں پڑتا کہ نافرمانی چھوٹی ہے یا بڑی کیونکہ عاشق یہ گوارانہیں کرتا کہ محبوب اس سے کچھ کبیدہ خاطر ہو یا بے رخ ہو جائے۔

موجودہ حالات میں صاف معلوم ہوتا کہ ہمارا تعلق حق تعالیٰ کے ساتھ بہت ضعیف ہو گیا ہے کہ اپنی عزیز چیز کو حق تعالیٰ کے راستہ پر لگانے کو اور خرچ کرنے کو طبیعت رضامند نہیں ہوتی گو پوری بے تعلقی بھی نہیں ہے لیکن بڑا افسوس ہے کہ ہم دنیوی ضروریات اور تعلقات میں ضعیف تعلق پر قناعت نہیں کرتے اور مطمئن نہیں ہوتے بلکہ ہر شخص درجہ کمال کا طالب ہے۔

Marfat.com

کمزور تعلق پر افسوس نہیں:

دنیا میں ہمیں چھوٹی چیزوں سے صبر نہیں ہوسکتا لیکن اللہ تعالیٰ سے تعلق ضعیف کے ساتھ ہم مطمئن ہیں۔اور ذرہ برابر بھی جی نہیں دُکھتا ہے گو حق تعالیٰ کے ساتھ نفس تعلق بھی ایک نعمت ہے لیکن اپنے محسن و مربی کے ساتھ ضعیف تعلق پر قناعت کر لینا بھی بڑا ظلم ہے۔بعض لوگ تو بے تعلقی ہی پر راضی ہیں۔ یہ تو کفار ہیں۔لیکن آج کل کے مسلمان ہیں کہ اپنے اللہ سے کمزور تعلق پر راضی ہیں اور صبر کئے ہوئے ہیں یہ اسی کا اثر ہے کہ ہم کو مستحب اعمال کی قدر نہیں اور ان کو غیر ضروری سمجھا جاتا ہے بعض اہل اللہ ہی اپنے بچپن کا حال نقل کرتے ہیں کہ ابتدا نوافل کی بڑی پابندی رہی مگر "**مفتیہ المصلی**" پڑتے ہی جب معلوم ہوا کہ یہ تو مستحبات ہیں اسی وقت سے نوافل کو چھوڑ دیا جس کا اب احساس ہوا کہ وہ حالت بہت بڑی تھی اس میں شک نہیں کہ اللہ کریم کا پورا حق ادا ہو ہی نہیں سکتا مگر اپنے مقتضیٰ حال کے موافق تو کر سکتے ہیں جیسے دنیا میں لوگ سلاطین کے سامنے ہدیہ وتحائف لے جاتے ہیں اور جانتے ہیں کہ بادشاہ کی شان کے موافق ہمارا ہدیہ نہیں ہوسکتا لیکن جتنا اپنے سے بن پڑتا ہے کوشش کر کے عمدہ سے عمدہ ہدیہ پیش ہی کرتے ہیں۔اسی لئے مثل مشہور ہے کہ ہدیہ یا تو دوسروں کی شان کے موافق ہو یا کم از کم اپنی ہی شان کے موافق ہو پس ہم کو اپنی ہمت اور طاقت کے موافق عمل تو کرنا چاہیے اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں کہ میں اطمینان دلاتا ہوں کہ حق تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے اتنا ہی عمل کافی ہے جتنا آپ کر سکتے ہیں آپ اپنی طاقت سے زیادہ نہ کیجئے بلکہ انسان کو اس قدر کا مکلف کیا ہے کہ وہ اپنی طاقت وہمت کے موافق عمل کرے۔

غرض یہ کہ مستحبات بھی ضروری ہیں لیکن راحت حاصل کرنے کے لئے ترک کر سکتے ہیں کہ حدیث شریف میں وارد ہے ترجمہ (یقیناً تجھ پر تیرے نفس کا حق ہے اور تیری آنکھوں کا حق ہے) مگر بلاوجہ ترک کرنا اس سے حدیث میں پناہ آئی ہے کیونکہ یہ سُستی اور کاہلی ہے جس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ترجمہ: (اے اللہ مجبوری اور کاہلی سے تیری پناہ چاہتا ہوں) خوب سمجھ لیجئے کہ طلب راحت اور چیز

Marfat.com

ہے اور سُستی اور چیز ہے دونوں کو ایک سمجھنا غلطی ہے۔ اب طلبِ راحت اور سُستی میں فرق سمجھئے طلب راحت اس وقت ہوا کرتی ہے جب آدمی اپنی طاقت کے موافق عمل کر چکا ہو اس کو حکم ہے کہ بس طاقت سے زیادہ نہ کرو جا کر آرام کرو۔ اور سُستی یہ ہے کہ اپنی طاقت و ہمت کے موافق بھی کام نہ کرے بلکہ تھوڑا سا عمل کر کے چھوڑ دے اس سے پناہ آئی ہے۔

کیونکہ مستحبات کی برکات و ثمرات بے شمار ہیں چنانچہ ایک برکت تو یہ ہے کہ بعض اوقات معصیت سے مانع ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ جو شخص تہجد و اشراق کا پابند ہوگا وہ بہ نسبت اس شخص کے معاصی سے زیادہ بچے گا جو محض پانچ وقت کے فرائض ہی ادا کرتا ہے۔ اس میں علاوہ خاصیت کے ایک طبعی راز یہ ہے کہ مستحبات کی پابندی سے یہ شخص دیندار تہجد گزار مشہور ہو جاتا ہے تو اس لقب کے ساتھ گناہوں کے ارتکاب سے وہ خود بھی شرمانے لگتا ہے۔ اور بعض اوقات کوئی فعل مستحب حق تعالیٰ کو ایسا پسند آ جاتا ہے کہ وہی نجات کا ذریعہ بھی بن جاتا ہے۔

(ص ۱۶۸) اشرف الجواب باب دوم

حقیقتِ نفس

نفس کو اسپِ تیز گام سمجھ
عقل کو اس کی لگام سمجھ
تیز چلنا تو کام ہے اس کا
اور چلانے کو اپنا کام سمجھ
تیز جائے گا یہ جدھر لے چل
ہاتھ میں اپنے تو لگام سمجھ
چلنے پائے ذرا نہ ٹیڑھی چال
اپنے ذمہ یہ اہتمام سمجھ
اور اگر اس کو پھیرا جانبِ شر

Marfat.com

کام ہی اپنا پھر تمام سمجھ
اس کے اندر ہیں خیر و شر دونوں
اس کو حکمت کا اک نظام سمجھ
شر نہ ہوتا تو خیر کب ہوتی
اس کو اک حسنِ انتظام سمجھ
اس ہی صورت سے نظمِ عالم ہے
خیر و شر کو بھی صبح و شام سمجھ
لاکھ پا جائے اس پہ تو قابو
خود کو اک شہسوار خام سمجھ

(مجذوبؒ)

جن کو آتا نہیں دنیا میں کوئی فن تم ہو
نہیں جس قوم کو پروائے نشیمن تم ہو
بجلیاں جس میں ہوں آسودہ وہ خرمن تم ہو
بیچ کھاتے ہیں جو اسلاف کے مدفن تم ہو

ہو نیکو نام جو قبروں کی تجارت کر کے
کیا نہ بیچو گے جو مل جائیں صنم پتھر کے

(اقبال)

اللہ تعالیٰ نے ذکر لسانی کی بڑی نعمت سے سرفراز فرمایا اور ہر نعمت کی قدر واجب ہے تاکہ مزید عطا ہو کوئی مرتکب عدم شکر ہو تو نہ صرف سلب نعمت کا خوف ہے بلکہ ابتلاء کا بھی، اس نعمت کی قدر یہ ہے کہ معمولات درود شریف کی ایک تعداد بھی داخل کریں جس کو بہ آسانی پورا کر سکیں اگر ہر روز نہ ہو سکے تو جمعہ کو تو

Marfat.com

ضرور اہتمام کیجئے۔ خواہ معمولات میں کمی ہو جائے۔

دوسرا اہتمام یہ ہے کہ اب اس سینہ کو برائیوں سے پاک اور اس منہ کو ہر خلاف شرع قول (غیبت و کذب وغیرہ) سے محفوظ رکھئے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ و صحبہٖ وَسَلِّمْ ○

ڈونگی نظرے مڑ مڑ دیکھو لنگھ نہ جاؤ تر کے

جے کوئی سہو خطائی ہوئے بخشو تے بخشاؤ (میاں محمد صاحبؒ)

صحبت کا اثر اور عروج ونزول

توجہ الی اللہ ہونا ضروری ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اس درجہ قوی تھی کہ اس سے اتنی توجہ الی اللہ خود بخود پیدا ہو جاتی تھی جن کو حاصل ہوئی وہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں حضور علیہ السلام کی تاثیر صحبت اتنی قوی تھی جس سے توجہ الی اللہ حاصل ہو جاتا۔ تو یعنی توجہ الی اللہ صحبت سے پیدا ہوتی ہے اور محبت موقوف ہے صحبت پر اور اب تجربہ سے ظاہر ہے کہ صحبت اتنی قوی نہیں رہی اس کے ازالہ کے لئے اولیاء اللہ نے حسب الہام ربانی کچھ طریق تجویز فرمائے جو تجربہ سے کارگر ثابت ہوئے ہیں اور ان کی اصل بھی قرآن وحدیث میں پائی جاتی ہے لہذا صحبت کی کمی اور کمزوری کو پورا کرنے کے لئے اذکار و اشغال ہوتے ہیں اور ان کی چونکہ اصل بھی ہوتی ہے اس لئے بدعت نہیں ہیں (رائے پوری ص ۳۱۷)

طالب حق کے لئے مختصر سلوک یہ ہے کہ سالک اپنے اوراد و وظائف پابندی سے پورا کرتا رہے اور تہمت کے موقع سے بچتا رہے اور بس سلوک یہ مختصر ترین ہے مگر جامع اور آسان۔ غفلت دور کرنے کے لئے ذکر اور نیت غفلت دور ہونے سے خود ہی درست ہوتی رہتی ہے (رائے پوریؒ) طالب حق کی اول فہم و درست ہوتی ہے پھر احکام درست کرتا ہے یہ ہدایت ہے پھر ہدایت کا۔ ثمرہ یعنی قرب وقبول عنایت ہوتا ہے یہ رحمت ہے۔ (تشریحی قرآن ص ۲۵۳)

Marfat.com

ولایت:

شرط ولایت تقویٰ ہے نہ کہ کثرت اذکار و وظائف البتہ یہ اذکار وغیرہ حصول تقویٰ کے لئے معین ضرور ہیں اور ترک معاصی ضروری ہیں کیونکہ اصرار علی المعصیت اور قرب الٰہی میں تضاد ہے ورنہ معصیت کے ساتھ اذکار اور وظائف کا نفع تام نہ ہوگا۔ اور ایسا سالک ہمیشہ ناقص رہے گا اور ساتھ ہی اپنے مصلح سے برابر مشاورت رکھے (مثنوی اول ص ۲۵۲)

اصطلاح صوفیہ میں خدا کی طرف رُخ کرنے کو اور مخلوق سے کٹ جانے کو عروج کہتے ہیں اور مشاہدہ کے بعد مخلوق کی طرف متوجہ ہونے کو کہ مخلوق کو نفع پہنچے نزول کہتے ہیں۔ (بحوالہ مظہری ۱۲/۱۰۸)

بیعت کا رواج:

جب تک خلافت میں یہ بات رہی کہ وہ صفت احسان سے متصف رہے اس وقت بیعت نہیں تھی مگر خلافت کی البتہ صحبت تھی انبیاء علیہم السلام بھی صحبت کے لئے آتے کہ صحبت کے بغیر اخلاق کی اصلاح نہیں ہوتی انبیاء علیہم السلام لوگوں کی اخلاقی تربیت اور روحانی ترقی کے لئے آتے ہیں باقی سارے کام امن اور اعتدال کے لئے اور موانع رفع کرنے کے لئے ہوتے ہیں اس لئے سلطنت کی ضرورت پیش آتی ہے

(حضرت رائے پوریؒ)

مراقبہ:

دل سے دھیان رکھنا اس کو جو اس کو دیکھ رہا ہے اور دل کے راز جانتا ہے۔ مراقبہ علمی تحقیقات نہیں بلکہ اصلاح نفس کے معالجات ہیں اور اپنے نفس کے علاج سے بے فکر ہو کر علمی تحقیقات میں پڑنا لغو ولایعنی ہے

طریقہ تحصیل:

یہ جانیکہ اللہ تعالیٰ میرے ظاہر و باطن پر مطلع ہے اور کوئی بات کسی وقت اس سے پوشیدہ نہیں اور ان کے ساتھ اسکی عظمت اور قدرت و جلال اور اس کے عذاب و عقوبت کو بھی یاد کرے اسی کی مواظبت سے وہ دھیان بندھنے لگے گا پھر کوئی کام خلاف مرضی اللہ تعالیٰ کے اس سے نہ ہوگا اور یہی مقصود ہے۔

Marfat.com

مراقبہ شروع کرنے سے پہلے اپنے قلب کو اس کی مناسبت کے لئے مشارطہ ضروری ہے یعنی صبح سویرے کو اٹھ کر تھوڑی دیر تنہائی میں بیٹھ کر اپنے نفس کو خوب فہمائش کرے کہ دیکھو فلاں فلاں کام کیجیو فلاں فلاں مت کیجیو اس کے بعد دن میں اس مراقبہ یعنی نگہداشت اس معاہدہ کی رکھنا چاہیئے پھر جب دن ختم ہو جائے پھر سوتے وقت محاسبہ کرے۔ صبح سے شام تک جو اعمال کئے ہوں یا نیک کاموں میں کوئی آمیزش ہوگئی ہو۔ اس پر نفس کو ملامت کرے۔ اور نفس کے لئے اگر خالی زجر و توبیخ کافی نہ ہو تو کچھ مناسب سزا بھی تجویز کر کے عملدرآمد کرے۔ (عمدۃ الاذکار)

اس ظاہری طور پر کا اثر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی ہونے لگے اور نافرمانی ترک ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی نامعلوم پکڑ سے وہی لوگ بےفکر ہوتے ہیں جن کی شامت آگئی ہو۔ (مظہری ۳۵۶/۴)

بدن کی زندگی تو نفس کی وجہ سے ہے اور نفس کی حیات روح کی وجہ سے میعاد مقرر پر نفس کو بدن سے کھینچ لیا جاتا ہے لیکن (روح مجرد کا تعلق منقطع نہیں ہوتا) نفس کے کھینچے جانے سے روح نہیں کھینچتی۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ نفس کو بدن سے کھینچا جاتا ہے۔ روح (بمعنی نفس) ایک جسم ہے جو زمین سے بنا ہے (یعنی عنصری ہے مادی ہے) (بحوالہ مظہری ۲۸۴/۱۲)

خشیت الٰہی

(خوف خدا) نتیجہ معرفت ہے اور معرفت ثمرہ ہدایت (لہذا خوف خدا نتیجہ ہدایت ہے) طالب صادق کے لئے ایک شیخ ہوتا ہے جس سے وہ (طریقہ وصول الی اللہ) اخذ کرتا ہے اور صاحب دل اہلِ اللہ طریقت (مظہری ۲۹۰/۱۲) کی ایک نشانی یہ ہے یعنی اس کو ایک دھن ایسی بندھی رہے اور یکسوئی اس درجہ ہو کہ گھر سے نکلے تو پھر اسی راستے سے گھر واپس نہ آسکے راہ بھول جائے اگر ایسا نہیں ہے تو اس کو طریقت کی بات نہیں کرنا چاہیئے۔ (مکتوب صدی ص ۱۹۱)

سالک کے لئے اللہ کا ہو رہنا ہے

سالک جب اپنے شیخ کی صحبت میں عرصہ دراز رہ کر کثرت ذکر مجاہدات اور ریاضات سے اپنے نفس

Marfat.com

کی اصلاح میں فکرمند رہتا ہے اور ظاہری و باطنی اعمال کی نورانیت سے رنگا جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کو مشاہدہ اور اپنی معرفت سے نوازتا ہے۔ اور اس کی برکت سے اور شیخ کی جوتیوں کے طفیل تین صفات کا حامل ہو جاتا ہے۔ اوّل یہ کہ امور شرعیہ طبیعہ بن جاتے ہیں۔ یعنی نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دوسری عبادات ادا کرنے کے لئے مجبور ہوتا ہے۔ جیسے بھوک کے وقت کھانے کے لئے اور پیاس کے وقت پانی کے لئے اور دوسری چیز مدح و ذم یکساں نظر آتے ہیں کوئی ہزار تعریف کرے ہزار مذمت کرے نفس میں کوئی تغیر پیدا نہیں ہوتا۔ گویا مخلوق کچھ بھی کہتی ہے اس کی نہ کچھ پرواہ ہوتی ہے اور نہ قلب پر کوئی اثر ہوتا ہے اور تیسرے یہ کہ نصوص شرعیہ میں کہیں تعارض نہیں معلوم ہوتا ہے بلکہ ہر چیز کا حکم اپنی جگہ پر ٹھیک اور درست دیکھائی دیتا ہے۔

یہ انسانی قوتیں امور شرعیہ اور طبیعہ بن جائیں۔ یہ قوت عملیہ سے ہوتا ہے اور لوگوں کی تعریف و برائی کا یکساں معلوم ہونا یہ قوت اخلاقی کا تقاضہ ہے۔ اور قوت عملی کی انتہا یہ ہے کہ قرآن و سنت کی ہر چیز اپنی جگہ پر بالکل درست اور ٹھیک معلوم ہو۔ سعادت انسانی کے لیے انہی تین چیزوں کے پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

ایک گروہ کی بات:

ناواقف لوگوں کے اعتراضات سے ہرگز تنگ نہ ہونا چاہیے ایسا ہوتا ہی رہتا ہے۔ امام رازیؒ بہت بڑے امام بھی تھے۔ اور بڑے دولت مند بھی تھے جنہوں نے شہاب الدین غوری (بادشاہ) کو اسی لاکھ روپے دیے تھے یعنی ان کے پاس علم کی دولت بھی تھی اور دنیاوی دولت سے بھی مالا مال تھے اور منبر پر جب کھڑے ہوتے خطبہ دینے کے لئے تو لوگ پرچیوں پر مختلف قسم کے اعتراضات لکھ کر پیش کرتے آپؒ ان سب پرچیوں کو پڑھ لیتے مگر ان کا جواب نہ دیتے (خطبات 420 ص 245) کسی کی ترش روئی سے ہرگز دلبرداشتہ نہ ہوں اور لوگوں کے اعتراضات کی پرواہ نہ کریں۔ اور یاد رکھو عمل کے بغیر علم وبال ہے۔

اکبر الہ آبادیؒ کو کسی نے باہر سے خط لکھا کہ یہاں ایک مولوی صاحب ہیں وہ کہتے ہیں کہ اکبرؒ

Marfat.com

میرے شاگرد ہیں۔ حضرت اکبرؒ نے اسکو جواب میں لکھا کہ مولوی صاحب سچ فرماتے ہیں جس زمانہ میں مولوی صاحب یہاں تھے تو میں ان سے علم سیکھتا اور وہ مجھ سے عقل مگر ہم دونوں کی بدقسمتی کہ نہ مجھے علم آیا نہ انہیں عقل اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی بندے کو عقل سے بڑھ کر کوئی زینت نہیں عطا کی۔ اور اللہ کا فضل ہے کہ اس نے ہم کو تقلیدی مسلمان بنایا خدا کرے کہ ہم تحقیقی مسلمان بھی بن جائیں حضرات محققین صوفیاء نے اپنی عمریں انہی مقاصد کی خدمت میں گزار دیں یعنی تزکیہ نفوس کے حامل حضرات صوفیاء کرام ہوئے اور سلف صالحین جس طرح علم حاصل کرتے تھے اسی طرح استعمال بھی سیکھتے تھے۔ صوفیاء کے علوم ہیں احوال اور احوال ہیں میراث اعمال اور اعمال ہیں موقوف علی العلم اور علم ہے دو مجاہدوں کے درمیان ایک تحصیل علم ایک استعمال علم۔ سوچ بچار سے نئے نئے علوم پیدا ہونگے۔ اور عمل صالح سے یعنی جتنا عمل صالح بڑھتا جائے گا اتنا علم میں اضافہ ہوگا عمل کی برکت سے علم لدنی نصیب ہوگا تو عمل زیادت فی العلم پر سبب بنتا ہے۔ بھائی صحبت صالح اور عمل صالح یہ خود ذریعہ بنتا ہے۔ زیادت علم کا اور علم محنت سے نہیں آتا دھن سے آتا ہے آپ جتنی محنت کرینگے تو محض لفظ یاد ہونگے اور دھن لگی ہوئی ہو تو علم کے اندر زیادتی ہوگی۔ الحمد للہ علی کل ذالک

Marfat.com

سالک کے لئے دائمی متقی بننے کا طریقہ

شب بیداری کی فضیلت:

حدیث شریف میں آیا ہے۔ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے ایمان واعتقاد کے ساتھ اور طلب ثواب کے لئے تو اس کے پہلے گناہ بخشے جائیں گے۔ اور جو شخص جاگے رمضان میں ایمان سے اور طلب ثواب کے لئے تو بخشے جائیں اس کے پہلے گناہ۔ کسی وقت یا کسی شب یا کسی ماہ کے بابرکت ہونے کی کیفیت یہ ہوتی کہ حق تعالیٰ اپنی تجلیات میں سے کوئی تجلی اس طرف متوجہ فرمادیتے ہیں اس سے اس وقت اس کے اندر برکت ہو جاتی ہے۔ بس اس کی عطا سے قابلیت بھی ہو جاتی ہے اور داد بھی وہ جھولی اور پیسے دونوں ساتھ دیتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ بے شک تمہارے رب کے لئے زمانے کے اندر جھونکے ہیں فیوض کے۔ پس تم اس کی جستجو کرو۔ یعنی حق تعالیٰ سے ایک پل بھر غافل نہ ہونا چاہیے ممکن ہے کہ کسی وقت وہ تم پر توجہ فرمائیں اور تم بے خبر ہو۔ بے خبری اور غفلت میں الطاف وعنایات تم پر نہ ہوں گی غرض یہ ماہِ مبارک بھی حق تعالیٰ کی تجلی خاص سے بافضیلت ومبارک ہو گیا اور اس سے فضیلت وفائدہ حاصل کرنے کو روزہ مقرر کیا گیا۔

لوگ روزے کی فضیلت کو مانتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں جانتے کہ وہ کس شان کا روزہ ہے جس کو ایمان اور ثواب کی طلب کے واسطے رکھا اور رکھنے والے کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے آیا یہ خاصیت ہر روزہ میں ہے یا وہ کوئی خاص روزہ ہے۔ تو رمضان سے نیکیاں بڑھتی ہیں اسی طرح اگر ان میں معاصی ہوں گے تو وہ بھی شدید ہوں گے رمضان کا ادب یہ ہے کہ کان۔ آنکھ۔ ہاتھ اور پاؤں تمام اعضاء کی حفاظت کی جائے اور اسی کو تقویٰ کہتے ہیں اور نفس جو تقویٰ کی طرف مائل اور معصیت سے نفرت نہیں کرتا اس کی وجہ یہ ہے کہ تقویٰ کے اندر کیا لذت اور نُور ہے اور معصیت کے اندر کیا کدورت اور ظلمت ہے اس سے واقف نہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیشہ معصیت ہی میں رہا۔ اس لئے نُورِ تقویٰ سے آگاہی نہیں اور جب نُور

Marfat.com

تقویٰ سے آگاہ ہے تو قاعدہ کے مطابق کہ (الاشیاء تبین بضدھا) (یعنی اشیاء اپنی ضدوں سے ظاہر ہوتی ہیں) معصیت کی ظلمت کا بھی احساس نہیں۔ پس ضرورت اس کی ہے کہ پہلے نفس کو اس نور اور ظلمت یا اس لذت و کدورت سے واقف کرایا جائے۔ جب اس کو تقویٰ کی لذت حاصل ہوگی۔ تو معصیت میں کدورت محسوس ہوگی اور یوں لامحالہ تقویٰ کی حرص اور معصیت سے نفرت پیدا ہوگی تو اس طرح کم از کم رمضان المبارک میں متقی رہو گے تو کچھ تو احساس ہوگا لذت تقویٰ کا اور کچھ کدورت معصیت کا تو اس وقت نفس کو طلب ہوگی اور شوق ہوگا اور اس کو کشاکشی (کھینچا تانی) ہوگی کہ نور تقویٰ اپنی طرف کھینچے گا اور معاصی کی کدورت سے نفرت ہوگی۔ اور چونکہ ہر شے کا میلان اپنی اصل حالت کی طرف ہوتا ہے۔ ہر عنصر اپنے جز کی طرف رجوع کرتا ہے (لوٹتا ہے) اور مسلمان کی اصلی حالت طاعت ہے اور معصیت عارضی ہے اور کسی عارضے کی وجہ سے ہوتی ہے اور طاعت گو اختیاری ہے لیکن اس کے اصول فطری ہیں مثلاً بچوں کو دیکھو جھوٹ نہیں بولتے جب کچھ ہوش آجاتا ہے اور دوسروں سے سیکھتا ہے۔ اس وقت بولتا ہے اور کچھ اس سے پوچھو بے تکلف بتا دیتا ہے۔ کینہ پروری نہیں۔ بچہ میں ایک صفت تو صوفیاء جیسی ہے کہ اگر اپنے مربی سے رنج پہنچے تب بھی اسی کی طرف دوڑتا ہے، ماں مارتی ہے اور بچہ اماں اماں ہی پکارتا ہے اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد فرمایا کہ موسیٰ ہمارے ساتھ ایسے رہو جیسا بچہ ماں کے ساتھ رہتا ہے۔ اس کے علاوہ بچہ میں لاکھوں پاکیزہ صفات ہیں اور اسلام نے یہی صفات سکھائی ہیں۔ تو معلوم ہوا یہ صفات فطری ہیں اور یہ اصلی حالت ہے لہذا تقویٰ کی لذت پانے کے بعد معصیت کی کدورت کو چھوڑ کر طاعت کی طرف کشش اور رغبت ہوگی نہ کہ طاعت سے معصیت کی طرف جاؤ گے، چنانچہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ تارکین دنیا طالبان دنیا بنے ہوں اور لاکھوں قصے ایسے ہیں کہ طالبان دنیا تارکان دنیا ہوگئے اب راز سمجھ میں آگیا ہوگا کہ رمضان میں متقی بن جانے سے کس طرح دائمی متقی بن جاؤ گے۔

اور قرآن میں آیا ہے۔ ترجمہ: (تم پر روزے فرض کئے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے۔ اس توقع پر کہ تم متقی بن جاؤ گے۔ تھوڑے دن روزے رکھ لیا کرو) خطبات ج ۲ ص ۱۷) مطلب یہ ہوگا کہ چند روزہ متقی بن جاؤ یہ تم کو دائمی متقی بنا دے گا۔ اب پیٹ کا تقویٰ

Marfat.com

ملامتی پیٹ مشکل کام ہے یعنی آمدنی حرام سے کیسے بچا جائے؟ کہ اسی حضرت پر (پیٹ پر) سارا دارومدار ہے تقویٰ کا اس لئے کہ یہ بدن کے لئے حوض کی حیثیت رکھتا ہے اور باقی اعضاء نالیوں کی حیثیت رکھتے ہیں جو اس حوض سے نکلنے والی ہیں پس جیسا حوض میں پانی ہوگا نالیوں میں ویسا ہی آئے گا۔ یعنی پیٹ میں اگر حرام اور ناپاک غذا ہے تو اعضاء سے افعال بھی خبیث ہی صادر ہوں گے اور اگر حلال غذا ہے تو افعال بھی نیک اور صالح صادر ہوں گے تو اب رمضان بھر ہم کیسے متقی بن سکتے ہیں تو اصل جواب تو یہ ہے کہ کچھ بھی ہو سب چھوڑ دو اور تقویٰ اختیار کر و لیکن بظاہر معلوم ہوتا ہے کوئی نہ چھوڑے گا تو ایک طریقہ فقہا نے بتایا ہے کہ حرام کی آمدنی کو اور جنس کو اور پہلے روپے کو مقفل کر کے رکھ دو اور رمضان کے لئے کسی سے قرض روپیہ لے کر ضرورت کی اجناس اور دوسری چیزیں خرید لو اور پھر اس ادھار اور قرض کو اپنی آمدنی سے ادا کر دینا۔ اگر کوئی کہے کہ مہاجن (سودی کاروبار کرنے والا) جو قرض دیتا ہے اس کی آمدنی کہاں سے حلال آئی اس کے پاس تو سود وغیرہ کا ہی مال ہوگا۔ یہ بات ایک مثال سے سمجھو مثلاً ایک شہر میں دو شخص ہوں ایک باغی ہو ایک رعایا میں ہے کہ سردار ہے۔ دونوں مثلاً لوگوں کو ستانے کے جرم کے مرتکب ہوں تو سردار کو لوگوں کو ستانے کی قید ہوگی اور باغی کو اس پر قید نہ ہوگی بلکہ اس کو سزا ہوگی تو بغاوت کی ہوگی اور اگر وہ بغاوت سے معافی چاہے تو سب کھایا پیا معاف۔ پس کفر تو بغاوت کی طرح ہے کہ اس کے ہوتے ہوتے باغی احکام فرعیہ کا مخاطب ہی نہیں ہے اور ہم ہیں رعایا میں سے۔ پس مہاجن کے لئے سود وغیرہ جرائم نہیں ہیں اس کے یہ جرائم کفر کے اندر کھپ گئے اور ہمارے لئے یہ سب جرائم ہیں۔

دوسری مثال: جب اپنا بیٹا یا شاگرد دائرہ اطاعت میں رہتا ہے تو اس سے ہر قسم کا مواخذہ کیا جاتا ہے اور جبکہ وہ دائرہ اطاعت سے ہی نکل جائے تو پھر اس سے ہر بات پر گرفت نہیں ہوتی اس کی بڑی شکایت یہ ہوگی کہ اطاعت نہیں کرتا۔ یہ شکایت نہیں ہوگی کہ فلاں شرارت کیوں کی اور جزئی نافرمانیاں معاف ہو جائیں گے۔ اب آپ کی سمجھ میں آ گیا ہوگا کہ (مہاجن) سودی کاروبار کرنے والے سے جو قرض آپ لیں گے اس میں شبہ نہ ہوگا۔ اب بتائیے تقویٰ اختیار کرنے میں کیا عذر ہے۔ ہاں اگر کوئی کہے

Marfat.com

کہ ہم تو داڑھی کٹاتے ہیں۔ پاجامہ ٹخنے سے نیچے پہنتے ہیں اور یہ ہمیں اچھا لگتا ہے تو یہ کوئی عذر نہیں اس کا چھوڑ دینا مشکل نہیں۔ کیونکہ دنیا کی کاروائی اس پر موقوف نہیں اور مشکل تو واللہ کچھ بھی نہیں اس پر اگر کوئی تقویٰ اختیار نہ کرے تو اس کو بھی یہی کہا جائے گا۔

(خطبات ج ۲ ص ۱۱۹)

ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے
جو اس پر بھی وہ نہ سمجھے تو اس بت کو خدا سمجھے

اور شریعت نے ترقی کے اسباب جن پر ترقی کا دارومدار ہے ان کی فراہمی اور حوصلہ افزائی فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے صالح بندوں کی نشان دہی فرمائی ہے کہ اگر ہم ان کو زمین میں قوت اور اقتدار عطا کریں یعنی بادشاہی اور حکمرانی عطا کریں تو یہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ کی جماعت خاص طور پر اقتدار ملنے کے بعد خدا سے غافل نہ ہوں گے بلکہ نماز قائم کریں گے اور ہر بُری بات سے منع کریں گے اور ہر کام کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ (خطبات ج ۲ ص ۲۱۱)

کوئی حملہ بھی طوفاں کا ڈبو سکتا نہیں اس کو
مہیا جو نئے ساحل پہ ہر موجِ رواں کرے

(سرفراز صفدر)

Marfat.com

حقیقت احوال و کیفیت

دین میں مقصود و مطلوب وہ امور ہوتے ہیں جو بدوں تحصیل حاصل نہ ہوں بلکہ انکا حصول صرف اختیار پر موقوف ہو حالات کا غلبہ دائم نہیں ہوتا بالخصوص مبتدی کے لئے کہ مبتدی کو بہت تغیر و تبدیل پیش آتا ہے۔ جس کو تلوین کہتے ہیں کمال یہی ہے کہ بدوں غلبہ حال کے استقامت حاصل ہو خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال کے خیال سے دل پر رقت طاری ہوئی رونگٹے کھڑے ہو گئے اور منتہا اس کا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی سے رک گئے یہی مقصود ہے دل میں عشق کی دھن پیدا ہوئی اور محبوب کے خیال میں محویت ہوئی محبوب کی رضا جوئی کی طلب میں لگ گئے یہی مطلوب ہے معاصی سے پوری طرح بچتا رہے اور طاعات کو بجا لاتا رہے یہ شخص متخلق باخلاق اللہ ہے یہی مقصود ہے بعض اوقات معاصی کے ساتھ بھی بعضے احوال نفسانیہ باقی رہتے ہیں جیسے وجد و استغراق وغیرہ پس ان کے بقاء سے دھوکہ میں نہ آئے کہ میں ایسا مقبول ہوں کہ معصیت سے بھی مقبولیت میں خلل نہیں پڑتا یہ رضا و مقبولیت کی دلیل نہیں۔ بخلاف کیفیات نورانیہ کے کہ وہ طاعات کی ترقی کے موجب ہوتے ہیں بس سالک اپنے کو خدائے تعالیٰ کے سپرد کر لے تفویض تام ہو کر جو ہوگا بہتر ہوگا مخلوقات اپنے وجود میں ہر وقت فیضان الٰہی کی محتاج ہے۔ اگر ادھر سے وجود کی حفاظت نہ ہو تو فوراً نیست و نابود ہو جائے۔

الہام:۔ کسی حقیقت کا بلا نظر و اکتساب قلب میں القاء ہو جانا الہام ہے یا کسی ہاتف غیبی کی آواز کا آ جانا۔

استغراق:۔ کسی کیفیت کے غلبہ سے ایسا ہو جانا کہ دوسری جانب کی خبر نہ رہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی صاحبزادی جا رہی تھی کسی نے پوچھا یہ لڑکی جو آپ کے ساتھ ہے۔ آپ کی ہے آپ رضی اللہ عنہ نے غور سے دیکھ کر فرمایا کہ ہاں! گھر والے کہتے تو تھے کہ یہ میری لڑکی ہے۔ یہ استغراق کی حالت میں فرمایا۔

Marfat.com

کسی حالت محمودہ غریبہ کا غلبہ ہونا اور اصلی حالت سے نکال ڈالنا (جیسے دل کا سرور) وجد کہلاتا ہے۔صحابی رضی اللہ عنہ کا بیان کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ دوسرے سے قرآن مجید سنوں سو میں نے آپکو سنایا۔دیکھا تو آپ ﷺ کے آنسو بہہ رہے تھے (بخاری ومسلم) کہ وہ حضرات تلاوت قرآن کے وقت رویا کرتے اور ان کے رونگٹے کھڑے ہو جایا کرتے پھر خدا تعالیٰ کی یاد کی طرف ان کے پوست اور قلوب نرم ہو جاتے۔بعض ناواقف یوں سمجھتے ہیں کہ فیض پہنچانا شیوخ کے قبضہ اختیار میں ہے یہ محض غلط اور باطل خیال ہے۔

فکر اصلاح خود:۔

غافل ہو کر مت چل کہ بڑے بڑے شہسواروں کے گھوڑوں کے پاؤں سنگلاخ وادیوں میں قلم کر دیئے گئے اور ناامید بھی نہ ہو جاؤ۔رند بادہ نوش، شرابی لوگ ایک ہی نالہ، آہ توبہ میں منزل پر پہنچ گئے۔اور عبادات پر ناز نہ کرو۔بڑے بڑے عابد اس ناز کے باعث راندہ درگاہ ہو گئے ہیں۔فضیل عیاض جو کہ شیخ تھے حضرت ابراہیم ادھم کے پہلے ڈاکوؤں کے سردار تھے پھر آہ توبہ وندامت سے کیا ہو گئے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہوئے اور مجلس فقہ کے بیس افراد میں سے یہ بھی ایک فرد ہوئے۔بڑے اولیاء کرامؒ میں سے ہوئے۔

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر ۔۔۔ تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جو کچھ رسول اللہ ﷺ سے سنتا تھا اس کو لکھ لیا کرتا تھا کہ قریش نے منع کیا اور کہا کہ تم سب کچھ لکھ لیتے ہو اور رسول اللہ ﷺ (آخر) بشر ہیں خوشی اور ناخوشی ہر حالت میں کلام فرماتے ہیں میں لکھنے سے رک گیا اور رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا آپ نے اپنی انگشت مبارک سے اپنے دہن مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اس منہ سے بجز حق بات کے اور کچھ نہیں نکلتا (ابوداؤد) دینی دستر خوان ۳/۳۴۰)

Marfat.com

سالک کے قلب کی حالتیں:

ابتداء میں سالک کے قلب کے احوال بدلتے رہتے ہیں کبھی قبض ہوتا ہے، کبھی بسط کبھی سکر کبھی صحو یہ سب لوازم سلوک میں سے ہے اور سب کے ساتھ پیش آتا ہے اس لئے اس سے پریشان بالکل نہیں ہونا چاہیے اس کو تصوف کی زبان میں تلوین بھی کہتے ہیں بس اپنے شیخ سے رابطہ رکھے اور شریعت سے احکام کی پابندی کرتے رہو۔ تو کوئی خطرہ نہیں۔ دوام طاعت اور کثرت ذکر پر استقامت جب نصیب ہو جاتا ہے تو کسی حالت محمود پر سالک کو قرار آ جاتا ہے جس کو اصطلاح تصوف میں تمکین کہتے ہیں اس کے بعد ماشاء اللہ تمام حقوق اور معمولات پورے ہوتے رہتے ہیں اسی کو اعتدال کہتے ہیں۔ اسی توسط کی وجہ سے اس امت کا نام امت توسط ہے۔ اسی طرح سالک کے قلب کا نور حجابات میں گھرا رہتا ہے کہ ہر لطیفہ کے الگ الگ حجابات ہیں۔ کثرت ذکر سے ظلمت دفع ہوتی ہے اور سالک کو لطیفے کا نور نظر آ جاتا ہے جو علامت ہے اس کے حجاب کے اٹھ جانے کی مثلاً شہوت اور لذت نفس کا حجاب ہے اور دل کا حجاب غیر حق پر نظر کرنا ہے عقل کا حجاب فلسفہ اور غیر ضروری علوم میں غور کرنا ہے اور روح کا حجاب عالم مثال کے مکاشفات میں غور کرنا ہے ان سب سے آدمی مستغنی رہے مقصود حقیقی اللہ تعالیٰ کی رضا کی طرف متوجہ رہنا چاہیے اور غیر مقصود کی نفی کرتا رہے لا کی تلوار سے غیر اللہ کو قطع کرتے ہوئے اللہ تک پہنچنا ہے۔ (تصوف کا خلاصہ)

اور اصل چیز تعلق مع اللہ کا دوام ہے اس کے ساتھ اتباع شریعت از خود آ جاتی ہے اور تعلق مع اللہ کے بعد یہ ناممکن ہو جاتا ہے کہ انسان اللہ کی نافرمانی کرے۔

شیخ کو قلب حاضر سے ہونا:

حکایت ہے کہ شیخ محمد غزالیؒ جب طوس اپنے علاقے کی طرف پھرے تو ان کے سامنے ایک مرد صالح کی تعریف بعض قریات میں کی گئی تو زیارت کے لئے اس کے پاس جانے کا ارادہ کیا اور اس سے ملاقات کی اس وقت وہ ایک جنگل میں اپنی زمین میں گیہوں بوتا تھا سو جب اس نے شیخ محمد غزالیؒ کو دیکھا تو اس کی

Marfat.com

طرف چلا اور اس کی طرف متوجہ ہوا اتنے میں ایک شخص اس کے پاس اس کے اصحاب میں سے آیا اور اس سے بیج مانگا تاکہ شیخ کے عوض اس کام میں نیابت اس وقت تک کرے کہ وہ محمد غزالیؒ کے ساتھ مشغول رہے تو اسے منع کیا اور بیج انہوں نے اسے نہ دیا تو محمد غزالیؒ نے منع کرنے کا سبب پوچھا اس نے کہا کہ وجہ اس کی یہ ہے کہ میں اس بیج کو قلب حاضر سے بوتا ہوں اور لسانِ ذاکر سے اس امید سے کہ اس میں برکت ہر ایک شخص کے واسطے ہو جو اس میں سے تناول کرے تو میں نہیں چاہتا کہ اس کو سپرد اس شخص کے کروں کہ وہ زبان غیر ذاکر اور قلب غیر حاضر سے بوئے (عوارف المعارف ص ۴۰۱)

سماع کس کے لئے حلال ہے:

عبدالرحمٰن سلمیٰ نے کہا کہ میں نے اپنے دادا سے سنا ہے وہ کہتے تھے مسمع کو چاہئیے کہ دل زندہ اور نفس مردہ سے سماع کو سنے اور جس کا دل مردہ اور نفس زندہ ہو اس کے لئے سماع حلال نہیں ہے۔

سالک کے لئے مشکل و دشوار گذار گھاٹی

حضرت ابوالقاسم قشیریؒ نے فرمایا کہ مقامات مشکلہ اور دشوار گذار گھاٹیوں میں سے ایک یہ ہے کہ سالک اللہ تعالیٰ سے قریب کرنے والے امور کو شیریں اور لذیذ پاکر ان سے سکون اور قرار حاصل کرنے لگے اس سے بعض اوقات وہ اسی کو مقصود سمجھ لیتا ہے اور اللہ سے منقطع ہو جاتا ہے اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ سے قریب کرنے والے امور جو اس کی لذت اور شیریں ہونے کے سبب ہوئے ان میں اپنا مقصد پارہا ہے اور یہ اس لئے ہے کہ اس کے باطن میں ابھی کوئی مفسد اور فتنہ نفس ضرور مخفی ہے۔ چنانچہ اگر کسی ولی سے دنیا کی تمام چیزیں کلام کرنے لگیں اور آکر یہ کہیں کہ السلام علیک یا ولی اللہ (اے اللہ کے ولی تم پر سلام ہو) اور اس کی وجہ سے اس کا نفس خوش ہو جائے اور اس کو باطنی سکون حاصل ہو تو سمجھو کہ ابھی وہ اپنے نفس کے ہاتھوں اسیر ہے۔ اللہ اپنے حفظ وامان میں رکھے اور نفس کے فریب سے اور مکر سے دستگیری فرمائے اور جب سالک نے کسی کرامت یا خارق عادت یا کسی قسم کی قبولیت و شہرت کے حصول کا مقصد کیا تو سمجھ لو کہ وہ مفتون

Marfat.com

ہے اور اس پر عبدیت کا راستہ ہی بند ہو جائے گا۔ اور جس کی قسمت میں سعادت ازلی لکھی ہوتی ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ اپنے جلال و جمال کا مشاہدہ مکشوف فرما دیتے ہیں جس سے وہ ہمیشہ سرشار رہتا ہے اور وہ یہ جان لیتا ہے کہ میرا مطلوب و مقصود اور آگے ہے کہ نہ یہ دنیا ہے اور نہ آخرت ہے بلکہ اپنے جملہ احوال میں حق تعالیٰ ہی ہوتے ہیں۔

اور جو حق تعالیٰ کو پا کر بھی دنیا کی مشغولی اور اس کے دھندوں سے فارغ نہ ہوا بلکہ خواہشات نفسانیہ ہی میں اور احباب کے تعلق ہی میں لگ رہا تو بس یہ سمجھو کہ وہ ان دونوں مراتب کے مابین معلق ہی رہے گا یعنی نہ تو دنیوی چین ہی اٹھا سکے گا اور نہ اُخروی حسن انجام ہی سے حصہ پا سکے گا۔ (معارف صوفیہ ص ۱۹۰)

عبودیت:

اللہ تعالیٰ نے بندہ کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ اس لئے اس کو سزاوار ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہر ممکن طریقہ سے کرے اس سے نہ عوض مقصود ہو نہ کوئی غرض وابستہ ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ عبادت کے جو مستحق ہیں اپنی ذات کے اعتبار سے نہیں (نہ کسی علت اور غرض سے) اللہ تعالیٰ نے بندہ کو پیدا فرمایا اور اس دار کو اس کے لئے دار التکلیف بنایا اور کچھ اوامر کا اسے حکم فرمایا اور مناہی سے اسے منع فرمایا پس اس کا وظیفہ اگر وہ عبد ہے تو بس یہی ہے کہ جس چیز کا حکم دیا گیا اس کا امتثال کرے اور جس سے منع کیا گیا ہے اس سے باز رہے۔ اور اس پر عمل کے لئے اللہ تعالیٰ سے توفیق چاہیئے۔

پس بندہ کے لئے اپنے مالک سے ہر حال میں راضی رہنا ہے چاہے اس پر دنیا وسیع ہو یا تنگ اس لئے کہ ہم نہیں جانتے کہ خیریت کس میں ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ بلاشبہ بندہ گناہ کرتا ہے جس کی وجہ سے استغفار اور توبہ کرتا ہے پس اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ تاہم اس کی وجہ سے وہ ہمیشہ غمگین، خائف۔ منکسر القلب اور سرنگوں رہتا ہے اور یہ سب کے سب حسنات ہیں۔ حاصل یہ کہ عبودیت عبارت ہے امتثال اور امر اور اجتناب نواہی سے ایسا امتثال جو محض اللہ کا حکم سمجھ کر کیا جائے اس میں کوئی اور غرض

Marfat.com

شامل نہ ہو اور اس میں یہ بھی داخل ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہر حال میں راضی رہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے آگے تمہارا اپنا کوئی اختیار نہ ہو۔ (معارف صوفیہ ص ۲۰۵)

بس جاننا چاہیئے کہ بزرگوں نے فرمایا جو تمہارا مقصود ہو بس وہی تمہارا معبود ہے لہذا حق کے طالب کو لاالہٰ الا اللہُ کے تکرار سے چارہ نہیں۔ سالک اس کلمہ کے تکرار سے اپنے ہوائے نفسانی، وساوس شیطانی اور مقاصدِ انسانی سے بالکل نکل جائے اور اس کا مقصود و معبود اور محبوب سوا ذات عزّ و شانہٗ کے کوئی اور نہ رہ جائے اور اس کو فناء تام حاصل ہو جائے۔ اور اسم ذات بھی (اللہ۔ اللہ کا ذکر) محبت اور جذب پیدا کرنے میں اکسیر ہے لیکن لا الہٰ اِلا اللّٰہ کا ذکر سلوک کے لئے اور علائق کو قلب سے زائل کرنے کے لئے بہر حال ضروری ہے کہ فناء حقیقی حاصل ہو اور حجابات بالکلیہ صاف ہو جائیں جو نفس کے سبب سے ہیں۔ وَصَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ سیّدنا مُحَمَّدٍ وَّآلہٖ و صحبہٖ وسلَّم۔

اعضائے بدن سب لرزاں ہیں اک دل کے شہادت پانے سے
لشکر میں طلاطم برپا ہے سردار کے مارے جانے سے

سالک کے لئے اذکار واشغال:

سالک راہِ حق اذکار واشغال اور خدمات نمایاں تعلیم شدہ بجالاوے اور اگر وصول اور مقبول بارگاہ باہم جمع ہو تو سبحان اللہ اس میں کم کھانا، کم سونا، کم بولنا اور کم خلق سے ملنا۔ اس کی اصل ہے کہ غلبہ ذکر میں سب صفائی ایک ہی ساتھ ہو جاتی ہے اور مشغولی ذکر کم سے کم ایک پہر یعنی آٹھواں حصہ شب و روز کا چاہئے اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ ایک تہائی ذکر میں گزارے اور ایک تہائی آرام اور دوسری ذاتی ضروریات میں صرف کرے اور ایک تہائی میں حقوق خلق اگر ذمہ ہوں ادا کرے۔ اور کچھ علائق نہیں رکھتا ہے۔ تو اس کو اوراد اور وظائف میں گزارے۔ اور اول ابتداء ذکر جہر لسانی پھر جہر کے ساتھ ذکر خفی بھی کرے۔ اس کے بعد مراقبات اس کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ وہ امور ہوتے ہیں کہ وہی خود رہبر ہو جاتے ہیں۔ اور ان سب امور میں اتباع شرع شریف اور استقامت راہِ سنت پر لازم ہے۔ ورنہ سب باتیں بیکار ہوتی ہیں۔ اگرچہ وصول

Marfat.com

ہو۔ مگر وہی چور کا سا قصہ ہوتا ہے کہ چور کمند لگا کر خوابگاہ شاہی میں جا سکتا ہے۔ مگر جب خبر ہو جائے تو جوتیاں کھاوے۔ اور غلام خاص کہ خدمت سے برسوں کی راہ ہو اور خدمات نمایاں بجا لاوے ہر دم مقبول بارگاہ ہے۔ اور راہ قبول منحصر اتباع سنت پر ہے۔ ظاہر میں، باطن میں۔ عقیدہ میں۔ عمل میں بدعات اور رسوم سے احتراز کرنا اس زمانہ میں اتباع سنت کی اصل ہے۔ طالب کو لازم ہے کہ ہر امر حکم خدا اور رسول پر اور اقوال علماء حقانی پر جانچ لے اور اس کو حق سمجھے اور عجز وزاری میں عمر گزارے۔ اور راہِ تاویل کی نہ چلے اور بُرے عمل کر کے اپنے آپ کو بھلا نہ بتائے۔ کہ یہ اصل تمام شیطان کے مکروں کی ہے۔ اور اگر کچھ حاصل نہ ہو تو گھبراوے نہیں ہمت عالی رکھے اور خواب وخیال کی حقیقت کچھ نہ سمجھے۔ اور ان کو کچھ شمار نہ کرے۔ اگر کوئی خواب انوار کے ساتھ دیکھے یا زیارت بزرگوں کی ہووے اس کو مبارک سمجھے۔ دین کے بارے میں علماء حقانی قدیم جو کچھ کر گئے اس سے زیادہ گنجائش نہیں تو قرآن وحدیث اور ان علماء کے اقوال لینا اور اس پر عمل کرنا کامیابی کی راہ ہے۔ اِنشاءاللہ!

اور عزم بالجزم کرلے کہ میں حق کا تابع ہوں جدھر ہو اور جب واضح ہو جاوے اور جب کبھی حق بات معلوم ہو جاوے اپنی قدیمی بات چھوڑ کر اس کا تابع ہو جاوے یہ اَمر اصل ہے ہدایت کی کیونکہ اکثر مانع راہِ ہدایت سے اتباع رسم قدیم کا ہوا کرتا ہے۔

حاصل گفتگو یہ ہے کہ آدمی فکرِ آخرت کرے اور خلق کے جھگڑوں کو ان کی سپرد کرے خداوند کریم طریق دین پر ثابت قدم رکھے۔ اور جمہور اہل طریقت ذکر میں سر پھیرانے قلب پر ضربیں لگانے اور ''لا الٰہ الا اللہ'' میں مد اور شد کی رعایت کرنے پر متفق ہیں کہ اس طرح ذکر کرنے سے سالک کو جمعیت خاطر حاصل ہوتی ہے اور دماغ سے پراگندہ خیالات دُور ہو جاتے ہیں محبت وشوق کے جذبات دل میں پیدا ہوتے ہیں اور حدیث شریف میں آیا ہے ''جس چیز کو مومنوں نے اچھا سمجھا وہ چیز اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے (راوی امام محمدؒ موطا امام مالک) (ھمعات ص ۶۸)

احقر کو بھی دعا سے یاد رکھو کہ طالبِ دین کی دعا قبول ہوتی ہے اور ذکر شروع کرنے سے پہلے اگر یاد رہے یہ دعا پڑھ لیا کرو: اللّٰھم طھر قلبی عن غیرک و نور قلبی بنورِ معرفتک ابداً یا اللہ یا اللہ یا اللہ (بیاض یعقوبی)

Marfat.com

معاش کی تنگی:

معاش میں نصیب سے زیادہ کسی تدبیر سے نہیں ملتا عمل ہو یا تعویذ اور طریق انبیاء کا یا توکل ہے یا تسبب بلکہ تسبب ہی غالب حال ان کا رہا ہے تم بھی اللہ کے فضل کے بھروسہ کو مختصر سا حیلہ طلب رزق کا کرلو خدا تعالٰی اس میں برکت دے گا۔ میرے گمان میں نوکری سب سے آسان ہے۔ انشاء اللہ تعالٰی فتح باب اور کشائش ہوگی۔ استقامت سب امور میں بہتر ہے۔ اور عمل غنائے ظاہری اور قلبی کے لئے یہ کہ سورۃ مزمل ہر روز گیارہ بار پڑھ لیا کرو گیارہ سو بار ''یا مغنی'' بہ تصور التجا بارگاہ عالی میں جیسے مانگنے والا مانگتا ہے امید ہے کہ غنائے ظاہری وقلبی میسّر آوے۔ یہ عمل بہت مجرب ہے باقی یہ دنیا جائے کشاکشی کی ہے یہاں راحت کہاں۔ بس بڑی بات یہ ہے کہ آدمی جب دنیا سے اٹھے اپنے مالک سے غافل نہ ہو۔ (مکتوب یعقوبی)

مجھ ہی سے سن لو جو سننا ہے تم کو داستان میری
کہاں سے لائے گا قاصد بیان میرا زبان میری

(عارفیؒ)

دین کی دو حیثیتیں ہیں ظاہری وباطنی:

اللہ تعالٰی نے جن حضرات کو شریعت کی حفاظت کی استعداد دی تو وہ حضرات دین کی ظاہری حیثیت کے محافظ بنے۔ یہ فقہا حضرات محدثین مفسرین غازیوں اور قاریوں کی جماعت ہے۔ چنانچہ ہر زمانہ میں اہل ہمت حضرات مصروف عمل رہے اور مسلمانوں کو علوم دین کی تحصیل کی طرف متوجہ کرتے رہے۔ (ہمعات)

دین کی حفاظت کا دوسرا گروہ جس سے خدا تعالٰی نے باطن دین کی حفاظت جس کا دوسرا نام ''احسان'' ہے کا کام لیا ہے۔ صوفیاء حضرات ہیں اس گروہ کے بزرگ عوام الناس کو طاعت ونیکوکاری کے اعمال جن

Marfat.com

سے باطنی نفس میں اچھے اور پاکیزہ اثرات مرتب ہوتے ہیں ان امور کی دعوت دیتے ہیں۔جن سے اخلاق کی اصلاح ہوتی ہے اور یہ بزرگ حضرات شرعی احکام صرف خدا کا حکم سمجھ کر ادا نہ کرتے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ان شرعی احکام کی بجا آوری سے ان کے باطنی تقاضوں کی تسکین بھی ہوتی تھی۔اور یہ بزرگ بہشت کی رغبت و آرزو رکھتے اور دوزخ سے خائف و ہراساں رہتے۔

اس سلسلے کی ابتدائی تربیت کے سالکین کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دل سے جاہ و مال کی محبت کو کم کرنے کی کوشش کرے کہ وہ ذکر و اذکار میں مشغول ہو تو اسے کوئی چیز دنیا کی طرف نہ کھینچ سکے۔تاکہ ذکر اذکار میں اسے پورا اطمینان حاصل ہو۔اور اس دوران میں اِدھر اُدھر کے خیالات اس کے دل کی طرف راہ نہ پاسکیں اور جب زبان سے اللہ کی محبت کا دعویٰ کرے تو اس وقت اس کا دل اس دعوے کی تکذیب نہ کرے۔اور اس معاملہ میں اس کا دل اس کی زبان کی پوری تائید کر رہا ہو اور اگر یہ نہیں تو خواہ وہ کتنے اوراد وظیفے کرے گا اسے کبھی حلاوت ذکر نصیب نہیں ہوگی۔ذاکر جب ذکر اذکار کے معنوی نتائج کو اپنے اندر قائم کرے تو پھر ان اوراد کو وظیفہ کے طور پر نہ کرنا چاہیے بلکہ جذبہ عشق و محبت کی شدت سے ذکر کرے۔اگر طبعاً کاہلی غالب رہے کہ عشق و محبت کا زیادہ اثر نہ ہو تو اعلیٰ مقام کی رسائی نصیب نہیں ہوتی (ھمعات ص ۶۴)

عشق و فسق میں فرق:

عشق اور فسق میں فرق یہ ہے کہ ہوائے نفس عشق میں مغلوب ہوتی ہے اور فسق میں غالب۔چنانچہ فسق کی اصل یہ ہے کہ جیسے بھوکے کے آگے تنجن اور جو کی روٹی شدت بھوک میں ایک ہو جاتے ہیں اور چند لقمے ہر ایک کے جب پیٹ میں گئے۔تو وہ جوش جاتا رہا۔یہ فسق ہے اور عشق یہ ہے کہ سمندر کے پانی کی طرح جتنا پیئے اور پیاس دونی ہو۔

Marfat.com

اسم اعظم

نستعین باللہ ونتوکل علیہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ائمہ اور علماء کرام کی ایک جماعت کا موقف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام نام عظیم ہیں چنانچہ جن احادیث وروایات میں الاسم الاعظم کا تذکرہ ہے وہاں ,,اعظم،، عظیم،، کے معنی میں ہے لیکن علماء کی ایک بڑی جماعت کا قول ہے کہ,, اسم اعظم،، موجود ہے جیسا کہ کئی روایات میں اس کا تذکرہ موجود ہے اور امور شرعیہ میں تفاضل یعنی بعض سے افضل ہونا ثابت ہے جیسے جمعۃ المبارک کا ہفتہ کے باقی ایام سے افضل ہونا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسم اعظم کو لوگوں سے مخفی رکھا ہے اس کے اعلیٰ مقام اور بلند شان کو بتانے کیلئے جس طرح لیلۃ القدر۔ جمعۃ المبارک کی مقبول گھڑی اور صلوٰۃ وسطیٰ کو مخفی رکھا گیا ہے تاکہ لوگ ان کے بلند درجے کو سمجھیں اور ان کی تلاش میں خوب جانفشانی دکھائیں اور دیگر اعمال سے غافل نہ ہوں۔ بعض صاحب حال وصاحب مقام مشائخ طریقت سے منقول ہے کہ وہ فرماتے تھے مجھ سے حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اسم اعظم پر پردہ ڈال دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے انہیں لوگوں کا آگاہ فرماتا ہے جن کو وہ اپنی خصوصی محبت کیلئے چن لیتا ہے۔ اور اگر عام لوگ اسم اعظم کو جان لیں تو وہ اسی میں پڑ جائیں گے اور دیگر اعمال چھوڑ بیٹھیں گے جو شخص اسم اعظم کو پاکر اس کی فضیلت کو دیکھتے ہوئے قرآن پاک کو اور مجھ پر درود پڑھنے کو چھوڑ دے گا تو یہ اس کے لیے سخت خطرے کی بات ہوگی

شیخ عمر بن سعید الفوتیؒ کتاب الرماح میں یہ قول نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں یہ بات اچھی طرح سمجھ لو کہ اسم اعظم دنیا اور طالب دنیا کیلئے مفید ومناسب نہیں ہے جو شخص اسے پاکر دنیا کیلئے استعمال کرتا ہے وہ دنیا اور آخرت دونوں کا خسارہ پاتا ہے کتاب **لُطفُ اللَّطیف** جل جلالہ کے مصنفؒ فرماتے ہیں۔

اسم اعظم کشف اور الہام ہی کے ذریعہ معلوم ہوسکتا ہے اور یہ اسی شخص کے لئے مفید ہے جو مکمل امانتدار۔ اللہ تعالیٰ کے اخلاق میں رنگا ہوا دنیا سے بے رغبت اور صرف آخرت کی فکر رکھنے والا ہوتا کہ وہ اسم اعظم کو فانی دنیا کے معاملات میں استعمال کر کے دونوں جہانوں کی سعادت سے محروم نہ ہو جائے۔ اسی لئے اسم

Marfat.com

اعظم کا علم رکھنے والے اولیاء کرام اسے اپنے ساتھیوں سے چھپایا کرتے تھے اور صرف اہل افراد کو اسکی تعلیم فرماتے تھے۔ جیسا کہ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ کا واقعہ ہے کہ انہوں نے اپنے بعض خواص اور خدام میں جب تھوڑی سی خیانت دیکھی تو انہیں اسم اعظم سکھانے سے انکار فرمادیا (ص ۱۳۱ الطف)

ذکر نفی اثبات:

کثرت ذکر اور عشق و محبت کے ساتھ سالک مزاج کامل کو یقیناً پورا اطمینان خاطر نصیب ہو جائے گا اور اس کے دماغ کو پراگندہ خیالات سے نجات مل جائے گی اور شوق و محبت کی بے قراری اور گرمی بھی اسے ضرور حاصل ہو جائے گی جب ذکر کے دوران میں سالک میں یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو اس کو چاہیئے کہ وہ اپنی پوری کیفیت کو برابر نگاہ میں رکھے اور اسے اپنی نظر بصیرت سے اوجھل نہ ہونے دے اور اس کیفیت کی حفاظت کرے (ص ۶۶ ھمعات)

ذکر اسم ذات:

کثرت اسم ذات کے ذکر سے اول انوار اور ظہور اسرار کائنات ہوتا ہے اور آخر کو جذب اور ذکر پاس انفاس میں مقصود دوام ذکر ہے کہ ذکر مثل طبیعت کے ہو جائے اور بے ارادہ اور بے قصد جاری ہو اور اس میں وہی تصور ذات پاک اور مرتبہ غیب کا چاہیئے۔ اور یہ جو بات مشہور ہے کہ ذکر ''اللہ ہُو'' سے ویرانہ ہو جاتا ہے غلط ہے۔ البتہ اس کے یہ معنی ہیں کہ قلب سالک میں جو خناس کا لشکر آباد ہے۔ وہ درہم برہم ہو جاتا ہے اور وہاں بجز روز و شب محبت کے کچھ نہیں رہتا اس کو چاہو کوئی ویرانہ کہو یا آبادی نام کہے اور احادیث سے ایسا سمجھ میں آتا ہے کہ بنیاد اس عالم کی ذکر سے ہے اور ذکر کے لئے خلوت شرط ہے۔ کیونکہ بے خلوت تاثیر پوری ظاہر نہیں ہوتی اور اصل کام کرنا ہے خلوت و جلوت سب زائد ہیں۔ اگر کسی کو مجمع میں رہنا اور بازاروں میں بیٹھنا اور خلق سے مشغول رہنا ذکر سے غافل نہ کرے وہ خلوت میں ہے۔ ذکر جہر تنہائی میں اس واسطے ہے کہ شرم بھی نہ آئے اور دل اور کسی طرف مشغول نہ رہے۔ اور ذکر شغل میں طبیعت کو گرمی پیدا ہو جائے اور

Marfat.com

کچھ اثر ظاہر ہو تو خلوت کو بڑھا دینا بہتر ہوگا اور اگر بن پڑے تو خیال پاس انفاس کا ہر وقت رکھا کرو "اللہ اللہ" کا دھیان رہے تا کہ دم خود بخود ذاکر ہو جائے اور اگر ایسا سرِ دست نہ ہو سکے تو ذکر جہری پر محنت کرو۔ انشاء اللہ محنت رائیگاں نہ جاوے گی۔

ذکرِ اللہ کی تعداد

زمانہ کے بدلنے کی وجہ سے احوال بدلتے رہتے ہیں لیکن وہ احوال جو مقصود کو بدلنے والے نہ ہوں ان کو سنت ہی کہا جائے گا۔ مثلاً کسی شخص نے روٹی پکانے والے کو متعین کیا تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ لکڑی چولہا، توا، سب چیزیں مہیا کریں۔ لکڑی نہ ملے کوئلہ نہ ملے تو اوپلہ کو بھی استعمال کیا جائے گا۔ غرض جس چیز پر روٹی پکانا موقوف ہو۔ اسی کو طلب کیا جائے گا۔ مختصر یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں احسان حاصل کرنے کیلئے ریاضت کی ضرورت نہیں تھی مگر آج ہمارے مرشدوں نے بتلایا کہ اس طرح سے ذکر سرّی سانس کے ساتھ اور ذکر خفی روح کے ساتھ کرو۔ اور ذکر جہر زبان کے ساتھ کرو۔ بھائی اصل مقصد تصوف میں احسان ہے۔ اس کے حاصل کرنے کے جو طریقے ہیں خلاف شریعت نہیں ہیں۔ وہ سب ضروری ہیں۔ البتہ کوئی شخص کہے کہ مجھ کو خدا تک پہنچنے کے لئے قوال۔ ڈھول گانے والے کی ضرورت ہے تو یہ خلاف شریعت ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے ان چیزوں کی ممانعت کی ہے تو جن چیزوں سے ممانعت کی گئی وہ سنت میں داخل نہیں ہیں (خطبات مدنی ص ۶۵)

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ: کہہ دو کہ اگر خدا کی خوشنودی اور رضا چاہتے ہو تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو۔ ان سے محبت رکھو اور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ترجمہ: مشرکین کی صورت و سیرت کے خلاف ڈاڑھیاں بڑھاؤ مونچھیں کترواؤ) آج ہماری حالت یہ ہوگئی ہے کہ خدا کے دشمنوں کی صورتیں اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اس سے بچنا چاہیئے کہ کہیں خدا کا غضب نازل نہ ہو جائے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارک و سیرت اختیار کرنا چاہیئے اور ہمیشہ خدا کا ذکر کرنا چاہیئے۔ اس کے ذکر سے کبھی غافل نہ ہونا چاہیئے خدا کی راہ میں سونا

Marfat.com

چاندی خرچ کرنے اور جہاد کرنے سے بھی بڑا مرتبہ اللہ کے ذکر کا ہے۔ یہ بہت قوی روایت ہے نماز کے اندر بڑائی خدا کے ذکر کی وجہ سے آئی ہے۔ اور فرمایا کہ کوئی چیز اتنا عذاب سے نجات دلانے والی نہیں جتنا کہ ذکر اللہ۔ اس کے ذکر سے کبھی غافل نہ ہونا چاہیئے اس عمر عزیز کو جو ملی ہوئی ہے۔ غنیمت سمجھو اور قلب کی صفائی کا فکر ہونا چاہیئے۔ قلب کی صفائی اور اس کو مانجنے کے لئے اللہ کا ذکر ہے (الحدیث) اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کے عذاب سے بچنے کی بہترین صورت اللہ کا ذکر ہے (مدنیؒ)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا شیطان آدمی کے قلب پر چمٹا ہوا بیٹھا رہتا ہے جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو وہ ہٹ جاتا ہے۔ اور جب (یاد سے) غافل ہوتا ہے وسوسہ ڈالنے لگتا ہے (بخاری شریف) حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت لوگ دنیا میں نرم نرم بستروں پر اللہ کا ذکر کرتے ہوں گے اللہ تعالیٰ ان کو اونچے اونچے درجوں میں داخل فرمائے گا (ابن حبان) (ف) یعنی کوئی یوں نہ سمجھے کہ جب تک امیری سامان کو نہ چھوڑے ذکر اللہ سے نفع نہیں ہوتا اور دوسری جگہ فرمایا اس کثرت سے ذکر کرو کہ لوگ پاگل کہنے لگیں (حیواۃ المسلمین ص ۲۱۶،۲۱۵)

(۱) ذاکر کے قلب کی حالت ایسی ہو کہ خود رائی، رائی کے برابر نہ ہو

(۲) رضائے الٰہی مقصود ہے چاہے گھر میں رضائی نہ ہو

(۳) یکسوئی مطلوب ہے چاہے گھر میں سوئی نہ ہو (تھانویؒ)

دعا کی فضیلت اور آداب:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا بندہ کی دعا قبول ہوتی ہے تاوقتیکہ کسی گناہ یا رشتہ داروں کے ساتھ بدسلوکی کی دعا نہ کرے جب تک کہ جلدی نہ مچاوے عرض کیا گیا یا رسول اللہ جلدی مچانے کا کیا مطلب ہے۔ آپ نے فرمایا جلدی مچانا یہ ہے کہ یوں کہنے لگے کہ میں نے بار بار دعا کی مگر قبول ہوتی ہوئی نہیں دیکھتا سو دعا کرنا چھوڑ دے (مسلم شریف)

Marfat.com

تشریح: اس میں تاکید ہے اس بات کی کہ گو قبول نہ ہو مگر برابر دعا کئے جائے اس کے متعلق تاکید ہے (حیواۃ المسلمین ص ۱۴۱)

ذکر جہر کی ترتیب:

بہتر یہ ہے کہ صبح تہجد کے وقت ذکر کے لئے قبلہ رخ بیٹھے اور آنکھیں بند ذکر شروع کرے اس طرح کہ زبان کو تالو سے لگا دے اور سانس کو اوپر کھینچ کر سینہ میں ٹھہرائے کہ کچھ جنبش نہ ہو پھر سر کو قلب کی طرف جھکا کر لا کو داہنے مونڈھے تک کھینچے اور الہٰ کو وہاں خیال کر کے سر کو بائیں طرف کو لا دے "اِلا اللہ" کو قلب میں خیالی ضرب لگائے (اور اس طرح بھی کرے کہ جہر "لا" کو قلب سے یا گھٹنے سے کھینچ کر داہنے مونڈھے پر لا دے یہاں سانس کو چھوڑ دے اور دوسری سانس سے "اِلا اللہ" قلب پر ضرب کرے) اوّل مبتدی کو یہ شغل کرنا چاہئیے کہ ذکر جہر میں گرمی پیدا ہو جائے تو شیخ کو اطلاع کرے لیکن جہر اس زمانہ میں بصورت معتدل کرے جتنا ہو سکے کرے اور خفی ذکر کے لئے پاس انفاس اگر نباہ ہو سکے تو غنیمت ہے اور ترتیب ہر چیز میں لحاظ رکھنی بہتر ہے۔

تصوف کی اصطلاحات:

(۱) مبتدی وہ ہے جس کے دل میں طلب اس راہ کی جوش کرے اور تلاش میں مصروف ہو اور موانع سے دامن چھڑائے (۲) متوسط وہ ہے کہ یہ طلب غالب آ کر اس کی عادت قدیمہ کو بدل دیوے۔ اور اثر اس کا اس کی حرکات وسکنات میں ظاہر ہو جاوے۔ جن کی محبت پہلے تھی ان کی محبت نہ رہے۔ یا ضعیف ہو جائے (۳) منتہی وہ ہے کہ سوائے یادِ الٰہی کے کوئی بات اس کے دل میں نہ رہے اور ایسا غلبہ زور کرتا ہے کہ سب کو بھلا دیتا اور یہی معنی فناء کے ہیں جو لائق فہم کے ہیں یعنی محبت اور یاد غیروں کی فناء ہو جائے حتیٰ کہ اپنا خیال بھی نہ رہے اور اس راستہ میں بعض مضامین ایسے ہیں کہ ان کا تحریر میں آنا دشوار ہے۔ (۴) مراقبے کے بارے اتنا کافی ہے کہ بعد تھوڑی دیر ذکر کر کے چپ ہو قلب کی طرف متوجہ ہو کر دھیان کرو کہ ایک نور دل

Marfat.com

میں ہے یا کوئی گرمی یا جوش یا اطمینان اور تسلی اور ذکر میں آواز خوش اور دردناک اختیار کرے اور مد کرے۔

(مکتوب ۲۶ یعقوبیؒ)

سلسلہ طریقہ چشتیہ خصوصاً صابریہ میں سوائے دردوسوز اور اضطراب اور بے چینی اور کچھ مطلوب نہیں۔

حق مہر کی قسمیں:

(۱) مہر مثل عورت کے باپ کی قوم کے مہر کو کہتے ہیں (۲) مہر معجل وہی ہوتا جو اسی وقت ادا کر دیا جائے یعنی جس کی مدت مقرر نہ ہو جب چاہے عورت مہر اپنا وصول کرے۔(۳) موجل یعنی جس کے ادا کی مدت مقرر ہو جیسے دس برس یا غیر معین جیسے موت زوج یا زوجہ کی طلاق ۔(۴) مہر مسنون یعنی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات اور صاحبزادیوں کا مقرر فرمایا اور اس کی مقدار پانچ سو درہم ہیں جس کے قریب ایک سو بتیس روپے کے ہوتے ہیں اور اس کے لئے اس ملک کے عرف کے اعتبار پر حکم ہوگا (۵) حنفیوں کے نزدیک کم سے کم مہر دس درہم ہے جس کے قریباً تین روپے ہوتے ہیں اور زیادہ کی حد نہیں۔

راضی بقضا رہنا عین ایمان ہے:

عالم فتنہ و فساد سے ایسا پر ہے کہ کیا عجب قیام قیامت ہو جائے باقی وبا میں مرنا مسلمان کے حق میں شہادت ہے اور ایسی وبا کے وقت راضی بقضا رہنا اور جزع فزع نہ کرنا عین ایمان ہے اور موت کو یاد رکھنا اور خوف عذاب کا ہونا نشانی اور علامت ایمان ہے۔موت سے غافل ہونا عاقل کا کام نہیں۔اللہ کریم نے اپنی خوشنودی کو ان اعمال میں جن کا حکم ہوا ہے۔ چھپا دیا ہے اور اپنے غضب کو ان کاموں میں جسے منع کیا ہے چھپایا ہے اور کیڑے لگا اناج اگتا نہیں پھل کہاں سے دے۔ یہ اعمال ہمارے ہزاروں عیب سے پُر ہیں مگر اس بارگاہ خداوندی کی بے نیازی اور شان بلند سے یہ امید ہے کہ کیا عجب ان کو بھی قبول فرمائے۔ بارگاہ بلند خداوندی میں ہر کوئی قصوروار ہے اور اپنی نجات میں اسی کی رحمت کا امیدوار ہے اللہ تعالیٰ اپنے

Marfat.com

فضل وکرم سے مرتے دم تک اس کلمہ توحید پر سلامت رکھے کہ اسی پر خاتمہ ہو جاوے اور اللہ والوں کی صحبت کی برکات نصیب رہیں۔ بہرحال جب تک یہ ٹوٹا پھوٹا ایمان باقی ہے ہزاروں امیدیں لگی ہیں۔ اللہ ہر بلاو آفت سے پناہ میں رکھے۔ دفع اعداء کے واسطے اگر آیت کریمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ کا ختم چند آدمی مل کر جتنے دن میں ہو سکے سوالاکھ بار پڑھ لیں تو بہت نافع ہو۔ اور جھگڑے والوں کا پیٹ نہ بھرے ان کی مت سنو اور دنیا کا کارخانہ تو چند روز کے واسطے خواب وخیال کی طرح ہے اعمال صالح سے ایمان کی حفاظت وترقی ہوتی ہے اور ترکِ اعمال واجبہ وارتکاب کبائر سے ایمان کمزور ہوتا ہے نورِ ایمان کو ظلمت عصیان گھیر لیتی ہے دروازہ کریم کا کھڑکھڑائے جاؤ اس در سے کوئی محروم نہیں رہا آپ بھی انشاء اللہ محروم نہ رہو گے۔

ذکر اللہ کے آداب وشرائط:

ذکر اللہ کے لئے چند آداب وشرائط ہیں جن کی رعایت ضروری ہے تاکہ اس سے برکات کے ثمرات اور نتائج وفوائد پیدا ہوں ذکر کرنے والا اپنے بدن، کپڑے اور جگہ کو پاک رکھے اور وضو اور اگر ضرورت ہو تو غسل سے طہارت کاملہ حاصل کرے چارزانو روبقبلہ بیٹھے اور آنکھیں بند کر کے پست یا معتدل آواز سے جس طرح شیخ نے تلقین کیا ہو دل کو خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ کرے اور نفی اثبات (لا الٰہ اِلا اللہ) پر مواظبت کرے کہ بار بار اس طرح کہے کہ اپنے دل کے اندر سے پوری طاقت اور دل کی طرف کمال توجہ کے ساتھ کہے اور بُرے سارے خطرات کو دور کر رہا ہے لا الٰہ کو دل سے نکالے اور الا اللہ کو پوری طاقت کے ساتھ دل میں پہنچائے اور حق تعالیٰ کی ذات پاک کا اثبات کرے۔ اور قلب کو پوری طرح پر خدائے تعالیٰ کی طرف متوجہ کرے۔ یہاں تک کہ اس کلمہ کے حاصل معنی یہ ہوں کہ کوئی چیز بھی موجود نہیں بجز حق تعالیٰ کی ذات پاک کے اور اس ذکر پر اسی طرح سے حضور وقلبی مراقبہ وتوجہ کے ساتھ زبان سے مداومت کرتا رہے کیونکہ اس کا ادب یہی ہے کہ تمام اوقات ذکر میں اس طرح مستغرق رہے کہ کسی وقت بھی زبان ذکر کے لفظ سے اور دل ذکر کے معنی سے خالی نہ رہے اور ذکر قلب کا جوہر بن

Marfat.com

جائے اور وہ پردے جو مشاہدہ کے مانع ہیں دور ہو جائیں اور ذکر اور ذکر کنندہ کو مذکور حقیقی میں فناء حاصل ہو جائے کیونکہ ذکر مسلمانوں پر فرض دائمی ہے نیز ذاکر یہ جان لیکہ غرض جملہ عبادات سے یہی ذکر ہے اور حق تعالیٰ کا قول اس کا گواہ ہے (اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِكْرِیْ) نماز قائم کرو میرے ذکر کے لئے اور ذکر سے مقصود مذکور (یعنی حق تعالیٰ) کی معرفت ومحبت اور رضاء وبقاء سے مذکور تک پہنچ جائے اور توحید و ایمان میں کمال حاصل ہو جائے حق تعالیٰ سب کو نصیب فرماوے (آمین) (امداد السلوک ص ۱۰۶)

اور ذکر کے لئے یہ شرط ہے کہ ذکر کو صاحبِ تلقین اہل ذکر شیخ سے حاصل کرے جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کیا تھا حضرت شداد رضی اللہ عنہٗ بن اوس روایت کرتے اور عبادۃ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ تصدیق کرتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپؐ نے فرمایا تم میں کوئی اجنبی یعنی اہلِ کتاب بھی ہے؟۔ہم نے عرض کیا کہ نہیں آپؐ نے فرمایا اچھا دروازہ بند کر دو اور جب ہم نے دروازہ بند کر دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہو لا الٰہ الا اللہ۔ چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا پھر ایک ساعت کے بعد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تیرا شکر ہے تُو نے اس کلمہ کے ساتھ مجھ کو مبعوث کیا اور اس کلمہ کا حکم فرمایا اور اس کلمہ کے کہنے پر جنت کا وعدہ فرمایا اور تو اپنے وعدہ کا ہرگز خلاف نہ کرے گا۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا کہ خوشخبری ہو کہ حق تعالیٰ نے تم کو بخش دیا اور اسی طرح صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تابعین کو اور تابعین تبع تابعین کو علیٰ ہذا ایک شیخ کے بعد دوسرا شیخ اس زمانہ تک لوگوں کو اس کلمہ کی تلقین فرماتے رہے۔

نیز صوفیاء رحمہم اللہ کے یہاں ثابت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھ کو وہ راستہ دکھایئے جو بندگانِ خدا پر سب سے زیادہ قریب اور سہل تر ہو اور حق تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ افضل ہو آپ ﷺ نے فرمایا کہ خلوت میں ذکر پر مداومت کو لازم پکڑ لو اور ذکر کا طریقہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا بعد ازاں حضرت علیؓ نے حضرت حسن بصری کو اور حسن بصری نے عبدالواحد بن زید اور حبیب عجمی کو تلقین کیا اور اسی طرح سلسلہ تلقین جاری رہا یہاں تک کہ متعدد سلسلے اور مختلف طریقے اور متفرق شعبے پیدا ہو گئے

Marfat.com

ہمّت میں برکت ہے

مولانا حالی (مرحوم)

چھپا دستِ ہمّت میں زور قضا ہے
مثل ہے کہ ہمّت کا حامی خدا ہے

کرو یاد اپنے بزرگوں کی حالت شدائد میں جو ہارتے تھے نہ ہمّت
اُٹھاتے تھے برسوں سفر کی مشقّت غریبی میں کرتے تھے کسبِ فضیلت

جہاں کھوج پاتے تھے علم و ہُنر کا
نکل گھر سے لیتے تھے راستہ اُدھر کا

بشر کو ہے لازم کہ ہمّت نہ ہارے جہاں تک ہو کام آپ اپنے سنوارے
خُدا کے سوا چھوڑ دے سب سہارے کہ ہیں عارضی زور کمزور سارے

اڑے وقت تم دائیں بائیں نہ جھانکو
سدا اپنی گاڑی کو تم آپ ہانکو

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُبِکَ مِنَ الۡبُخۡلِ وَالۡکَسَلِ وَمِنۡ سُوۡٓءِ الۡعُمُرِ وَ مِنۡ اَرۡذَلِ الۡعُمُرِ وَمِنۡ فِتۡنَۃِ الۡمَسِیۡحِ الدَّجَّالِ وَمِنۡ فِتۡنَۃِ الۡمَحۡیَا وَالۡمَمَاتِ وَمِنۡ عَذَابِ الۡقَبۡرِ ۝

اے اللہ! میں تیری ذات کے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں بُخل اور سُستی سے، بُری عُمر اور رذیل عُمر سے، مسیح دجّال کے فتنہ سے، زندگی اور موت کے فتنہ سے اور قبر کے عذاب سے۔

Marfat.com

سالک میں سات خصائل ضروری ہیں

۱۔ ارادہ میں صداقت اس کی علامت یہ ہے کہ انسان سامان تیار رکھے۔

۲۔ عبادت وطاعت کے اسباب کرنا۔اس کی علامت یہ کہ وہ بُرے ساتھیوں کو چھوڑ دے۔

۳۔ اپنے نفس کے حال کی معرفت حاصل کرنا اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے سامنے آفات نفس نمایاں ہو جائیں۔

۴۔ علمائے ربانیین کے ساتھ مجالست کرنا ضروری ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ وہ علماء کو دوسروں پر ترجیح دے۔

۵۔ اس پر توبۃ النصوع لازم ہے۔اس سے وہ عبادت کی حلاوت پائے گا اور مداومت پر پختہ رہے گا اور توبہ کی علامت یہ ہے کہ اس کے خواہش نفس کے اسباب ختم ہو جائیں اور خواہشات نفس میں زہد اختیار کرے۔

۶۔ اسے حلال کھانا ضروری ہے جس کی علامت یہ ہے کہ مذمت نہ کرے۔اور اس حلال کی علامت یہ ہے کہ یہ (کمائی) کسی مباح کے ذریعہ سے حاصل ہو۔جو کہ شرعی حکم کے موافق ہو۔

۷۔ اس کا کوئی نیک ساتھی ہونا لازمی ہے جو کہ بھلائی کے کاموں میں اس سے تعاون کرے اور نیک ساتھی کی علامت یہ ہے کہ وہ بھلائی اور تقویٰ کے کاموں میں اس سے تعاون کرے اور گناہ وظلم سے اسے منع کرے۔یہ سات خصائل ارادہ کی غذائیں۔اور انہی کے ذریعہ ارادہ قائم رہتا ہے۔ان سات خصائل کو حاصل کرنے کے لئے حسب ذیل چار باتوں سے مدد حاصل کی جاسکتی ہے۔یہی اس کی اساس ہیں اور انہی سے مندرجہ بالا کے لئے قوت حاصل ہوتی ہے۔

(۱) بھوک۔(۲) بیداری۔(۳) سکوت۔(۴) خلوت۔

یہ چاروں نفس کے لئے قید و بند کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کے ذریعے نفس کو مارنے اور پابند بنانے سے نفس کمزور ہو جائے گا اور انہی پر نفس کا حسن معاملہ ہے اور ان میں سے ہر ایک قلب میں ایک بہترین اثر ڈالتا ہے۔(قوت القلوب ۱۲۰ اص ۳۷۶)

Marfat.com

امیر المومنین حضرت عمرؓ کا قول:

خبردار پیٹ بھرنے سے بچو یہ حرکت نماز سے سستی پیدا کرنے والی ہے اور جسم کو فاسد کرنے والی ہے امراض پیدا کرنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے (کھا کھا کر موٹا، ہو جانے والے عالم کو) لیکن اپنی خوراک میں میانہ روی اختیار کرنی چاہیے کہ یہ بات اصلاح سے قریب تر ہے اور فضول خرچی سے دُور رکھنے والی ہے اور اللہ کی عبادت پر قوی رکھنے والی ہے اور کوئی بندہ ہرگز ہلاک نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ اپنی خواہش کو دین پر مقدم کر دے اور جان لو کہ طمع محتاجی ہے۔ (ازالۃ الخفاء ص ۱۶۸۲۰)

سالک کے اندرونی وساوس دُور کرنے کی تدبیر:

پہلی قسم کے خیالات و وساوس کا علاج یہ ہے کہ سالک اپنی ہمت جو اذکار اور مجاہدات و ریاضت سے پیدا ہوئی ہے۔ اس کے جذبے کو برانگیختہ کرے اور اس طرح دل میں آخرت کی محبت اور اللہ تعالیٰ کی عنایات کا مراقبہ اور دنیا کے فانی ہونے کا تصور مضبوط کرے اس طرح اپنے نفس کی تہذیب اصلاح کا جذب ابھرے گا۔ اس جذب وشوق کے ساتھ اپنے شیخ کی صحبت اختیار کرے اور اس صحبت میں اپنے قلب کو ایسے تصور کر کے بیٹھے کہ اِدھر اُدھر کے خیالات سے خالی کر کے ایک دو گھڑی کے لئے اپنے شیخ کے قلب سے روحانی قوت اخذ کر رہا ہے اور اسی طرح قبروں کی زیارت کرے اور اُن پر فاتحہ پڑھے۔ باوجود یہ اعمال کرنے کے وساوس پیچھا نہ چھوڑیں تو پھر فوراً اُٹھے دوبارہ وضو بنائے دو رکعت نماز پڑھے اور پھر ذکر کرے۔ اس طرح انشاء اللہ ضرور سالک کے دل میں ایک حد تک ٹھنڈک وسکون اور اطمینان محسوس ہوگا۔

جذب وسلوک کی راہ میں رکاوٹیں:

اس راہ میں وساوس کے علاوہ دوسری رکاوٹ قلق واضطراب اور عزم وارادہ کا ضعف بھی ہے۔

Marfat.com

اس کی وجہ سے سالک کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ وظائف قلب میں مشغول ہونا چاہتا ہے لیکن اس کی طبیعت نہیں مانتی اور اس کے دل میں رہ رہ کر غم افزا جذبات بڑے زور سے فوارہ کی طرح پھوٹ پڑتے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔ اس کے اول اسباب مزاج کے اختلال جس کا طبی علاج کے ذریعہ طبیعت میں اعتدال پیدا کیا جائے۔ دوسرے جسم سے ناپاکی دور کی جائے اگر غسل نہیں کیا تو غسل سے میل کچیل دور کرے۔ کپڑوں کی صفائی کا بہت زیادہ خیال رکھا جائے۔ تیسرے درجہ میں گناہوں سے بچا جائے اس سے قلب میں اضطراب پیدا ہوتا ہے۔ غریبوں پر ظلم کی وجہ سے یا دوسروں کے حقوق دبا لینا ان معاصی سے سالک اپنے آپ کو بچائے اس کے علاوہ مشائخ طریقت کی شان میں بے ادبی کا ارتکاب اور دل میں دنیا کی محبت کی رگیں پوشیدہ موجود ہوں۔ ان چیزوں سے طبیعت میں قلق واضطراب اور عزم وارادہ میں ضعف پیدا ہوتا ہے اس کا علاج سالک مستقل طور پر ذکر کی پابندی پورے اداب و دھیان سے کرے اور ان فاسد خیالات کی نفی کرے اور اپنے دل کو آس اور امید سے منقطع نہ ہونے دے اور اپنے اوپر ہر حال میں ضبط رکھے۔

سلوک وجذب کے حصول کا طریقہ:

سلوک سے مراد خضوع وخشوع طہارت اور عشق وغیرہ کی نفسی کیفیات میں سالک کا اپنے آپ کو رنگنا یا ان کیفیات کو اپنے اندر پیدا کرنا ہے۔ اور جذب کے حصول کا طریقہ یہ ہے۔ سالک جب اجمالی طور پر عالم غیب سے آشنا ہو جائے تو شیخ اس کو زبانی یا قلبی ذکر بکثرت کرائے۔ سالک اپنی چشم بصیرت کو عالم غیب کی طرف برابر لگائے رکھے اور اپنے دل کو پوری طرح متوجہ کر دے اس سے تھوڑے ہی عرصہ میں اس پر ایک حالت طاری ہو جائے گی۔ وہ کل عالم اور اس کی تمام حرکت کو ایک ہی ہستی واحد کی تدبیر کا اثر اور ایک ذات کے فعل کا نتیجہ سمجھے گا اور اس کو عالم کی تمام حرکات وسکنات یوں نظر آئیں گی جیسے کہ پتلیوں کا تماشا ہوتا ہے کہ بظاہر تو معلوم ہوتا ہے کہ پتلیاں از خود چل رہی ہیں۔ لیکن اصل میں ان کے پیچھے پتلی والا بیٹھا ہوتا ہے جو تار سے سب پتلیوں کو حرکت دیتا ہے۔

Marfat.com

سالک کا یقین جب ایسا ظاہر و باطن پر مضبوط ہو جاتا ہے۔ پھر اس میں توکل کی صفت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ اپنے سارے معاملات اللہ کے حوالے کر دیتا ہے۔ پھر وہ موت، زندگی، شفاء اور مرض کو ان کے جو اسباب وعوارض ہیں۔ ان میں منحصر نہیں سمجھتا بلکہ "کل من عند الله" یعنی سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے کا قائل ہو جاتا ہے۔ لیکن اس توکل کے یہ معنی نہیں کہ وہ اسباب ونتائج کے سلسلہ کو ہی بالائے طاق رکھ دے۔ اسباب ونتائج کا سلسلہ تو اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ اور اس پر کاربند ہونا شریعت کی طرف سے فرض ہے۔ بس اس امر میں سالک کو ذکر ہی کی طرف متوجہ ہونا ہے اور توجہ اس طرف رکھنی ہے کہ کائنات میں خدا کے سوا اور کوئی مؤثر و فاعل ذات نہیں ہے۔ ملحوظ نظر رکھے اور یہ توحید افعالی اس راہ سلوک کا پہلا قدم ہے (ھمعات ص ۸۰)

راستہ نجات کا نظر اس کو ہی آ گے گا
بچ کر طمع سے پھینک دے سب حق کے ماسوا
(تھانویؒ)

سالک کے لئے حق تعالیٰ کے امر و نہی کی جستجو ضروری ہے

اللہ تعالیٰ نے کچھ لوگوں کو دولت کے ساتھ مخصوص کیا ہے تاکہ وہ بندوں کو فائدہ پہنچائیں جب تک وہ اس دولت کو بندوں پر خرچ کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو دولت پر برقرار رکھتا ہے۔ اور جب وہ اپنی داد و دہش بند کر دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے وہ دولت چھین لیتا ہے اور دوسروں کی طرف منتقل کر دیتا ہے۔ (الحدیث مظہری)

جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی میں کوشش کرے گا اس کا یہ عمل دس سال کے اعتکاف سے بہتر ہوگا ((الحدیث) فاسق کی شہادت غیر مقبول ہے اور کافر بلاشبہ فاسق ہے تمام کافر ایک ہی ملت ہیں۔ زنا کی شہادت اگر چار آدمی دیں کہ انہوں نے مرد کو عورت کے اندر داخل کرتے اس طرح دیکھا جیسے سرمہ دانی میں سلائی داخل کی جاتی ہے۔ تو مرد کو سنگسار کر دیا جائے۔ (مظہری ۷/۱۲۴)۔ عورتوں

Marfat.com

کی شہادت اجماعاً غیر معتبر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دونوں خلفاء کے زمانہ میں حدود قصاص میں عورتوں کی شہادت جائز نہیں تھی (۱۲۵/۷ مظہری) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ اُن دونوں کی اقتدا کرو جو میرے بعد (خلیفہ) ہوں گے۔ ابو بکر و عمرؓ۔ عورتوں کی شہادت نہ نکاح میں نہ طلاق میں جائز ہے اور روایت میں اور خبر میں راوی کا عادل ہونا ضروری ہے۔

عادل کا معنیٰ:

یعنی عادل کا واجبات کا ادا کرنا کبائر سے پرہیز رکھنا اور صغیرہ گناہوں پر جمانہ رہنا۔ اور خائن مرد و عورت کی شہادت جائز نہیں اور کسی کینہ رکھنے والے کی اپنے بھائی کے خلاف (الحدیث مظہری ۱۳۳/۲)

گواہ کی تحقیق:

امام مالکؒ نے فرمایا جس گواہ کا صالح ہونا مشہور ہو۔ اس کے احوال دریافت نہ کرے۔ اور جس کا فاسق ہونا مشہور ہو اس کی شہادت رد کر دے اور جس کے صالح اور فاسق ہونے میں تردد ہو اس کے احوال دریافت کرے (۱۳۴/۲ مظہری)

عقل کو زائل کرنے والی:

دانشمند مرد کی عقل کو زائل کرنے والی ناقص العقل۔ ناقص الدین عورتوں سے زیادہ میں نے اور کسی کو نہیں دیکھا (الحدیث)

تقدیر کا لکھا ہوا نہیں بدلتا:

ماں کے پیٹ میں ہی بچے کے لئے چار باتیں اللہ تعالیٰ فرشتہ کو حکم دیتے ہیں کہ لکھ دو۔ حسب الحکم فرشتہ اس کا رزق (اچھے بُرے) اعمال۔ موت زندگی۔ اور نیک بخت یا بد بخت ہونا لکھ دیتا ہے اور پھر اس تحریر کو لپیٹ دیا جاتا ہے۔ پھر اس میں کمی۔ زیادتی نہیں کی جاتی۔ حضرت مریم علیہ السلام کی بڑھوتری

Marfat.com

ایک دن میں ایک سال کے برابر ہوتی تھی جیسے عام بچوں کی بڑھوتری ہوتی ہے ایسے نہیں تھی اور یہ میرے اللہ کا کرنا تھا حضرت مریمؑ کو حضرت زکریا علیہ السلام کھانے پینے کے لئے چیزیں پہنچاتے تھے اور مالش کے لئے تیل پہنچاتے تھے۔ (مظہری ۱۷۵،۱۷۶/۲)

جہاد کا حکم:

جہاد کا حکم اس لئے تو نہیں دیا گیا کہ جبراً مومن بنایا جائے بلکہ زمین پر بگاڑ اور تباہی کو روکنے کے لئے جہاد کا حکم دیا گیا۔ کافر ملک میں تباہی مچاتے ہیں اور اللہ کے بندوں کو راہِ مستقیم پر چلنے اور اللہ کی عبادت کرنے سے روکتے ہیں۔ پس ان کو قتل کرنا ایسا ہی ہے جیسے سانپ بچھو اور کاٹنے والے کُتے کو قتل کرنا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ اہم ہے۔ (مظہری ۲/۳۵)۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ سب سے زیادہ خدا کی نزدیکی بندہ کو فرائض کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے۔ فرضوں کی ادائیگی اور حرام چیزوں سے پرہیز بہت بڑی دولت ہے۔

عبث ہے جستجو بحر محبت کے کفار کی
بس اسمیں ڈوب ہی جانا ہے اے دل پار ہو جانا

اور اسلام میں رواداری کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مشن اور تشخص سے بھی آدمی دست بردار ہو جائے۔

سالک راہِ حق کیلئے اہم نکات

(۱) گمراہی کی حالت میں بھی مجاہدے کرنے والوں کو ایسے اثار اور صورتیں درپیش آتی ہیں کہ ان کو اپنے مسلک کی تائید اور اس پر اطمینان ہوتا ہے اور وہ اس میں پختہ ہو جاتے ہیں اس کا نام استدراج ہے اس لئے محض کشف و کرامات اور کیفیات و انوارات معیار مقبولیت نہیں اصل معیار کتاب و سنت ہے اور مسلک سلف سے مطابقت ہے۔

Marfat.com

(۲) حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں پانچ بادشاہ گزرے ہیں کسی سے ملاقات نہیں کرنے گئے۔ ایک دفعہ تغلق نے مسئلہ سماع کی تحقیق کے لئے حضرت خواجہ صاحب کو ایک عام اجتماع میں بلایا تھا۔ اور ایک دفعہ علاؤ الدین خلجی نے کہلا بھیجا کہ میں زیارت کے لئے آرہا ہوں آپ نے فرمایا کہ میرے گھر کے دو دروازے ہیں اگر بادشاہ اس طرف سے آیا تو میں اُس طرف سے نکل جاؤں گا اور نہیں ملے۔

(۳) نقشبندی، قادری اور سہروردی سماع نہیں سنتے صرف چشتیہ سنتے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ دہلوی نے لکھا ہے کہ چشتیہ کی نسبت عشق کی نسبت ہے اور عشق میں بغیر سنے سکون نہیں ہوتا مگر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ضروری نہیں (کیونکہ ان حضرات کی نسبت بھی چشتیہ ہی تھی)

جس چیز کو ہندو تصوف کہتے ہیں اسلام میں وہ تصوف نہیں حاجی امداد اللہؒ صاحب نے فرمایا کہ آئینہ اگر زنگ آلود ہو اور پیشاب سے صاف کیا جائے تو صفائی آجاتی ہے اور پانی یا عرق گلاب سے صاف کیا جائے تو بھی صفائی آجاتی ہے، فرق صرف یہ ہے کہ وہ ناپاک ہے یہ پاک

(۵) مولانا حبیب الرحمٰن صاحبؒ رائے پوری کا ایک شیعہ کو جواب۔

شیعہ : یہ موجودہ قرآن تحریف شدہ ہے۔ مولانا کا جواب : اگر موجودہ قرآن محرف ہے تو اب اور نبی آنا چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ جب کتاب سابق میں تحریف ہوتی ہے تو اس کے بعد نیا نبی آتا ہے جس پر نئی کتاب اُتاری جاتی ہے۔

(۶) اگر شیخ کے متعلق دل میں کوئی شبہ پیدا ہو اور پھر زائل ہو جائے اور دل صاف ہو جائے اس طرح شبہات پیدا ہوتے ہیں اور زائل ہوتے رہیں تو اس سے محبت اور اعتقاد صحیح رہتا ہے کوئی نقصان نہیں۔ (رائے پوری)

(۷) (س) کیا صحبت ذکر کا بدل ہو سکتی ہے؟ (ج) صحبت زیادہ ضروری ہے اور مفید بھی زیادہ

Marfat.com

ہے لیکن اس کو ذکر کا بدل نہ بنایا جائے اور مجلس سے فارغ ہو کر ذکر کی مقررہ مقدار (تعداد) پوری کر لے

(۸) اخلاص پیدا ہوا کہ نہیں یہ شیخ ہی بتا سکتا ہے کہ مرید کو اخلاص نصیب ہو گیا ہے مرید خود بسا اوقات غلطی کر جاتا ہے۔

(۹) مولانا محمد یوسف دہلوی ابن مولانا الیاس دہلویؒ فرماتے ہیں کہ انفرادی اصلاح کا مقصد اجتماعیت کو فائدہ پہنچانا ہے۔

(۱۰) حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اصل مقصود اپنے نفس کی اصلاح ہے فرائض و واجبات اور عبادات کرتا رہے اگر اللہ تعالیٰ کو کوئی کام لینا مقصود ہوتا ہے تو طبیعت کو خود اس طرف متوجہ کر دیتے ہیں۔ یا بطریق الہام یا بحکم شیخ اس کے سپرد کوئی کام کر دیا جاتا ہے اس وقت اس کے لئے بہتر یہی ہوتا ہے کہ جو کام اس کے ذمے لگایا گیا ہو اس کو کرتا رہے اور جب تک یہ صورت نہ ہو انفرادی طور پر اللہ اللہ اور عبادت کرتا رہے انشاء اللہ اسی میں اس کی نجات ہو جائے گی۔ دیکھو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام از کی نفس ہیں مگر آپ کو بھی جب تک مامور من اللہ نہیں کیا گیا غار حرا میں جا کر انفرادی طور پر اللہ کی عبادت کرتے رہے حالانکہ قوم کی سب بے اعتدالیاں دیکھتے تھے مگر جب فرشتہ نازل ہوا اور فرمایا گیا ''بلّغ ما اُنزِلَ اِلَیکَ'' تو غار حرا کو چھوڑ کر کمر باندھ کر کھڑے ہو گئے اور اس فرض کو پورا فرمایا (رائے پوریؒ)

(۱۱) کشف کی حقیقت:

ایک امام صاحب کی لڑکی کی شادی تھی جلدی میں سُنار کو سونا وزن کئے بغیر دے دیا اور مسجد میں آ کر نماز پڑھانے لگے نماز ہی میں خیال آیا کہ کہیں سونے کے وزن میں کمی بیشی نہ ہو جائے۔ پیچھے ایک صاحب کشف بزرگ تھے نیت توڑ کر اپنی علیحدہ نماز پڑھی نماز کے بعد امام صاحب سے کہنے لگے ہم آپ کے پیچھے تھے اور آپ کسی دوسری جگہ پھر رہے تھے۔ اس واقع پر حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ ایسے

Marfat.com

بزرگوں کو کہا جائے کہ بھلا تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے توجہ ہٹا کر ان اماموں کے پیچھے کیوں پڑے وہ اور چیزوں کے خیال میں حضوری سے دور ہوئے تم ان کی طرف خیال کر کے حضوری سے دور ہوئے۔ ایسے صاحب کشف بزرگوں سے تو بے کشف ہی اچھے۔

(۱۲) شاہجہان نے اپنے وزیر اعظم سعد اللہ خاں سے کہا کہ شہزادے کے لئے کوئی لائق اتالیق تجویز کیا جائے انہوں نے عرض کیا لائق اتالیق ہے تو سہی لیکن وہ یہاں نہیں آئے گا اس لئے شہزادے کو وہیں بھیج دیا جایا کرے۔ شہزادے نے پڑھنا شروع کیا روزانہ بادشاہ کی خدمت میں شہزادے کے حالات بھی روزنامچے میں پہنچائے جاتے ایک روز شہزادے کو سبق نہ یاد کرنے پر منہ پر تھپڑ مارا بادشاہ کو اطلاع ہوئی تو اتنا خوش ہوا کہ ان عالم صاحب کو ایک جاگیر انعام میں دی۔ مولانا روشن الدین صاحب (شاگردِ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ) نے وہ کتاب دیکھی ہے جس کو پڑھتے ہوئے شہزادے کو تھپڑ لگا تھا اس کتاب پر خون کے چھینٹے بھی تھے جو دانت ٹوٹنے سے یا کسی جگہ سے خون نکلنے سے کتاب پر گرے تھے۔

(۱۳) شاہجہان کی بیگم نے رات کے ایک دو بجے بادشاہ سے کہا کہ جس شخص کی اتنی بڑی سلطنت ہو کیا اس کو حق ہے کہ رات کو بے فکر ہو کر سوئے۔ بادشاہ نے کہا اس کا جواب سعد اللہ خان (وزیر اعظم) دے گا اور سعد اللہ خان کو حاضر کرنے کا حکم دیا اور ملازمین سے کہا کہ جس حال میں ہو اٹھا کر لے آئیں ملازم گئے دیکھا کہ نواب سعد اللہ خان چارپائی پر بیٹھا ہے۔ لیمپ روشن ہے اور پروانے پتنگے لیمپ کے سارے ماحول کو گھیرے ہوئے ہیں نواب صاحب نے قمیض اُتاری ہوئی ہے اور صرف تہبند باندھے کام کر رہے ہیں اور کچھ لکھ رہے ہیں ملازمین چارپائی سمیت اٹھا لائے بادشاہ نے پوچھا رات دو بجے آپ کیا کر رہے تھے انہوں نے کہا فلاں موضع کی مال گذاری کے کاغذات پڑتال کر رہا تھا اس سال کی مال گذاری میں سابق کی نسبت تین آنے زائد تھے میں یہ سوچ رہا تھا کہ کیا کسی پر ظلم کر کے تو تین آنے نہیں بڑھائے گئے بہت سوچا سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا بادشاہ نے کہا پھر اس کا کیا جواب ہے کہا اس وقت تو کچھ سمجھ میں نہ آرہا تھا راستے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ بادشاہ سلامت پوچھیں گے تو کیا

Marfat.com

جواب دوں گا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمادیا اور دیکھتے دیکھتے کاغذات مل گئے جن میں معلوم ہوا کہ فلاں تحصیلدار نے پرانا تالاب خراب ہو جانے کی وجہ سے نئے تالے کی منظوری حاصل کی تھی اور پرانا تالا فروخت کر کے تین آنے مال گذاری میں شامل کر دیئے اس لئے اس سال تین آنے زائد ہو گئے اس وقت بادشاہ نے بیگم سے کہا کہ جس بادشاہ کا وزیر اعظم ایسا بیدار مغز ہو اور جو ملک کے انتظام کی فکر میں راتوں کو نہ سوتا ہو اس بادشاہ کو سونا جائز ہے۔

اسلام میں صلاح واصلاح کی اہمیت

اسلامی نقطہ نظر سے انسانی سعادت کا دارو مدار دو چیزوں پر ہے صلاح اور اصلاح یعنی خود صالح بننا اور پھر دوسروں کو صالح بنانا یا خود اپنے اندر کمال پیدا کر کے دوسروں کو با کمال کر دینا

اگر علم نہ ہو تو راہِ حق نہیں کھلتی کہ چلنے کی نوبت آئے اور اخلاق ہیں اگر اعتدال نہ ہو جو عمل کی مخفی طاقت ہے تو اس کھلی راہ پر چلنے کی صورت نہیں ہو سکتی علم پہنچانے کی تعلیم اور تعدیل اخلاق کی تربیت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے دین اس لئے اصلاح کی تمام حقیقت تعلیم وتربیت نکل آتی ہے۔

پھر اصلاح نفس کے حصول کا ذریعہ تو راہ علم واخلاق میں مجاہدہ وریاضت ہے۔ اور اصلاح غیر کا ذریعہ دعوت وارشاد اور تبلیغ وموعظت ہے اس لئے تکمیل سعادت کے معنی بھی واضح ہو گئے کہ خود عالم باعمل بن کر دوسروں کو دعوت تبلیغ کے ذریعہ سے عالم وعامل بنایا جائے۔

تبلیغ نہ حسیات کی ہو سکتی ہے نہ طبعیات کی ہو سکتی ہے نہ عقلیات کی بلکہ صرف شرعیات کی ہو سکتی ہے۔ جو خالق سے منقول ہو کر انسان تک پہنچیں کہ شرعیات کے سوا تمام چیزیں انسان میں قبل از تبلیغ خود بھی بقضائے طبع موجود ہوتی ہیں۔ بہر صورت تبلیغی چیز صرف علم الٰہی نکلا جسے علم شرعی کہا جاتا ہے اور اس لئے یہ واضح ہو گیا کہ دعوتی پروگرام کی سب سے بڑی خصوصیات یہ ہونی چاہیے کہ وہ خدا کی طرف سے ہو مخلوقاتی دائرہ کی چیز نہ ہو تو مبلغ حقیقتاً خدا کا راستہ دکھائے گا اس۔ کے مقاصد اور بیانات میں سادگی اور بے تکلفی ہو گی کیونکہ سبیل رب کی تبلیغ میں تو صرف نقل کی ضرورت ہو سکتی ہے جس میں کسی تکلف کی اصلاً حاجت نہیں۔ ہر

Marfat.com

مسلم جو ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ایمان کے مطابق علم و معرفت بھی رکھتا ہے اور اسی کے اندر دل میں یہ مقصد ٹھرالے کہ کسی نہ کسی طرح وہ مخاطب کو ہدایت پر لاکر ہی مطمئن ہوگا۔ بھائی علم عمل کو پکارتا ہے اگر اس نے جواب دیا تو خیر ورنہ پھر علم کوچ کر جاتا ہے۔

تمام رشد و ہدایت کا مرکز اللہ احد الصمد تبارک تعالیٰ ہے اس لئے باطنی ہدایات یعنی تصوف کا آغاز و انجام ہمیشہ توحید ہی رہا۔ کہ انسان کی ایسی تربیت کی کہ وہ سب موجودات سے کٹ کر اللہ والا بن جائے اسی کے ساتھ باقی اور اسی کے ساتھ موجود قائم ہو۔ یہی زندگی باعث رشد و ہدایت ہے۔ ہم تو اسی تصوف کے حامی ہیں۔ جس کا ماخذ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ جو صوفی یا عالم اللہ اور رسول ﷺ کے راستہ کی طرف دوڑتا نظر آئیگا ہم تو اسی کے پیچھے دوڑیں گے۔ اسلام کا پیش کردہ تصوف کسی زمانہ کے دوسرے دین کے پاس نہ تھا اور نہ ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کون سا عمل افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا۔ بعض روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ پہلا وقت اللہ تعالیٰ کا رضوان (راضی ہونا) ہے اور آخری وقت میں اللہ تعالیٰ کی عفو معافی ہے۔ محسنین کو رضوان الٰہی حاصل ہوتا ہے اور کوتاہی وسستی کرنے والوں کے لئے عفو الٰہی کی امید ہے حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے جو آسمان سے زمین پر نازل ہونے والی چیز پر راضی رہا اسے بخش دیا گیا۔

اہل اللہ کے قلوب کی کیفیت:

اہل اللہ کے قلب کی کیفیت سے کون واقف ہے بس سوائے حیرت سے غور کرنے سے کیا حاصل اس کی مثال ایسے ہی ہے کہ اگر ہم اصول اقلیدس سے واقف نہیں تو اگر ایک شخص کسی مشکل مشق کو حل کرے تو ہم یہی کہیں گے کہ کچھ لکیریں گاڑتا ہے اس کا کیا نفع ہے یہ ہماری سمجھ سے باہر ہے ایسا ہی کچھ تصوف اور طریقت کا حال ہے جب تک ہم صاحب حال نہ ہوں یہ معما حل نہیں ہوسکتا اور یہ مطلب صاف ہونا ممکن نہیں اسی حال کو ذکر کا ظاہر ہونا کہتے ہیں یا دنیا کی طرف سے رخ موڑ کر آخرت کی طرف رخ ہونا یا ،، ہمہ اوست،، کا دھیان۔

Marfat.com

دعا: بسم اللہ اللھم جنبنا الشیطن و جنب الشیطان ما رزقتنا: اگر اللہ تعالیٰ کو بچہ پیدا کرنا منظور ہوا تو اس کو شیطان کبھی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

(۱۴) سالک کی ابتدائی اور انتہائی حالت:

فرمایا کہ سالک کے ابتدائی ذکر اذکار کے دوران انوارات وغیرہ نظر آتے ہیں تو اس کی مثال دی فرمایا لکڑی جب تک سلگتی رہتی ہے دُھواں اور شعلہ دیتی ہے جب کامل طور پر جل جاتی ہے تو شعلہ اور دھواں نہیں دیتی۔

آداب اور عبادت میں اعتدال:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کلام فرماتے تو وہ (صحابہؓ) اپنی آوازوں کو آپ کے سامنے بالکل پست کر لیتے اور آپ کو تیز نگاہ بھر کر دیکھ نہ سکتے۔ بسبب آپ کی غائیت تعظیم کے (مبالغہ درِ محبت و احترام) اور شیخ سے درجہ جان بازی تک رکھے اور احترام سلاطین سے زیادہ کرے البتہ حد شرع سے وہ تجاوز نہ ہونا چاہیے۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے انہوں نے حضرت معاذ رضی اللہ سے (جبکہ زمانہ حکومت یمن میں دونوں ملے فرمایا کہ تم کس کیفیت سے (شب کو نماز میں) قرآن پڑھتے ہو انہوں نے فرمایا کہ میں تو سو رہتا ہوں پھر اٹھتا ہوں پھر (نماز میں) قرآن پڑھتا ہوں (یعنی ساری رات بیدار نہیں رہتا) اور میں اپنے سونے میں بھی ویسا ہی ثواب سمجھتا ہوں جیسا اپنی شب بیداری میں سمجھتا ہوں (التکشف ص ۳۹۴ بخاری و مسلم) اس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ جب معرفت صحیح ہو جاتی ہے اور اس سے امور عادیہ عن المصلحت ہونے لگتے ہیں تو وہ امور عادیہ بھی عبادت و موجب اجر و قرب حق تعالیٰ جل جلالہ ہو جاتے ہیں چنانچہ ایسے آدمی کا سونا بھی اس مصلحت پر ہوتا ہے کہ سونے سے آرام ملے گا

Marfat.com

اور نشاط سے عبادت ہوگی کبھی یہ قصد ہوتا ہے کہ عمل بالرخصت میں سے اظہار عجز وضعف ہے اور اس سے یہ بھی ہوتا ہے کہ قوت وصحت رہتی ہے جس کو خدمتِ خلق میں صَرف کریں گے ان سب اغراض سے تو عبادت ہو جاتی ہے (ص ۳۹۴ التکشف)

قلب کا مرکز صرف ذاتِ حق ہے

خدا تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنے ظہور پر پیدا کیا یعنی آدم علیہ السلام کو پیدا کر کے اپنی صفات کو ظاہر کر دیا یعنی مظہر اتم حق تعالیٰ کا انسان ہے کیونکہ انسان کو حق تعالیٰ سے مناسبت تامہ ہے اور یہی مناسبت سبب تھا محبوبیت کا اور محبوبیت صرف مرکز میں ہوتی ہے۔تو معلوم ہوا کہ قلب کا مرکز صرف ذات حق ہے اور اسی سے قلب کو قرار اور چین حاصل ہو سکتا ہے۔بس یہی ایک صورت ہے چین کی کہ خدا سے دل لگاؤ۔اہلِ اللہ جب دیکھتے ہیں معتقد کم ہیں تو بہت خوش ہوتے ہیں کہ چلو خلوت بالمحبوب کی دولت نصیب ہوگی محبوب کا وصل ایسے موقع سے حاصل ہو کہ کوئی پکارے تک نہیں اسی دھیان میں غرق رہتے ہیں۔اسی کو فرماتے ہیں قرآن میں آیا۔ترجمہ: جو لوگ ایمان والے ہیں ان کے دلوں کو چین ہوتا ہے خدا کے ذکر سے'' تو چونکہ قلب کا مرکز صرف حق تعالیٰ ہے۔یعنی جب خدا سے تعلق ہو جاتا ہے جو مرکز ہے قلب کا تو پھر حرکت نہیں ہوتی قلب کو اور یہی سکون ہے اب اگر دنیا کی تدبیریں بھی کرو گے مگر قلب کو مرکز پر رکھو گے تو پھر پریشانی نہیں ہوگی۔مثلاً پرکار کا ایک پرہ مرکز پر ہوگا اور دائرہ کے محیط پر حرکت کرے گا جو حصہ مرکز پر ہوگا وہ حرکت نہیں کرے گا کیونکہ مرکز نقطہ حقیقی ہوتا ہے تو اس کی تھوڑی سی تفصیل سمجھ لو کہ ایک باطن قلب ہے جو خدا کی یاد میں مشغول ہے اور ظاہر قلب۔کمانے میں مصروف ہے تو مطلب یہ کہ جب خدا کا ذکر اور محبت جم جائے گی تو پھر حرکت یعنی بے چینی نہیں ہوگی اور اس کی علامت یہ ہے کہ خوشی اور غم دونوں حالتیں یکساں ہوں گی۔یعنی خوشی ہے تو الحمدللہ اور غم ہے تو الحمدللہ کیونکہ اندر مرکز میں (قلب میں) نہ غم مطلوب ہے نہ خوشی مطلوب حق تعالیٰ کی رضا ہے۔

کثرت ذکر اور صحبت شیخ کے ساتھ معاصی سے پرہیز اور رضائے الٰہی کی جستجو میں قلب کا اندرون

Marfat.com

مصروف رہتا ہے تو بیرون قلب اگر کمانے میں مصروف ہو تو نقصان نہیں ہے۔ اہل اللہ کا قول ہے (دل یاروں ہتھ کاروں) تو جس کے قلب میں خدا کا تعلق جم جاتا ہے اس کو کسی حال میں غم نہیں ہوتا۔

خلاصہ یہ کہ عاشق قبض و بسط میں کچھ فرق نہیں کرتا نہ قبض میں گھبراتا ہے نہ بسط میں ناز کرتا ہے کیونکہ یہ سب وصال ہی کی حالتیں ہیں گو ظاہر قلب دنیا کے کاموں میں مشغول ہے۔ مگر باطن قلب جو مرکز پر ہے وہ مشغول ہے تسلیم و رضا میں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کو کسی حالت میں بھی تغیر نہیں ہوتا اور کسی مصیبت سے نہیں گھبراتا حتیٰ کہ مرنے سے بھی نہیں گھبراتا۔ بس بھائی توحید تو یہ ہے کہ غیر خدا سے ہر خلوت وجلوت میں یکسو رہو۔

صراطِ مستقیم

میں راہب نہیں بناتا نہ میں کارخانے اور دکانیں چھوڑاتا ہوں میں تو صرف یہ بتاتا ہوں کہ ظاہر قلب سے دنیا کے کام کرو اور باطن قلب کو خدا کی طرف متوجہ رکھو۔ اللہ میاں کا کوئی مکان نہیں وہ تو ہر وقت اور ہر جگہ تمہارے ساتھ ہیں ہاں یہ ہے کہ تم ہی ان سے دور ہو انہوں نے فرمایا ہے۔ ''وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ۔ یعنی ہم تم سے بہت نزدیک ہیں یہ نہیں فرمایا کہ تم ہم سے بہت نزدیک ہو۔ بس بھائی انسان کا اصلی مقام رضائے الٰہی اور معرفت کا حصول ہے۔ جس پر پہنچے بغیر قلوب انسانی مطمئن نہیں ہو سکتے جس کے لئے آج ساری دنیا کے انسان حیران و پریشان ہیں حالانکہ یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ نے حق جل و علا شانہٗ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا یا اللہ مجھے اپنے تک پہنچنے کا سب سے مختصر راستہ بتایئے کہ بس اس سے سیدھا اور مختصر نہ ہو۔ سُبحان اللہ یہ اللہ والے کا خواب میں بھی یہی دھیان ہے۔ جواب میں حق تعالیٰ فرماتے ہیں ''اپنے نفس کو چھوڑ دو اور چلے آؤ'' کیسا سہل راستہ ہے یعنی اپنے نفس کے تقاضہ پر عمل چھوڑ دو۔ اپنی رائے کو اپنے ارادہ کو اور مصالح کو چھوڑ دو۔ ہماری حالت یہ ہے کہ ہر بات میں غرض ہر بات میں پالیسی یہی وجہ ہے عوام کو چین نہیں اور اللہ والوں کے سویدائے قلب میں پالیسی اور غرض نہیں اس لئے انہیں کوئی تکلیف نہیں۔

Marfat.com

غرض بتانا یہ مقصود ہے کہ یہ ہے چین کی جڑ اور روح جو اس کو جوانی میں حاصل کرے گا تو بڑھاپے میں آرام سے رہے گا اور چین سے بسر کرے گا اور یہ اوپر والی عبارت میں ثابت ہو چکا ہے۔ بہر حال حق تعالیٰ نے ایک نعمت مرحمت فرمائی۔ اولاً جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ثانیاً آپ کے غلاموں کو (اہل اللہ) جسے لوگ تکلیف اور مصیبت سمجھتے ہیں۔

شریعت میں کہیں حق تعالیٰ نے اپنی غرض پوری نہیں کی ہے۔

من نہ کردم خلق تا سودے کنم
بلکہ تا بر بندگان جودے کنم

ترجمہ: میں نے مخلوق کو اپنے نفع کے لئے پیدا نہیں کیا بلکہ بندوں پر سخاوت کرنے کے لئے پیدا کیا غرض اس دنیا فانی کے سامان جن کو آج ہم سامان راحت کہتے ہیں جب حقیقت منکشف ہوگی۔ اس وقت معلوم ہوگا کہ چین تھا یا بے چینی اور جب ان سب باتوں کی حقیقت معلوم ہوگی تو کس قدر شرمندگی ہوگی خوب سمجھ لو دونوں جہان کی راحت صرف احکام کا اتباع ہے اگر خدانخواستہ اسی حالت میں موت آگئی تو سب کھل جائے گا جو خزائن ربی ہیں یہ درخواست سے نہیں معلوم ہوتے بلکہ اطاعت سے حاصل ہوتے ہیں۔ (واعظ شریعت ص ۳۵+۶۶ تھانویؒ)

جاہلوں کی خواہشوں کا اتباع نہ کیجئے:

اللہ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو شریعت کی اتباع کا حکم فرمایا تو اور کسی کا کیا منہ جو اپنے کو اس سے آزاد سمجھے اور فرمایا ان جاہلوں کی خواہشوں کا اتباع نہ کیجئے۔ سُبحان اللہ! کیا پاکیزہ طرزِ بیان ہے یہ نہیں فرمایا کہ غیر شریعت کا اتباع نہ کیجئے۔ بلکہ یوں فرمایا کہ جہلاء کی خواہشوں کا اتباع نہ کیجئے اس میں یہ بتا دیا کہ جو شریعت کے مقابلہ میں ہوں وہ خواہش نہیں وہ اہوائے نفسانی ہیں۔ اس لئے وہ عمل کے قابل نہیں (الشریعت ص ۶۸) غیر دین اس لئے مذموم ہے کہ وہ اہوا ہے اور اہوا اس لئے مذموم ہے کہ وہ ایسوں کا فعل ہے جو بالکل ہی جاہل ہیں۔

Marfat.com

بصیرت:

بصیرت کہتے ہیں باطنی روشنی کو۔ بصر نگاہ یعنی ظاہری روشنی کو تو شریعت کے بارے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں باطن کو روشن کرنے والی ہے۔ اور سراپا ہدایت ہے کہ اس سے راستہ نظر آتا ہے اور مقصود تک پہنچا دیتی ہے یعنی شریعت تین چیزوں کا مجموعہ ہے اور ایک راہ رو کو انہیں تین چیزوں کی ضرورت ہے جب آدمی مقصود تک جانا چاہتا ہے تو اس کے لئے ایک مقصود ہوتا اور ایک طریق ہوتا ہے جس کے ذریعے سے مقصود تک پہنچ سکتے ہیں اور ایک بصر یعنی نگاہ ہوتی ہے جس کے ذریعہ راستہ نظر آوے۔ تو حق تعالیٰ نے اس کے اندر یعنی شریعت کو بتلاتے ہیں کہ یہ ایسا قانون ہے جو تینوں کو جمع کئے ہوئے ہے یعنی ۔بصیرت ۔طریق اور مقصود اسی ایک شریعت میں ہیں۔

عمل میں مداومت اور وبال ترک معمولات

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا سب سے زیادہ محبوب اللہ تعالیٰ کو وہ عمل ہے جو دائم ہو گو قلیل ہی ہو (بخاری و مسلم) اِس مسئلہ میں صوفیاء کے ہاں کوئی اختلاف نہیں۔ اور عمل میں برکت دوام کے ساتھ ہے۔ ترک معمولات کے وبال کے بارے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص کوئی عبادت شروع کرے پھر اس کو اُکتا کر چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کو مبغوض رکھتا ہے (ابن السنی) مبغوضیت کے درجات ہیں ادنیٰ درجہ محبت خاصہ سے محروم ہو جاتا ہے معمولات کے بارے میں اہل طریق میں اہل بصیرت و اہل تجربہ نے اس کی تصریح کی ہے کہ ترک و اعراض معمولات کی ایک ابتداء ہے اور وہ ترک ہے اور ایک انتہا ہے اور وہ بندہ کا بغض کرنا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو موجب ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بغض کو بندہ کے ساتھ خدا تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔ باقی عذر سے کسی عمل کا ترک کرنا اِس کے لئے موجب نہیں بلکہ نقص اجر کے لئے بھی موجب نہیں۔ اور معاد اور معاش ضروری معمولات کے درمیان

Marfat.com

مزاحمت نہیں ہے حدیث شریف کا مضمون ہے۔ حلال روزی کا تلاش کرنا فرض ہے بعد (دینی) فرائض کے (طبرانی بیہقی) اِس میں دلالت ہے اس پر کہ معاد میں مشغول ہونا مانع نہیں ہے ضروری معاش میں مشغول ہونے سے بلکہ معاد میں اعانت وتقویت کا سبب ہوتا ہے۔

مشائخ کے حقوق کی تاکید:

حقوق عباد کے بارے میں حدیث ہے،، جو شخص آدمیوں کا شکر گزار نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر گزار نہیں،، (ترمذی) اس حدیث میں اس پر دلالت ہے کہ حق تعالیٰ کے حقوق کا ادا کرنا حقوق خلائق کو ضعیف نہیں کرتا بلکہ اس کو مؤکدہ کرتا ہے خصوصاً اسے بندوں کے حقوق کو جو کہ وصول الی الحق میں معین ہوتے ہیں جیسے مشائخ (وہادین) اوران حضرات کے حقوق یعنی ان کی اطاعت وتعظیم مؤکد ہونے پر اور اہل طریق کا معمول ہے کہ ہر شخص کے ساتھ (بلاتخصیص نیک و بد کے ایسی حسن معاشرت کا معاملہ کرتے ہیں جو اس کے مرتبہ کے مناسب ہے۔

ذریعہ حلال رزق میں لگا رہنا: حدیث شریف میں ہے،، جس کو کسی چیز میں رزق ملتا ہو اس کو چاہیئے کہ اس میں لگا رہے۔ اور جس کی معاش کسی چیز میں ہوگئی ہو اس سے منتقل نہ ہو یہاں تک کہ اس میں خود تغیر ہو جائے۔ ابن ماجہ نے انس کی حدیث سے بسند حسن جملہ اولیٰ کے ساتھ اور عائشہ صدیقہ کی حدیث سے ایسی سند کے ساتھ جس میں جہالت ہے اس لفظ سے کہ جب اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کا رزق کسی خاص ذریعہ سے مسبب فرمادے اسکو چھوڑنا نہ چاہیے جب تک کہ اس میں تغیر پانا موافقت نہ ہو جائے۔

صالحین کی وضع اختیار کرنا: حدیث شریف کا مضمون ہے کہ،، جو شخص کسی قوم کی شباہت اختیار کرے وہ ان ہی میں سے ہے،، (ابوداؤد) یہ تشبیہ عام ہے محمود اور مذموم دونوں کو اور یہ اصل ہے صلحاء کی وضع اختیار کرنے کی بہ نیت برکت کے نہ نیت دعویٰ کمال غیر حاصل وشہرت کے۔

Marfat.com

قبولیت دعا میں تاخیر کا راز: حضرت مولانا رومی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کبھی بندے کی قبولیت دعا میں تاخیر فرما دیتے ہیں تاکہ مناجات میں وہ دل سوزی کے ساتھ گریہ وزاری کرے۔ اس کی یہ آواز حق تعالیٰ کو بھلی معلوم ہوتی ہے اور ,,اے اللہ،،۔ ,,اے اللہ،،۔ کہنا اللہ کو اچھا معلوم ہوتا ہے پس تاخیر قبولیت ایسے بندوں کے ساتھ رحمت و یاری ہوتی ہے نہ کہ بے گانگی و بے قدری۔ حق تعالیٰ کے ساتھ مناجات و سرگوشی مومن کا بہت بڑا اعزاز ہے۔ اہل اللہ کے قلب کی کیفیت سے کون واقف ہے بس سوائے حیرت سے غور کرنے کے کیا حاصل ایسا ہی کچھ تصوف کا حال ہے جب تک ہم صاحب حال نہ ہوں یہ معما حل نہیں ہو سکتا اور یہ مطلب صاف ہونا ممکن نہیں اسی حال کو ذکر کا ظاہر ہونا کہتے ہیں یا دنیا کی طرف سے رُخ موڑ کر آخرت کی طرف رُخ ہونا یا ,,ہمہ اوست کا دھان،،۔ لاکھوں درود وسلام ہوں جلیس الناصحین اور انیس الواعظین حضور روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم پر:

توبہ استغفار:

اگر بندہ سے کوئی گناہ یا کفر صدور ہو جائے تو انسان سے صدور کفر و معصیت اگرچہ اللہ کے ارادہ اور تخلیق سے ہی ہوتا ہے مگر انسانی کسب اور فعل کو اس میں دخل ہوتا ہے اس لئے بحیثیت کسب و عمل بندہ کو بھی اس پر راضی نہ ہونا چاہیے کیونکہ خدا کو بندہ کا کفر و عصیان پسند نہیں (مظہری ۱۲/۴۹۶) ہر چیز مقدر ہے یہاں تک کہ فہم کی نارسائی اور ہوشیاری بھی اور راہ جنت یا راہِ جہنم انسان خود اختیار کرتا ہے کہ راہ کے انتخاب میں جبر تو ہر حال میں نہیں ہے انسان راہِ زندگی کو اختیار کرنے میں آزاد ہے اور دین کی طرف سے اعراض کرنے والے سے روگردانی کا حکم دیا گیا ہے۔ (مظہری ۱۲/۳۰۸، ۱۲/۳۸۰)

نیک صالح بندوں کی صفات:

نماز تہجد پابندی سے ادا کرنا اور عذاب آخرت سے ڈرتے رہنا اور صرف اموال مال میں میانہ

Marfat.com

روی اختیار کرنا اور صرف خدائے واحد کی عبادت کرنا اور قتل نفس کا ترک کر دینا اور زنا سے بچتے رہنا اور جھوٹی گپ شپ کی مجالس کی شرکت سے پرہیز کرنا اور اللہ کی آیات کے سننے کے وقت عقیدت مندی کے ساتھ علیٰ وجہ البصیرت ان کو سمجھنا اور بارگاہِ الٰہی میں یہ دُعا کرنا کہ ان کو اولاد اور بیویوں کے (اعمال خیر) سے آنکھوں کی ٹھنڈک (یعنی راحت) عطا فرما (ازا ۲/۸۸۱ لخفاء)

جس نے زکوٰۃ ادا کر کے مالی کثافت دُور کی نماز پڑھنے سے ظاہر نجاست کو دُور کیا اور ذکر خداوندی سے دِل کی کدُورت کو دُور کیا اور نفس کو امراض نفسانیہ کی آلائش سے اور اعضاءِ جسم کو گناہوں کی گندگی سے دُور کیا وہی نجات پا گیا۔

جنت عدن:

ابن ابی الدنیا نے صفتہ الجنت میں حضرت انس رضی اللہ عنہٗ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اللہ نے جنت عدن کو ایک سفید موتی اور یاقوت سُرخ اور زمرد سبز کی اینٹوں سے بنایا ہے اس کا پلستر مشک کا ہے اس کی گھاس زعفران ہے اس کی پتھریاں موتی ہیں اور اس کی مٹی عنبر ہے اور فرمایا بات کر۔ جنت نے عرض کیا ''قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ '' اللہ نے فرمایا قسم ہے اپنی عزت کی تیرے اندر میرے قرب میں کوئی بخیل نہیں آئے گا (مظہری ۸/۱۶۳)

ضحک:

وہ جس کی آواز آدمی خود سُنے اور پاس والے نہ سُنیں۔ اس سے صرف نماز باطل ہو جائے گی۔ وضو باقی رہتا ہے۔

قہقہہ:

وہ ہے جس کو دوسرے بھی سُنیں۔ اس سے نماز، وضو دونوں باطل ہو جاتے ہیں۔

Marfat.com

تبسّم:

وہ جو بے آواز ہو۔ اس سے نہ وضو جاتا ہے نہ نماز۔ (اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ)

Marfat.com

مرشد کامل کی ضرورت

تمام عارفین اہل اللہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ صوفیاء کے طریق پر چلنا بدوں کسی مرشد کی رہنمائی کے ممکن نہیں ہے چنانچہ سیدی حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے کسی فلاح پانے والے کو نہیں دیکھا (یعنی صحبت نہیں اٹھائی) وہ کبھی فلاح نہ پائے گا اور دلیل کے طور پر حدیث شریف سے استدلال فرمایا (کہ جو شخص صرف اپنی رائے کو لے کر مستغنی ہو گیا وہ گمراہ ہوا) لہٰذا جو ہدایت کی راہ کا طلب گار ہو اُسے چاہیے کہ جب رات کا کچھ حصہ گذر جائے تو اُٹھے وضو کرے اور پھر دو رکعت نماز پڑھے اور پھر یوں دعا کرے کہ اے رب! اپنے مقربین اور صالحین بندوں میں سے کسی ایسے بندہ کی جانب میری رہنمائی فرما دیجئے جو آپ سے مجھے ملا دے اور آپ کا طریقہ مجھے بتلا دے۔ یہ طریقہ دعا حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ کی کتاب۔ الفتح الربانی والفیض الرحمانی میں مذکور ہے۔ (معارف صوفیاء ص ۵۹) رذیلہ صفات مثلاً مکر، حیلہ سازی چالبازی، دھوکہ دہی اور فریب کاری، تلبیس اور حسد، بغض، ریا، جھوٹ وغیرہ کسی صاحب دل شیخ کی نگرانی میں اور کثرت ذکر کے ذریعہ دُور کی جا سکتی ہیں لیکن اگر ان کی اصلاح کیے بغیر موت کا شکار ہو گیا۔ تو سب وہ چیزیں ہیں جو بقول امام غزالیؒ قبر میں سانپ بچھو کی شکل اختیار کر لیں گی۔

یہ دنیا ہے یہاں دامن بچانا ہے بہت مشکل
بتوں کے حُسن سے دل کو چھڑانا ہے بہت مشکل
کسی شخص طریقت سے رہے وابستگی ورنہ
خدا پاک سے دِل لگانا ہے بہت مشکل

(انیس احمد الہٰ آبادی)

حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ فرماتے ہیں۔ سیر و سلوک سے مقصود شیخ بننا اور مرید بنانا نہیں ہے

Marfat.com

بلکہ اس سے مقصود بندگی کے وظائف کا اس طرح ادا کرنا طاعت کے کرنے اور دین میں مشقت برداشت کرنے میں اس کو لذت آوے اور وہ اس کو متاع دنیا پر ترجیح دے۔ کہ نفس کی امیزش اور منازعات باقی نہ رہے۔ اسی طرح سے طریق تصوف کا مقصود نیستی اور گمنامی کی تحصیل ہے اور نفس کی سرکشی اور خود رائی کو دور کرنا۔ اس لئے کہ معرفت کا حصول اس کے ساتھ وابستہ ہے اسی کے ساتھ حضرت خواجہ سرہندیؒ فرماتے ہیں۔ اے رب! تو تمام مخلوق کو مجھ سے برگشتہ کر دے ایسا کہ میری جانب رُخ ہی نہ کریں اور اس طرح سے مجھے تمام دنیا والوں سے یکسو فرما دیجئے اور میرے دل کو ہر طرف سے پھیر دیجئے اور اپنے عشق میں مجھے یکسو اور ہمہ تن متوجہ فرما دیجئے۔ (معارف صوفیاء ص ۱۲۵)

علامہ شعرانی کی تحقیق:

علامہؒ فرماتے ہیں کہ انسان اگرچہ وہ علم میں کتنے ہی بڑے مرتبہ کو کیوں نہ پہنچ جائے طریق عمل میں دستگیری اور رہنمائی کے لئے اس کو شیخ عارف کی ضرورت یقینی ہے۔ جیسا کہ امام غزالیؒ شیخ عزالدین بن عبدالسلام اور علامہ یافعی جیسے ارباب علم وفضل کو بھی بالآخر اس کی ضرورت محسوس ہوئی۔

قدیم ہندوستان میں ماضی قریب میں حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ۔ عالم ربانی حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ وغیرھم نے اپنی ضرورت کے تحت شیخ العلماء حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کی طرف رجوع فرمایا اور باطنی دولت و نسبت حاصل کی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کتابوں کے نازل کرنے پر اکتفانہیں فرمایا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ رسولوں کے بھیجنے کا سلسلہ بھی قائم فرمایا اور امت کو ان حضرات کے طریقہ کے اتباع کا حکم فرمایا (الشیخ مولانا قمر الزمان عفی عنہ)

پس اگر کوئی سالک بغیر شیخ کے اس طریق میں بطور خود چلے گا اور رہبر کی اتباع نہ کرے گا تو اس کی ضلالت اس کی ہدایت سے کہیں زیادہ ہوگی اور بہ نسبت نجات کے اس کی ہلاکت زیادہ قریب ہوگی کیونکہ یہ سب کے سب فرقے جو گمراہ ہوئے تو صرف اسی وجہ سے کہ انہوں نے راہِ حق تنہا طے کرنے کی

Marfat.com

کوشش کی یعنی نبوت کی روشنی کی ضرورت نہ جانی اور گمراہ ہوئے اللہ مالکِ حقیقی اپنے لطف وکرم سے ہماری حفاظت فرمائیں۔(آمین)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلیٰ ذالکَ

مشاہدہ یقین کی صحت اور محبت کا غلبہ ہے

مشاہدہ دل کا دیدار ہے یعنی دل پر انوار الٰہی ہے اس لئے ظاہر اور باطن میں حق تعالیٰ کا دیدار کرتا ہے اور یہ دیدار کیفیت ہے جو ذکر وفکر میں حاصل ہوتی ہے اور حضرت ابوالعباس نے فرمایا کہ مشاہدہ یقین کی صحت اور محبت کا غلبہ ہے یعنی جب خداوند تعالیٰ کی محبت کا غلبہ اس درجہ ہو جائے کہ اس کی کلیت حاصل ہو جائے تو پھر اللہ کے سوا کوئی اور چیز دکھائی نہیں دیتی حضرت شبلیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے جس چیز کی طرف دیکھا خداوند عالم کیلئے دیکھا یعنی اس کی محبت کا غلبہ اور اس کی قدرت کا مشاہدہ کیا۔

سالک حق ہر حال میں حق احکام کا اتباع کرتا ہے بندوں کا حق بھی ادا کرتا ہے تکبر اختیار نہیں کرتا چلے تو خاکساری اور تواضع سے چلے خاموش رہے اگر گفتار کے ساتھ حق ہو تو وہ خاموشی سے بہتر ہے۔ فقیری شعبدے دکھانے کا نام نہیں ہے۔ مسلمانوں کو گمراہی سے نکال کر ہدایت پر لگانا اور شریعت کا پابند بنا دینا کمال ہے۔ انبیاء علیہ السلام یہی تو کیا کرتے تھے۔ دنیا میں رہ کر پھر اس سے بے تعلق رہنا ہے مرغابی دریا میں تیرنے اور غوطے مارنے کے باوجود جب اڑتی ہے تو اس کے پر خشک ہوتے ہیں

آج بھی ہو جو براہیم سا ایمان پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستان پیدا

انسان کی فطرت کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص میں خلقۃً یہ استعداد رکھی ہے کہ اگر حق کو سنے اور سمجھنا چاہے تو وہ سمجھ میں آجاتا ہے اور اس کے اتباع کا مطلب یہ ہے کہ استعداد اور قابلیت سے کام لے اور اس کے مقتضا پر کہ ادراک حق ہے عمل کرے غرض اس فطرت کا اتباع چاہیے۔ اور حق ایک ہے اور باطل بہت ہیں ظالموں نے حق کو چھوڑ دیا اور باطل کی مختلف راہیں اختیار کر لیں۔

Marfat.com

جاہلوں کے ساتھ معاملہ: شریعت نے جاہلوں کے ساتھ سرسری برتاؤ کو قبول کر لینے کا مشورہ دیا ہے اور نیک کام کی تعلیم کر دیا کیجئے۔ اور جاہلوں سے ایک کنارہ ہو جایا کیجئے اور اگر شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے یعنی اعوذ باللہ،، پڑھ لیا کریں (اعراف رکوع ۱۴)

دعوت وتبلیغ کا ایک زریں اصول:

۱۹۷۷ء میں اسلامی مشاورتی کونسل کے ایک اجلاس کی تیسری نشست میں جو ۱۳۹۷ھ میں اسلام آباد میں منعقد ہوا حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ نے بعض حضرات کی فرمائش پر غیر رسمی طور پر یہ گفتگو فرمائی کہ فلموں کو مخرب اخلاق عناصر سے پاک کر کے تبلیغی مقاصد کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے یا نہیں اس کے بارے میں حضرت مولانا نے جو کچھ فرمایا اس کا خلاصہ جس کے راوی حضرت مولانا تقی عثمانی دامت برکاتہم ہیں جو اس سفر میں حضرت بنوری رحم اللہ کے رفیق تھے۔

اسلامی مشاورتی کونسل میں یہ حضرت بنوریؒ کی آخری تقریر تھی اور غور سے دیکھا جائے تو یہ تمام دعوت دین کا کام کرنے والوں کیلئے مولانا رحمۃ اللہ کی آخری وصیت تھی جو لوح دل پر نقش کرنے کے لائق ہے۔ فلم کو تبلیغی مقاصد کیلئے استعمال کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ حضرت بنوری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں اس سلسلہ میں میں ایک اصولی بات کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بات کے مکلف نہیں ہیں کہ جس طرح بھی ممکن ہو لوگوں کو پکا مسلمان بنا کر چھوڑیں ہاں اس بات کے مکلف ضرور ہیں کہ تبلیغ دین کے لئے جتنے جائز ذرائع و وسائل ہمارے بس میں ہیں ان کو اختیار کر کے اپنی پوری کوشش صرف کر دیں۔ اسلام نے ہمیں جہاں تبلیغ کا حکم دیا ہے وہاں تبلیغ کے باوقار طریقے اور آداب بھی بتائے ہیں ہم ان طریقوں اور آداب کے دائرے میں رہ کر تبلیغ کے مکلف ہیں۔ اگر ان جائز ذرائع اور تبلیغ کے ان آداب کے ساتھ ہم اپنی تبلیغی کوششوں میں کامیاب ہوتے ہیں تو عین مراد ہے لیکن اگر بالفرض ان جائز ذرائع سے ہمیں کامیابی حاصل نہیں ہوتی تو ہم اس بات کے مکلف نہیں ہیں کہ ناجائز ذرائع اختیار کر کے لوگوں کو دین کی دعوت دیں اور آداب تبلیغ کو پس پشت ڈال کر جس جائز و ناجائز

Marfat.com

طریقے سے ممکن ہو لوگوں کو اپنا ہم نوا بنانے کی کوشش کریں۔ اگر ہم جائز وسائل کے ذریعے اور آداب تبلیغ کے ساتھ ایک شخص کو بھی دین کا پابند بنا دیں گے تو ہماری تبلیغ کامیاب ہے اور اگر ناجائز ذرائع اختیار کر کے ہم سو آدمیوں کو بھی اپنا ہم نوا بنا لیں تو اس کامیابی کی اللہ کے یہاں کوئی قیمت نہیں۔ کیونکہ دین کے احکام کو پامال کر کے جو تبلیغ کی جائیگی وہ دین کی نہیں کسی اور چیز کی تبلیغ ہوگی "فلم" اپنے مزاج کے لحاظ سے بذات خود اسلام کے احکام کے خلاف ہے لہٰذا ہم اس کے ذریعے تبلیغ دین کے مکلف نہیں ہیں۔ اگر کوئی شخص جائز اور باوقار طریقوں سے ہماری دعوت کو قبول کرتا ہے تو ہمارے دیدہ و دل اس کے لئے فرش راہ ہیں لیکن جو شخص فلم دیکھے بغیر دین کی بات سننے کے لیے تیار نہ ہو اسے فلم کے ذریعے دعوت دینے سے ہم معذور ہیں۔ اگر ہم یہ موقف اختیار نہ کریں تو آج ہم لوگوں کے مزاج کی رعایت سے فلم کو تبلیغ کے لئے استعمال کریں گے کل بے حجاب خواتین کو اس مقصد کے لئے استعمال کیا جائے گا۔ اور رقص و سرور کی محفلوں سے لوگوں کو دین کی طرف بلانے کی کوشش کی جائے گی۔ اس طرح تبلیغ کے نام پر خود دین کے ایک ایک حکم کو پامال کرنے کے مرتکب ہوں گے۔

گر تو می خواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز بقرآن زیستن

(علامہ اقبال)

نو وارد بچے کو سلانے کے لوری:

حسبی ربی جل اللہ
ماقی قلبی غیر اللہ
نور محمد صل اللہ
لا الہ الا اللہ

(جواہر پارے ۲/۱۲۷)

ملاقات کے لئے آنے والے کی خدمت:

حضرت سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے پاس عراق سے سادات کے کچھ بزرگ

Marfat.com

تشریف لائے اور کچھ نذرانے ساتھ لائے حضرتؒ کے ہاں اس وقت عوارف کا درس ہو رہا تھا۔ درس کے بعد اپنے خادم خاص سے شیرینی لانے کو کہا اور یہ حدیث شریف پڑھی کہ جو شخص کسی زندہ آدمی کی ملاقات کو آئے اور اس کے یہاں کوئی چیز نہ چکھے تو گویا اس نے کسی مردے کی زیارت کی شیرینی کھلاتے وقت فرمایا جو شخص روزہ دار نہ ہو وہ کھائے روزہ دار نہ کھائیں پھر فرمایا حدیث صحاح میں ہے کہ جب روزہ داروں کے سامنے کھانا کھایا جاتا ہے تو فرشتے ان کی مغفرت کیلئے دعائیں کرتے ہیں کیونکہ ایسی حالت میں روزہ دار اپنے دل پر جبر کرتے ہیں اور اسی وجہ سے انکو ثواب ملتا ہے۔

حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ سے منقول ہے کہ کیمیاء اور عملیات پر اعتقاد و رسوخ رکھنے والا ولی نہیں بن سکتا جب تک اس سے توبہ نہ کرے اور حصول نسبت کے بعد مباحات پر بھی مواخذہ ہوتا ہے اور اہل یقین کا حال یہ ہوتا کہ عبادت انکی غذا ہے اور تصوف کا مطلب یہی ہے کہ شریعت پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے اور اس طرح عبادت کرے گویا کہ اسکو دیکھ رہا ہے اور اگر ایسا خیال کرنا ممکن نہ ہو تو یہ خیال کرے کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔

مراقبہ دعائیہ:۔ کسی فارغ اور تنہائی کے وقت میں باوضو قبلہ رخ بیٹھ کر آنکھیں اور زبان بند کر کے اپنی حالت اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کریں اور دل میں اللہ تعالیٰ سے عرض کریں یا اللہ! میری حالت تو آپ کے سامنے ہے آپ قادرِ مطلق ہیں میری حالت اچھی کر دیجئے اور مجھے آخرت میں رسوا نہ کیجئے۔

مجاہدہ ہی مشاہدہ کا ذریعہ بنتا ہے

سالک راہِ حق جب ذکر اللہ دوام صحبت شیخ کے ساتھ رکھتا ہے اور ارکان اسلام کو پابندی سے ادا کرتا رہتا ہے تو جوارح جو طاعت کا عمل کرتے ہیں ان سے نورِ عمل کی شعائیں چھن چھن کر قلب پر پڑھتی ہیں جس کی وجہ سے اس کے اندر خشوع صفائی اور نورانیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس سے جب قلب منور ہو جاتا ہے اور اصلاح پذیر ہو جاتا ہے تو اس کا اثر جوارح پر بھی پڑتا ہے۔ جس سے جوارح لذت و نشاط کے ساتھ طاعات کرنے والے ہو جاتے ہیں اس لئے مجاہدہ ہی مشاہدہ کا ذریعہ بنتا ہے۔ چنانچہ جو

Marfat.com

سالک صاحب مجاہدہ نہیں ہوتا تو اس کو اس طریق کے ابواب میں سے کوئی باب کھول دیا جائے گا تو وہ دھوکے میں ہے۔

دیکھو اللہ تعالیٰ شانہٗ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا۔ ترجمہ: اور کسی قدر رات کے حصہ میں بھی تہجد پڑھا کیجئے جو آپ کے لئے زائد چیز ہے۔ امید ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں جگہ دیں گے (یعنی اگر آپ کی یہ خواہش ہو کہ آپ مقام محمود تک پہنچ جائیں تو اپنے اوپر کثرت رکوع اور کثرت سجود کو لازم پکڑ لیجئے) چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد اتنا قیام فرمایا کہ قدم مبارک پر ورم آ گیا۔ (ص ۸۰ معارف صوفیاء)

اسی طرح آپ صلی اللہ لیہ وسلم نے اپنی لخت جگر صاحبزادی سے جو کہ تمام جہان کی عورتوں کی سردار تھیں فرمایا بیٹی عمل کرو میں خدا کی گرفت سے تم کو بدوں عمل کے نہ بچا سکوں گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی ہاشم سے فرمایا کہ اے بنی ہاشم! دیکھو ایسا نہ ہو کہ کل بروز قیامت سب لوگ تو اپنے اپنے اعمال لے کر آئیں اور تم لوگ اپنے نسب کو لے کر میرے پاس آؤ۔

جب ان حضرات کا یہ حال ہے تو ہم جیسوں کے لئے حصول درجات کی توقع کرنا کیونکر درست ہے۔ خاص کر اس حال میں کہ ہم نے نفس کو مخالفت میں خوب ہی ڈھیل دے رکھی ہے۔

بعضوں پر ابتدا ہی میں عنایات ربانیہ متوجہ ہو گئیں جیسے ابراہیم بن ادہمؒ وغیرہ اور ان حضرات نے بعد میں چل کر اپنے نفس کے ساتھ ایسا ہی مجاہدہ کیا ہے کہ اس سے زیادہ کا تصور نہیں کیا جا سکتا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم بن ادہمؒ جو کہ بادشاہ تھے آخر میں جا کر کسی باغ کے نگہبان ہو گئے تھے اور مسافرت ہی کی حالت میں وفات پائی۔ بھائی محبوب کے وصال کی قیمت عاشق کی جان اور اس کا خون ہے۔ (معارف صوفیاء ۸۲)

ذکر اللہ کا خاصہ ہی یہ ہے کہ جو اس کو اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے تو پھر وہ اس کو اپنے ماسوا سے منقطع کر دیتا ہے پس اللہ تعالیٰ کے ذکر کے التزام سے قلب نورِ ایمان سے منور ہو جاتا ہے۔ پھر وہ نور بڑھتا ہی رہتا ہے اور پھر اس کے ذریعہ کشف اور توحید حقیقی حاصل ہوتی ہے۔

Marfat.com

بیعت ہونا گذشتہ امور سے توبہ کرنا ہے اور آئندہ کے لئے اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا ہے اور توبہ کے بعد اس کی محافظت کرنا ہے جس کا عہد کیا ہے اور حقوق العباد کا ادا کرنا یا معاف کرانا اور صاحب حق کے لئے دعا کرنا اور استغفار کرتا رہے۔

دعا:

اے اللہ ہم کو اس کام کے لئے فارغ کر جس کے لئے تو نے ہمیں پیدا کیا اور ہمیں ان امور میں مشغول نہ فرما جن کی کفالت ہمارے لئے آپ نے خود ہی فرمالی ہے اور اے اللہ! ہم سوال کرتے ہیں اس میں ہمیں محروم نہ فرما اور ہم کو عذاب نہ دے اور ہماری توبہ اپنی رحمت سے قبول فرما۔

معیت گر نہ ہو تیری گھبراؤں گلستان میں
رہے تو ساتھ تو صحرا میں گلشن کا مزا پاؤں
فناء جب تک نہ ہوں اللہ ہرگز مل نہیں سکتا
غزالیؒ ہوں کہ رازیؒ رومی ہوں یا کہ جیلانیؒ

وصلی اللہ علیہ وسلّم وآلہٖ و صحبہٖ و بارک وسلّم

....

نہ گل اپنا نہ خار اپنا نہ ظالم باغبان اپنا
بنایا آہ کس گلشن میں ہم نے آشیاں اپنا

Marfat.com

عبدیت وفنائیت

معرفت کے معنی مشاہدہ اور علم کے معنی دانستن ہے اور مشاہدہ بغیر قرب کے نہیں ہوتا اور علم بغیر عقل اور سمع کے نہیں ہوتا اور معرفت اس کی کامل ہوسکتی ہے جس کا قرب کامل ہو۔ اللہ تعالیٰ کا قرب اور قرب کی طرف عروج مخلوق کو میسر آجاتا جو جبلت کے لحاظ سے ہواوہوس کے مادوں میں پھنسی ہوئی ہے اور نفسانی خواہشات کی خلقی بندشوں میں جکڑ بند ہے جو بغیر دو قوی بازوں زہد فی الدنیا اور رغبت فی الآ خرت کے دشوار ہے اس کے لئے مجاہدات اور ریاضتیں ضروری ہیں جو شریعت کی اتباع کے بعد مجموعہ سیرت ہیں حجت الٰہی ہوکر شریعت کہلاتے ہیں بس اگر آج مسلمانوں کو اپنا روحانی نظام قائم کرنا ہے تو شان عبادت قائم کریں جو خانقاہوں کے آباد کرنے سے ہوگا اور مادی نظام قائم کرنا ہے تو شانِ خلافت قائم کریں اور اگر سارے عالم کو ایک رشتہ میں پرونا ہے تو شان شریعت قائم کریں۔ (ج ا خطبات ص ۳۳)

اور یہ ثابت شدہ چیز ہے کہ تمام اسباب ومسببات میں جو کچھ تاثیر ہے وہ خدا کے ارادہ سے ہے اللہ تعالیٰ سبب کے وجود کو مسبب سے اور مسبب کے وجود کو سبب سے علیحدہ کرسکتا ہے

(خطبات عثمانیؒ ج ا ص ۳۳)

انبیاء علیہم السلام کی مبارک جماعت ہے جس کے ذریعہ مولائے برحق جل شانہٗ کے احکام اور اس کی مرضیات اور نا مرضیات سے انسانوں کو علم ہوا ورنہ ہماری ناقص عقلیں مشعلِ ہدایت کے بغیر معزول اور بے کار ہیں حق جل شانہٗ نے انبیاء علیہ السلام کے سلسلہ کو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شروع فرما کر ختم الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم فرمایا اور نبوت کی اصل غرض و غائت تعلیم الکتاب والحکمت اور تزکیہ نفوس تھی اور اس کے ساتھ سلطنت اس لئے عطا کی گئی تھی تاکہ اس کے ذریعے اغراض نبوت کی تکمیل ہوسکے اور خلفائے راشدین آپ کے بعد ولایت اور سلطنت دونوں کے وارث ہوئے اور ولایت کاملہ اور سلطنت عادلہ کے جمع ہوجانے کا نام خلافت راشدہ ہے۔ اہل سنت والجماعت کے لئے ضروری ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو بھی مانیں اور خلفائے

Marfat.com

راشدین کے طریقہ کو بھی مانے۔ علیکم بسنتی و سنتہ الخلفاء الراشدین ۔راشد کا معنی جو ٹھیک راستہ پر جا رہا ہو اور مخلصین وہ ہیں جو کوشش کر کے اپنے عمل کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص کریں اور خود اپنے ارادہ سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں۔

انسان کی فضیلت اور کمال عجز وانکساری اور عبدیت وفنائیت میں ہے۔خیال کیجئے کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس تالاب اور حوض میں وضو بناتے تھے آپ اس کا پانی کبھی کبھی چلو سے اٹھا کر پی لیتے تھے صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہؐ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس میں بہت سے مسلمانوں کے ہاتھ پڑتے ہیں کیا عجب ہے کہ اس سے میرے قلب میں نورِ ایمانی میں زیادتی ہو جائے اسی لئے میں اس کا پانی پیتا ہوں (مسیح الامت ج ا ص ۱۹۴)

بھروسہ کچھ نہیں اس نفس امارہ کا اے زاہد
فرشتہ بھی یہ ہو جائے تو اس سے بدگمان رہنا

دو بھوکے کبھی سیراب نہیں ہوتے:

تقویٰ وطہارت بڑی چیز ہے مگر آج کل ہر طبقے میں اس کی کمی ہے دیندار طبقہ میں اس کی کمی بہت مذموم ہے اور خدا کا فضل ہوتا ہے تو غیر علماء کو یہ دولت نصیب ہو جاتی ہے پیر اور مرید کا تعلق طبیب اور مریض کا سا ہوتا ہے۔طبیب کا فرض ہے کہ وہ جن چیزوں کو مفید سمجھے مریض کو استعمال کرائے اور جن کو مضر سمجھے ان سے پرہیز کرائے مریض کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اگر چاہے تو کسی دوسرے طبیب سے رجوع کرے۔

علم بڑی دولت ہے عمل صالح جتنا بڑھتا جائے گا اتنا علم میں اضافہ ہوگا عمل کی برکت سے اللہ تعالیٰ ایسے ایسے علوم اس کے دل میں ڈالے گا جواب تک نہیں تھے اور دوسروں کو نہیں میسر ہوئے تو عمل

Marfat.com

زیادت فی العلم پر سبب بنتا ہے۔ بھائی صحبت صالح اور عمل صالح یہ خود ذریعہ بنتا ہے زیادت علم کا۔ دو بھوکے کبھی سیراب نہیں ہوتے ایک علم کا ایک دنیا کا بھوکا اور علم محنت سے نہیں آتا دھن سے آتا ہے آپ جتنی محنت کریں گے تو محض لفظ یاد ہو جائیں گے اور دھن لگی ہوئی ہو تو علم کے اندر زیادتی ہوگی علم زیادہ محنت نہیں چاہتا ہے علم اپنا بعض حصہ اس وقت تک نہیں دے گا جب تک تم اپنا کل حصہ اس کے حوالے نہ کر دو جان اور مال اور وقت سب اس میں گنوا دو کھپا دو تب کچھ حصہ دے گا۔ (خطبات ج ۲ ص ۲۲۹)

اہل کمال کا تصوف:

تصوف کے ایک دور میں جو خواص تھے انہوں نے بڑی بڑی ریاضتیں کیں اور دنیا سے بالکل قطع تعلق کرایا اور مستقل طور پر وہ ذکر و فکر میں لگ گئے۔ اس سے ان کے اندر ایک خاص کیفیت پیدا ہوگئی اس کیفیت سے مقصود یہ تھا کہ دل کو تعلق باللہ کی نسبت حاصل ہو جائے چنانچہ یہ لوگ اس نسبت کے حصول میں لگ گئے وہ مدتوں مراقبے کرتے اور اپنے ان احوال کو نکات اور اشارات میں بیان بھی کرتے۔ ان اہل کمال میں سے سب سے صادق وہ بزرگ تھے جنہوں نے اپنی زبان سے وہی کہا جو خود ان پر گزرا تھا یہ کشف کے ذریعہ دوسروں کی باتیں بھی معلوم کر لیتے تھے نفس و شیطان کے مکروں اور دنیا کے فریبوں کو یہ خوب سمجھتے تھے اور ان سے اپنے آپ کو بچانے کیلئے یہ لوگ مجاہدے بھی کرتے تھے الغرض اس دور سے اہل کمال کا تصوف یہ تھا کہ وہ خدا کی عبادت دوزخ کے عذاب سے ڈر کر یا جنت کی نعمتوں کے طمع میں نہ کرتے تھے بلکہ ان کی عبادت کا محرک خدا کے ساتھ ان کی محبت کا جذبہ ہوتا تھا۔

سالک راہ طریقت:

اہل تصوف کا اس بات پر اتفاق ہے کہ طریقت کے سب سلسلوں کی اصل ایک ہے اس طرح یہ سب بزرگ اس امر پر بھی متفق ہیں کہ سالک راہِ طریقت کا سب سے پہلا کام یہ ہونا چاہیے کہ وہ اپنے عقائد کو درست کرے اس کے لئے اسے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین، تابعین اور سلف صالحین رحمہ اللہ

Marfat.com

تعالیٰ اجمعین کے عقائد کو اپنے لئے مشعل راہ بنانا چاہیئے ۔اس کے بعد اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسلام کے جملہ ارکان کو بجالائے یعنی شریعت کا پابند ہو گناہوں سے بچے یہ راہِ طریقت کا پہلا قدم ہے اور اسی کا نام طاعت ہے اور سالک کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اگر وہ اتنی علمی استعداد نہیں رکھتا کہ حدیث کی کتابوں اور صحابہؓ و تابعین کے آثار کا براہِ راست مطالعہ کر سکے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ فقہ کے چار مذاہب میں سے کسی ایک مذہب کی تقلید کرے۔

آبائی میراث واپس لینے کیلئے ہدایات

قرآن کریم میں یہ خطاب ,, یا بنی آدم امایا تینکم ،، الخ کل اولاد آدم کو عالم ارواح میں ہوا تھا جیسا کہ سورۃ بقرہ کے سیاق سے ظاہر ہوتا ہے ,, قلنا اھبطو امنھا جمیعا فلما یاتینکم منی ھدیً ،، اور بعض محققین کے نزدیک جو خطاب ہر زمانہ میں ہر قوم کو ہوتا رہا۔ یہ اس کی حکایت ہے اور یہ مضمون پہلے دو رکوع سے چلا آ رہا ہے اسکی ترتیب خود ظاہر کرتی ہے کہ آدم علیہ السلام اور اماں حوا اپنے اصلی مسکن (جنت) جہاں انکو آزادی اور فراخی کے ساتھ بلا روک ٹوک بسر کرنے کا حکم دیا جا چکا تھا عارضی طور پر محروم کر دیئے گئے تو انکی مخلصانہ توبہ و انابت پر نظر کرتے ہوئے مناسب معلوم ہوا کہ اس حرمان کی تلافی اور تمام اولاد آدم کو اپنی آبائی میراث واپس دلانے کیلئے کچھ ہدایات کی جائیں۔ چنانچہ ہبوط آدم کا قصہ ختم کرنے کے بعد جو قرآن میں آیا ہے دوسرا مضمون شروع فرما کر ہدایات کا مسلسل بیان ہوا ہے اولاد آدم کو گویا بیک وقت موجود تسلیم کر کے عام خطاب کیا گیا ہے (عالم ارواح میں) کہ جنت سے نکلنے کے بعد ہم نے بہشتی لباس و طعام کی جگہ تمہارے لئے زمینی لباس و طعام کی تدبیر فرما دی۔ گو جنت کی خوشحالی اور بے فکری یہاں (دنیا میں) میسر نہیں تاہم ہر قسم کی راحت و آسائش کے سامان سے منتفع ہونے کا تم کو موقع دیا تا کہ تم یہاں رہ کر اطمینان سے اپنا مسکن اصلی اور آبائی ترکہ واپس لینے کی تدبیر کر سکو۔ چاہیے کہ شیطان لعین کے مکر و فریب سے ہوشیار رہو کہیں ہمیشہ کیلئے تم کو اس میراث سے محروم نہ کر دے۔ بے حیائی اور اثم و عدوان سے بچو۔ اخلاص و عبودیت کا راستہ اختیار کرو۔ خدا کی نعمتوں سے تمتع کرو۔ مگر جو حدود و قیود مالک حقیقی نے عائد کر دی

Marfat.com

ہیں ان سے تجاوز نہ کرو پھر دیکھو ہر قوم اپنی مدت موعودہ پوری کر کے کس طرح اپنے ٹھکانے پر پہنچ جاتی ہے اس اثنا میں اگر خدا کسی وقت تم ہی میں سے اپنے پیغمبر مبعوث فرمائے جو خدا کی آیات پڑھ کر سنائیں جن سے تم کو اپنے باپ کی اصل میراث (جنت) حاصل کرنے کی ترغیب وتزکیہ ہو اور مالک حقیقی کی خوشنودی کی راہیں معلوم ہوں۔ انکی پیروی اور مدد کرو خدا سے ڈر کر برے کاموں کو چھوڑو۔ اور اعمال صالحہ اختیار کرو۔ تو پھر تمہارا مستقبل بے خوف وخطر ہے۔ تم ایسے مقام پر پہنچ جاؤ گے جہاں سکھ اور امن واطمینان کے سوا کوئی دوسری چیز نہیں ہاں اگر ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور تکبر کر کے ان پر عمل کرنے سے کترائے تو مسکن اصلی اور آبائی میراث سے دائمی محرومی اور ابدی عذاب وہلاکت کے سوا کچھ نہ ملے گا۔

نہ چت کر سکے نفس کے پہلوان کو
تو یوں ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے نہ ڈالے
ارے اس سے کشتی تو ہے عمر بھر کی
کبھی وہ دبالے کبھی تو دبالے
یہ رشتہ محبت کا قائم ہی رکھے
جو سو بار ٹوٹے تو سو بار جوڑے
مگر ہو نہ مایوس پھر بھی کرم سے
یہ حسرت بھی تیری نہ جائیگی

(مجذوبؒ)

اہل اللہ کی توجہ:

توجہ سے مراد یہاں نفس کا پوری طرح حقیقت یعنی ذات خداوندی کی طرف متوجہ ہونا ہے اور وہ اس طرح کہ نفس اللہ کے رنگ میں کلیۃً رنگا جائے۔ اور وہ دنیا کی عارضی اور فانی چیزوں پر پوری طرح غالب آجائے۔ اصل بات یہ ہے کہ ان بزرگوں پر طاعت کا رنگ غالب تھا اور طاعت کے انوار سے وہ

Marfat.com

سرشار تھے بے شک انہیں ''توجہ'' کی نسبت حاصل ہوئی لیکن گا ہے گا ہے کہ بجلی کی چمک کی طرح کہ ابھی ہے اور ابھی نہیں (حمات ص ۵۰)

سالک کے لئے معمولات:

فرائض واجبات سنت مؤکدہ۔ تہجد کی نماز۔ اشراق و چاشت۔ اوّابین اس کے علاوہ صبح و شام اور سوتے وقت کے جواذکار اور اوراد صحیح احادیث میں مروی ہیں سالک کو ان کا ذکر بھی کرنا ضروری ہے اور شیخ کے تعلیم کردہ اذکار و اشغال کی پابندی دوام کے ساتھ ضروری ہے۔ اس کے علاوہ درود شریف و استغفار جتنا زیادہ سے پڑھ سکے پڑھے۔

روزوں کے معاملہ میں ضروری ہے کہ سالک حج وعاشورہ کا روزہ رکھے۔ اور ہر مہینہ میں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے تین روزے ۱۳، ۱۴، ۱۵ کے رکھے۔ اسی طرح شوال کے چھ روزے رکھے۔ صدقہ خیرات حسب توفیق کرے۔ صدقہ فطر ادا کرے۔

قرآن کی تلاوت روزانہ کا معمول رکھے۔ اور جو سالک حافظ قرآن نہ ہو اسے چاہیے ہر روز کم از کم تقریباً سو آئیتیں جو پاؤ پارے یا نصف پارے کے برابر ہوتی ہیں تلاوت کرے۔

تعلیم و تعلم کے سلسلہ میں سالک کو چاہیے کہ حدیث شریف کی کتاب کا ترجمہ دو تین صفحے پڑھنے کا یا سننے کا معمول رکھے۔ اور ترجمہ قرآن پڑھے یا سنے۔ کھانے کے متعلق سالک اتنا کھائے کہ اسے پیٹ کے تردد سے نجات مل جائے یعنی اتنا کہ اسے بھوک نہ ستائے۔ سالک بیمار کی عیادت اور مصیبت زدہ کی تعزیت کرے۔ عام طور پر لوگوں میں بہت کم بیٹھے۔ عزیز و اقارب کے حقوق جو صلہ رحمی کے ہیں انہیں بجالائے۔ اپنی طبیعت کی درستگی و تنگی کو دُور کرنے اور دوسرے امور کی اصلاح کے لئے تو وہ لوگوں سے ضرور ملے جلے لیکن اگر یہ مقاصد کے پیشِ نظر نہ ہوں تو اسے لوگوں سے میل جول کم رکھنا چاہیے۔ اپنے لباس میں صلحا کی سی وضع قطع رکھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ الْبَشَرِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ ٥

Marfat.com

مباحات پر بھی مواخذہ

حضرت حکیم الامت قدس سرہ سے منقول ہے کہ کیمیاء اور عملیات پر اعتقاد ور سوخ رکھنے والا ولی اللہ نہیں بن سکتا جب تک اس سے توبہ نہ کرے اور حصول نسبت کے بعد مباحات پر بھی مواخذہ ہوتا ہے اور بعض اولیاء باطنی گندگیوں کو ظاہری گندگیوں سے اپنے مشاہدہ میں زیادہ پلید دیکھتے اور سمجھتے۔ حضرت مجدد الف ثانی امام ربانیؒ فرماتے ہیں۔ جب تک اپنے آپ کو کافر فرنگ سے بدتر نہ سمجھے کوچہ تصوف تک نہیں پہنچ سکتا اور کم کھانے میں یہ فوائد ہیں کہ قلب میں صفائی ہوتی ہے دل رقیق ہو جاتا ہے اور مناجات میں مزہ آتا ہے نفس سرکش ذلیل مغلوب ہو جاتا ہے تمام شہوتیں کمزور پڑ جاتی ہیں نیند زیادہ نہیں آتی اور عبادت گراں نہیں گزرتی وغیرہ۔

ذکر میں لطف ولذت کا حاصل ہونا ایک نعمت ہے اور نہ ہونا دوسری نعمت ہے جس کا نام مجاہدہ ہے مقصد خدا تعالیٰ ہے اس کی محبت کے لئے اور اصلاح النفس کے لئے تمام عمر صرف کرے۔ اخلاق رذیلہ کے ازالہ اور تحصیل اخلاق حمیدہ کے لئے ہمہ تن ودھن ووطن قربان کرے اور مرید کے لئے شرط یہ ہے کہ اسؐ میں تین باتیں موجود ہوں (۱) اس کا سونا غلبہ کی وجہ سے ہو اور اس کا کلام ضرورت کے سبب سے اور اس کا کھانا فاقہ کی وجہ سے ہو)

شیخ عبدالعزیز دیریثیؒ سے عرض کیا گیا ہے کہ کوئی کرامت ظاہر فرمایئے کہ جس سے ہمارا اعتقاد پختہ ہو اور آپ سے سلوک سیکھنے کا شوق زیادہ ہو۔ آپ ذرہ خاموش رہ گئے فرمایا کہ میرے عزیزو! کیا ہم جیسوں کے لئے آج روئے زمین پر اس سے زیادہ کوئی کرامت رہ گئی ہے کہ حق تعالیٰ نے ہم کو زمین کے اوپر صحیح وسالم چھوڑ رکھا ہے اور اندر زمین کے نہیں دھنسایا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت داودؑ کی طرف وحی فرمائی (اے داودؑ! کیا آپ کو معلوم ہے میری معرفت کیا چیز ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں۔ تو فرمایا وہ میرے مشاہدہ میں دل کا زندہ ہونا ہے جو مجاہدہ میں زیادہ مخلص ہو وہ مشاہدہ میں زیادہ سچا ہوتا ہے پس باطن کا مشاہدہ ظاہر کے مجاہدہ سے وابستہ ہوتا ہے اور راہ حق تعالیٰ کے مرید کیلئے بہت کھانے سے بڑھ کر کوئی چیز مضر نہیں اور اللہ کا یہ قول کہ جو کافر ہیں وہ دنیا میں تمتع حاصل کرتے اور کھاتے ہیں جس طرح کی چوپائے کھاتے ہیں اور انکا ٹھکانہ دوزخ ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابیؓ سے فرمایا، تو ہمیشہ باوضو

Marfat.com

رہ! تا کہ تجھے دونوں محافظ فرشتے دوست رکھیں اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور خوب پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی فرمائی کہ عمران کے بیٹے! میری رضا میری قضاء پر تیرے راضی ہونے میں ہے۔ مطلب یہ کہ جب بندہ قضائے الٰہی پر راضی ہو جائے تو یہ اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے اور اویس قرنیؒ فرماتے ہیں ,, سلامتی تنہائی میں ہے۔ اور خدا کی رضا اس دل میں ہے جس میں نفاق کا غبار نہیں ،،

ذکر خفی کی فضیلت:۔ فرمایا وہ ذکر جس کو فرشتے (کراماً کاتبین) نہیں سنتے وہ ستر گناہ بہتر ہے اس ذکر سے جس کو سنتے ہیں (بیہقی) اس کو مراقبہ بھی کہتے ہیں اور جب مراقبہ سے دل زندہ ہو جاتا ہے جس کو ذکر قلبی کہا جاتا ہے تو یہ ذکر چوبیس گھنٹے جاری رہتا ہے اور یہ ولایت کا پہلا زینہ ہے

علم وہبی:۔ علم باطنی جو اس علم ظاہری کے علاوہ جس کی حقیقت فہم صحیح ہے جو نور قلب اور کمال تقویٰ سے پیدا ہوتا ہے اور اس میں علم حدیث کی نفی نہیں مقصود حصر اضافی ہے جس سے مقصود علم مزعوم کی نفی ہے

سیاست کی تعریف:۔ سیاست وہ فعل ہے جسے حاکم مصلحت عامہ کی وجہ سے بلا حکم شرع کرے اور یہ ہر جنائیت پر جائز ہے ایسے معاملے امام کی رائے پر معتبر ہیں جیسا کہ ,, کافی ،، میں ہے مثلاً کسی ایسے بدعتی کا قتل جس سے بدعت کے پھیلنے کا اندیشہ ہو اگرچہ اس کے کافر ہونے کا حکم نہ کیا جائے۔ پس سیاست اصلاح خلق ہے اس طرح پر کہ ان کو ایسا راستہ دکھایا جائے جس سے وہ دنیا و آخرت دونوں میں نجات پا جائیں۔ پس عوام و خواص کی اصلاح باطنی و ظاہری انبیاء علیہ السلام کے ذمے ہے اور ,, صرف ،، اصلاح ظاہری سلاطین و ملوک کے ذمے ہے اور صرف خاص کی اصلاح باطنی علماء کے ذمے ہے جو انبیاء کے وارث ہیں (اہل اللہ یہ سب جامع الرموز میں ہے واللہ اعلم بالصواب

حضرت شیخ الحدیث قدس سرہ:۔

حضرت مولانا محمد زکریاؒ کو ۱۳۹۵ھ میں سفر ہند کے موقع پر ایک نئی بات پیش آئی ہر موقعہ پر مقطوع

Marfat.com

اللحیہ کو دیکھ کر طبیعت میں جوش پیدا ہوتا تھا اور ہر مجمع میں اس پر نکیر کرتے اور بیعت میں بھی قطع لحیہ (ڈاڑھی مونڈنا) سے بچنے کی تاکید کرتے تھے۔

یہ خیال ہوتا تھا کہ موت کا وقت مقرر کسی کو معلوم نہیں اور اس حالت میں اگر موت واقع ہوئی تو قبر میں سب سے پہلے سید الرسل علیہ کے چہرہ انور کی زیارت ہوگی تو کس منہ سے چہرہ انور کا سامنا کریں گے اور قطع لحیہ (ڈاڑھی مونڈنا) ایسا گناہ ہے جس کا اثر اور ظہور ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے اس مبارک سنت کو ختم کیا جارہا ہے۔ حضور اقدس علیہ کا ارشاد ہے کہ جو شخص مونچھیں نہ کٹوائے وہ ہم میں سے نہیں ہے حضور علیہ نے ارشاد فرمایا میرے دشمنوں کی شکل نہ بناؤ اگر ایسا کوئی کریگا تو وہ بھی میرا دشمن ہوگا جیسا کہ وہ لوگ حقیقی دشمن ہیں (دلائل الاثر (دینی دستر خواں ۳/۵۸۲)

حضرت امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے روایت کیا امام ابو حنیفہؒ نے اور وہ روایت کرتے ہیں ہیثمؒ سے اور وہ ابن عمرؓ سے کہ وہ یعنی ابن عمرؓ ڈاڑھی مٹھی میں لیکر مٹھی بھر سے زائد کو یعنی جو مٹھی سے نیچے لٹکی ہوئی باقی رہ جاتی ہے کتر دیتے تھے اب لوگ ڈاڑھی بڑھانے کو عیب جانتے ہیں بلکہ ڈاڑھی والوں پر ہنستے ہیں اور اس کی ہجو کرتے ہیں ان سب مجموعہ امور سے ایمان کا سالم رہنا از بس دشوار ہے ان لوگوں کو واجب ہے کہ اپنی اس حرکت سے توبہ کریں ایمان اور نکاح کی تجدید کریں اور اپنی صورت موافق حکم اللہ و رسولؐ بناویں۔

ہر قوم اور ملت اپنے اپنے یونیفارم اور نشانات کو محفوظ رکھنا از حد ضروری سمجھتی ہے۔ انگریز سولہویں صدی عیسوی کے اخر میں آیا تقریبا ڈھائی سو برس گزرنے کے بعد بھی نہایت سرد ملک کا رہنے والا تھا۔ مگر اس نے اپنا یونیفارم کوٹ پتلون ہیٹ ٹائی نکٹائی اس گرم ملک میں بھی نہیں چھوڑا یہی وجہ ہے کہ اس کو ۴۵ کروڑ افراد والا ملک اپنے میں ہضم نہ کرسکا۔ اس کی قوم اور ملت علیحدہ ملت ہے۔ مسلمانوں نے اپنے دور حکومت میں صرف یہی کیا کہ اپنا یونیفارم محفوظ رکھا بلکہ مذہب، اسماء رجال ونساء تہذیب و کلچر، رسم ورواج زبان وغیرہ جملہ اشیاء کو محفوظ رکھا اس لیے ان کی ایک مستقل ہستی ہندوستان میں قائم رہی جناب رسول علیہ نے اپنے تابعداروں کے لئے خاص یونیفارم تجویز فرمائے کہیں اہل کتاب سے مانگ نکالنے میں مخالفت اختیار کی گئی۔ اسی بنا پر ازار اور پاجامہ میں ٹخنہ کھولنے کا حکم کیا گیا کہ اہل تکبر سے تمیز ہو جائے۔ ایک محمدی سیرت فیشن کلچر وغیرہ بنائے اور اپنے محبوب آقا کے دشمنوں کے فیشن اور کلچر سے پرہیز کرے۔ ڈاڑھی منڈانے کی حرمت پر ساری امت کا اجماع ہے۔ ایک فرد بھی

Marfat.com

امت میں اس کے جواز کے قائل نہیں ہے ہم غلامان حضرت محمد ﷺ اور ان کے فدائی بنیں نہ غلامان کرزن وہار ڈنگ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے حلق لحیہ کے حرام ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔ حضرت ابن عمر سے نقل کیا ہے کہ جو کفار کے ساتھ مشابہت اختیار کرے اور اسی پر مر جائے تو ان ہی کے ساتھ حشر ہوگا حضرت مسیح علیہ السلام ڈاڑھی رکھتے تھے۔ اللھم صلی علی سیدنا محمد النبی الامی والہ وبارک وسلم (دینی دستر خون ۳/۵۸۳)

تصوف کے بدرِ منیر

شیخ الاسلام حضرت سید حسین احمد مدنیؒ کے مریدین حضرتؒ کے پاس جاتے مراقبہ ہوتا، ذکر ہوتا۔ اللہ کا نام لیتے اور سیکھتے اور فرماتے جوانی۔ مال ودولت سب کچھ دین میں لگادو۔ قرآن میں لگادو۔ تصنیف و تالیف میں لگادو۔

کامیابی تو کام سے ہوگی نہ کہ حُسن کلام سے ہوگی
ذکر کے اہتمام سے ہوگی فکر کے التزام سے ہوگی

شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ ارشاد فرماتے لا کی تلوار لے کر سب معبودِ باطلہ کو کرش کردو۔ اقتدار کا معبود، وزارت کا معبود، حب مال کا معبود، حب جاہ کا معبود، اولاد کی محبت کا معبود، نام ونمود کا معبود، شہرت و ریا کاری کا معبود اور جاہ و منصب کا معبود اپنی جبین نیاز بارگاہِ قدس میں جھکادو۔ حضرت شیخ مدنیؒ کی سب سے بڑی طاقت یہی نسبت مع اللہ تھی۔ حضرت مولانا محمد الیاسؒ تبلیغی جماعت کے بانی ایک مرتبہ عالم جذب میں مولوی ظہیر الدین کاندھلویؒ سے فرمایا "میاں ظہیر! لوگوں نے حسین احمد کو پہچانا نہیں" خدا کی قسم ان کی روحانی طاقت اس قدر بڑھی ہوئی ہے کہ اگر وہ اس طاقت سے کام لے کر ہندوستان سے انگریزوں کو نکالنا چاہئیں، تو نکال سکتے ہیں، لیکن چونکہ یہ عالم اسباب ہے اس لئے ان کو ایسا کرنے سے منع کر دیا گیا ہے اور اس مقصد کے حصول کے لئے ان کو وہی طریقہ اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے جو اس دنیا میں برتے جاتے ہیں۔ (سوانح شیخ ص ۱۷۰)

Marfat.com

اخلاص کیا ہے؟

''اخلاص ایک جوہر سیرت ہے'' اِس کا بیج قلب کی سرزمین میں پھوٹتا ہے۔ برگ و بار پیدا کرتا ہے اور اس کی سرمدی مہک سے مشام روح معطر ہو جاتا ہے۔ اس جوہر سیرت کو ہم اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتے اور نہ اس کے وزن وقدر کے انداز کے لئے علم، سائنس کی اس ترقی یافتہ دنیا میں ابھی تک کوئی میزان اور پیمانہ ایجاد ہوا ہے لیکن ذوق بے میل اور قلب سلیم ہو تو اسے خوشبو کی طرح محسوس ضرور کیا جا سکتا ہے۔

جوہر اخلاص داد و تحسین سے بے نیاز اور ستائش کی تمنا سے بے پرواہ ہوتا ہے۔ اخلاص عشق کے مدعی سے مطالبہ کرتا ہے کہ میری محبت کا دم بھرتے ہو اور میرے قرب و وصال کے طالب ہو تو پہلے اپنی ذات کے تمام اغراض سے دست بردار ہو جاؤ۔ اور دنیاوی عیش و راحت کی ہر خواہش کو اپنے دل سے نکال پھینکو۔ غیرتِ اخلاص انسانی سیرت کی کسی کوتاہی کو برداشت کرے۔ خواہ نہ کرے لیکن اس کی پاکیزہ سرشت ذوق ما و من کو ایک لمحے کے لئے برداشت نہیں کر سکتی۔ اخلاص اور لوث و غرض کبھی ایک قلب میں جمع نہیں ہو سکتے۔ صاحب غرض کبھی صاحب اخلاص نہیں ہو سکتا۔ جو بے غرض ہوتا ہے وہی صاحبِ اخلاص ہوتا ہے اور جو بے غرض ہوتا ہے۔ وہ بے پناہ ہوتا ہے اور اُسے بقول ایک عارف کے تلوار بھی نہیں کاٹ سکتی (ص ۱۷۲)

اخلاص والا کسی بلند منصب کے لالچ یا حالات کی سنگینی کا خوف ہو یا خاندان کے مستقبل کا اندیشہ وہ ہر خوف و حزن سے اپنے قلب کو پاک کر لیتا ہے۔ پھر اگر اخلاص والا کسی ذمہ داری کا بوجھ اٹھاتا ہے تو اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کا میدان خالی پا کر صرف اپنے اسلامی اور انسانی فرض کی ادائیگی کے لئے قدم آگے بڑھاتا ہے اور اس حق فرض کی ادائیگی کے عوض اور ملک اور قوم کی خدمت کے بدلے میں کوئی بڑا اعزاز ملے تو قوم کی اس پیش کش کو جواب دیتا ہے کہ جو کچھ کیا وہ اسلام کے ایک شرعی حکم اور ملکی فرض کی ادائیگی کے لئے تھا صلہ و ستائش کی آرزو اعتراف خدمات کے جذبے اور کسی اعزاز و منزلت کے لئے نہ تھا۔

Marfat.com

عزم وعمل:

شیخ الاسلام حضرت مدنی نے ارشاد فرمایا: نصب العین کی بلندی، عزم وعمل کی ہم آہنگی اور گفتار و کردار کا ارباط ہی انسانوں کو لافانی عظمت اور حقیقی کامرانی عطا کرتا ہے۔ گویا یہ ایک فطری ضرورت ہے کہ انسانی زندگی کو تسلسل کے ساتھ عزم وعمل اور گفتار و کردار کی صالح قوتوں سے مربوط رکھا جائے تا کہ مقصدِ زندگی کبھی نگاہوں سے اوجھل نہ ہونے پائے اور عزم وعمل کی حدت وحرارت میں کسی وقت بھی فرق نہ آئے

(سوانح شیخ مدنیؒ، ص ۱۸۸)

نہ غرض کسی سے نہ واسطہ مجھے کام اپنے ہی کام سے　　　تیرے ذکر سے تیرے شکر سے تیری یاد سے تیرے نام سے

حقیقت تصوف کا کہیں پتہ نہیں

حضرت رفائیؒ صدیوں پہلے فرما گئے کہ لوگ کلاہ گدڑی اور عمامہ اور لاٹھی کے ذریعہ بزرگ ہونا چاہتے ہیں اور اسی طرح امام غزالیؒ نے اپنے زمانہ کے اکثر صوفیوں کو رسمی ہی قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں جو لوگ حقیقتاً تو صوفی نہیں ہیں مگر ان کا لباس پہن رکھا ہے۔ جب کہ ان کے باطن فکر کے لطائف سے خالی ہوتے ہیں۔ اور ان کو خلوت میں اللہ تعالیٰ کے اور اس کے ذکر کے ساتھ کوئی انس بھی نہیں ہوتا۔ یعنی صوفیوں والے کام کرنا ان پر شاق ہوتا ہے۔ اور مشکل ہوتا ہے۔ لوگوں سے سوال کرنا اور گداگری جیسی صورت اختیار کرنا ان کو آسان معلوم ہوتا ہے۔ اور اپنے بارے ان کو حسن ظن قائم ہو جاتا ہے اور یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ ہم بھی کوئی اچھا کام کر رہے ہیں اور عوام یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ہر کالی چیز کھجور ہی ہوتی ہے حالانکہ بعید ہے یہ ان کا خیال اور نہایت درجہ احمق ہے وہ شخص جو (موٹی چربی کی اور ورم کی وجہ سے بدن پھولا ہوا تمیز نہ کر سکے۔

بس اس دور میں بزرگوں سے ظاہری مشابہت رہ گئی ہے۔ ان کے الفاظ اور آداب ظاہرہ کو لوگوں نے اختیار کر رکھا ہے اور حقیقت تصوف تو وہ نفس کو مارنے کا نام تھا اور اللہ تعالیٰ سے صحیح اور سچا تعلق پیدا کرنے کا نام تھا اس کا کہیں پتہ نہیں ظاہر ہے کہ جب لوگوں نے خانقاہوں کو دکان بنالیا اور رسوم صوفیاء کو

Marfat.com

تحصیل دنیا کا آلہ قرار دے لیا پھر اب دین کہاں باقی رہا۔

بس بھائی بزرگی صرف کسی مخصوص لباس کو پہن لینے یا ترک کر دینے کا نام نہیں بلکہ دنیا شہرت اور ہوس کے چھوڑنے کا نام بزرگی ہے جو سنت کی اتباع سے حاصل ہوتی ہے اور شیخ سعدیؒ فرماتے۔ ترجمہ یعنی صرف گدڑی اور تسبیح اور پیوندار کپڑا خدا تعالیٰ کے راستہ میں کیا نفع دے سکتا ہے اپنے کو اخلاق ذمیمہ اور اعمال مذمومہ سے پاک وصاف رکھنا چاہیے تم کو درویشوں کا خلق اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ ٹوپی چاہے ترکی ہی پہن لو۔ اور یہ خوب سمجھ لو کہ شیخ محقق ہی رسم وحقیقت میں فرق کرتا ہے اور لوگوں کو ریا واخلاص سمجھاتا ہے۔ موجودہ دور کی اس بدحالی اور گمراہی پر جتنا افسوس کیا جائے تھوڑا ہے۔ اسلام میں جب اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے انکار کی وجہ سے آدمی کافر ہو جاتا ہے اسی طرح طریقت میں جب اپنی رائے اور فکر پر ہی چلا تو انقیاد اور اتباع کہاں رہا اور جب اتباع شیخ نہ رہا تو اتباع نفس وشیطان سے کہاں نکلا اور یہ طریق کے بالکل ضد ہے۔ جیسے اسلام کی ضد کفر ہے۔ اسی طرح جس کو حق تعالیٰ کی طرف عروج روحانی نہیں۔ حاصل ہوتا تو وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ اپنے کو کامل سمجھتا ہے۔ حضرت مولانا رومؒ فرماتے ہیں کہ دل ودیدہ سے بہت سا خون بہتا ہے۔ پھر کہیں جا کر یہ خود بینی دماغ سے نکلتی ہے۔ سخت ریاضت خصوصاً تذلیل نفس کی ضرورت پڑتی ہے۔ ابلیس کی علت یہی انانیت تو تھی اور یہ مرض ہر شخص کے اندر کم وبیش موجود ہے۔ جس کے لئے اسے کسی پیر کامل کی خدمت میں جانا ضروری ہوگا۔ اور اس کے آگے خود کو اس طرح پیش کرنا ہوگا جیسے مردہ بدست زندہ اور اس میں شک نہیں کہ یہ چیز آسان نہیں ہے۔ یعنی اپنے نفس کا دشمن ہو جانا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے لئے نفس کو اس کے خواہشات سے روکنا آسان نہیں۔

ذاکر پر واردات اور احتیاط:

ذاکر ذکر کے وقت اپنے قلب سے غیر اللہ کو بالکلیہ نکال دے اور غیر اللہ کا کچھ خیال آجائے تو اس کو فوراً دور کر دے کہ اللہ تعالیٰ بڑے ہی غیور ہیں۔ اس لئے اس بات سے غیرت فرماتے ہیں کہ اپنے عبد مومن کے قلب میں اپنے غیر کو دیکھیں اور ذاکر بکمال سکون اور غایت خشوع کے ساتھ اپنے قلب کو حاضر

Marfat.com

رکھے اور ذکر کی برکت سے حق تعالیٰ کی جانب سے قلب میں جو وارد آنے والا ہو اس کا منتظر رہے۔ پس جب اس پر ادھر سے کوئی وارد جو ایک خدائی نور ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنے طالبین کے قلوب میں ڈال دیتے ہیں جب کہ وہ دعوی اور پندار سے نکل چکے ہوتے ہیں نفس کے فناہ کا مقام حاصل ہو چکا ہوتا ہے اور اغیار کی غلامی سے آزاد ہو چکے ہوتے ہیں یہ وارد خواہ زہد کا ہو یا صبر کا تو ذرا دیر توقف کرے۔ راز میں رکھے اور ظاہر نہ ہونے دے کہ اچھی طرح راسخ ہو جائے اور اس موقع پر خشوع کی کیفیت اپنے اوپر طاری کر کے ایسا سکون اختیار کر لے کہ بدن کا ایک رُواں بھی نہ ہلے۔ لیکن ان واردات کے مقتضیٰ پر عمل اس وقت تک نہیں کیا جائے گا جب تک کہ یہ نہ معلوم ہو جائے کہ وہ شرع شریف کے خلاف تو نہیں ہیں اس لئے کہ ہر وہ حقیقت جو شریعت کے خلاف ہو۔ وہ مرُدود اور باطل ہے۔ اگر کوئی وارد نہیں آیا تو لا اِلٰہَ اِلّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ حَقًاوَّ صدقاً کہہ کر ذکر ختم کر دے۔ (معارف صوفیاء ۱۸۵)وَما ذٰلک علی اللّٰہ بعزیز

☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

جوہر انسانی کا تصفیہ ہو جانے کے بعد ایمان حقیقی نصیب ہوتا ہے

ایمان حقیقی جب کسی دِل میں ایک دفعہ رچ بس جاتا ہے۔ یعنی جب اس کے ساتھ شرح صدر ہو جاتا ہے تو پھر اس سے نہیں نکلتا۔ اور حدیث شریف میں اس کو حلاوت فرمایا گیا ہے۔ اور اُسی کو صوفیات حضرات طاعات کی لذت اور دین کا ذوق کہتے ہیں اور فرمایا کہ قلب میں ایمان داخل ہونے کے بعد اس کی خوشی اور انبساط بڑھتا ہی چلا جاتا ہے اور یہی حال ایمان کی لذت کا ہے کہ جب کسی قلب کو یہ حاصل ہو جاتی ہے۔ تو پھر اس سے نہیں نکلتی۔ اس لحاظ سے حدیث شریف اور اس کی تشریح سے معلوم ہوا کہ سارا دین ہی ذوقی ہے اور یہی ذوق اس کی روح ہے اور یہی وجہ ہے کہ محققین صوفیاء سالکین میں ذوق ہی کو دیکھتے ہیں اور یہی ان کے اندر پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

الغرض جب تصوف بلکہ سارا دین ہی ذوقی ٹھہرا تو جو شخص دین کا سکھلانے اور بتلانے والا ہوگا تو آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ خود اس کے اندر دین اور طریق کا ذوق پایا جانا ضروری نہ ہوگا؟

آج جو طلباء و عوام میں دین نہیں پیدا ہو رہا ہے۔ حالانکہ مدارس اور جلسوں کی بھرمار ہے تو اس کی وجہ یہی ہے کہ دین کے پیش کرنے والے خود دین کے ذوق سے خالی ہیں اور شیخ اکبرؒ تو ایسے شخص کو جو صاحب ذوق نہ ہو لوگوں کے حق میں مہلک فرماتے ہیں۔ (معارف صوفیاء ص ۱۸۴)

جوہر انسانی کا تصفیہ ہو جائے اور وہ بارگاہِ بے نیاز تک پہنچنے کے قابل بن جائے اور وجودِ انسانی خود ایک گہری تاریکی ہے۔ جو چار عنصر یعنی آب و خاک اور ہوا و آتش سے مرکب ہے کہ ان میں سے ہر ایک عنصر کی ظلمت اوپر تلے ہے اور اس کا تصفیہ بذریعہ مجاہدہ کے ضروری ہے اور نفس بدن میں ہوا کی طرح ایک لطیف شئ ہے اور وہ بھی تاریک ہے اور تمام اجزاء بدن میں پھیلی ہوئی ہے۔ اس کا تزکیہ بھی ریاضت سے لازمی ہے۔ بس ذکر ہی بمنزلہ آگ اور سوہان اور بھٹی کے ہے۔ جب بندہ شرائط مذکورہ پر مواظبت کرتا ہے تو معیت و شہود کی روشنی قلب کو حاصل ہو جاتی ہے۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ایک دوسرے کی نیکوکاری و تقویٰ پر اعانت کرو اور فرمایا ہے کہ باہم حق اور صبر کی وصیت کرو اور حضرت سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

Marfat.com

کہ دین نام ہے نصیحت وخیر خواہی کا۔ پس اس بنا پر میں آپ حضرات کو وصیت کرتا ہوں۔ کہ صحیح علم اور نیک عمل کے بغیر قرب ووصال الٰہی کی توقع ہرگز نہ رکھنی چاہیئے ان دونوں کے بغیر مغفرت ووصال کی توقع بے عقلی وحماقت ہے۔ اور یہ دونوں باتیں اللہ کی کتاب سے لینی چاہیئے اور حدیث شریف کے ذریعہ سمجھنی چاہیئے۔ اور صحیح عمل وہ ہے جو شریعت کے موافق ہو۔ اور خالص وہ ہے جو خاص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔ نیز عمل بغیر تقویٰ کے ہرگز قبول نہیں ہوتا۔ مگر یہ کہ اللہ کسی پر خاص فضل ہی فرمادے۔ الغرض کتاب اللہ ایسا راستہ ہے۔ کہ سالک کو اس پر چلنے سے قرب ووصال نصیب ہوتا ہے اور اس کے چھوڑ دینے والے اور اعراض کرنے والے گمراہ کو خسران دنیا وآخرت ذلت کے ساتھ حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائیں (آمین)

اے مسکین تو اپنے وہم پر چل رہا ہے۔ اپنے خیال پر راستہ طے کر رہا ہے۔ اپنے جھوٹ اور عجب و غرور کے ساتھ چل رہا ہے۔ انانیت اور تکبر کی ناپاکی لادے ہوئے ہے اور سمجھتا ہے کہ میں بھی کچھ ہوں بھلا یہ کیونکر ہوسکتا ہے۔ تکبر کے ساتھ تو یہ راستہ ایک قدم بھی طے نہیں ہوسکتا۔ تواضع کا علم سیکھ۔ مسکنت اور انکسار کا علم حاصل کر۔ جب قلب غیر اللہ کی طرف متوجہ ہونے سے محفوظ رہے گا۔ تو تیرے اعضاء بھی خلاف شرع معصیتوں سے محفوظ رہیں گے۔ جس برتن میں جو چیز ہوتی ہے۔ وہی اس سے چھلکا کرتی ہے لہذا وہ جو کچھ تیرے قلب میں ہوگا وہی تیرے اعضاء پر چھلکے گا۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہو کر
اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآن ہو کر
وقت طلوع دیکھا وقت غروب دیکھا
اب فکر آخرت ہے دنیا کو خوب دیکھا
نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزہ تو تب ہے کہ گرتے کو تھام لے ساقی

(سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ)

Marfat.com

دعا کی قبولیت:

اعوذ اور درود شریف بمعہ بسم اللہ پڑھے پھر سورۃ حدید کی ابتدائی آیات اور سورۃ حشر کی آخر کی تین آیات پڑھے پھر کہے اے وہ ذات جو ایسی ہے کہ اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ میری اس حاجت کو پورا کردے

(حضرت علیؓ، مظہریؒ ۸/۸۷)

☆☆☆☆☆☆☆☆

تقویٰ کمال ایمان کو کہتے ہیں جو شخص اللہ سے ڈرے گا دین کے احکام کو بھی بجالائے گا اور جن کاموں سے منع کیا گیا ہے ان سے بچے گا اسی سے ایمان کامل ہوتا ہے اور اسی سے دنیا بھی سنورتی ہے اور دین بھی آج جو مسلمانوں میں جرائم کی کثرت ہے کہ روزانہ اخبارات میں اغوا، قتل، چوری، ڈکیتی، رشوت ، ذخیرہ اندوزی، دغا، فریب وغیرہ کے واقعات چھپتے رہتے ہیں اس کا سبب اس کے سوا کچھ نہیں کہ دلوں سے خوف خدا اور اندیشہ آخرت اُٹھ گیا ہے مسلمانوں نے آج کل یہ سمجھ لیا ہے کہ بس کلمہ پڑھ لینا کافی ہے عمل کی کچھ ضرورت نہیں تو مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ صرف کلمہ پڑھ لینے سے اللہ تعالیٰ کی مدد ان کے ساتھ نہ ہوگی اللہ تعالیٰ کی مدد صبر و تقویٰ کے بعد نازل ہوا کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ترجمہ: ہم نے یہ کتاب (قرآن) لوگوں کی ہدایت کے لئے آپ پر سچائی کے ساتھ اتاری ہے سو جس کسی نے راہِ ہدایت قبول کی تو اپنے فائدے کے لئے اور جس کسی نے گمراہی اختیار کی تو اپنے نقصان کے لئے اور اے پیغمبرؐ! آپ اُن کے ذمہ دار نہیں۔ ایک اور جگہ قرآن کریم میں اللہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے جوش دعوت کی مزاحمت فرماتے ہیں۔ ترجمہ: اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو زمین پر سب بسنے والے ایمان لے آتے (لیکن اس کی حکمت کا یہ تقاضا نہیں) تو پھر کیا تم لوگوں کو مجبور کرو گے کہ وہ مسلمان ہو جائیں۔

ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنی آنکھیں بند کرے اور ٹھوکر کھا کر گر پڑے مگر دوسروں کی آنکھوں پر پٹی

Marfat.com

باندھنے کا حق کسی کو نہیں۔ الحمدللہ اس دنیا میں اللہ والوں کی محبت سے حاصل ہونے والی سب سے بڑی نعمت اور کرامت سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پابندی ہے اور اسی سے فنائیت کے ساتھ ''انا کی نفی'' کے برابر کوئی نعمت نہیں۔ صوفیاء حضرات کی صحبت میں عرصہ دراز مجاہدات و ریاضات سے گزارنے کے بعد جو روحانی بیماری سب سے آخر میں نکلتی ہے وہ حُبِ جاہ کا مرض ہے اور صوفی اپنی قوت بقینہ کے سبب عہد اور وفا پر ثابت قدمی انہیں ہر خوفناک اور ہر مہلک شئے سے بچائے گی کیونکہ سچا آدمی اپنی سچائی کی پناہ میں ہوتا ہے یعنی اپنی سچائی کی حفاظت کیلئے اگر مہالک کا بھی ارتکاب کرے تو اس کو اس کی سچائی ہلاکت سے بچائے گی اور خدا کے حکم سے وہ ہلاکت سبب نجات بن جائے گی۔ اسی قبیل میں حق تعالیٰ کا قول ہے۔

ترجمہ: یعنی اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر باعثِ سلامت بن جا۔

بھائی بغیر شریعت کے طریقت کام آنے والی نہیں اور بغیر طریقت کے حقیقت حاصل نہیں ہوسکتی سچے مرید کی پہچان یہ ہے کہ بے سروسامانی، غریبی، مفلسی اور تنہائی کو خوشی سے گوارا کرے اور اسی میں مست اور مگن رہے۔ دیکھو حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشی کے آنسوؤں کے ساتھ دعا مانگی۔ اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْناً وَ اَمِتْنِیْ مِسْکِیْناً وَ اَحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ الْمسا کِیْن) اے خدا ہم کو مسکینی میں زندہ اور مسکینی میں موت دے اور قیامت کے دن مسکینوں کی حالت میں ہم کو اٹھا۔

حدیث شریف میں ہے جو شخص اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر دو رکعت اس طرح پڑھتا ہے کہ ان میں دنیا کی باتیں اپنے نفس سے نہیں کرتا تو گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا اپنی پیدائش کے روز تھا (معارف مدینہ ص ۳۰۹/۱)

النَّدَمُ تَوبَۃٌ:

(مسلم شریف) بدل و جان گناہوں پر احساس ندامت کا نام شریعت طاہرہ میں توبہ رکھا گیا ہے توبہ استغفار وہ مبارک عمل ہے جس سے احکم الحاکمین کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔

رہبروں کا مبارک بھیس بدلے رہزن تھے تاک میں

Marfat.com

کارواں لٹنے سے پہلے راز افشا ہو گیا
ستم کو ہم کرم سمجھے جفاء کو ہم وفا سمجھے
جو اس پر بھی وہ نہ سمجھے تو اس بُت کو خدا سمجھے

(امین صفدرؒ)

قربِ الٰہی کی اصل "جذبِ الٰہی ہے"

"جذب" یعنی وہ کشش ربانی ہے۔ جو بندہ کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ یہ کشش کبھی تو بلا کسی واسطہ اور ذریعہ (مثلاً مجاہدہ و ریاضت وغیرہ) کے ہوتی ہے اور اس کو "اجتبا" کہتے ہیں اور اکثر کسی ذریعہ سے ہوتی ہے اور وہ ذریعہ و توسط دو ہیں۔ ایک عبادت دوسرے کامل و مکمل اہل اللہ جو دوسرے کو کمال تک پہنچا دیں۔ پس جو جذب الٰہی عبادت کے واسطہ سے حاصل ہوا اس کو "ثمرۂ عبادت" کہتے ہیں۔ اور جو صحبت (کامل) کے نتیجہ میں ہو۔ اس کو "تاثیر شیخ" کہا جاتا ہے (جو مرید کے نفع حاصل کرنے کی استعداد پر ہے) انسانی استعدادیں الگ الگ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا انسان کان ہے۔ مثل سونے اور چاندی کی کانوں کے کہ کسی جگہ سے سونا حاصل ہوتا ہے اور کسی جگہ سے چاندی اور کسی جگہ سے لوہا وغیرہ۔

ثواب بقدرِ مشقت ہے:

ہر وہ عبادت جس میں محنت و مشقت زیادہ ہو اور سنت کے موافق ہو وہ نفس کے رذائل کو دُور کرنے اور عناصر کی صفائی اور قرب الٰہی کے حصول کیلئے پوری پوری تاثیر رکھتی ہے۔ اس لئے صوفیاء حضرات نے ذکر جہری اربعینات (یعنی چلے) اور خلوت مانوس وغیرہ قسم کی باتیں ایجاد کیں اور ان کی یہ بات رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے مستنبط ہوتی ہے کہ "خِصَاءُ اُمّتی لِصّیامه" یعنی میری امت کا شہوت جنسی

Marfat.com

سے خالی ہو جانا روزے رکھنے کے ذریعہ ہے۔ یعنی جس کسی اُمتی میں شہوت کی زیادتی ہو وہ روزہ رکھ کر اس کو دُور کرے کیونکہ روزہ میں (نفس پر) مشقت ہے اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بجائے نماز کے اس کو شہوانی قوت کے دفع کرنے کے لئے تجویز فرمایا۔ پس مشائخ کرام جب مریدوں کو ریاضت و مجاہدہ کا حکم کرتے ہیں تو اس سے مقصود عناصر کی صفائی ہے اور نفس کی پاکیزگی ہے نہ کہ قرب کا حصول۔ حدیث شریف میں آیا ہے (ہر نئی بات جو دین میں نکالی جائے وہ بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے) دوسری حدیث شریف میں آیا ہے۔ یعنی بغیر عمل والا قول مقبول نہیں اور وہ دونوں قول و عمل بغیر اخلاص نیت کے مقبول نہیں۔ تو ان پر ثواب بھی مرتب نہ ہوگا اگر محض مشقت کو (جو موافق سنت نہ ہو) قرب کے حصول اور رذائل کے دفع میں دخل ہوتا تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے منع نہ فرماتے۔

ناقص کے لئے تاثیر صحبت ضروری ہے:

ناقصوں کو کاملوں کی صحبت کی تاثیر کے بغیر ولایت حاصل نہیں ہوسکتی کیونکہ محض ان کی عبادت سے انہیں ولایت میسر نہیں آسکتی۔ لہذا عوام کے لئے حق تعالیٰ کے فیض کا حصول بجز ایسے شخص کے واسطے (اور ذریعہ) کے ممکن نہیں جس کو باطن میں حق تعالیٰ کے ساتھ مناسبت (کامل) حاصل ہو اور ظاہر میں اللہ کے بندوں کے ساتھ بھی مناسبت رکھتا ہو۔ اور ایسا شخص اللہ کا رسول ہے یا اس کا نائب اور اس نائب کو بھی جب تک اہل استفاضہ سے ظاہری مناسبت نہ ہو فیض یابی ممکن نہیں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی قبر اطہر سے فیض (یعنی فیض تربیت جس سے ایک ناقص درجہ کمال تک پہنچ سکے) نہیں پہنچ سکتا کیونکہ صوری مناسبت (آپ کی ذات پاک کے ساتھ) اس وقت موجود نہیں۔ پس دوسرا واسطہ درکار ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب یا وارث ہو۔ اس کے علاوہ اگر کوئی (سالک) مرتبہ کمال تک کو پہنچ جاتا ہے تو اس کو بارگاہِ الٰہی سے بلاواسطہ فیض پہنچ سکتا ہے اور وہ عبادت کے ذریعہ ترقی کر سکتا ہے حق تعالیٰ فرماتے ہیں "وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ" یعنی سجدہ کر اور خدا کا قرب پالے۔ اور وہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر شریف اور اولیاء اللہ کی قبروں سے فیض (یعنی تقویت نسبت کا فیض) حاصل کر سکتا۔ اور رسولوں کے اس دنیا میں بھیجنے کا

Marfat.com

مقصد ہی ان کی صحبت کی تاثیر (سے فیض یاب کرنا) ہے کہ صحبت کی تاثیر جس سے ولایت حاصل ہوتی ہے (وہ مناسبت تام مربی پر موقوف ہے) اور اسی لئے رسول انسانوں میں سے بپا کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ترجمہ: تحقیق کہ آئے رسول تمہارے پاس خود تم ہی میں سے) بعضے وہ لوگ جن کو بہت ہی قوی (روحانی) استعداد ملی ان کو بھی پیغمبر کی یا کسی ولی کی روح سے فیض پہنچ جاتا ہے۔ اور ان کو مرتبہ ولایت تک پہنچا دیتا ہے۔ اسے لوگوں کو اویسی کہتے ہیں۔ کیونکہ اویس قرنیؒ نے سیّد البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل فرمایا (ارشاد الطالبین ص ۸۷ تا ۸۴)

ریاضت ومجاہدہ جب تک (کسی بزرگ کی) صحبت کی تاثیر اس کے ساتھ شامل نہ ہو نفس کے رذائل کو دُور کرنے اور ولایت حاصل کرنے کے لئے ناکافی ہے اور صحبت بھی اس طرح نہیں کہ ایک دو مرتبہ کی صحبت کافی ہو جائے۔ بلکہ ایک مدت تک (صحبت میں رہنا ضروری ہے) اور اولیاء اللہ کی صحبت کی تاثیر تنہا بغیر مرید کے اپنی ریاضت ومجاہدہ کے کافی نہیں ہو سکتی۔

واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ

صاحب دل صوفی عالم اور عالم ظاہر میں فرق

صوفی کا دل زبان کے آگے ہوتا ہے اور عالم ظاہر کی زبان دل کے آگے ہوتی ہے صوفی پر دل حق منزل کی حکمرانی ہوتی ہے۔ آج کل عموماً حال یہ ہے کہ واعظان وناصحان وسالکان اس دور میں گناہ کی راہ چلتے اور سمجھتے ہیں کہ صراطِ مستقیم پر چل رہے ہیں یہ بات باطنی نابینائی کے سبب پیدا ہوتی ہے۔ راہِ حق میں نابینا وہی ہے کہ زبان سے عصا کا کام لے کبھی اس پر طعن مارے کبھی اس پر تشنیع کرے اور دعویٰ کرے کہ میں صاحب بصیرت ہوں اس وقت ہمارے مخاطب وہ علماء نہیں ہیں جو علم کی روشنی پر ہیں کیونکہ وہ لوگ اپنی ذھن میں جو کچھ کہتے ہیں۔ قرآن وحدیث نبوی علیہ السلام سے کہتے ہیں باقی بھائی سنو! زبانی جمع خرچ کوئی چیز نہیں جب تک قلبی حالت درست نہ ہو گی کچھ نہ ہو گا (من آنم کہ من دانم) میں جانتا ہوں میں کیا ہو (مکتوب صدی ص ۱۹۱)

Marfat.com

صوفیانہ اور مولویانہ طریق اصلاح

سُن اے طالب مولا والے دل مولا دے جاویں
ہردم قدم اگیرے رکھیں ٹھہر نہ کتھے جاویں
(رائے پوری ص ۶۱۵، توکل شاہ انبالویؒ)

قلب کی دولت ذکر اللہ ہے ذاکر کے لئے ذکر کا چھوٹ جانا ایک غم اور گھٹن طاری ہونا ہے اور ایسی ہی صورت سالک کے لئے قبض کی ہوتی ہے۔ صوفیانہ اور مولویانہ طریق اصلاح۔ دونوں طریق اصلاح میں بس یہ فرق ہے کہ مولوی ظاہر سے باطن کی طرف جاتا ہے وہ جبر و تکرار سے عادت سے طبیعت صالح پیدا کرنا چاہتا ہے اور صوفی دفعۃً باطن میں اُتر آتا ہے۔ کثرت ذکر اور صحبت فطرت صالحہ پر جو گرد وغبار پڑ گیا ہے اس کو جھاڑ دیتا ہے اب انسان کی فطرت اصلی خود بخود مطالبات شریعت کے لئے تڑپ اٹھتی ہے اور ان کی تکمیل ہی میں اس کو چین ملتا ہے اب خود بخود فیصلہ فرمالیجئے کہ اصلاح کی کون سی راہ اقرب اور اس کی کون سی صورت پائیدار ہے۔ (تذکرہ سلیمان ص ۲۱۵)

اخلاق کی تکمیل:

نماز کے ذریعے اخلاق کی تکمیل ہوتی ہے اور انسان بلند ترین اخلاق کا مالک ہو جاتا ہے انفرادی اوصاف واخلاق کی تکمیل کے ساتھ ساتھ اجتماعی سربلندی اور ترقی کے تمام مراحل طے کرنے کا راستہ بھی نماز کے ذریعہ کھل جاتا ہے اور خلافت کے مقام تک نصیب ہو جاتا ہے یہ اجتماعی ترقی کی دنیوی امور میں آخری حد ہے باطنی ترقی کی آخری حد یہ ہے کہ انسان کو بارگاہ عزوجل کا انتہائی قرب اور رضا حاصل ہو جائے یہ ذکر اللہ کے آثار ظاہر ہونے پر سالک خود بخود محسوس کرتا ہے اور نماز کے ذریعے تمام امور میں انسان کو معراج کمال حاصل ہو جاتی ہے اس لئے نماز کو معراج المومنین کہا گیا ہے۔

Marfat.com

بعض علامات کاملین

رسول اللہ ﷺ نے جب اس آیت کی تلاوت فرمائی کہ جس شخص کی ہدایت اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتی ہے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتے ہیں (الخ) حاکم) اور پوری حدیث یہ ہے کہ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ یہ سینہ کھلنا کیسا ہے آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جب قلب میں نور ڈالا جاتا ہے تو اس کے سبب سینہ کھل جاتا ہے اور فراخ ہو جاتا ہے عرض کیا گیا کہ آیا اس کی کچھ علامت ہے آپ ﷺ نے فرمایا ہاں دار الغرور (دنیا) سے ہٹ جانا اور دار الخلود (آخرت) کی طرف متوجہ ہو جانا اور موت آنے سے پہلے اس کے لئے تیار ہو جانا۔

تشریح:۔ اس حدیث شریف میں نور باطنی کا اثبات ہے اور نیز بعض احوال موہوبہ کا اثبات ہے اور نیز اس میں کاملین کی بعض علامات مذکور ہیں

احوال قلبیہ کا غیر اختیاری ہونا: حدیث:۔ بندہ کا دل حق تعالیٰ کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہے۔

تشریح:۔ اس حدیث شریف میں بعض احوال قلبیہ کا مطلقاً غیر اختیاری ہونا اور بعض کا اختیار مستقل کے اعتبار سے غیر اختیاری ہونا مذکور ہے (اور انگلیوں کے معنی کو خدا تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہیے)

احوال کا غیر مقصود ہونا:۔ ہر عمل کرنے والے کو (ابتدا میں) ایک جوش ہوتا ہے اور ہر جوش کو (آخر میں) سکون ہو جاتا ہے سو جس کا سکون میری سنت پر مبنی ہو وہ ہدایت پر رہا (ترمذی)

اس میں اس پر دلالت ہے کہ (ایسے) احوال (خوش وخروش جو) نفسیاتی ہیں ہمیشہ نہیں رہا کرتے اور اصلی مقصود عمل بالسنہ ہے نہ کہ ایسے کیفیات واحوال اور اہل طریق نے اس کی تصریح فرمائی ہے (ترمذی) دینی دستر خوان ۳/۱۲۲)

Marfat.com

نہی از غلو:۔ دوستی کر اپنے دوست سے اعتدال کے ساتھ ممکن ہے کہ وہ کسی دن تیرا دشمن ہو جائے (ترمذی) اور دشمنی کر اپنے دشمن سے اعتدال کے ساتھ ممکن ہے کہ وہ کسی دن تیرا دوست ہو جائے۔ اس میں نہی ہے معلات میں غلو کرنے سے اسی لئے اہل اللہ اس کی تعلیم کا خاص اہتمام کرتے ہیں
اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رضا کے ساتھ اور اگر تجھ سے نہ ہو سکے تو نا گوار چیز پر صبر کرنے میں بھی خیر کثیر ہے (طبرانی) اور بحث و مباحثہ سے ظلمت پیدا ہوتی ہے کیونکہ ایمان کا کامل نہ ہونا ظلمت ہے اور اسی لئے تم اہل طریقت کو دیکھو گے کہ اس سے سخت نفرت کرتے ہیں۔

استغنا میں عزت ہے:۔ مومن کی عزت یہ ہے کہ سب لوگوں سے مستغنی رہے (حاکم) معلوم ہوا عزت استغنا سے حاصل ہوتی ہے نہ کہ دنیا کے مال و جاہ میں زیادہ کوشش کرنے سے اور اس کا مشاہدہ ہے۔ اور اللہ کے بعض بندے ایسے ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ نعمتوں کے ساتھ مخصوص فرماتے ہیں دوسرے بندوں کے نفع کیلئے (طبرانی) دو حریص ایسے ہیں کہ ان کا کبھی پیٹ نہیں بھرتا ایک طالب علم اور دوسرا طالب دنیا کہ کبھی سیر انہیں ہوتا اس میں حرص علم کی مدح اور حرص دنیا کی مذمت ہے۔

وساوس کا علاج:۔ امور غیر اختیاریہ پر مواخذہ نہ ہونا حدیث شریف میں مذکور ہے بلکہ اس سے بڑھ کر ان وساوس پر مسرور ہونے کی طرف اشارہ ہے اور یہی تدبیر بھی ہے ان وساوس سے نجات کی کہ کچھ پرواہ نہ کرے بلکہ خوش ہو ایک بزرگ کا قول ہے کہ شیطان کو مومن کی خوشی گوارا نہیں جب وساوس پر خوش ہوتا دیکھے گا وسوسہ ڈالنا چھوڑ دے گا۔

ترک تعرض بعوام:۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب تم یہ حالت دیکھو کہ حرص کی اطاعت کی جا رہی ہے اور خواہش نفسانی کا اتباع ہو رہا ہے اور ہر ذی رائے اپنی رائے کو پسند کرنے لگا ہے تو اس وقت تم اپنے نفس کی خبر لو اور (عامہ ناس سے تعرض مت کرو) دینی دستر خواں ۳/۱۳۲)

Marfat.com

مال حاجت کے سبب قبول کرنا:

جو شخص وسعت کے باعث دیتا ہے وہ ثواب میں اس سے افضل نہیں جو حاجت کے سبب سے قبول کرتا ہے اور اس سے مقصود یہ ہے کہ جو شخص مال لینے سے اپنی حاجت اس لئے دفع کرے کہ دین کے کاموں کے لئے فراغت مل جائے تو وہ شخص دینے والے کے مساوی ہوگا (احیاء العلوم ۱/۲۷۸+۲۹۴)

دعا میں تدبیر بھی داخل ہے:

دعا کے بارے بعض کو غلطی ہوئی اس کو سمجھنے کی ضرورت ہے مثلاً کہا جاتا ہے دعا سے سارے کام بنتے ہیں دعا تدبیر سے مانع نہیں ہے یعنی ایک دعا قولی ہے اور دوسری فعلی ہے یعنی دعا کے ساتھ عملی تدبیر بھی کرو۔ یعنی کسی کام کے لئے جتنی جائز تدبیریں ہو سکتیں ہوں سب کرو۔ اور پھر دعا کرو اور محض تدبیر پر بھروسہ نہ کرو بھروسہ دعا ہی پر کرو مولانا رومیؒ فرماتے ہیں

گفت پیغمبر باآواز بلند
بر توکل زانوئے اشتر بہ بند
گر توکل میکنی درکار کن
کسب کن پس تکیہ بر جبار کن

ترجمہ: پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو جو اونٹ پر سوار ہو کر آیا تھا اور دروازہ مسجد پر اس کو بٹھایا تھا) باآواز بلند فرمایا صرف توکل مت کرو بلکہ توکل کے ساتھ اونٹ کا زانو بھی رسی سے باندھ پھر اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرو۔ وصلی اللہ علیہ وسلم علیٰ نبی امّی۔ (تم لذت کو زائل کرنے والی چیز یعنی موت کو یاد کرو)

مرشد کا احسان مرید کی گردن پر دائم ہے:

مرید اپنے مرشد سے خواہ کتنا ہی افضل کیوں نہ ہو مرشد کا حق تربیت (کا احسان) اس کی گردن پر باقی کا باقی ہے۔

Marfat.com

قربِ الٰہی میں ترقی تین باتوں سے ہوتی ہے۔ برکات عبادات۔ تاثیر مشائخ۔ اور جذب مطلق اور ایک مقام سے دوسرے مقام میں ترقی البتہ تاثیر صحبت سے ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ شیخ کے مقام تک بھی اور جذب مطلق سے (اس سے بھی آگے) ایک مقام سے دوسرے مقام تک جہاں تک بھی اللہ تعالیٰ چاہے ترقیات میسر آتی ہیں۔ اور یاد رکھو کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے انسان کی سرشت میں اپنے قرب اور اپنی معرفت کی استعداد رکھی ہے اور وہ استعداد ہدایت بالفعل پر موقوف ہے۔ انسان کمالات کی استعداد رکھتا ہے۔ لیکن انسانی افراد میں الگ الگ قابلیتیں رکھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی کئی قسم (طور) پر پیدا کیا ہے۔ اور یہ کیفیات نفس و عناصر کی صفات سے ظاہر ہوتی ہیں۔ اور ہدایت و گمراہی دونوں صورتوں میں ان ہی نفس و عناصر کی کیفیتوں سے شدت اور ضعف اور اس طرح کی دوسری کیفیتوں کے مطابق ظاہر ہوتی ہیں۔

سیرِ الیٰ اللہ یا ولایت صغریٰ:

سالک جب ریاضت و عبادت اور صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی اور آں سرور علیہ الصلوٰۃ کی براہ راست یا بہت سے واسطوں کے ذریعہ تاثیر صحبت حاصل کر کے جب (صوفی) اپنے مقام سے حق سبحانہٗ تعالیٰ کی اقربیت کے مدارج میں اس حد تک ترقی کرتا ہے کہ اس کو بارگاہِ حق میں قرب میسر آجاتا ہے اور اپنے آپ کو اس درجہ مٹا ہوا اور معدوم دیکھتا ہے کہ اپنی ہستی کے عین یا اثر کو بھی محو پاتا ہے اور وجود میں اصل ہی کو دیکھتا ہے اس سیرِ (روحانی) کو اصطلاح میں (سیرِ الیٰ اللہ) کہتے ہیں اور ظلال کا یہ دائرہ "ولایت صغریٰ) اور ولایت اولیاء کہلاتا ہے۔ (ص ۹۲ سے ۱۰۳)

مرتبہ حقیقتِ صلوٰۃ:

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس مقدس مرتبے سے بلند ایک اور مرتبہ ہے بہت عالی جو حقیقت صلوٰۃ کا ہے۔ حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ فرماتے ہیں کہ جو ذوق ولذت ادائے صلوٰۃ میں میسر آتی ہے اس میں سے نفس کو کوئی حصہ نہیں ملتا اور عین لذت یابی کی حلت میں وہ (نفس) گریہ وزاری

Marfat.com

میں رہتا ہے اور دنیا میں نماز کا رتبہ ایسا ہے جیسے آخرت میں مشاہدہ باری تعالیٰ ۔ حضرت مجددؒ صاحب فرماتے ہیں کہ باری تعالیٰ کی دیدار کی دولت جو سرور عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو معراج کی شب اور بہشت میں حاصل ہوئی تھی وہ دنیا میں نماز کے اندر میسر آتی ہے اور حضرت خواجہؒ صاحب فرماتے ہیں کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی روایت نہیں ہو سکتی البتہ روایت کی مثل ممکن ہے اور وہ نماز میں ہے۔ (ارشاد الطالبین ص ۹۲ تا ۱۰۳)

☆☆☆☆☆☆

مومن کی نیت اس کے عمل سے کہیں بہتر ہے

نیة لمومن خیر من عمله :۔ اگر کسی کی نیت وارادت ٹھیک ہو۔ مگر کسی رکاوٹ کی وجہ سے مراد پوری نہ ہو تو ایسا ہے جیسے بیماری حج اور جہاد سے آدمی کو روک دیتی ہے یا مفلسی اور غربت خیرات کرنے کا موقع نہیں دیتی اسی طرح چونکہ ان کی نیت درست رہتی ہے اس لئے یہ لوگ بھی حج و جہاد اور صدقہ کا ثواب انہیں لوگوں کے برابر پالیتے ہیں جنہوں نے حج، جہاد اور صدقہ کیا ہو۔ اور اس طرح کی باتیں قرآن اور حدیث میں بہت آئی ہیں بس دن رات دل کو جلاؤ اور روتے رہو اور ان نیکی کے کاموں کے پورا نہ ہونے کی حسرت میں جلتے رہو۔ اگر خدا نے چاہا تو نیت وارادت درست ہو جائیگی۔ کیونکہ صرف کاموں کی قدر نہیں ہے بلکہ اصل قدر دل کی ہے۔ بہتر ے ایسے لوگ جو اپنے گھروں میں سوئے ہوئے ہیں مگر نمازیوں کا ثواب ان کو مل رہا ہے۔ اور بہت سے لوگ جو لڑائیوں میں شہید کر دیئے گئے وہ کافروں کی صف میں کھڑے کئے جاتے ہیں اس شہادت سے ان کو کوئی چیز نفع بخش نہیں۔ اللہ ان کی نیتوں کا جاننے والا ہے۔ اِس تزکیہ نفس اور اصلاح باطن کے راستے میں اپنے غم پر ماتم کرنے سے بڑھ کر کوئی چیز نفع بخش نہیں۔ اللہ غمگین دلوں کو دوست رکھتا ہے مسجد نبوی میں جب منبر رسول ﷺ بنایا گیا تو حنانہ جو کھجور کا ایک ستون تھا اور حضور سرکار دو عالم ﷺ اس پر خطبے کے وقت ٹیک لگاتے تھے آپکی جدائی کے غم میں رونے لگا۔

Marfat.com

غیب سے فرمان ہوا کہ حنانہ کو تسکین دو۔ کیونکہ مجبوروں اور بیماروں کا رونا خدا کے نزدیک قابلِ قدر ہے ہر وقت ڈرتے اور کانپتے رہو۔ اس کا ڈر لگا رہے کہ کہیں غیب کے پردے سے راند دینے والا ہاتھ جس کے لیے کوئی سبب نہیں۔ نکل آئے۔ اس کی مہربانی کسی گندے ناپاک کو بلالیتی ہے اور مغفرت کے پانی سے اس کی آلودگیاں دھوڈالتی ہے تاکہ اُس لطف کی پاکیزگی دل سے ظاہر ہو۔ کبھی ایک کتے کو اولیاء کی صف میں کھڑا کردیتا ہے اور کبھی کسی ولی کو کتوں کے گروہ میں باند دیتا ہے لیکن جب وہ مردود کرچکتا ہے تو پھر کسی طرح مقبول نہیں بناتا اور جب وہ قبول کرچکتا ہے تو پھر کسی طرح مردود نہیں کرتا انسان کو چاہیے کہ ملک الموت کے آنے سے پہلے اُسی مالکِ حقیقی کی طرف توجہ کرے۔ (مکتوبات صدی ص ۳۷۶)

حضرت یوسفؑ نے کسی دکھ کے موقعہ پر نہیں فرمایا ,,توفنی مجھ کو مار ڈال،، لیکن جب ملک مصر قبضے میں آگیا اور سلطنت کا انتظام سنبھال چکے تو اس وقت آپ نے دعا کی توفنی مسلماً وّ الحقنی بالصّالحین: اے اللہ مجھے مار ڈال مسلمان ہونے کی حالت میں اور صالحوں کے ساتھ ملادے (مکتوبات صدی ص ۳۷۶)

عقلمندوں کا قول ہے کہ مسلمانی کا حال دوسرا ہے اور بشریت کی تعریف دوسری ہے جب تک انسانی صفتیں اخلاص کے ذریعہ زیر نہ ہوجاہیں مسلمانی احوال کا دل سے لگاؤ نہیں ہوتا ان صفتوں کے مجموعہ کا نام محقق لوگوں نے نفس رکھا ہے اور بدن اور اس کے جوڑ بند سانچے کی حیثیت رکھتے ہیں ان سے کسی آفت کا ڈر نہیں یہ تو ایک سواری ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمائی ہے۔ کہ اس پر سوار ہوکر دین کی راہ میں چلو جب یہ دین کے راستہ سے بھٹکنے کا ارادہ کرے اس وقت اپنی ریاضت کے کوڑے سے اُنکو مارو تاکہ ٹھیک راستے پر آجائیں۔ جسم کو شریعت کے خلاف تکلیف پہنچانا گنہگار ہونا ہے انسانی جسم صحت تندرستی کے ساتھ خدا کی نعمت اور امانت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عہد و پیمان کا بار اس کے سوا کوئی نہیں کھینچ سکتا اور اس کے سوائے عبودیت کے مقام تک کسی اور کے پہنچنے کی امید نہیں کی جاسکتی لہٰذا اسکی ایذا رسانی کا خیال بھی نہ کرنا بلکہ یہ نفس امارہ اس کا سزاوار ہے۔ اور اس کا مستحق ہے کہ دبا دیا جائے۔ کیونکہ اس کی سرکشی تمھارے دین کو برباد کردے گی اور مصیبتوں کا دروازہ تمہارے لئے کھول دے گی بس نفس کی سرکشی کو دبائے رکھنا اور اپنے دل کو فتنوں سے بچائے رکھنا اور اللہ تعالیٰ بہت بڑا دانا بینا ہے دوست اور دشمن کو خوب پہچانتا ہے ,, واللہ یعلم

Marfat.com

المفسد من المصلح: اور اللہ تعالیٰ مصلحین میں مفسدین کو خوب جانتا ہے)(مکتوب صدی ص ۳۷۶)

صوفی کے لئے مشاہدات مجاہدات کی میراث ہیں

نفس کے لئے محنت و مشقت اور اس کی سرزنش ہر مذہب اور ہر دین میں پسندیدہ سمجھی گئی ہے اور مشاہدے کے لئے مسیحا ہدایت ضروری سمجھے ہیں یعنی مشاہدات مجاہدات کی میراث ہیں اور اس کی اصل خداوند تعالیٰ کا وہ کلام ہے (وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا) جنہوں نے ہماری تمنا میں مجاہدہ کیا ہم ان کو اپنا راستہ دکھا دیتے ہیں جو مجاہدہ کرتا ہے اُسے مشاہدہ نصیب ہوتا ہے اور یہ پیغمبروں کا آنا شریعتوں کا جاری ہونا آسمانی کتابوں کا نزول اور جملہ احکام کا تکلف سے مجاہدہ ہی ہے لیکن کیونکہ مجاہدہ بندے کا فعل ہے اور مشاہدہ عنایت خداوندی ہے جب تک عنایت و نوازش حق نہ ہو بندے کے کسی کام کی کوئی قیمت نہیں اس لئے جہاں تک ممکن ہو اپنے فعل کی طرف منسوب نہ کرو کیونکہ یہی وجود اور ہستی تمہارا حجاب ہے۔ اور یاد رکھو اگر اپنے ہی حجاب میں مبتلا رہو گے تو تمہاری اَنا بھی کلیۃً فانی نہ ہوگی اور تم بقا و مشاہدہ حاصل کرنے کے لائق نہ ہو سکو گے۔

اور اس مقام پر ایک نکتہ یاد رکھو اور وہ یہ ہے کہ نفس کا مجاہدہ نفس کے صفات ذمیمہ کو فنا کرنے کے لئے ہوتا ہے نفس کو فنا کرنے کے لئے نہیں ہوتا کیونکہ اس کی اَنانیت کی اصل فناء نہیں ہو سکتی لیکن جب صاحب مجاہدہ نفس پر قابض و مالک ہو جاتا ہے اور اسے اپنا محکوم بنا لیتا ہے تو اس کی بقا سے کوئی خوف نہیں ہوتا۔ لیکن مرد ان خدا جو اس راہ میں آئے ان کا کیا حال رہا اپنی ذات کے ساتھ ان کو ایسی جنگ رہی جس کی صلح تا حیات نہ ہو سکی۔

Marfat.com

آدمی کا اپنے کو مٹانا اور اظہارِ عاجزی:

اگر سارے ملائکہ کی طہارت پاکیزگی ایک ہی مرید کی ذات میں جمع ہو جائے اور کل آدمیوں کی عبادت و بندگی صرف ایک مرید کو حاصل ہو جائے اور وہ اپنے کو ایک کُتے سے بہتر اور اچھا سمجھے تو بلاؤں کا نشانہ بن جائے گا اس کے یہ معنی ہوئے کہ کبر کا شائبہ اس میں اب تک باقی ہے بڑا ہی خطرہ ہے ہر وقت ڈرتے اور سہتے رہنا چاہیے۔ اپنی طاعت و بندگی کو ناقص اور اپنے ایمان کو کفر اور تقویٰ اور طاعت کو گناہ سمجھنا چاہیے۔ اس کام میں ابتدا میں گفتگو ہی گفتگو اور انتہا میں خاموشی ہی خاموشی ہوتی ہے۔ مبتدیوں کو صرف زبان ہوتی ہے اور منتہیوں کو نہ زبان نہ گویائی خدا تعالیٰ تم کو مریدی کی راہ میں قبول فرمائے اور دانائی اور بینائی عطا فرمائے جس سے محقق اور گمراہ۔ معرفت و ضلالت۔ عالموں اور جاہلوں کی روش اور سنت و بدعت میں تمیز کر سکو۔ اور سلوک کی راہ راست کرو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان کی مدد سے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل عظام کی برکت اور وسیلے سے ہر حالت میں خدا پر بھروسہ رکھو۔ دل کو وسوسوں اور کسی دوسری طرف توجہ کرنے سے بچاؤ۔ اللہ کریم آپ کو اپنی بندگی کیلئے لمبی عمر دے (آمین) اور یاد رکھو بغیر شریعت کے طریقت کام آنے والی نہیں اور بغیر طریقت کے حقیقت حاصل نہیں ہو سکتی۔

مومن کی خودداری غرور اور نمائش میں فرق

مومن کا شرف رات کی نماز اور مومن کی عزت انسانوں سے بے نیاز ہو جانا ہے (سیرۃ نبوی ۵۶۲)

لنگی باندھو اور چادر اوڑھو جوتے پہنو اور موزوں کو صاف رکھو اور پاجاموں کو صاف رکھو (عمرؓ ازالۃ لخفا ۳۴۲/۴)

خلوص نیت اقوال واعمال کے مقبول ہونے کا ذریعہ ہے اور اہل بدعت اہل جہنم کے کتے

Marfat.com

ہیں (محمد معصوم ص ۲۱۴)

اور یاد رکھو جب صبر جائے گا تو ایمان بھی جاتا رہے گا۔ الصوم نصف الصبر (الحدیث) اور الصبر نصف الایمان (الحدیث)

ایمان کی روح یقین ہے۔

بنی آدم کا امتیاز:۔ بنی آدم کو جو امتیاز حاصل ہے تمام اجناس موجودات پر وہ از راہِ عشق ہے۔ انسان جتنا زیادہ مورد درد و محبت ہوگا معیت و قرب میں بھی کامل تر ہوگا معیت محبّ صادق کو ہر وقت نصیب ہوتی ہے (مکتوب ۲۲۷)

سرورِ کائنات فخرِ دوعالم ﷺ باوجود محبوبیت ذاتیہ۔ دوام حزن اور تواصلِ فکر کے ساتھ موصوف تھے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے۔ اور جو شخص بھی اس درد سے بے نصیب ہے وہ چوپائے کے حکم میں ہے بلکہ اس سے بھی کم درجہ اور گمراہ تر ہے (مکتوب ص ۱۹۰)

وقار:۔ یعنی سنجیدگی اور متانت کو ہر حالت میں قائم رکھنے کی ہدایت کی ہے اخلاقی خودداری اور شریفانہ رکھ رکھاؤ کی حفاظت کی خاطر قدم قدم پر اپنی ایک ایک بات پر نظر رکھنی پڑتی ہے۔ چال ڈھال۔ بول چال لباس ہر چیز سے شرافت کا اظہار ہو۔ لیکن اس احتیاط کے ساتھ ہو کہ اُوچھا پن یا تنگ ظرفی یا غرور و نمائش کی بو تک نہ آئے یعنی اس میں اپنی بڑائی اور دوسروں کی تحقیر کا جز شامل نہ ہو۔ یہی چیز ہے جس سے خودداری اور غرور اور نمائش میں فرق و امتیاز کیا جا سکتا ہے۔

نماز کا رتبہ:۔ جو لذت نماز میں ادائے نماز کے وقت حاصل ہوتی ہے نفس کو اس میں بالکل دخل نہیں ہوتا اور نماز کا رتبہ دنیا میں ایسا ہے جیسا کہ آخرت میں رویت باری تعالیٰ کا اور تمام عبادات وسائل نماز ہیں اور نماز مقاصد میں ہے (مکتوب امام ربانی مجدد الف ثانی نمبر ۵ ۲۲ ص ۱۸۸) صدق اللہ و بلغ رسول اللہ: اللہ نے حق فرمایا اور رسول نے تبلیغ کر دی۔

Marfat.com

نفلی روزہ اور یوم عاشورہ کے فضائل

عرفہ کے روزہ سے دو سال کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور عاشورہ کے روزہ سے ایک سال کے گناہ معاف ہوتے ہیں (الحدیث)

(۱) عاشورہ کے دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔

(۲) حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کنارہ پر آئی۔

(۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی اسی روز آسمان پر اٹھالے گئے۔

(۴) اِسی روز یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے خلاصی ملی۔

پیٹ کی اصلاح:

سالک کے لئے مشکل ترین پیٹ کی اصلاح کا کام ہے۔ کیونکہ اس کا نقصان بہت اور اثر قوی تر ہوتا ہے۔ اس لئے کہ یہی سارے گناہوں کا سرچشمہ اور مخزن ہے۔ انسان میں گنہگاری اور پاک دامنی اور بدن میں قوت وضعف پیٹ سے پیدا ہوتی ہے اس لئے اول پیٹ کو حرام اور مشتبہ کی چیزوں سے اور اس کے بعد ضرورت سے زیادہ حلال سے بھی پرہیز کرنا چاہیئے۔ اگر تم چاہتے ہو کہ کچھ کام سرانجام دو تو یاد رکھو کہ حرام اور مشتبہ چیزوں کا کھانے والا مردود بارگاہ ہوتا ہے اور عبادت کی توفیق اُسے نصیب نہیں ہوتی اور اگر اتفاقاً کبھی نیکی کرتا بھی ہے تو قبول نہیں ہوتی بلکہ اس کے منہ پر ماردی جاتی ہے اور یہ کارِ خیر اس کے لئے زحمت بن جاتا ہے لیکن حلال چیزوں میں زیادتی کرنا بھی عابدوں کے لئے آفت اور مجاہدوں کے لئے بلا ہے۔ کیونکہ زیادہ کھانا دل کو سخت کرتا ہے اور اس کے نور کو بجھا دیتا اور علم و عقل کو کم کرتا ہے۔ کیونکہ پُرخوری سے طبیعت مضمحل ہو جاتی ہے اور عقل کو باطل کرتی ہے اور زیادہ کھانا تمام اعضاء کے لئے فتنہ وفساد کا باعث ہے

یعنی آدمی کے قول وفعل اس کے کھانے پینے پر منحصر ہوتے ہیں اگر حرام اور مشتبہ چیزیں پیٹ میں

Marfat.com

جائیں گی تو اقوال وافعال بھی حرام اور مکروہ سرزد ہوں گے اور اگر حلال غذائیں ضرورت سے زیادہ استعمال ہوں گی تو افعال واقوال بھی فضول برآمد ہوں گے نیک لوگوں نے کہا ہے کہ سکرات موت کی سختی زندگی کی لذتوں کے برابر ہوتی ہے۔ جس کو اپنی زندگی میں زیادہ لذت حاصل ہوتی ہے موت کی سختی بھی اسی اندازے سے اُس پر زیادہ ہوتی ہے۔ حاصل کلام بھوک کے فائدے بے حدو بے حساب ہیں اور شکم پُری کی آفتیں بے تعداد و بے شمار پیٹ کی اصلاح مستقل کام ہے جس کے لئے کسی محقق درویش اللہ والے کی صحبت کی ضرورت ہے اور جانو کہ شریعت کے احکام دو قسم کے ہیں۔ ایک جائز اور دوسرے افضل جائز کو حکم شریعت اور افضل کو حکم تقویٰ کہتے ہیں اے بھائی یہ راہ اور یہ کام بلند ہمتوں کا کام ہے۔ یہاں پاک بازی اور جان نثاری کی ضرورت ہے۔ (مکتوبات صدی ص ۵۱۲)

علم ساری نیک بختیوں کی جڑ ہے:

جس طرح نماز کیلئے پاک و صاف رہنے اور طہارت کی ضرورت ہے اسی طرح ریاضت و مجاہدے کے لئے علم کی حاجت ہے کوئی معاملہ اور ریاضت بغیر علم کے ممکن نہیں علم کی حیثیت نر اور عمل کی حیثیت مادہ کی ہے بغیر علم کے عمل کرنا پھول پھل نہیں دیتا اور اگر کوئی شخص بغیر علم حاصل کئے ریاضت اور مجاہدہ کرے گا اس کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص نے برسوں بغیر وضو کے نماز پڑھی ہو اب جانو کہ علم کی دو قسمیں ہیں ایک جو کسی استاد سے پڑھ کر یا کتابوں کے مطالعہ کرنے سے حاصل ہوتا ہے دوسرا وہ علم جو دل کے اندر پیدا ہوتا ہے۔ دل میں پیدا ہونے والا علم بھی دو طرح کا ہے۔ بعض وہ جو خداوند بے نیاز کی بارگاہ سے پیغمبروں کے دلوں میں ظاہر ہوتا ہے اس کا نام وحی کا ہے۔ یا حضرات اولیاء کے دلوں میں پیدا ہوتا ہے اس کا نام الہام ہے اور دوسرا وہ جو پیغمبروں کے واسطے سے صدیقوں کے سینوں میں داخل ہوتا ہے یا پیروں کے ذریعہ مریدوں کے دلوں میں پہنچ جاتا ہے اور اس کے ثبوت میں حدیث شریف کا مضمون آیا ہے۔

(شیخ فی قومه کا النبی فی امته)

"پیر اپنے مریدوں کی جماعت میں ایسا ہے جیسا پیغمبر اپنی امتوں" میں بس بھائی علم ساری نیک

Marfat.com

بختیوں کی جڑ ہے جس طرح جہالت بدنصیبی کی اصل ہے۔ جہالت اور جاہلوں سے الگ رہنا واجب ہے علم کی تلاش اور عالموں کی صحبت کی جستجو فرض ہے علماء سے مراد وہ علماء ہیں جو آخرت میں کام آئیں اور علم سے مراد وہ علم ہے جو آخرت میں کام دے نہ کہ دنیاوی علم تاکہ غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائے کیونکہ دنیا والے تو علم ہنسی کھیل کے لئے پڑھتے ہیں اور اس کے ذریعہ مال و دولت اور منصب حاصل کرتے ہیں۔

اصل علم وہ ہے جو تجھے خدا کی طرف لے جائے نہ کہ خواہشات نفسانی اور مال و دولت کی طرف اور یہ کسی صاحب دل اللہ والے کی صحبت سے اور نگرانی میں رہ کر ریاضت و مجاہدات سے حاصل ہوتا ہے۔ خدا تک پہنچنے کیلئے عاجزی اور نیازمندی سے بڑھ کر کوئی آسان راستہ نہیں اور دعوے کرنے سے بڑھ کر کوئی حجاب و پردہ نہیں۔ الحمدللہ علیٰ کل ذالک۔ (مکتوبات صدی ص ۳۴۷)

جمعہ مبارک کی ساعت:

تین وقتوں میں دل کو حاضر رکھو۔ صبح نماز کے بعد سے سورج طلوع ہونے تک دوسرے خطبہ و نماز کے درمیان اور تیسرے عصر کی نماز کے بعد سے غروب کے وقت تک۔ اور فرض نمازوں کے بعد یہ وظیفہ معمول بنالو۔ دس مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھو۔ دس مرتبہ یہ آیات فان تولو فقل حسبی اللہ ُلا الہٰ الا ھو َ علیہ ِتوکلت ُوَ ھوَ رَبّ ُالعرش العظیم۔

عالم سفلی (عالم دنیا) کمائی کی جگہ ہے اور عالم علوی (عالم بالا) پھل پانے کی جگہ ہے

الحمد اللہ علیٰ کُلِ ذالک

Marfat.com

دُنیا میں راہِ سلوک کی مثال عقبیٰ میں پُل صراط کی ہے

اصحاب کہف کو پَل بھر سے زیادہ نہیں گزرا کہ جب دقیانوس کے ملک میں گڑ بڑ دیکھی کہا: ہمارا پروردگار زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے اور دیکھ لیا اس راستہ میں جو حقائق ہیں اور اس راستہ کو طے کر لیا اور متقیوں اور متوکلوں کے گروہ میں داخل ہو گئے اور ان کے لئے اس راہ کی مسافت پَل بھر میں حاصل ہو گئی اور فرعون کے جادوگروں کے ساتھ بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا ان کی مدت اس راہ کو طے کرنے کی بھی ایک لحظہ سے زیادہ نہ تھی کیونکہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دیکھا تو پکار اٹھے ہم خدائے دو جہان پر ایمان لائے اور راستہ دیکھا اور طے کر لیا اور ایک گھڑی سے بھی کم مدت میں عارفوں کے گروہ میں شامل ہو گئے اور دیدار الٰہی کے مشتاق بن گئے یہاں تک کہ دفعۃً بول اٹھے۔ ہم لوگ اپنے خدا کی طرف لوٹنے والے ہیں ہمارے لئے کوئی نقصان نہیں تیرا جو جی چاہے کر ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

دنیا میں سلوک کا راستہ بھی کچھ ایسا ہی ہے بعضوں کے لئے پَل بھر میں طے ہو جائے اور بعضوں کے لئے سالوں گزر جائیں اور کورے کے کورے رہیں۔ اس راہ کی مثال عقبیٰ میں پُل صراط کی ہے۔

حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ علیہ دنیا کے کام دھندوں میں لگے رہتے تھے جب دنیا سے منہ پھیر کر آپ نے سلوک کا راستہ اختیار کیا ان پر ایک نماز کے وقت سے زیادہ کی مدت راہ کے طے کرنے میں نہیں لگی۔ اور حضرت رابعہؒ نے جب سلوک کا راستہ اختیار کیا عبادت کرنے لگیں ابھی سال ختم بھی نہیں ہوا تھا کہ بصرہ کے عابد اور علماء ان کے مرتبے کی عظمت اور بڑائی کی وجہ سے زیارت کو آنے لگے لیکن محروم القسمت ہے کہ اس پر خدا کی عنایت نظر نہ ہو اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مشکلات راہ کی کسی ایک شاخ میں ستر (۷۰) برس تک اٹک کر رہ جاتا ہے اور یہ خدائے دانا و بزرگ کی مشیت ہے اور اگر کوئی اعتراض کرے کہ ایک شخص خاص عنایت کے ساتھ کیوں نوازا گیا اور ایک دوسرا شخص توجہ سے کیوں محروم کر دیا گیا حالانکہ یہ دونوں عبادت اور بندگی میں بالکل شریک تھے تو اس کے بارے فرما دیا (لا یسئل عما یفعل) وہ جو کچھ کرتا ہے اس کے متعلق کوئی سوال نہیں کیا جا سکتا) سارے علم و عقل یہاں نیست و نابود ہو

Marfat.com

جاتے ہیں تو یہ دو پل ہوئے ایک دنیا یعنی راہ سلوک اور ایک آخرت کا آخرت کا پل روحوں کے لئے ہے اس کی ہیبت بینائی رکھنے والے لوگ دیکھتے ہیں اور دنیا کا پل دلوں کے لئے ہے اس کی خوفناکی ظاہری آنکھ رکھنے والے دیکھتے ہیں اور سالکان طریقت کا حال مختلف ہونا ان کی دنیاوی حالتوں کے اعتبار سے ہوتا ہے ۔اسپر غور کرو اور جہاں تک معرفت کا حق ہے پہچاننے کی کوشش کرو جب کہیں ممکن ہے کہ کسی کام تک پہنچ سکو خبر والوں ہی کو کام سپرد کیا گیا ہے بے خبر لوگوں کو زمانے کی اونچ نیچ کی کیا فکر اور بندے کے لئے ضروری ہے کہ جو کچھ اس کو کہا گیا ہے۔ وہ بجا لائے اور یہ کام ایسا ہے کہ مثبت کے پردہ میں پوشیدہ ہے۔ جب بندے کی روح آسمان پر لے جاتے ہیں تو ساتوں آسمانوں کے فرشتے متعجب ہو کر کہتے ہیں اس روح نے کیونکر نجات پائی ایسی سرائے سے جہاں کہ ہمارے بہت لوگ ہلاک ہو گئے اور سرائے آخرت کی سختیاں اور ہیبت ناکیاں اس حد تک ہیں کہ انبیاء اور رسول نفسی نفسی کہہ کے فریاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تجھ سے سوائے اپنے نفس کے کچھ نہیں چاہتے۔ من تشبہ بقوم فھو منھم : جس نے کسی قوم کی روش طریقہ اختیار کیا اس کا شمار اسی قوم میں ہوگا۔

زندگی کی اداتوں میں اک دیا سا ٹمٹماتا ہے
اے ہوا اسے بھی گل کر دے ڈھل چکی ہے رات اب کون آتا ہے

عطا اللہ شاہ بخاریؒ

ثواب میت کو تحفہ

روایت ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے کہ فرمایا رسول ﷺ نے تم لوگ صدقہ دے کر اپنی میت پر رحم کرو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر ہم صدقہ دینے کو کچھ نہ پاویں آپ نے فرمایا دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت میں بعد فاتحہ کے آیت لکرسی اور الھکم التکاثر ایک ایک بار اور قل ہو اللہ گیارہ بار پڑھے جب نماز سے فارغ ہو تو ستر بار نبی ﷺ پر درود بھیجے اور اس کا ثواب میت کو تحفہ میں دے تو اللہ تعالیٰ اس میت کی طرف ستر فرشتے بھیجتا ہے ہر فرشتہ کے ساتھ لباس اور تحفہ جنت کا رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی قبر نورانی کرتا ہے۔ اور

Marfat.com

لحد کشادہ کرتا ہے (بحوالہ شرح الصدور ص ۱۴۲)

موت کے وقت فرشتے بندہ کو جکڑے رہتے ہیں:۔

روایت ہے انسؓ سے کہ فرمایا نبی ﷺ نے کہ موت کے وقت فرشتے ہر طرف سے بندہ کو گھیرے رہتے ہیں اور اس کو جکڑے رہتے ہیں۔ اگر ایسا نہ کرتے تو موت کی سختی سے جنگلوں اور میدانوں میں بھاگتا پھرتا۔

روایت ہے طلحہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا نبی ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے افضل کوئی نہیں جس نے بڑی عمر پائی اور تمام عمر سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر میں گزار دی۔ روایت ہے سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ سے کہ مومن کی زندگی کا ہر دن غنیمت ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا فرض ادا کرتا ہے نماز پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے۔ علماء نے فرمایا ہے کہ موت بالکل مٹ جانے اور فنا ہو جانے کا نام نہیں ہے بلکہ موت کے یہ معنی ہیں کہ روح کا لگاؤ بدن سے چھوٹ جائے اور ان دونوں میں جدائی ہو جائے اور ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلا جائے بلال بن مسعود اور عمرؒ بن عبدالعزیز فرماتے ہیں اے لوگو تم لوگ فناء ہو جانے کیلئے پیدا نہیں کئے گئے ہو بلکہ تم لوگ ہمیشہ رہنے کیلئے پیدا کئے گئے ہو۔ اور تم ایک گھر سے دوسرے گھر میں جاؤ گے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مومن کا تحفہ موت ہے۔ اور موت اس کے واسطے خوشبودار پھول ہے (یعنی مرغوب شے ہے)

روایت زرعہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا نبی ﷺ نے دو چیزوں کو اولاد آدم محبوب رکھتے ہیں ایک تو حیات کو حالانکہ موت اس کے لئے بہتر ہے۔ دوسری کثرت مال کو حالانکہ مفلسی حساب دینے کے لئے آسان ہے۔ اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ہوشیار وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو (احکام شرعیہ کا) مطیع بنائے اور جو اپنے نفس سے حساب لے اور وہ کام کرے جو مرنے کے بعد کام آوے اور نادان وہ ہے جو اپنے نفس کی پیروی کرے اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی آرزو کرے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے

Marfat.com

عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ معلوم نہیں کیا بات ہے کہ موت مجھے پیاری نہیں آپ نے فرمایا تمہارے پاس مال ہوگا اس نے عرض کی جی ہاں ہے تو آپ نے فرمایا کہ اسے اللہ کی راہ میں پہلے خرچ کر ڈالو کیونکہ مومن کا دل اس کے مال کے ساتھ رہتا ہے اگر وہ اس مال کو پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کر ڈالتا ہے تو یہ چاہتا ہے کہ خود بھی اس کے ساتھ دنیا میں بچھڑا رہ جاوے (شرح الصدور ص ۱۵)

مراقبہ معی اللہ

مراقبہ کی اصل خیال کا جمانا ہے تا کہ حدیث نفس خلل انداز نہ ہو اور تفرقہ پیش نہ آوے۔ جتنی تصور سے طبیعت اچھی رہے اتنے پر اکتفا کرو۔ بس اتنا دھیان رکھنا مطلوب ہے کہ ذکر خدا ہر دم ہو۔ بعد نماز مغرب گھڑی دو گھڑی چپ چاپ دھیان جما کر بیٹھو اور انتظار وصول فیض کرو کہ ایک نور بقدر وضع شکل شعلہ چراغ جانب قبلہ سے میرے قلب کی طرف آتا ہے اور ہر روز بیٹھو خواہ جی لگے یا نہ لگے تصور بندھ سکے یا نہ بندھے بیٹھنا شروع کرو۔ اور مراقبہ میں پیٹ بھرے پر مناسب نہیں اور اس میں پاس انفاس کی مشق کرنی چاہیے۔ جو دوام کے ساتھ ہو بلکہ ہر کام میں دوام شرط ہے اور اللہ ہی موجود ہے ہر جگہ حاضر یہ تصور پکائے اور ذکر جہر میں سر کو قلیل ہلا کر ضرب تصور سے کرے اور شد و مد بھی تصور ہی میں رکھے اور آنکھیں بند رکھے۔ اور ذکر ہوادار جگہ بیٹھ کر کرنا چاہیے اور اگر ذکر کے دوران حرارت قلب میں یا سر میں یا تمام بدن میں محسوس کرے مثل تپ بخار کے یہ اثر ذکر کا ہے اس کی پرواہ نہ کرے (بیاض یعقوبی ص ۱۲۸) بس طلب کام بندے کا ہے عطا کام اس کا ہے اور اعتبار خاتمہ کا ہے۔ اور چھوڑ دینا رسوم کا بخوف الٰہی اس سے بڑھ کر اور کوئی عمل مقبول نہیں اور آدمی سمجھے کہ عجز و خطا اور کمی و کوتاہی بندہ کی اصل اور خمیر ہے۔ اور جو کچھ قوت یا درستی یا کمال یا ہمت ہوتی ہے۔ یہ محض اس کا فضل ہے۔ اور حالت قبض میں ذوق وشوق کم ہو جاتا ہے۔ بلکہ گم ہو جاتا ہے اور ذکر کرنا گرانبار ہوتا ہے۔ مگر علاج اس کا سوائے توجہ جانب مرشد اور کام کرتے رہنا ہے اور کچھ نہیں اور جی لگے یا نہ لگے اور لذت ہو یا نہ ہو کام کرے (بیاض یعقوبی ص ۱۲۸)

Marfat.com

پاس انفاس:

پاس انفاس کو مشائخ بہت طور سے کرتے ہیں۔ اکثر اللہ ہو۔ بعض ''اللہ اللہ'' بعض ہو' ہو۔ بعض ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ'' بعض ایک سانس میں چند بار اللہ جلد جلد کہتے ہیں اور یہ ضیا القلوب کے حاشیہ پر اس کو لکھا بس اتنا دھیان رکھنا مطلوب ہے کہ ذکر خدا ہر دم ہو۔ وضع اور طرح چاہیئے کچھ ہی ہو ذکر کریں جس طور زیادہ جی لگے۔ اور آسانی معلوم ہو۔

حدیث شریف میں آیا ہے مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ فَد خَلَ الْجَنَّۃَ : کہ جس نے اقرار کیا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں بس جنت میں داخل ہو گیا۔ اس قرار کے اندر کیا رکھا ہے اس سے کیا اثر لینا چاہیئے۔ اس کا ورد کرے اور ضربیں لگائے۔ ہزار مرتبہ، لاکھ مرتبہ اور کس کس طرح ذکر کیا جاتا ہے۔ ہر چیز کی نفی ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ لا معبود، لا محبوب، لا مقصود، لا موجود الا اللہ

عبادت اور اطاعت میں فرق:

مسلمانوں کے نزدیک خدا کا کوئی شریک نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس میں شریک نہیں۔ ہاں اطاعت میں حضورؐ کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے اور یہ اس لئے کہ آپ جو کچھ فرماتے ہیں وہ سب کچھ خدا کی طرف سے پیغام ہوتا ہے۔ تو آپ کا حکم درحقیقت خدا ہی کا حکم ہے۔ تو بھائی اب قیامت تک کوئی دوسرا عقیدہ سوائے اسلام کے کہ تمام فرائض و واجبات کی قبولیت اسی عقیدہ اسلام پر موقوف ہے۔ بدوں اس کے نہ کوئی فرض ادا ہو سکتا ہے نہ واجب اور کسی ایک رُکن کا منکر اسلام کا باغی ہے اور باغی کی سزا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہے۔ وہ دوزخ ہے تو بھائی اسلام کی دولت بہت بڑی دولت ہے۔ جو دنیا کے بڑے سے بڑے سرمایہ دار کے پاس نہیں وہ اسلام کی دولت اور ایمان کی دولت ہے۔ گو فرائض میں کوتاہی کرنے سے اس کو گناہ ہو جس کا اثر یہ کہ فوراً دخول جنت نہ ہو۔ کچھ دنوں کے بعد ہو جو اس شخص کی کجی طبع اور خباثت کا اثر ہے اور (لَا تَقْنَطُوْا مِن رَّحْمَۃِ اللّٰہ) کی آئت کا نزول ایسے

لوگوں کے لئے ہے۔ جو نئے مسلمان ہوئے اوران کو گذشتہ گناہوں کا فکر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ماضی میں کئے ہوئے گناہوں کا معاملہ کیسے ہوگا تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو اتارا۔ اور دوسری آیت میں مسلمان ہونے کے بعد نافرمانی کرنے پر بدوں عتاب بخشے جانے پر مشیت الٰہی کی قید پر مشروط ہے اور مجرم کی زبان بار بار جرم کی وجہ سے اور گناہوں کی نحوست کی وجہ سے مناجات سے بھی بند ہو جاتی ہے۔ (مسیح الامت ج اص ۲۲۸)

ایمان باللہ وایمان بالآخرت:

بغیر تصدیق رسالت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحقق ہی نہیں ہوسکتا افسوس آج کل لوگوں نے انگریزی پڑھنے کو بھی علم سمجھ لیا ہے۔ پس وہ ایسا ہی علم ہے جس سے روپیہ پیسہ معلوم ہو جاتا ہے۔ خدا اس سے معلوم نہیں ہوسکتا واقعی بدوں علم دین کے کامل اصلاح نہیں ہوتی عقائد بھی درست نہیں ہوتے دیکھو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کا کلام الٰہی ہونا دلائل عقلیہ سے ثابت ہے پس جو آپ کو رسول نہیں مانتا وہ خدائے تعالیٰ کو کاذب کہتا ہے۔ تو پھر اللہ تعالیٰ پر کہاں ایمان لایا۔ پس ثابت ہو گیا کہ خدائے تعالیٰ پر ایمان لانا بدون تصدیق رسالت کے ممکن نہیں بس خوب سمجھ لو کہ بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق کے نجات ہرگز نہیں ہوسکتی۔ (مسیح الامت ص ۴۱)

حال اور مقام میں فرق:

حال اور مقام کے اندر اشتباہ کثرت سے ہے اور اشتباہ اس وجہ سے ہے کہ فی نفسہا اُن دونوں میں بہت تشابہ اور تداخل ہے سو شے بعضوں کی رائے میں حال ہے اور دوسرے کے نزدیک وہ مقام ہے اور دونوں روایت صحیح ہیں اس واسطے کہ ایک کا تداخل دوسرے میں موجود ہے اور یہاں مقصود دونوں میں فرق بتلانا ہے سو حال کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کو گردش ہے اور مقام کی وجہ تسمیہ ہے کہ وہ ثابت اور مستقر ہے اور ایسا ہوتا ہے کہ کبھی ایک شے بعینہ حال ہوتی ہے اور پھر وہی مقام ہو جاتی ہے مثلاً

Marfat.com

باطن سے داعیہ محاسبہ پیدا ہوتا ہے پھر وہ داعیہ غلبہ صفات نفس زائل ہو جاتا ہے اور پھر وہ عود کرتا ہے اور پھر وہ زائل ہو جاتا ہے اور اس طرح برابر محاسبہ کا حال بندہ کے لئے متعاہد حال کا ہوتا ہے پھر صفات نفس کے ظہور سے وہ حال بدل جاتا ہے یہاں تک کہ خدائے کریم کی مدد اس کا تدارک کرتی ہے اور حال محاسبہ غالب آتا ہے اور نفس مقہور ہو جاتا ہے اور حال محاسبہ غالب آجاتا ہے پھر محاسبہ اس بندے کا وطن اور مستقر اور مقام ہو جاتا ہے اور وہ مقام محاسبہ میں رہتا ہے۔

بعد ازاں حال مراقبہ اس پر نازل ہوتا ہے سو جو شخص کہ محاسبہ اس کا مقام ہو تو مراقبہ اس کے لئے حال ہوتا ہے بعد ازاں مراقبہ کا حال بدلتا رہتا ہے۔ اس سبب سے کہ بندہ کے باطن میں سہو اور غفلت نوبت نوبت آتے ہیں حتیٰ کہ سہو اور غفلت کی پراگندگی دُور ہو اور اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کا تدارک مددگاری سے فرمائے تب مراقبہ مقام ہو جاتا ہے اور یہ اس وقت ہوتا ہے کہ حال مشاہدہ نازل ہو سو جبکہ بندہ حال مشاہدہ کے نزول سے مشرف بعطا ہوتا ہے تو مراقبہ اس کا قرار حاصل کرتا ہے اس کا مقام ہو جاتا ہے پھر مشاہدہ کے مقام میں بہت کچھ احوال اور زیارت و ترقیات ہیں۔ جو ایک حال سے دوسرے حال تک ہوتے ہیں کہ اس سے اعلیٰ درجہ کی طرف عنایات ہوتی ہیں جیسے فنا کے ساتھ متحقق ہونا اور بقاء کی طرف پہنچنا اور عین الیقین سے حق الیقین کو ترقی کرنا اور حق الیقین قلب کے پردے پھاڑ ڈالتا ہے اور یہ مشاہدہ کی فرع اعلیٰ درجہ کی ہے اور اسی کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی ''اے بارِ خدا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں ایمان کا کہ دل میرے میں عمل کرے''۔

بس مشاہدہ ہی اوّل اور اصل ہے کہ اس سے فنا ہوتی ہے بعد ازاں بقاء ہے یہ حالت سب احوال کی اصل تھی اور وہ اشرف احوال ہے اور یہ بندہ کے مقدور کسب سے باہر ہے اور یہ آسمانوں کے رستے ہیں اور زہد وغیرہ جو مقامات ہیں جو شخص ان رستوں کا سالک ہے اس کا دل آسمانی ہو جاتا ہے (عوارف ص ۵۵۰)

Marfat.com

سالک مغلوب المحبت:

سالک مغلوب المحبت و مشغول الذکر کو کسی دوسرے کے گناہ پر نظر کرنا یا فکر کرنا اپنے کام سے معطل ہو جانا ہے کیونکہ دوسرے کی مذمت یا اصلاح کا کام مرتبہ شریعت کا ہے جو اہل فتویٰ و مشائخ کا ہے نہ کہ ذاکرین تارکین کا۔

قبض کو بسط پر ترجیح:

بسط کی حالت چونکہ نفس کی خواہش کے موافق اور سرور اور فرح کا حصہ ملتا ہے اس لئے عارفین کو بہ نسبت قبض کے اس حالت میں اس بات کا اندیشہ ہوتا ہے کہ نفس اپنے مزہ میں لگ کر اپنے احوال اور کرامات کو ظاہر نہ کرنے لگے اور بے ادبی نہ ظاہر ہونے لگے۔ اور قبض کی حالت چونکہ نفس کے خلاف ہے اس لئے اس میں عجز و انکساری و عبدیت قائم رہتی ہے۔ اسی واسطے عارفین نے قبض کی حالت کو بسط پر ترجیح دی ہے۔ لیکن چونکہ قبض نفس کو ناگوار اور بسط خوشگوار ہے۔ اس لئے سالک قبض سے گھبراتا ہے اور اس کو سبب بعد کا جانتا ہے لیکن یہ کیفیات باطنی حالات ہیں جن کا معلوم کرنا مشکل ہے کہ کونسی حالت ہمارے لئے نافع ہے۔ قبض یا بسط لہذا بندہ کو لازم ہے کہ جو حالت پیش آوے اس کی نسبت کوئی رائے قائم نہ کرے اور بندگی کرتا رہے اور تسلیم میں رہے۔ (ص ۱۲۷ اکمال الشیخ)

انوارات قلوب:

عبادت و ریاضت کے انوار قلوب مریدین کے مقصود تک پہنچنے کے ذرائع یعنی بارگاہِ عالی تک پہنچنے کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ پس سالک عبادت و ریاضت کا التزام رکھے اور اس کے اندر جو انوار و لذات پیش آویں ان کو مقصود نہ سمجھے بلکہ مقصود کا ذریعہ جانے اور مقصود کو اس کے آگے سمجھے۔ جیسا کہ ظلمت نفس کا لشکر ہے۔ ایسا ہی نور قلب کا لشکر ہے جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندہ کی امداد چاہتا ہے تو انوار کے لشکر سے اس کی مدد کرتا ہے۔ (ص ۲۲۸، اکمال الشیخ)

Marfat.com

اسباب طاعت وتابعداری

تمام عالم میں ہر شخص چاہتا ہے کہ آزاد رہے دوسرے کا تابعدار ہو کر نہ رہے کسی کی تابعداری اس وقت ہوتی ہے جبکہ تابعداری پر مجبوری ہو۔ تابعداری کے تین اسباب ہیں (ا) ایک یہ کہ نفع امید ہو بادشاہوں اور مالکوں کی تابعداری اسی وجہ سے کی جاتی ہے کہ وہ نفع پہنچائیں گے اور حاجت رفع کریں گے۔

(۲) دوسرا سبب نقصان کا اندیشہ ہے یعنی کسی شخص سے نقصان پہنچنے کا ڈر ہو کہ اگر اس کی تابعداری نہ کی تو اس سے نقصان پہنچے گا۔

(۳) تیسرا سبب تابعداری کا محبت ہے کسی سے محبت ہو تو اس کی محبت کی وجہ سے تابعداری اور اطاعت کی جاتی ہے۔ محبوب اگرچہ کمزور ہو اس سے نفع کی امید بھی نہ ہو اور نقصان کا اندیشہ نہ ہو۔ دیکھو ماں باپ اولاد کی تابعداری کرتے ہیں بچے جو مطالبہ کرتے ہیں اس کو پورا کرتے ہیں صرف محبت کی وجہ سے ماں باپ بچے کی تابعداری کرتے ہیں۔ اس کی ہر بات کو مانتے ہیں اور اس کی پرورش کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کو بچے سے نفع کی کوئی امید نہیں نہ نقصان کا اندیشہ ہے۔ بس محبت کا تقاضا ہے کہ انسان محبوب کی اطاعت اور تابعداری کرے۔

تم اللہ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو اور اس کے حکم کے خلاف کرتے ہو۔ یہ محبت کے قانون کے خلاف ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ تابعداری کی یہی تین اسباب ایک کو دوسرے کی تابعداری پر مجبور کرتے ہیں اللہ تعالیٰ میں یہ تینوں اسباب بدرجہ اتم موجود ہیں۔ تیسری وجہ تابعداری کی محبت ہے اور محبت کے چار سبب ہوتے ہیں۔ (ا) کمال۔ (۲) جمال (۳) احسان۔ (۴) قرب۔

اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز میں جس قدر کمال رکھتا ہے۔ دوسرا کوئی نہیں رکھتا (۲) دوسرا سبب جمال ہے حسن و جمال بھی محبت کا سبب ہوتا ہے۔ ہر چیز میں جو حسن و جمال پایا جاتا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ دینے والا وہی چیز دے سکتا ہے جو خود اس کے پاس بافراط موجود ہو جبکہ ہر ایک

Marfat.com

شے میں جو کچھ بھی حسن و جمال ہے وہ سب خدا کا ہی دیا ہوا ہے۔ (انّ اللہ جمیلٌ وَ یُحِبُّ الْجمَالَ) تو وہ خدا جس نے سب کو حسن و جمال عنایت فرمایا خود اس میں جتنا حسن و جمال ہے کسی چیز میں نہیں۔

(۳) تیسرا سبب محبت کا احسان ہے (اَلْاِنْسَانُ عَبْدُالْاِحْسَان) کیا اللہ تعالیٰ کے احسان کے برابر کسی کا احسان ہو سکتا ہے۔ کیا اللہ جیسا محسن کوئی ہو سکتا ہے۔ ماں باپ اولاد پر جو احسان کرتے ہیں کسی کا نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ اللہ کی صفت خالقیت کے مظہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہر مخلوق پر جب سب سے زیادہ ہے تو چاہیئے کہ اس سے محبت بھی سب سے زیادہ اور اعلیٰ درجہ کی ہو۔ اس جیسی محبت کسی دوسرے سے نہ ہو اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کو تمہارے لئے پیدا کر کے مسخر کر دیا کتنا بڑا احسان ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار نہیں کر سکتے۔

(۴) چوتھا سبب محبت کا قرب ہے۔ قرابت داری کی وجہ سے بھی محبت کی جاتی ہے۔ بیٹا قریب ہے۔ باپ کا بلکہ باپ کا جزو ہے۔ ماں باپ اولاد وغیرہ کی محبت قرابت ہی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اب دیکھو کہ خدا تعالیٰ تمہارے کس قدر قریب ہے۔ تم خود بھی اپنی ذات سے اس قدر قریب نہیں ہو۔ (وَ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلَ الْوَرِیْد) قرابت داری باعثِ محبت ہے۔ تو اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ قریب ہے۔

بس خلاصہ یہ کہ محبت کے یہ چاروں سبب اللہ تعالیٰ میں بدرجہ اتم موجود ہیں تو چاہیئے کہ اللہ کی محبت بھی ہر چیز سے زیادہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کی دو صفتیں ہیں (۱) جلال (۲) جمال:

(۱) مالک نفع و نقصان ہونا صفت جلال کے تحت ہے اور محبوب ہونا صفت (۲) جمال کی وجہ سے ہے۔ جو عبادات محبت کی وجہ سے ہوتی ہیں ان کا طریقہ الگ ہے۔ اور جو مالکیت کی وجہ سے ہوتی ہیں ان کا طریقہ الگ ہے۔ مالکیت میں آداب و سنن کا لحاظ ضروری ہے عقل سے سوچ بچار کر کے ہر کام کو کیا

Marfat.com

جائے اور اس میں دو عبادتیں نماز اور زکوٰۃ صفت مالکیت کے تحت مقرر فرمائیں جیسے نماز میں شروع سے آخر تک ہر جزو میں آداب سنن کی ضرورت ہوتی ہے اس میں ذرا سی بھی بے ادبی ہوگی۔ تو عقاب ہوگا پکڑ ہوگی۔ بس محبوب و محبت کے طریقہ پر عمل کیا جائے۔ محبت کا تقاضا یہ ہے کہ اپنی عقل۔ نزاکت اور آراستگی اور ہوش سے نکل جائے عشق میں جس قدر بے خودی پائی جائے اسی قدر محمود ہے۔

عاشقاں را مذہب و ملت جُدا است (خطبات مدنیؒ ص ۸۱ تا ۸۶)

اعمال کا مدار نیت پر ہے

امام بخاریؒ کی الجامع الصحیح میں ہے۔ اعمال کا مدار نیت پر ہے اور ہر شخص کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی ہوگی۔ ہر وہ کام جو انسان اللہ کی مرضی کے لئے خلوص کے ساتھ اور اس کے حکم کی بجا آوری کے خیال سے کرتا ہے وہ اس کے لئے قرب الٰہی اور یقین کے اعلیٰ طبقات اور ایمان کے بلند درجات تک رسائی کا ذریعہ بنتا ہے۔ اور یہی وہ دین خالص ہے جس میں کوئی دنیوی شائبہ بھی نہیں ہوتا اس میں ہر طرح کے کام داخل ہیں۔ دنیوی و دینی ہر عبادت اور دینی خدمت تعلیم و تعلم ہر قسم۔

اس کے برعکس یہی چیزیں اس وقت۔ دنیاداری میں داخل ہو جاتی ہیں جب ان میں رضائے الٰہی اور اس کے حکموں کی پیروی کی نیت نہ شامل ہو۔ بلکہ ان کا مقصود غیر اللہ ہو اور ان پر غفلت اور آخرت فراموشی کا پردہ پڑا ہو۔ ایسی حالت میں فرض نمازیں۔ ہجرت۔ جہاد۔ ذکر و تسبیح بھی دنیوی عمل بن جاتی ہیں اور ان پر عمل کرنے والے آدمی اور عالم و مجاہد اور داعی کے لئے وہ بجائے ثواب کے وبال جان اور اس کے اور خدا کے درمیان حجاب بن جاتی ہے۔

اس نیت کی اصلاح اور قلوب کے تزکیہ یا اصلاحِ باطن کے کام کی ذمہ داری اہل اللہ صوفیاء حضرات نے اٹھائی ہے کہ مومن کی زندگی متفرق اور متضاد اکائیوں کا مجموعہ نہیں بلکہ یہ ایسی وحدت کاملہ ہے۔ جس میں عبادت و احتساب کی روح کارفرما ہے۔ بشرطیکہ وہ اخلاص۔ صدق نیت۔ رضائے الٰہی

Marfat.com

اور انبیاء علیہ السلام کے طریقے پر ہوں۔ پھر بادشاہ رات کے عبادت گذار اور دن کے شہسوار ہوں گے اور ان کی زندگی میں کوئی بے اعتدالی نظر نہ آئے گی۔

اور اس کے خلاف دنیا کی ہوس اور آپس کی رسہ کشی ہر جگہ اور ہر شعبۂ زندگی میں ملے گی جس کی سزا دنیا بھگت رہی ہے اور آئندہ اس اونٹ کی مانند جو بے مہار ہو چکا ہو آزاد اور دین و دنیا کے درمیان لوگوں کی غیر ضروری دشمنی کا دروازہ کھلا جس کا پہلا شکار یورپ کے ممالک ہوئے جن کے بارے ڈاکٹر اقبال کہہ گئے۔

سیاست نے مذہب سے پیچھا چھڑایا
چلی نہ کچھ پیر کلیسا کی پیری
ہوئی دین و دولت میں جس دم جدائی
ہوس کی امیری ہوس کی وزیری

ڈاکٹر اقبال

ایمان کا تقاضہ اللہ والوں کی باتوں پر نا قابل شکست یقین ہے

مسلمان جب ایمان کا تقاضا چھوڑ دیتے ہیں یعنی اللہ اور رسولؐ کے فرمان کی نافرمانی کرتے ہیں تو اللہ سزا دیتے ہیں۔ فتح کو شکست میں بدل دیتے ہیں جنگ احد کی مثال سامنے ہے کہ نافرمانی ہوئی تو حاصل شدہ فتح شکست میں تبدیل ہوگئی۔ اگرچہ انہوں نے نافرمانی دیدہ دانستہ نہیں کی تھی پھر ان میں حضور علیہ السلام کی ذات بابرکات خود موجود تھے اور پھر ان میں خلفائے اربعہ موجود تھے جو کہ کروڑوں ولیوں سے بڑھ کر ہیں پھر شکست ہوگئی یہاں یہ بتلانا مقصود ہے کہ صرف بزرگوں پر ہی یقین نہ رکھو بلکہ نیک اعمال پر اعتقاد کرو اور نافرمانی سے بچو۔ اگر تمام لوگ گناہوں میں ڈوبے ہوں تو پھر ان کو مٹنے سے کون سی چیز بچا سکتی ایمان کے تقاضوں پر نہ چلنا مسلمانوں کو ذلیل و خوار کر رہا ہے۔ ہم آج تمام گناہوں

Marfat.com

میں ڈوبے ہوئے ہیں تو ہم کو ذلت سے کون بچائے گا۔ جب کہ صحابہ کرامؓ کو خود رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا موجود ہونا نہ بچا سکا۔ رسولؐ کی مخالفت کی سزا یہی ہے کہ تم کو کفار کے ہاتھوں پٹوایا جائے گا۔ اور تم کو مغلوب کیا جائے گا۔ اور کفر کو غالب کر دیا جائے گا۔ تو ترقی کی تین شرائط میں سے ایک کامل اور مکمل ایمان کا ہونا کہ نافرمانی کا شائبہ بھی نہ ہو۔ اگر پختہ ایمان ہو تو مسلمان کو کوئی شکست نہیں دے سکتا آج مسلمان کی نگاہ میں ایمان کی کوئی قیمت نہیں رہی یہی وجہ کہ ایمان بدلتے دیر نہیں لگتی۔ اگر کسی مرزائی نے کوئی رسالہ دے دیا تو وہیں سے مرزائی ہو گئے۔ عیسائی نے کوئی لالچ دے دیا تو عیسائی بن گئے۔ تو مسلمان کے لئے پہلی چیز یقین کامل اور ایمان کامل اور پختہ ہے اللہ والوں کی باتوں پر ناقابل شکست یقین ہو ایمان کی پختگی اللہ کے ساتھ تعلق پختہ جوڑنے سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایمان کامل کا مطالبہ کرتا ہے کہ تمام اسلامی تقاضوں کو پورا کرو اور خلاف اسلام تمام چیزوں کو چھوڑ دو جو مصیبت بھی انسان پر آتی ہے۔ وہ پہلے سے آتی ہے وہ پہلے سے طے شدہ ہے۔ اس لئے فرمایا جو مصیبت تم پر آئے اس پر غم نہ کرو اور ایسے موقعہ پر انسان تسلیم و رضا کا شیوہ اختیار کرے کہ یہ میرے محبوب کی طرف سے آئی ہے اور محبوب کی طرف سے آئی ہوئی چیز محبوب اور لذیذ ہوتی ہے محبوب نے تکلیف بھیج کر حقیقتاً مجھے یاد کیا ہے وہ میری طرف متوجہ ہے۔ یہ تصور ہی اس ظاہری مصیبت کو اس کے لئے لذت و راحت بنا دے گا اور مصیبت نہ رہے گی۔ بس انسان کی نگاہ ہر وقت مسبب الاسباب کی طرف ہونی چاہیئے۔

عام اہل معرفت اپنے اعمال کے انجام سے ڈرتے ہیں اور اپنی سلامتی اور کامیابی اسی میں سمجھتے ہیں کہ ہمارے اعمال سے برابر پر چھٹی مل جائے بس ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے اعمال کے اجر و صلہ کی پوری امید رکھتے ہیں۔ ذکر و طاعت کے لئے جو حصہ عمر کامل جاوے غنیمت سمجھو شاید انجام کار میں یہ فرصت نہ ملے کثرت ذکر دوام طاعت کا سبب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرنے والا وہی ہو سکتا ہے جو امید بھی رکھتا ہو اور اللہ کا ہمیشہ طاعت گذار بھی ہو۔ ایمان سے مراد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول مبارک کی تصدیق اور تسلیم سے مراد ہے اللہ کے حکم اور تقدیر کے سامنے سر جھکا دینا (یعنی اپنے آپ کو امر و قضاء الٰہی کے سپرد کر دینا) مظہری ۹/۲۸ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَرْحَمُ مَنْ یَّشَآءُ o دہ

Marfat.com

جس کو چاہے عذاب دے اور جس پر رحم کرنا چاہے رحم کرے اور عذاب دینے کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں مثلاً آخرت میں دوزخ کا عذاب دے کر اور دنیا میں بے مدد چھوڑ کر یا دنیا کا حریص بنا کر یا بداخلاق بنا کر اور اللہ کی طرف سے روگرداں بنا کر۔

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میری امت میں بدعات پیدا ہو جائیں اور میرے اصحاب کو بُرا کہا جائے تو اس وقت کے عالم دین پر لازم ہے کہ اپنے علم کو ظاہر کرے اور جو ایسا نہ کرے گا اس پر لعنت ہے اللہ کی فرشتوں کی اور سب انسانوں کی (خطبات ج ۴ ص ۱۷۳) اور وصول الی اللہ کے جتنے راستے عقلاً ہو سکتے ہیں وہ سب کے سب بجز اتباع آثار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام مخلوق پر بند کر دیئے گئے ہیں۔ (یعنی بغیر اقتداء رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی شخص ہرگز تقرب الیٰ اللہ حاصل نہیں کر سکتا اور جو دعویٰ کرے وہ کاذب اور جھوٹا ہے بس اسلام تعلق مع اللہ کا نام ہے۔ وصلی اللّٰہُ علیٰ النبی الامیِّ ۔ حَسْبُنَا کتاب اللہ ۔ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہ

جب دل ہی لگا بیٹھے ہر ناز اٹھانا ہے
سو بار اگر روٹھیں سو بار منانا ہے
بد بخت اگر بر لب دریا باشد
لبِ خشک چو سائل سر دریا باشد

قبولیت دعا شرائط کے ساتھ

دعا کے عبادت ہونے کے متعلق ملا صدرالدین حسینی استرآبادی نے شرح صحیفہ کاملہ میں لکھا ہے دعا اُسی وقت قبول ہوتی ہے جب عقل زبان اور ہیبت سے ذلت نقص اضطراب اور عجز کا بندہ اقرار کرے اور اپنی ہتھیلیوں کو آسمان کی طرف کرے یہ تضرع ہے تبتیل اور بتہال کرے پھر قبلہ کی طرف منہ کر کے

Marfat.com

ہاتھوں کو سامنے پھیلائے اور جب تک آنسو نہ بہیں ابتہال نہ ہوگا اور عبادت میں بجز ایسے حالات کے اخلاص نہیں ہوتا پس دعا گویا اشرف عبادت ہے کیونکہ گو بے سوال کے بھی اسکی رحمت سے اتصال ہو جس سے اس کے فضل پر بندہ کو اطمینان اور قبولیت دعا پر پورا بھروسہ ہو جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ دعا کو زیادتی حاصل کرنے اور اسباب رحمت کو مع کرامت کے جمع کرنے میں طاعت اور عبادت سے بڑی برتری ہے اور دعا عبادت کا مغز ہے اور جو حضور قلب دعا میں پایا جاتا ہے وہ نہ نماز میں پایا جاتا ہے نہ حج میں نہ روزہ میں نہ کسی اور عبادت میں کیونکہ دوسری عبادتوں میں بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ عبادت کرنے والے پر ایک قسم کی غفلت طاری رہتی ہے۔ اور دعا میں جب خدا کی جانب ہاتھ اٹھاتا ہے تو خدا سے توصل پیدا کرنے کی اسکے دل میں ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے جسکی وجہ سے حضور قلب اور توصل الی اللہ میں زیادتی ہوتی ہے اور یہی دعا کا مغز ہے داعی عابد سے افضل ہے۔ دعا کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ انبیاء میں فرمایا ترجمہ ''بیشک وہ نیکیوں کی طرف جلدی کرتے ہیں اور رغبت وخوف کے ساتھ ہم کو پکارتے ہیں،، اس سے تین باریک باتیں پیدا ہوتی ہیں (۱) شوق۔ خوف۔ خواہش اور ڈر دونوں حالت میں انبیاء دعا کیا کرتے تھے (۲) اُنکے نیک کام انکی قبولیت دعا کا سبب ہوا کرتے تھے (۳) قبولیت دعا کے شکر میں انکو اور زائد عبادت کا شوق پیدا ہوتا تھا۔ اور اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ خود اپنے بندوں کی تعریف کرتا ہے۔ ارشاد فرماتا ہے۔ ,, یدعوننا ،، یعنی ہم سے دعا کرتے ہیں پس دعا کرنا دراصل اسکے حکم کی اتباع کرنا اور دعا نہ کرنا استغنا اور بے پروائی کا نام ہے۔

امام رازیؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ داعی کا دل جب تک خدا کے سوا اور چیزوں کی طرف متوجہ ہے داعی نہیں ہو سکتا اور جب ماسویٰ اللہ سے الگ ہو کر اسکی معرفت میں ڈوب جاتا ہے تو ناممکن ہے کہ اس وقت اسکے دل میں کوئی ذاتی غرض اور ارادہ باقی رہ جائے پس جب تمام واسطے درمیان کے اٹھ جاتے ہیں تو خدا کا قرب حاصل ہوتا ہے اور جب تک بندہ اپنے نفسیاتی خواہش کی طرف متوجہ رہتا ہے خدا سے قرب حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ یہی خواہش نفسانی اسکو خدا سے دور رکھتی ہے بلاشبہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دعا کو جو مغز عبادت کہا گیا ہے وہ اسی خیال سے ہے کہ اخلاص الی اللہ پورے طور پر ہو اور اخلاص اسی وقت پورا ہوتا

Marfat.com

ہے جب کوئی ذاتی غرض باقی نہ رہے مگر یہ درجہ انبیاءؑ اور صدیقینؒ اور شہداؒ کا ہے جن کا اصلی منشاء خدا کا تقرب اور توصل حاصل کرنا ہوا کرتا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ خود اسکی ذات میں فناء ہو جائیں۔ اسکے جلال مشاہدے میں مستغرق اور ہر حال میں قضائے الٰہی پر راضی اور ہر تکلیف و مصیبت پر خوش رہیں۔ اسکا خلاصہ یہ ہوا کہ دعا چاہیے کسی کی ہو کسی نہ کسی غرض ہی کے لیے ہوتی ہے۔ اب وہ غرض دنیاوی ہو یا دینی جائز ہو یا ناجائز دیکھو چور جب گھر سے چوری کرنے نکلتا ہے تو خدا ہی سے دعا کرتا ہے کہ آج بہت سا مال ملجائے اور حضرت یوسفؑ کا قصہ مشہور ہے کہ جب مصر کے بادشاہ ہوئے اور زلیخا تباہ حال گلیوں میں پھرتی اور روزانہ اپنے بتوں کے سامنے دعا کرتی کہ اپنے یوسفؑ سے ملجاؤں اور میری آواز سن لیں کبھی اسکی مراد پوری نہ ہوئی تو ایک دن اس نے غصہ میں آکر بتوں کو توڑ ڈالا اس کے بعد خدا سے دعا کی (مولانا جامیؒ نے تحریر فرمایا ہے مجموعہ فتویٰ ص ۳/۱۲۸۷ دیکھ لیا جائے) اس زاری کو سن کر اس کو حاضر کرنے کا حکم دیا بس اس میں اضطراب اور گڑگڑانے کی وجہ سے اللہ کریم نے اس کی فریاد سن لی۔ اسی قصہ میں یہ لطیفہ بھی غور کرنیکا ہے جب زلیخا نے ماسویٰ اللہ سے قطع نظر کر کے اللہ سے دعا کی تو اللہ کو مجیب الدعوات پایا (مجموعہ فتویٰ ۳/۲۸۸)

غرض دنیا عالم اسباب ہے ہم کو عمل کسب اور محنت سے اسباب کا مہیا کرنا لازم ہے ہرگز اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اسباب پر بھروسہ کرلیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ اسباب کا مہیا کرنا اور پھر مسبب الاسباب کی جانب خیال رکھنا اور اسکی قوت کو پیش نظر رکھ کے ہر سبب پر مقدم سمجھنا ضروری ہے جو ہر چیز میں اپنا کام کرتی ہے۔ پھر ہم کو چاہیے کہ اپنی کامیابی کے لئے خدا سے دعا کریں کیونکہ اسباب سے نتائج پیدا کرنا اسی کے اختیار میں ہے، بحر حال دعا کرنے والا اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے کبھی خالی نہیں پھرتا بلکہ دعا ہر حال میں قبول ہوتی ہے یہ چیز اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ دعا ایسی چیز ہے کہ جب کوئی شخص ادائے شرائط کے ساتھ خدا سے دعا کرتا ہے تو وہ قبول ضرور ہو جاتی ہے البتہ اسکے ظہور کی کئی صورتیں ہیں کبھی دنیا میں اسکا ظہور اس طرح ہوتا ہے کہ ہمیں اس کا علم ہو جاتا ہے کبھی دنیا میں اسکا ظہور اس طرح ہوتا ہے کہ ہمیں اسی وقت اس کا علم نہیں ہوتا اور یہ بھی ہوتا ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور شرائط بھی ادا کیے مگر اس کے نزدیک اس دعا کی قبولیت ہمارے لئے ضرررساں ہے تو وہ دعا قبول نہیں کرتا اور یہ عدم محبت اور عدم شفقت کی دلیل نہیں بلکہ عین محبت

Marfat.com

اور عین شفقت ہے اور اس کا عوض ہم کو قیامت کے دن دیگا۔ پس دعا کرنیکی عادت ڈالو اور ادائے شرائط میں کوشش کرتے رہو۔ رفتہ رفتہ مع شرائط دعا کرسکو گے سعی کرنا تمھارا کام ہے وہ کرتے رہو خدا اس کا نتیجہ ضرور دیگا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ترجمہ:,,جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں ان سے اللہ نے مغفرت اور عظیم الشان اجر کا وعدہ کیا ہے،، اس حکم کے مصداق بن جاوٗ۔ اللہ کریم اپنے محبوبوں اور مقبولوں کے صدقہ اس دولت وعدہ کا ایک قطرہ ناپاک کو بھی نصیب فرمادیں تو اس کریم آقا کے کرم سے کیا بعید ہے

ابھی ہیں بے اثر بالکل بلند آہنگیاں تیری
نہیں کچھ دل کی شرکت صرف چلتی ہے زباں تیری

(مجذوب)

اللہ پاک کی عبادت اللہ کے واسطے کرو نہ کہ حصول درجات اور جنت کے لئے

حضرت شیخ کبیر ابوالحسن شاذلی رحمتہ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں اثناء سیاحت میں ایک بار ایک ٹیلہ پر سوار تھا درندے آکر میرے گرد گھومتے رہے اور صبح تک میرے گرد بیٹھے رہے میں نے جیسا اُنس اس رات دیکھا تھا پھر کبھی نہ پایا جب صبح ہوئی تو میرے جی میں کھٹکا ہوا کہ مجھے اُنس باللہ کا مقام کچھ کچھ حاصل ہوگیا ہے۔ میں ایک وادی میں اترا جہاں پرندے سفید پاوٗں کے تھے میری آہٹ سنتے ہی سب کے سب اُڑ گئے اس سے میرے دل پر رعب (ڈر۔خوف) چھا گیا تو میں نے ایک قائل کی آواز سنی جو کہتا تھا کہ ایک شخص کل تو درندوں سے اُنس کرتا تھا آج کیا ہوگیا جو پرندوں سے ڈر رہا ہے

Marfat.com

وجہ یہ ہے کل تو ہماری طرف متوجہ تھا اور آج اپنے نفس کی طرف مائل ہے اور فرمایا کہ ایک بار میں اسی (۸۰) دن بھوکا رہا میرے دل میں خطرہ گزرا کہ مجھے کچھ حصہ بزرگی کا مل گیا تو میں نے ایک عورت کو غار سے نکلتے دیکھا گویا اس کی صورت حسن میں آفتاب کے مثل تھی اور کہتی جاتی تھی کہ منحوس ہے جو اسی روز بھوکا رہ کے اللہ پر اپنے عمل کا دباؤ ڈالنے لگا۔ مجھے چھ مہینے گذر گئے کہ میں نے کچھ نہیں چکھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما و نفعنابھما آمین۔

آپ ہی نے فرمایا کہ میں اپنے سفر میں کہتا تھا کہ الٰہی کس وقت تیرا شکر گذار بندہ بنوں گا تو میں نے ایک قائل کو سنا کہتا ہے جبکہ تو اپنے سوائے کسی کو منعم علیہ نہ جانے میں نے کہا الٰہی اپنے سوائے کسی کو کیونکر منعم جانوں حالانکہ تو نے انبیاء علیہ السلام پر اور علماء پر بادشاہوں پر نعمت کی ہے تو سنا کہ وہ قائل کہہ رہا ہے کہ انبیاء نہ ہوتے تو تجھے ہدایت نہ ہوتی اگر علماء نہ ہوتے تو اقتداء نہ کرتا اگر بادشاہ نہ ہوتے تو تجھے امن نہ ملتا یہ سب میری نعمت تجھی پر ہیں اور فرمایا کہ میں اور ایک میرا ساتھی دونوں ایک غار میں وصول الی اللہ کے ارادہ سے جا رہے تھے ہم جی میں کہتے تھے کہ کل حاصل ہو جائے گا پرسوں حاصل ہو جائے گا ہم پر ایک آدمی داخل ہوا اس کے چہرے پر ہیبت تھی ہم نے کہا تم کون ہو عبدالملک ہم نے جانا کہ وہ اولیاء اللہ میں سے ہے۔ میں نے کہا آپ کا کیا حال ہے کہا اس کا کیا حال ہوگا جو کہتا ہے کہ کل فتح ہوگی پرسوں فتح ہوگی۔ یعنی وصول الی اللہ حاصل ہو جائے گا۔ نہ ولایت ہے نہ فلاح (نجات) ہے اے نفس اللہ کی عبادت اللہ کے واسطے کر۔ فرماتے ہیں کہ ہم ہوشیار ہوئے اور سمجھ گئے کہ وہ کس لئے آئے تھے۔ ہم نے توبہ اور استغفار کی تو ہم پر کشائش ہوگئی۔

حضرت مسلم بن یسار کا مجاہدہ:

حضرت مسلم بن یسار فرماتے ہیں کہ ایک رات میں سجدے میں گیا کسی نے مجھ سے کہا ہم تو اللہ سے توقع مغفرت رکھتے ہیں یعنی اس لئے عمل کی مشقت نہیں اٹھاتے مسلمؒ نے جواب دیا کہ رجا (امید) یہ ہرگز نہیں جس چیز کی رجا (امید) ہوتی ہے آدمی اس کو ڈھونڈتا ہے اور جس چیز سے ڈرتا ہے اس سے

Marfat.com

بھاگتا ہے۔(نقص ۸/۱۲۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان سب سے محبوب چیز اللہ کے نزدیک قلب سلیم ہے:

حواریوں نے ایک بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ دیکھئے یہ مسجد کیا عمدہ ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے میری امت میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کی اینٹ پر اینٹ قائم نہ چھوڑے گا۔ اس مسجد والوں کے گناہ کے باعث سب کو برباد کرے گا اللہ کے نزدیک نہ سونے چاندی کی کچھ قدر ہے اور نہ ان اینٹوں کی قدر جو تم کو اچھی معلوم ہوتی ہیں بلکہ اس کے نزدیک سب سے محبوب چیزیں نیک بخت دل ہیں۔ ان سے اللہ تعالیٰ زمین کو آباد کرتا ہے۔ اور جب سے نیک بخت نہیں رہتے تو انہیں کی شامت سے زمین کو ویران کرتا ہے۔ (نقص ۸/۱۲۳)

قلب کے غافل ہونے کے باوجود ذکر زبانی مفید ہے:

بعض مریدین نے اپنے مرشد ابو عثمان مغربی سے عرض کیا کہ میری زبان بعض اوقات ذکر وقرآن پر جاری ہوتی ہے حالانکہ میرا دل غافل ہوتا ہے انہوں نے فرمایا کہ خدا کا شکر کرو کہ اس نے تمہارے ایک عضو کو خیر میں لگایا اور ذکر کا عادی بنایا اور شر میں نہ لگایا نہ فضول کا عادی بنایا۔ (نقص ۸/۱۲۴)

چھوٹے نہ کبھی ہاتھ سے دامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم
نکلے گا مگر قبر میں ارمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم
میں اور میرے ماں باپ ہوں قربان محمد صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

انبیاء علیہ السلام کا علم:

رسولؑ کی رسالت کا موضوع اور مقصد اصلاح خلق اللہ اور بندگانِ خدا کی رہنمائی اور تربیت و تکمیل ہے جس کے لئے جن علوم کی ضرورت ہے وہ خالق کی طرف سے اس طرح نہیں آسکتا کہ اپنے اصل چشمہ سے جدا ہو کر یہاں پہنچ جائے اور مخلوق کا جوہر ذات بن جائے اس لئے یہی ایک صورت متعین ہو جاتی ہے کہ رسولوں کو جو علم بھی ہو وہ بعینہ ذاتِ حق سے منتقل ہو کر ان میں نہ آئے بلکہ علم کے مخفی وسائل و اسباب (جیسے وحی و الہام) کے راستہ سے اس کی حکایت اور شباہت ان میں ڈال دی جائے جو علم خداوندی کا عکس و ظل اور پرتو ہو اور اس طرح یہ پاکباز بندے اور ان کے مصفا قلوب نورِ علم سے منور ہو جائیں بالکل اسی طرح جیسے طلوع آفتاب کے بعد مثلاً شفاف آئینہ منور اور روشن ہو جاتا ہے لیکن اصل نورِ آفتاب کی ذات ہی کے ساتھ قائم رہتا ہے صرف اس کی ضیاء اور چمک دمک آئینہ کی ذاتی چیز نہیں بن جاتی کہ وہ اسے سورج سے جدا کر کے اپنے پاس رکھ لے اور کسی حال میں اپنے سے جدا نہ ہونے دے

پس انبیاء علیہم السلام کے آئینہ قلوب میں جس قدر بھی علم آتا ہے وہ ذاتِ حق سے منتقل اور جدا ہو کر نہیں آتا کہ یہ محال ہے۔ بہر حال حضور صلی اللہ وعلیہ وسلم کا یہ علم (علم شرائع و احکام) بھی علم غیب نہیں اس لئے خدا اور رسولؑ میں اس علم خاص کی نوعیت کی حد تک بھی مساوات یا شرکت کا خیال باندھ لینا کہ یہ مخصوص علم جو خدا کو ہے وہی رسول کو ہے فرق صرف ذاتی اور عطائی کا ہے محض ایک خیال فاسد رہ جاتا ہے جس کی کوئی سند کتاب و سنت سے نہیں نکلتی۔

مگر اس سے اس حقیقت پر کوئی اثر نہیں پڑتا کہ کائنات جن و بشر اور روح و ملک میں سب سے زیادہ سب سے وسیع تر اور بے نظیر و بے مثال علم حضرت اعلم الاولین والآخرین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ہے۔ عالم میں نہ اتنا بڑا عالم باللہ اور عارف پیدا ہوا نہ ہوگا۔ اگر کوئی حضور کے اس علم کی عظیم وسعت و کثرت اور زیارت و جامعیت میں شک کرے۔ اور اعلم الخلائق ہونے میں اسے تامل ہو۔ تو وہ اپنے ایمان کی فکر کرے۔ لیکن اس یقینی اور علم عظیم کی وسعت ثابت کرنے کا۔ یہ طریقہ نہیں کہ رسولوں

Marfat.com

کو خدا کہا جائے مخلوق کو خالق کے برابر کر دیا جائے اور انہیں ذرہ ذرہ کا عالم کہہ کر ان علوم ہدایت و اصلاح میں۔ زید، عمر، بکر کی خانگی جزئیات دنیا بھر کے انسانوں کے تمام ذہنی وساوس وخطرات اور حوادث عالم کے روزمرہ کے تمام افسانے ان کے علم کا جزو قرار دے دیئے جائیں۔ چنانچہ حضور نے اپنے پاکباز صحابہؓ کو ہدایت فرمائی کہ لوگوں کی کمزوریاں میرے سامنے لاکر نہ رکھو میں چاہتا ہوں کہ دنیا سے سلیم الصدر رخصت ہوں۔ گویا اس قسم کی معلومات سے قلب کی یکسوئی اور جمعیۃ میں خلل انداز بھی ہوں۔

حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک دن حضور کے لئے ایک منقش مصلےٰ بچھا دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسے اٹھا دیا اور فرمایا کہ اس کے گل بوٹوں نے مجھے مشغول کرلیا (یعنی نماز کی یکسوئی اور دل جمعی میں فرق آگیا) جس سے واضح ہے کہ اس قسم کی جزئیاتی معلومات ومحسوسات کو جن کا ارشاد و ہدایت سے کوئی تعلق نہ ہو آپ اپنے خزانہ خیال میں جمع فرمانا بھی پسند نہیں فرماتے تھے اس لئے کہ شان رسالت کے لئے موزوں اور مناسب ہی نہ تھا اور یہی اس شانِ اقدس کا فطری تقاضا بھی تھا کہ آپ کو صرف انہی مقاصد واحکام کا علم دیا جائے جو بنی نوع انسان کے لئے حصول سعادت کا ذریعہ اور شقاوت سے بچاؤ کا وسیلہ ہوں۔ اور خود آپ کے نفس طیبہ کے لئے ہمہ وقت ترقی اور قرب خداوندی کی بیشی کا ذریعہ ہوں اب اگر انبیاء علیہم السلام کو علوم شرعیہ کے علاوہ علوم ریاضیہ علوم فلسفیہ، علوم منطقیہ، مثل سائنس، فلسفہ۔ ریاضی۔ ہندسہ جغرافیہ۔ شعروشاعری۔ سحروساحری، کہانیت، نجوم اور زید، عمر، بکر کے گھریلو قصے معلوم نہ ہوں تو علم کی یہ تحدید اِن کے لئے نقص نہیں۔ بلکہ عین کمال اور ان کی پاک فطرتوں کا مقتضا ہے۔

چنانچہ حدیث نبویؐ میں خبر دی گئی ہے کہ آپ نے کسی موقع پر ایک ہجوم دیکھا جو کسی شخص کے اردگرد جمع تھا پوچھا یہ کیسا مجمع ہے؟ عرض کیا گیا کہ رجل علامہ۔ ایک بڑا عالم ہے جس پر لوگ ٹوٹے پڑ رہے ہیں اور وہ علم کی باتیں لوگوں کو بتلا رہا ہے فرمایا کیسا علم عرض کیا گیا کہ شعر اور انساب کا علم تو ارشاد فرمایا (ترجمہ: یہ وہ علم ہے کہ نہ تو اس کا جاننا کچھ نافع ہی ہے اور نہ اس کا نہ جاننا ہی کچھ مضر ہے علم تو (حقیقتاً)

Marfat.com

آیت محکمہ (قرآن) یا سنت قائمہ (حدیث) یا فریضہ عادلہ (جو ان دو جیسا ہو یعنی اجتہاد، مجتہد یا اجماع) ہے:

اس سے واضح ہے کہ نبوت کی نگاہ میں نہ ہر علم مطلقاً نافع ہی ہے اور نہ ہر علم علی الاطلاق مطلوب۔ ورنہ علم کی تقسیم بنافع ومضر کی طرف لغو اور فضول ہو جاتی ہے۔ درحالیکہ قرآن حکیم نے بھی اس تقسیم کو قبول فرمایا ہے اور اس پر متنبہ کیا ہے سحر و سامری کے بارے میں فرمایا۔ ترجمہ: شعر و شاعری کو اپنے رسول سے دور رکھتے ہوئے گویا اس کے مضر ہونے کی طرف اشارہ فرمایا کہ: اور ہم نے اسے "شاعری" نہیں سکھائی اور وہ اس کے لئے مناسب (یعنی شایان شان) بھی نہیں ہے، بہر حال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لئے جس علم کو غیر موزوں بتلایا اور مضر ہونے کی صراحت فرمائی اس کا شوق رسول پاک ﷺ کے ذہن مبارک میں کیسے آسکتا تھا۔ بہر حال اس قسم کے غیر رسالاتی علوم بلاشبہ ظرف نبوت میں پہنچ کر الجھن ہی کا باعث ہوئے کہ مقصد سے بے تعلق تھے اس لئے قابلِ قبول نہ ٹھہرے تو ان سے ظرف نبوت کا خالی رہنا ہی نبوت کا کمال ہو سکتا ہے نہ اس کا نقص۔

اب علم کی تقسیم یوں ہوگی کہ ایک علم غیب ہے جو کلیتہً حق تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ غیر اللہ کو اس علم کا نہ کل حاصل ہے نہ جزو، نہ کلی جزوی۔ دوسرا علم اطلاعی اور حکائی ہے جو وسائل سے حاصل شدہ ہو یعنی علمِ غیب نہ ہو وہ بندوں کو ہو سکتا ہے۔ اب اگر وہ وحی خداوندی ہے تو یہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے اور اگر ظنی وسائل سے ہو جیسے کشف والہام تو یہ اولیاء اللہ کو بھی ہو سکتا ہے اور اگر طبعی وسائل سے ہو جیسے عقل و خرد۔ ذوق و تجربہ اور فکر و تدبر وغیرہ تو یہ اذکیا و عقلا کو بھی ہو سکتا ہے اگر حسی وسائل سے ملے جیسے سمع و بصر اور عام حواس تو یہ عام انسانوں کے لئے بھی ممکن ہے۔ (خطبات اکابر ۱۳۱/۴)

مگر ہم مسلمان صرف عقائد و احکام ہی میں آسمانی ہدایات کے پابند نہیں بنائے گئے بلکہ عشق و محبت کے جذبات اور اظہار عقیدت و محبت میں بھی شرعی حدود و قیود کے پابند کیے گئے ہیں کیونکہ ہم سے عقلی محبت مطلوب ہے جس کا نام ایمان ہے طبعی محبت مطلوب نہیں جو غیر اختیاری اور بے شعور محبت ہے اول کا تعلق عقل و شعور سے ہے اور ثانی کا جذبات سے۔ بحالت صحت و شعور و حواس ہمیں شرعی حدود کا پابند

Marfat.com

بنایا گیا ہے اور ایک اصولی اور شعوری محبت کو محض جذباتی محبت بنا کر شرعی آداب سے بے نیاز اور بالاتر ہونے کی اجازت نہیں ہے اور بے تکلف جذبات عشق کی آڑ لے کر تمام شرعی حدود و قیود اور تہذیب نفس کی تمام دینی پابندیوں سے آزاد ہو جانا جہالت ہے ایسے اکثر جاہل عشق اور محبت کے نام اور نبوت کی تعظیم کے نام سے چلتے ہیں اور اُتر آتے ہیں حق تعالیٰ کی توہین پر جس سے نبوت کی توہین پہلے ہو جاتی ہے۔

(خطبات اکابر ۱۳۱ ؍ ۴ حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ مدارج النبوۃ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ)

علماء انبیاء کے وارث ہیں لالچی عالم پیروی کے لائق نہیں

نقل ہے کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مسئلہ میں فتویٰ دیا ایک شخص نے ان سے کہا کہ اور فقہاء اس مسئلہ میں آپ کے خلاف کرتے ہیں ان سے حسن بصریؒ نے فرمایا تیرا خدا بُرا کرے تو نے کہیں فقیہ بھی دیکھا ہے فقیہ تو وہ ہے جو دنیا سے بچے اور فرمایا کہ لوگ دنیا میں پانچ قسم پر ہیں ایک علماء وہ تو ورثۃ الانبیاء ہیں دوسرے زاہد جو رہبر ہیں تیسرے غازی جو سیف اللہ یعنی خدا کی تلوار ہیں چوتھے تاجر جو اللہ کے آمین ہیں پانچویں بادشاہ جو مخلوق کے نگہبان ہیں جب عالم لالچی اور مال جمع کرنے والا ہو جائے تو کس کی اقتداء کی جائے اور جب زاہد دنیا کی طرف راغب ہو تو پھر کس سے فتح حاصل کی جائے اور ہدایت حاصل کی جائے اور جب غازی ریاکار ہو اور ریاکار کا کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا تو دشمن پر کس سے فتح حاصل کی جائے اور جب تاجر خیانت کرنے لگے تو کس سے امانت داری ڈھونڈی جائے اور کس کو پسند کیا جائے اور جب بادشاہ خود ہی بھیڑیا ہو جائے تو کون بکریوں کی حفاظت کرے اور چرواہی کرے قسم ہے اللہ کی علماء ہی نے لوگوں کو ہلاک کیا جو دین کی بابت مداہنت برتتے ہیں اور ان زاہدوں ہی نے جو دنیا کی طرف راغب کرتے ہیں اور ان غازیوں ہی نے جو ریاکار ہیں اور ان تاجروں نے جو خائن ہیں اور ان بادشاہوں ہی نے جو ظالم ہیں اور عنقریب جان لیں گے ظالم کس کروٹ پلٹا کھائیں گے اور صاحب علم متقی کا مر جانا تو اسلام میں ایک سوراخ ہو جاتا ہے اور عابد مقبول بارگاہ خدا کا مرنا بڑا

Marfat.com

نقص ہے جس کے دیدار سے باطن قلوب میں جان پڑتی ہیں اور بادشاہ عادل سرپرست قوم کا بحکم الٰہی مرجانا بہت بڑا نقصان اور کمر توڑنے والا حادثہ ہے اور سوار بہادر کا مرجانا بنائے اسلام کا منہدم ہونا ہے جس کے ارادہ سے بسا اوقات نصرت حاصل ہوتی ہے اور سخی آدمی کا مرجانا قحط مالی ہے کیونکہ اس کی بقاء میں نعمت اور سرسبزی تھی پس یہی پانچ ہیں جن پر رونا چاہیے اور ان کے سوا دوسرے لوگوں کا مرجانا تخفیف اور رحمت ہے۔

(قصص اولیاء ۳/۱۶۰)

علم کی فضیلت:

علم کی فضیلت اسی لئے ہے کہ وہ مورث عمل ہے اور عمل اس لئے مطلوب ہے کہ مورثِ حال ہے اگر حال نصیب نہ ہوا تو نہ عمل مفید کہ منافقین بھی کرتے تھے بلکہ مسلمانوں سے زیادہ کرتے تھے اور نہ علم مفید کہ آخر شیطان کو بہت کچھ نصیب تھا اور حدیث شریف میں ہے کہ عالم بے عمل دوزخ میں جائے گا کہ اس کی آیتیں چکی کی طرح اس کے گرد گھومیں گی۔ (تذکرہ خلیل ص ۴۱۷)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو اس کے افعال نے پیچھے کر دیا اس کو نسب آگے نہیں بڑھا سکتا (احیاء علوم ۳/۱۸۴)

اور فرمایا حضور علیہ السلام والصلوٰۃ نے قیامت کے دن تمہارے حسب و نسب نہ پوچھے گا بلکہ تمہارے کام پوچھے گا تم میں سے زیادہ بزرگ خدا کے نزدیک وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی ہو اور فرمایا قیامت کے دن متقی ہی میرے اولیاء ہیں اگرچہ بعضوں کے نسب بعضوں سے زائد قریب ہیں اور شرع کا حال بھی یہی ہے کہ جب کسی کو دینی شرف حاصل ہو گیا تو اب نسب کا کچھ اعتبار نہیں دین کے منصب، قضاء اور شہادت پر اس وقت لگ سکتا ہے جب وہ دیندار۔ صالح اور عالم ہوں، فاسق ان میں سے کسی کی صلاحیت نہیں رکھتا اگرچہ قریشی یا فاروقی بھی ہو (مجموعہ الفتاویٰ ص ۱۸۵) اور فرمایا میرے اقربا متقی ہیں جو ہوں اور جہاں ہوں۔

Marfat.com

علم کی روح فکرِ آخرت ہے

موجودہ دور میں عالم اسلام کی اکثریت اسلام کی صحیح سمجھ بوجھ سے محروم ہے انسان کے ہاتھ میں سعی و عمل ہے۔ نتائج قبضہ خداوندی میں ہیں۔ جو اختیار سے خارج ہے۔ دین کو اور عبادات کو آلۂ اغراض دنیا بنانا غیر موزوں ہے اور اللہ تعالیٰ سے بُعد کی دلیل ہے۔

علم کو اگر دل کی اصلاح میں استعمال کرو تو بہترین یار ہے۔ اور اگر تن پروری۔ عیش کوشی، جاہ طلبی اور مجادلہ میں صرف کیا تو یہی علم سانپ بن جاتا ہے اور اے مخاطب خبردار علم کو خواہشات نفس کی پیروی میں مت استعمال کرنا تاکہ اس اخلاص کی برکت سے اپنے سینہ میں علم حقیقی کا انبار (ذخیرہ) پالو اپنے اندر علوم انبیاء کا فیضان موجزن پاؤ گے اور بے کتاب اور استاد یہ نعمت میسر ہوگی۔ بشرطیکہ کسی اللہ والے سے تعلق کرلو۔ (مثنوی شریف ص ۴۰۲ + ۴۰۳) حکمت دنیویہ پڑھنے سے ظن وشک میں اضافہ ہوتا ہے اور حکمت دینیہ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ تک رسائی عطا ہوتی ہے استقامت علی الدین وہ نعمت ہے جس کا کوئی نعم البدل نہیں۔

نہ جانے کیا سے کیا ہو جائے میں کچھ کہہ نہیں سکتا
جو دستارِ فضیلت گم ہو دستار محبت میں

تمام علوم کی روح صرف یہ دولت فکر ہے کہ حق تعالیٰ قیامت کے دن ہم کو کس نظر سے دیکھیں گے رضائے الٰہی کی طلب اور ناراضگی سے پناہ میں دل کو گھلانا اصل علم ہے۔ بقول حضرت علامہ سید سلیمان ندویؒ کے کہ نورِ نبوت کے بغیر علوم نبوت پڑھ لینے سے عملی زندگی کبھی درست نہیں ہوسکتی۔ اس لئے فراغ درسیات اور علوم ظاہری کے بعد اہل اللہ کی صحبت میں حاضری ضروری ہے۔ اور علماء حضرات علم نبوت کے حصول پر مطمئن ہوجاتے ہیں۔ حالانکہ اصل چیز نورِ علم نبوت ہے۔ جو علماء ربانی صوفیاء حضرات کے پاس ہے (لاہوریؒ) علم تو وہ جس سے اللہ تعالیٰ کا عشق اور محبت پیدا ہو۔ اس کے علاوہ تو (غرور کا سبب

Marfat.com

بن کر) بد بخت شیطان کی طرح دھوکہ کھانے یا دھوکہ دینے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

طالب علم کے اندر بھی کچھ اشغال واذکار کی طرف کچھ چاشنی رہنی چاہیئے تا کہ علم میں جان پیدا ہو بقول حضرت رومیؒ

بیخ جملہ علمہا ایں است وایں
تابدانی من کیم دریوم دین

ترجمہ: سارے علوم کی بنیاد یہی ہے کہ تو یہ جان لے کہ میں روزِ قیامت کون سے لوگوں میں ہوں گا

جدید وقدیم علوم دینی ودنیوی کے ماہر جلیل القدر علماء اور مفسرین قرآن ومحققین کی صفِ اول کے امام حضرت امام فخر الدین رازیؒ ملت اسلامیہ کے باوصف حضرات میں شمار ہوتے ہیں۔ان کے علم وفضل اور قوت استدلال کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ان کے زمانہ میں ہرات میں حضرت شیخ نجم الدین کبریؒ اونچے درجے کے اولیاء اللہ میں سے تھے حضرت امام رازیؒ جب عرصہ دراز کے بعد اپنے آبائی علاقہ ہرات میں تشریف لائے تو سارا شہر ان سے ملاقات کے لئے اُمڈ آیا لیکن شیخ نجم الدین کبریؒ تشریف نہ لائے پھر اتفاق سے ایک دعوت میں دونوں کی ملاقات ہوگئی امام رازیؒ نے شیخؒ سے پوچھا کہ آپ مجھ سے ملاقات کے لئے کیوں تشریف نہیں لائے؟

اس کے جواب میں شیخ نجم الدین کبریؒ نے فرمایا کہ میں ایک فقیر آدمی ہوں۔نہ میری ملاقات سے کسی کو کوئی عزت حاصل ہوسکتی ہے۔اور نہ دُور رہنے سے کسی میں کوئی نقص پیدا ہوتا ہے۔امام رازیؒ یہ جواب سن کر چونکے اور فرمایا کہ ''یہ جواب تو اہل ادب یعنی صوفیا کا جواب ہے۔اب آپ مجھ سے حقیقت حال بیان فرمایئے۔

حضرت شیخ کبریؒ نے فرمایا'' آپ کا سرمایہ فخر علم ہے لیکن خدا کی معرفت تمام علوم کا سرچشمہ ہے ذرا مجھے یہ بتایئے کہ آپ نے خدا کو کیسے پہچانا؟'' امام رازیؒ نے کہا'' سو دلیلوں سے'' شیخ نے جواب دیا دلیل کی ضرورت تو وہاں ہوتی ہے جہاں پہلے کچھ شک ہو۔اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یقین کا ایسا نور عطا فرمادیا ہے کہ شک پاس نہیں پھٹک سکتا اس لئے مجھے دلیل کی ضرورت نہیں۔حضرت شیخ کی اس بات

Marfat.com

نے امام رازیؒ کو اپنا گرویدہ کر لیا اور بالآخر وہ ان کے دست مبارک پر بیعت ہو گئے اور اپنی باطنی تربیت کے لئے اپنے آپ کو اُن کے حوالے کر دیا۔ شیخ نجم الدین کبریٰؒ سے تربیت حاصل کرنے کے بعد امام رازیؒ ظاہری اور باطنی دونوں قسم کے علوم سے مالا مال ہوئے اور پھر ان کی تحریر میں سوز و گداز پیدا ہو گیا۔ (ماہنامہ اقراء مارچ ۱۹۸۷)

حضرت نظام الدینؒ اولیاء کا اپنے شیخ سے علم کو جاری رکھنے کا مشورہ

علم کا ایک حصہ وہبی ہے اور خدا کی بخشش لازوال ہے وہ آج بھی ہے کل بھی ہو گی دوسرا حصہ کسبی و اختیاری ہے اس میں بھی انسان کی جدو جہد کا عمل بقدر توفیق جاری رہتا ہے لیکن وہ علم جو سبب معرفت بنتا ہے اور جو ایک منزل پر پہنچ کر ہیچ دپوچ معلوم ہونے لگتا ہے اخص خواص ہی کے حصہ میں آتا ہے تصوف کی راہ میں سب سے افضل مرتبہ سالک مجذوب کا ہے جسے دوسرے لفظوں میں فقیہ صوفی بھی کہا گیا ہے یہ وہ منزل ہے جہاں علم مغلوب ہو جاتا ہے۔

حضرت نظام الدینؒ اولیا جب حضرت بابا فرید گنج شکر سے بیعت ہوئے تو اپنے شیخ سے عرض کیا کہ میں ایک طالب علم ہوں ابھی سلسلہ تعلیم جاری ہے اسے یوں ہی جاری رکھوں یا چھوڑ کر اوراد وظائف میں لگ جاؤں؟ شیخ نے فرمایا کہ میرا یہ طریقہ نہیں کہ کسی کو تحصیل علم سے باز رکھوں اور درویش کے لئے بھی تھوڑا علم ضروری ہے تم دونوں شغل جاری رکھو اور پھر دیکھو کون غالب رہتا ہے حضرت نظام الدینؒ نے ایک زمانہ کے بعد اپنی مجلس میں فرمایا کہ میں نے نہ کسی کو غالب دیکھا نہ مغلوب پایا کہنے کو یہ ایک سادہ چھوٹا سا جملہ ہے مگر ایک انتہائی دشوار مقام کی طرف اشارہ کر رہا ہے جہاں ظاہر و باطن میں ایک توازن پیدا ہو جائے یہی وہ استقامت ہے جسے فوق الکرامۃ کہا گیا ہے۔ یہی توازن ہمیں سید سلیمان ندویؒ کی شخصیت میں نظر آتا ہے وہ ایسے فقیہ صوفی ہیں جنہوں نے علم ظاہر و باطن میں توازن پیدا کیا اور مستقیم رکھا۔ (القاسم ص ۳۳۶، سوانح سید سلیمان ندویؒ)

Marfat.com

ذکر میں توجہ کا طریقہ:

ذکر میں توجہ رکھنے کے لئے دوران ذکر میں اگر سہولت ہو سکے تو مذکور کی طرف ورنہ ذکر کی طرف توجہ رکھے اور اس سے زیادہ کاوش مضر ہے معتدل توجہ کافی ہے اور ذکر کرتے وقت تصور ذات حق سارے مراقبات سے افضل واصل مقصود ہے بشرطیکہ بسہولت ہو سکے اور اہل اللہ یہ بھی تاکید فرماتے کہ توجہ استحضار میں زیادہ کاوش نہ کی جائے ورنہ قلب و دماغ ماؤف ہو جاویں گے اور یکسوئی فوت ہو جائے گی زیادہ کاوش سے تعب و پریشانی ہوتی ہے جس سے نفع بند ہو جاتا ہے اس معتدل توجہ سے شدہ ملکہ تامہ حاصل ہو جاتا ہے۔

مشورہ کے جواز کی مصلحت:

مشورہ کی حقیقت تو اصل میں دوسرے کی محض اعانت کے لئے ہوا کرتا ہے کہ مشورہ لینے والے کو رائے قائم کرنے میں سہولت ہو لیکن آج کل لوگ عموماً مشورہ کے مُضر ہونے پر یا مفید ہونے پر خود مشیر کو ذمہ دار قرار دیتے ہیں جو ٹھیک نہیں۔

علم کی دولت سب سے بڑی دولت ہے

علم کی دولت حقیقی دولت ہے جس کی روشنی اسلام اور کفر کا فرق بتلاتی ہے۔ سنت و بدعت میں امتیاز سکھاتی ہے۔ حق و باطل کی پہچان کا ذریعہ ہوتی ہے۔ یہ انبیاء علیہم السلام کے طفیل ہے۔ ان کی جوتیوں کا صدقہ ہے۔ کہ جو ہمارے لئے اچھائی بُرائی بھلے اور بُرے کے درمیان تمیز کا ذریعہ بنی۔ اور علم تعلیم سے آتا ہے۔ مطالعہ سے آپس میں مذاکرہ سے تو سب سے بڑا عمل اس صورت میں علم کا حصول ہی ہے۔ اور فقہا کثرت نوافل کی بجائے تحصیل علم ہی کی فضیلت کے قائل ہیں۔ اور عام طور پر ظاہری عملی صورت بھی صاحب علم حضرات کی عام لوگوں سے افضل اور بہتر ہی معلوم ہوتی ہے۔ اور اخلاقی حیثیت

Marfat.com

کا تعلق بھی درست ہے۔ ہاں اگر ہم پچھلوں کے اخلاق سے موازنہ کرتے ہیں تو کچھ کمی محسوس ہوتی ہے لیکن دورِ حاضر کے دوسرے طبقوں کے اخلاق و کریکٹر پر نگاہ ڈالتے ہیں۔ تو صاحب علم حضرات کو دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ اس اخلاقی قحط کے دور میں بھی دینی اداروں میں ایک امتیازی شان ہے الحمدللہ! جائے بزرگاں بجائے بزرگاں۔ دارالعلوم دیوبند پر ایک وقت وہ بھی گزرا ہے کہ مہتمم سے لے کر دربان تک سب ہی اہل نسبت تھے۔ حاجی عبداللہ صاحبؒ دربان تھے۔ صبح صادق کا گھنٹہ بجتا اس پر پہلی ضرب لگاتے زبان پر سبحان اللہ ہوتا دوسری پر الحمدللہ اور تیسری پر اللہ اکبر کے ایک نعرہ کے ساتھ یہ شعر زبان پر عجیب کیفیت سے لاتے۔

یہ چمن یونہی رہے گا اور ہزاروں بلبلیں
اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اُڑ جائیں گی

بھائی جس طرح علم مطلوب ہے اسی طرح زیادہ فی العلم بھی مطلوب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے ''رب زدنی علما'' حالانکہ آپ کو وہ علوم دیئے گئے تھے جو ساری کائنات میں سے کسی کو نہیں دیئے گئے۔ تو بھائی علم آدمی کو محنت سے ملتا ہے۔ دھن سے ملتا ہے۔ دھن سے کتاب بینی کا شوق پیدا ہوگا۔ اور اسی سے تفقہ پیدا ہوگا۔ اس سے اللہ تعالیٰ سے رابطہ کی فکر پیدا ہوگی۔ اس لئے کہ عالم میں اگر کبر ہو حسد ہو بغض ہو کینہ ہو، حرص اور طمع ہو تو وہ خود بھی ذلیل ہوگا اور عوام کو بھی ذلیل کرے گا اسلاف جب علم سیکھ لیتے تھے تو اس کے بعد مستقل طور پر اہل اللہ صوفیا حضرات کی صحبت میں رہ کر عمل بھی سیکھتے تھے خود دارالعلوم دیوبند پر نصف صدی ایسی گزری تاوقتیکہ شیخ کامل سے اجازت نہ ہوتی دارالعلوم اپنی علمی سند نہ دیتا گویا علم و عمل کی تکمیل کا نام سند تھا (قاری محمد طیبؒ)

عقلاء کا اس پر اتفاق ہے کہ عقل سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں اور علم سے بڑھ کر کوئی کمال اور فضیلت نہیں۔ سبھی معاش ہو، یا معاد دین ہو یا دنیا سب کا دارومدار علم پر ہے۔ اور اصل وہ ہے۔ جو اوپر سے آیا ہو۔ اور جس سے خداوندِ ذوالجلال کی معرفت اور اس کی طاعت اور عبودیت کا طریقہ معلوم ہو۔ اور اس سے مراد علمِ دین ہے۔ مسلمان کا مسلمان ہونے کی حیثیت سے علم دین مقصود اول ہے اور علم دنیا مقصود

Marfat.com

ثانوی کے درجہ میں ہے اور مومن اور کافر میں فرق یہی ہے کہ مومن صرف آخرت کو اپنا مقصود سمجھتا ہے اور دنیا کو آخرت کا طابع اور خادم سمجھتا ہے اور کافر کا مقصود بلکہ معبود سمجھتا ہے اور دنیا کو آخرت کا طابع اور خادم سمجھتا ہے اور کافر کا مقصود بلکہ معبود ہی دنیا ہے۔اس کے دماغ میں آخرت کا کوئی تصور ہی نہیں۔ اسی وجہ سے کافر دنیوی ترقی کے حصول میں کسی جائز اور ناجائز اور کسی حلال اور حرام کی تقسیم کا قائل نہیں کیونکہ حلال وحرام کی تقسیم اغراض دنیویہ کے حصول میں ایک روڑہ ہے۔ مسلمان اس لئے حکومت اور سلطنت حاصل کرتا ہے کہ اللہ کا دین عزت پائے اور کوئی اس کو ذلت کی نگاہ سے نہ دیکھ سکے۔ حکم خداوندی کے اجراء اور تنفیذ کے لئے راستہ صاف ہو جائے اور کافر اس لئے حکومت حاصل کرتا ہے کہ اس کے اغراض ومقاصد نفسانی اور اس کے جذبات وشہوات اور اس کی ستم رانی اور من مانی خواہشوں کے لئے میدان صاف ہو جائے۔اس لئے اسلامی حکومت کے حکام اور امراء کا یہ اولین فرض ہے کہ وہ دین اور علوم دینیہ کی عزت اور حفاظت کے لئے کسی خدمت سے دریغ نہ کریں۔

جدید تعلیم یافتہ حضرات کا یہ خیال ہے کہ علم دین دنیاوی ترقی سے مانع ہے۔ یہ خیال صحیح نہیں۔ بھائی اگر کتاب وسنت اور علم شریعت ترقی دنیوی سے مانع ہوتا تو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہما کبھی اس طرف نظر بھی اُٹھا کر نہ دیکھتے اور قیصر وکسریٰ کا تختہ اُلٹنے کے لئے آگے قدم نہ اٹھاتے۔(خطبات ج ۲ص)

حقیقت علم اتباع سُنت ہے

اسلام نے انسانوں کے لئے ایک نظامِ زندگی بخشا ہے۔جس میں غرباء مساکین کو حکم ہے کہ وہ اپنے افلاس وقلت مال کے باوجود صبر وشکر کریں۔ تکلیف ومشقتوں کے برداشت کی عادت وحوصلہ کریں۔دولت وثروت خدا کے حکم سے چلتی پھرتی ہے۔اس پر انسانی سعادت وشقاوت کا مدار نہیں ہے اس کا مدار صرف خدا کی بھیجی ہوئی شریعت پر عمل کرنے نہ کرنے پر ہے۔دنیوی زندگی کے نشیب وفراز ہرگز قابل لحاظ نہیں۔لیکن اس سارے نظام کو انسانوں ہی میں سے اپنی پسندیدہ فرمانبردار اور صالح

Marfat.com

انبیاء علیہ السلام کی جماعت کو آدم علیہ السلام سے سرکارِ دوعالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء بنا کر مبعوث فرمایا کہ اب قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آئے گا دین اسلام کی ساری تعلیمات عربی زبان میں ہے۔جس کو سمجھنے کے لئے دینی مدارس کا قیام ضروری ہوا کہ احکام اسلام کا نام شریعت ہے جس کی حفاظت اور طالبین تک پہنچانے کی ذمہ داری الفاظ کی حفاظت کے ساتھ دینی مدارس نے اٹھائی کہ شریعت سے تعمیر ظاہر ہوتی ہے۔لیکن ان احکام پر چلنے کو یا اپنے اندران احکام کو عملی جامہ سے زینت دینے کو تعمیر باطن یا طریقت کہتے ہیں۔اسی تعمیر ظاہر و باطن کو تزکیہ واحسان سے تعبیر کرتے ہیں جو دین کے اندر مطلوب و مقصود ہے۔اس مقصود کے حصول کیلئے بیعت وسلوک کا طریقہ اپنایا جاتا ہے۔جو شروع سے چلا آرہا ہے اور مذاہب اربعہ سنت کے راستے ہیں حق تعالیٰ نے ہم کو اپنے مشاہدہ کے لئے پیدا کیا ہے اور اس کے لئے راستہ بالکل صاف ہے۔لیکن اکثر صاحب علم حضرات اس کشمکش کی اس منزل میں ہیں۔جس میں علوم ظاہری دل کی تسکین کا باعث نہیں بنتے حقیقت علم اتباع سنت ہے۔کتابیں جتنی بھی پڑھی ہوں عمل والی زندگی اہل اللہ حضرات کی صحبت سے نصیب ہوتی ہے۔

علوم شریعہ حصول نجات اُخروی کے لئے بمنزلہ شرط اور رکن اعظم ہیں مگر اس کے ساتھ ہی جب تک قلب میں آخرت کا یقین اور اس کی لذتوں کو حاصل کرنے کا شوق نہ ہو اس وقت تک اس علم پر بطیب خاطر عمل کرنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔جو علم ظاہر کا مقصود ہے۔آج جو طلباء وعوام میں دین نہیں پیدا ہورہا ہے۔حالانکہ مدارس اور جلسوں کی بھرمار ہے تو اس کی وجہ یہی ہے کہ دین کے پیش کرنے والے خود دین کے ذوق سے خالی ہیں اور شیخ اکبرؒ تو ایسے شخص کو جو صاحب ذوق نہ ہو لوگوں کے حق میں مہلک فرماتے ہیں۔حدیث شریف میں جس کو ایمان کی حلاوت فرمایا ہے۔صوفیاء حضرات اس کو طاعت کی لذّت اور دین کا ذوق کہتے ہیں۔اور یہی ذوق اس کی روح ہے اور یہی وجہ ہے کہ محققین صوفیاء سالکین میں ذوق ہی کو دیکھتے ہیں اور یہی ان کے اندر پیدا کرنا چاہتے ہیں۔یعنی جوہر انسانی کا تصفیہ ہو جائے اور وہ بارگاہِ بے نیاز تک پہنچنے کے قابل بن جائے۔چونکہ وجود انسانی خود ایک گہری تاریکی ہے۔جو چار عنصر یعنی آب و خاک اور ہوا و آتش کا مرکب ہے۔اور ہر ایک عنصر کی ظلمت اوپر تلے ہے۔جس کا

Marfat.com

صفیہ بذریعہ مجاہدات ریاضات کے ضروری ہے اور اس کی ذمہ داری صوفیاء حضرات نے اُٹھائی ہے۔
حضرات صوفیہ نے نفس کی تاریکی تزکیہ کے لئے کثرت ذکر صحبت شیخ کے ساتھ دوسری ریاضتیں بمنزلہ
گ اور سوہان اور بھٹی کے تجویز فرمایا ہے۔ جب سالک شرائط مذکورہ پر پابندی کرتا ہے تو قلب کو روشنی
حاصل ہوتی ہے۔ اور ذوق وخوشی بڑھتی ہی چلی جاتی ہے۔ تو معلوم ہوا علم۔ عبادت اور عرفان کا حق
عشق ومحبت کے بعد ہی ادا ہوتا ہے اور محبت حا کرنے کا ذریعہ اخلاقیات ہیں۔ تزکیہ نفس ہے جس
کے بغیر محبت حاصل نہیں ہوتی اور بغیر محبت کے علم کے مقتضاء پر عمل نہیں ہوتا۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ
سرہندیؒ اتنے بڑے عالم ہونے کے باوجود تزکیہ اخلاق کے لئے شیخ باقی باللہ کے پاس گئے اور جان
لئے کہ جو اِن کے پاس ہے وہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ محبت حاصل کرنے کا طریقہ ہے کہ اللہ والوں سے
بت کرو۔ مسند احمد ابن ماجہ ابوداؤد کی حدیث شریف ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ وہ
م جس سے حق تعالیٰ کی رضا حاصل ہوسکتی ہو۔ اگر انسان اس سے دنیا کی کوئی متاع حاصل کرے تو
نت کی ہوا اس پر نہ لگے گی۔ اتنی سخت وعید آئی ہے۔ بس ہم سب طلبا طالبات یاد رکھیں کہ علوم نبوت کا
پہلا قدم بسم اللہ یہ ہے صرف اللہ کی رضا مقصود ہو۔ اور اس کے لئے خانقاہوں والے اعمال مجاہدات
کثرت عبادات اللہ والوں کی صحبت میں رہ کر حاصل ہوگا۔ اور محبت کا حق ادا ہوتا ہے اطاعت سے اور
اطاعت کا جزو اعظم ہے محبت بس محبت بغیر اطاعت کے اور اطاعت بغیر محبت کے بے معنی ہے۔ اللہ
تعالیٰ ہم سب کو موت سے پہلے موت کی تیاری کرنا نصیب فرمائیں۔ (آمین) (معارف صوفیاء ص
۱۸)

علم وعبادت کا حق عشق ومحبت کے بعد ہی ادا ہوتا ہے

الست بر کم اس میں محبت کا راز ہے لفظ رب میں تربیت کا مفہوم ہے اور تربیت محبت کے بغیر
یں ہوسکتی اور علم بہت بڑا سرمایہ ہے۔ مگر عمل کے بغیر علم کبھی انسان کو برباد کر دیتا ہے۔ ''انا عالم'' کہنے
سے کبھی انسان برباد ہو جاتا ہے۔ شیطان نے انسان کے مقابلہ میں ''انا خیر'' کہا تھا شیطان کا انا خیر کہنا

Marfat.com

اور انسان کا اناعالم کہنا ایک ہی ہے۔ شیطان بہت بڑا عالم تھا۔ بلکہ بڑا عارف بھی ہے۔ فرمایا شیطان کو تین عین حاصل ہیں۔ عالم بھی، عابد بھی اور عارف بھی ہے ایسا کہ اس کو پوری طرح عرفان حاصل ہے مگر چوتھا عین نہیں ہے۔ عاشق نہیں ہے۔ تو معلوم ہوا۔ علم عبادت اور عرفان کا حق عشق و محبت کے بعد ہی ادا ہوتا ہے اور محبت حاصل کرنے کا ذریعہ اخلاقیات ہیں۔ تزکیہ نفس ہے بغیر تزکیہ نفس کے محبت نہیں ہوتی اور بغیر محبت کے علم کے مقتضاء پر عمل نہیں ہوتا۔ دیکھئے مجدد الف ثانیؒ اتنے بڑے عالم ہونے کے باوجود تزکیہ اخلاق کے لئے شیخ باقی باللہ کے پاس گئے اور جان گئے کہ جو اِن کے پاس ہے وہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ محبت حاصل کرنے کا طریقہ ہے کہ اللہ والوں سے محبت کرو۔ نماز کے بعد ہاتھ اُٹھا کر دعا کی اجازت دی یعنی اللہ کی محبت کا حق ادا کرو تو بندہ اللہ کے حضور ہاتھ اٹھاتا ہے۔

دین کے صرف دو شعبے ہیں

ایک علم اور دوسرا عمل اور جس طرح کہ مسجد دار العمل ہے اسی طرح مکاتیب و مدارس دار العلم ہیں۔ خانقاہیں مساجد کا حصہ ہیں الخزم سوء الظن ترجمہ۔ اپنے نفس سے بدگمان رہو۔

حضرت حاجی صاحبؒ اس کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ہوشیار وہ ہے جو کہ اپنے نفس سے بدگمان رہے حضرت مولانا گنگوہیؒ کا ارشاد ہے کہ جس کو تمام عمر کام کر کے ساری عمر میں یہ بات حاصل ہو جائے کہ مجھے کچھ حاصل نہیں ہوا اس کو سب کچھ حاصل ہو گیا بس بھائی مبارک ہے وہ شخص جو عمر بھر اسی اُدھیڑ پن میں لگا رہا کہ میری حالت اچھی ہے یا بُری حکیم الامت حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں ,, طلب ہی تمہارا یہی کام ہے پس تم عمر بھر طلب ہی میں رہو یہ بات میں نے مولانا محمد یعقوب صاحبؒ سے سنی ہے کہ طلب مطلوب ہے وصول مطلوب نہیں۔ کیونکہ وہ تمہارے قبضہ میں نہیں پس تم کسی وقت اپنے کو فارغ نہ سمجھو۔ جس نے اپنے کو فارغ و کامل سمجھ لیا اور اپنی حالت پر مطمئن اور بے فکر ہو گیا وہ برباد ہو گیا سن لو خوب غور سے اطمینان تو اللہ نے چاہا جنت ہی میں ہوگا یہاں اطمینان کہاں ہمیشہ اپنے کو متہم سمجھو کبھی اپنی حالت پر اطمینان نہ کرو اور ہر وقت طلب میں لگے رہو۔،،

Marfat.com

اپنے اندر طلب کی پیاس پیدا کرو۔ ابر رحمت کی بارش ہونے لگے گی۔ اپنے کو عاجز و فانی سمجھو حق تعالیٰ تم کو قوت و ہمت عطا فرمائیں گے۔ عقل اور سمجھ کو تیز کر لینا راہِ سلوک نہیں حق تعالیٰ اُس کی دست گیری کرتا ہے جو شکستگی اختیار کرتا ہے۔ بس شکستگی اور بندگی و بیچارگی اختیار کرو۔ اپنے اعمال واحوال پر ناز نہ کرو۔ نازیبا شکل کے لئے ناز بُرا ہے جب تم یوسف علیہ السلام نہیں ہو تو یعقوب علیہ السلام ہی رہو اور ان کی گریہ و آشوب میں رہو۔ لیکن یہ کہ اپنے اوپر اطمیناں نہ کرو اس کی سرحد ناشکری سے ملی ہوئی ہے اس لئے اس کے ساتھ یہ بھی سمجھے کہ اس وقت جو کچھ بھی میری حالت ہے جیسی کچھ بھی ہے یہ سب خدا کا فضل ہے اسکا انعام ہے اگر اتنا بھی نہ ہوتا تو مصیبت ہو جاتی اب اتنی مزید سمجھ کے ساتھ تواضع و شکر دونوں جمع ہو گئے اور ناشکری سرحد سے بچے رہے۔ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ فرماتے ہیں کہ محقق اس سے واقف ہوتا ہے سالک راہ حق کی اللہ کی دی ہوئی توفیق سے رہبری فرماتا ہے اور بحرِ تلخ و بحرِ شریں کو کبھی ملنے نہیں دیتا۔ پھر اس راستہ پر نظر دوڑائیں اور دیکھیں اس راستہ میں بے فکری اور اطمینان کہاں۔ یہاں تو پھونک پھونک کر قدم رکھنا پڑتا ہے۔

رات کے وقت جہر بالذکر جہاں اور لوگ سوئے ہوں نائم کی تشویش ہے اور فقہاء نے اس سے منع فرمایا ہے لیکن سونے والے دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو تہجد کے لئے جاگنا چاہتے ہیں دوسرے وہ جو جاگنا نہ چاہیں جو جاگنا چاہیں ان کے پاس ذکر بلجہر کی اجازت ہے چنانچہ خانقاہوں میں رات کو دو بجے کے بعد ذکر بالجہر کی اجازت ہوتی ہے کیونکہ وہ سب جاگنا چاہتے ہیں اور جو جاگنا نہ چاہے خانقاہ میں اس کی رعایت نہیں ہو سکتی۔ شان محقق یہی ہے جیسے اس مسئلہ میں دیکھئے کہ فقہاء کا فتوی تو یہ تھا کہ سونے والوں کے پاس ذکر جہر مکروہ ہے احادیث میں ایسے واقعات موجود ہیں جن سے رات کے وقت ذکر جہر کا نائمین کے پاس ثبوت ہوتا ہے (حضرت تھانویؒ)

Marfat.com

مدارس کی بنیاد توکل وقناعت پر ہے:

دینی مدارس کی روح دین وشریعت ہے جو توکل وقناعت پر چلتی ہے۔ ایک مدرسہ والوں نے مدرسہ کے اراکین کی فہرست حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کی جس میں ایک رئیس خان صاحب کا نام تھا اس کو دیکھ کر حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے سوال کیا کہ ان کو رکن بنانے کی کیا مصلحت ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ وہ رئیس ہیں ان کی رکنیت کی وجہ سے مالی اعانت کی توقع ہے۔ یہ سُن کر حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ ایسے مدرسہ کو بند کر دیجئے جس میں غیر اللہ پر نظر ہو۔ ہم پر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی کہ ہم مدرسہ ضرور چلائیں (خطبات ج ۲ ص ۳۳۱) علم پر عمل کی تشنگی لے کر پڑھو گے تب علم سے فائدہ ہوگا۔

جتنے بھی دین کے کام ہیں یا دین کے نام پر ہو رہے ہیں۔ اگر ان میں اخلاص اور خدا تعالیٰ کی رضا نہ ہو تو وہ خدا تعالیٰ قبول نہیں کرتا۔ جتنی بھی ترقی کر لو جتنے بھی بڑے عالم دین بن جاؤ جتنے بھی فاضل بن جاؤ علماء زمان اور علماء دہر بن جاؤ نہایت فصیح وبلیغ خطیب بن جاؤ اعلیٰ مقرر بن جاؤ، مصنف بن جاؤ، مفتی بن جاؤ اگر اس میں اخلاص اور خدا تعالیٰ کی رضا نہ ہو اور مقصود اس میں خدا تعالیٰ کی رضا نہ ہو تو یہ سب کچھ بیکار ہے۔ مسند احمد ابن ماجہ ابوداؤد کی حدیث ہے۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ وہ علم جس سے حق تعالیٰ کی رضاء حاصل ہو سکتی ہے اگر انسان اس سے دنیا کی کوئی متاع حاصل کرے تو جنت کی ہوا اس پر نہ لگے کی اتنی سخت وعید آئی ہے۔ بس ہم سب طلباء یاد رکھیں کہ علوم نبوت کا پہلا قدم بسم اللہ یہ ہے کہ صرف اللہ کی رضا مقصود ہو۔ اور یہ اللہ والوں کی صحبت سے خانقاہوں کے اعمال مجاہدہ اور ریاضت سے حاصل ہوگا۔ اگر ارادہ یہ ہو کہ میں اچھا عالم بن جاؤں اچھا مصنف اور اچھا شیخ الحدیث ہو جاؤں اونچی تنخواہ مل جائے تو یہ تمام چیزیں آپ کو پیچھے ڈالنے والی ہیں اور اس میں برکت پیدا نہ ہوگی۔ اور یہ علم کے لئے ہی نہیں بلکہ ہر عمل کے لئے تصحیح نیت ضروری ہے۔ (خطبات ج ۲ ص ۳۴۹)

آسمانی یا زمینی آفات کو معمولی نہیں سمجھنا چاہیے ان سے عبرت حاصل کرنا چاہیے یہ زلزلے اور

آفات کیوں آ رہے ہیں گھر گھر میں بے حیائی ہے بس توبہ استغفار اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتے رہو اور دینے سے چیز گھٹتی نہیں بڑھتی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا دیتی جاؤ بڑھتا جائے گا۔ یہ بات صرف مال سے متعلق نہیں علم بھی جتنا دیتے جاؤ گے بڑھتا جائے گا۔ نہیں دو گے تو نہیں بڑھے گا۔ اور محبت کا حق ادا ہوتا ہے اطاعت سے اور اطاعت کا جزو اعظم ہے محبت (محبت اطاعت کے اور اطاعت بغیر محبت کے بے معنی ہے۔ (خطبات ج ۲ ص ۳۳۲)

طیور سے ہدہد کی تخصیص کی وجہ اور اہم عبرت

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے سوال کیا گیا کہ تمام پرندوں میں ہدہد کی تفتیش کی کیا وجہ پیش آئی تو آپ نے فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کسی مقام میں قیام فرمایا جہاں پانی نہیں تھا اور اللہ تعالی نے ہدہد کو یہ خاصیت عطا فرمائی ہے کہ وہ زمین کے اندر کی چیزوں کو اور زمین کے اندر بہنے والے چشموں کو دیکھ لیتا ہے مقصود حضرت سلیمان علیہ اسلام کا یہ تھا کہ ہدہد سے یہ معلوم کریں کہ اس میدان میں پانی کتنی گہرائی میں ہے اور کس جگہ زمین کھود کر پانی نکالو اور بڑی جلدی کھود کر پانی نکال لیتے تھے اور ہدہد اپنی تیز نظر اور بصیرت کے باوجود شکاری کے جال میں پھنس جاتا ہے اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ,,تشریح ،، جاننے والو اس حقیقت کو پہچانو کہ ہدہد زمین کی گہرائی کی چیزوں کو دیکھ لیتا ہے مگر زمین کے اوپر پھیلا ہوا جال اس کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے جس میں پھنس جاتا ہے۔

مقصد یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے جو امر تکلیف یا راحت کا کسی کیلئے مقدر کر دیا تو تقدیر الٰہی نافذ ہو کر رہتی ہے کوئی شخص اپنے فہم و بصیرت یا زور و طاقت کے ذریعہ اس سے بچ نہیں سکتا۔ پس ہر معاملے میں ابتدائی غور فکر کے بعد یہ حاکمانہ سیاست کا مظاہرہ ہے کہ غیر حاضر رہنے والے کو سزا دی جائے۔ جو جانور کام میں سستی کرے اس کو معتدل سزا دینا جائز ہے اس واقعہ میں اشارہ ہے کہ حاکم کو چاہیے کہ جن لوگوں سے کوئی قصور و عمل میں غلطی سرزد ہو جائے ان کو عذر پیش کرنے کا موقع دے۔ عذر صحیح ثابت ہو تو سزا کو معاف کر دے۔ امام قرطبیؒ نے فرمایا کہ اس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ انبیاء علیہ السلام عالم الغیب نہیں ہوتے جس سے انکو ہر چیز کا علم ہو سکے۔

Marfat.com

مسلمان بننا کوئی رسمی چیز نہیں:۔ مسلمان کے لئے ضروری نہیں کہ اس کے پاس مسلمان بننے کا کوئی سرٹیفکیٹ ہو اس کا تعلق اس کے ضمیر اور عقیدہ سے ہے زور زبردستی اور جبر و اکراہ کی یہاں قطعاً گنجائش نہیں وہ مسلمان مسلمان ہی نہیں جو کسی غرض یا کسی مجبوری کی بناء پر اسلام کا اظہار کرے بعض صورتوں میں ایسے شخص کو عنداللہ منافق قرار دیا جاتا ہے یہ مضمون حضرت الحاج مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپور نے اس وقت بیان فرمایا جب 1947ء کے دل آزار ہنگاموں کے بعد فضاء پیدا ہوگئی کہ لوگ دریوزہ گری کی غرض سے بھی مسلمان ہونے کا ڈرامہ کھیلا جاتا تھا کہ مسلمان بننے کا اظہار اس لئے کرتے کہ اس کو حاضرین سے چندہ کرنے کا موقع مل جائے۔

اس قسم کی بہت سی شکایتوں سے متاثر ہو کر حضرت مولانا رحمہ اللہ نے یہ بیان مرتب کیا! مسلمان ہو جانا ان مخصوص عقائد کے تسلیم کرنے کا نام ہے جو اسلام کی بنیاد قرار دیئے گئے ہیں جو شخص ان عقیدوں کو دل سے تسلیم کرے اور اتنی جرائت رکھتا ہو کہ مسلمان بننے کا اعتراف کرے وہ مسلمان ہو جاتا ہے خواہ اس کو کسی نے اسلامی کلمات پڑھائے ہوں یا خود اپنے طور اپنی تحقیق اور مطالعہ سے یا کسی اور صورت سے ان کو سیکھ لیا ہو۔

بعض واقعات جو بزرگوں کو اس دور میں پیش آئے ان سے یہ امتیاز بھی دشوار ہو گیا کہ واقعی اخلاص سے کون شخص مسلمان ہونا چاہتا ہے اور کون دھوکا دینا چاہتا ہے اس سے جو شخص واقعی مسلمان ہونا چاہتا ہے اس کو بھی مشکلات پیش آجاتی ہیں۔ اس لیے ضرورت محسوس ہوئی کہ اس تحریر کے ذریعہ سے یہ بات ظاہر کر دی جائے کہ جو شخص مسلمان ہونا چاہتا ہے اس کے لئے ضروری نہیں کہ کوئی دوسرا ہی شخص اس کو مسلمان کرے۔ اور ان ہدایات پر عمل کرنے سے خود بخود پکا مسلمان بن سکتا ہے کیونکہ اسلام کسی برادری یا قوم یا کسی ملک وخطہ کے ساتھ خاص نہیں اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات و ممات ہے کسی فرقہ یا طبقہ کا مذہب نہیں۔ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو زندگی کے ہر شعبہ میں رہبری کرتا ہے اس کے چند بنیادی اصول اور اساسی ارکان ہیں جو ان بنیادوں اور اصول کا اعتقاد رکھے گا اور اقرار کرے گا خواہ وہ کسی طبقہ یا فرقہ کا ہو۔ اور خواہ کسی ملک کا ہو وہ مسلمان کہلائے گا۔ اور جو اصول وارکان کا انکار کرے گا وہ غیر مسلم ہوگا خواہ وہ عرب کا رہنے والا ہو یا عجم کا۔

لہٰذا جو شخص مسلمان ہونا چاہتا ہے اس کے لئے مناسب ہے کہ غسل کرے، پاک کپڑے پہنے اگر سر پر

Marfat.com

چوٹی ہو تو اس کو کٹوائے یا کفر کا کوئی اور نشان جیسے صلیب وغیرہ ہے تو اس کو بھی ہٹا دے اس کے بعد یہ الفاظ کہے اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمد اعبدہ ورسولہ۔ یہ کلمہ شہادت کہلاتا ہے اس کا مطلب یہ ہے: کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

اس کے بعد یہ کہے میں ایمان لایا اس پر کہ اللہ کی ذات ایک ہے اس کی ذات میں نہ اس کا کوئی شریک ہے اور نہ اس کی صفات میں وہی تنہا عبادت کے قابل ہے ایمان لایا سب اس کے فرشتوں پر ایمان لایا اسکی سب کتابوں پر جو اس نے اپنے رسولوں کے ذریعہ اپنے بندوں کے پاس بھیجی ہیں ایمان لایا اس کے سب رسولوں پر ایمان لایا قیامت کے دن پر مرنے کے بعد قیامت کے دن سب کے زندہ ہونے پر اور ایمان لایا جنت و دوزخ پر اور ایمان لایا تقدیر پر کہ وہ برحق ہے بھلائی برائی سب اللہ کی طرف سے ہے میں نے دین اسلام قبول کیا اور اسلام کے علاوہ سب دینوں سے اپنے کو جدا کر لیا اسلام کے سارے احکام کو قبول کر لیا۔

ان سب چیزوں جو اوپر ذکر کی گئی ہیں جب آدمی سچے دل سے مان لے تو وہ پکا مسلمان ہو گیا۔ اس کے علاوہ پانچ چیزیں ایمان کا رکن کہلاتی ہیں سب سے اول کلمہ شہادت جس کا اوپر ذکر ہو گیا اس کے بعد اہم نماز ہے اس کو پہلی فرصت میں یاد کرنے کی کوشش کی جائے۔ نمازوں کا دن رات میں پانچ دفعہ اپنے اپنے وقت پر روزانہ پڑھنا فرض ہے۔ اسلام کا تیسرا رکن زکوٰۃ ہے اسلام کا چوتھا رکن روزہ ہے جو سال بھر میں ایک ماہ جس کا نام رمضان ہے فرض ہے۔ اور پانچواں رکن مکہ مکرمہ جا کر حج بیت اللہ کرنا ہے جو ساری عمر میں ایک دفعہ ہر اس شخص پر جو مسلمان ہے فرض ہے جس کے پاس اپنی ضروریات سے زائد اتنا مال ہو جس سے مکہ مکرمہ سواری سے جا سکے اور آسکے اور اس درمیان میں اپنا اور اپنے گھر والوں کے کھانے پینے کا انتظام ہو سکے۔ یہ پانچواں ارکان مختصر نقل ہیں تفصیل کے لئے ابتدائی کتابوں کا پڑھنا اور تفصیل جانے والے مسلمانوں سے معلوم کرنا ضروری ہے۔ کتابوں میں حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانویؒ کی بہشتی زیور اور مفتی کفایت اللہ دہلوی کی تعلیم الاسلام دونوں پڑھ لی جائیں تو بہت ہی اچھا ہے (دینی دستر خوان ۲/۱۷۴)

Marfat.com

اصلاح باطن کا اصلاح ظاہر کیلئے مستلزم ہونا

حدیث:۔ آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز میں ڈاڑھی سے شغل کر رہا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس کا قلب خشوع والا ہوتا تو اس کے جوارح بھی خشوع والے ہوتے (حکیم ترمذی)

فائدہ:۔ اس میں اس پر دلالت ہے کہ باطن کا دعویٰ کذب ہے جبکہ ظاہری حالت اس کے خلاف ہو (بلکہ باطن جب درست ہوگا ظاہر ضرور درست ہوگا)

عرض حال

جو دین کہ ہمدرد بنی نوع بشر تھا
اب جنگ وجدل چار طرف اس میں بپا ہے
چھوٹوں میں اطاعت ہے نہ شفقت ہے بڑوں میں
پیاروں میں محبت ہے نہ یاروں میں وفا ہے
فریاد ہے اے کشتی امت کے نگہباں
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے
کر حق سے دعا امت مرحوم کے حق میں
خطروں میں بہت جس کا جہاز آ کے گھرا ہے
خود جاہ کے طالب ہیں نہ عزت کے ہیں خواہاں
پر فکر تیرے دین کی عزت کی سدا ہے
ہاں حالی گستاخ نہ بڑھ حد ادب سے
باتوں سے ٹپکتا تیری اب صاف گلہ ہے

(حالی مرحوم)

Marfat.com

ہمہ اواست

حقیقتِ علم اتباع سنت ہے۔ کتابیں جتنی بھی پڑھی ہوں عمل والی زندگی صوفیاء حضرات کی صحبت سے نصیب ہوتی ہے۔ اور معاملہ میں صدق اور خلوص کی برکت سے تعلق بڑھتا ہے۔ اور اکثر صاحبِ علم حضرات اس کشمکش کی اس منزل میں رہتے ہیں جس میں علوم ظاہری دل کی تسکین کا باعث نہیں بنتے زمانہ کے فِتن حوادث سے گھبرا کر بے اختیار کسی مسکنت وطمانیت کی تلاش ہوتی ہے۔ تو اللہ والوں کے حجرے اور صوفیاء حضرات کی خصوصاً رائے پوری حضرات کی خانقاہوں کی تلاش ہوتی ہے۔ کہ یہ اہلِ اللہ کا قول ہے کہ عادۃ اللہ یونہی جاری ہے کہ حسنِ ظن کے محل سے عطایا تقسیم فرماتے ہیں اور ان ہی اللہ والوں کی مجالس ایک کیمیا تاثیر رکھتی ہے۔

مجازی ایمان تو زبانی اقرار اور قلبی تصدیق کا نام ہے۔ اس میں نفس کا طغیان وکفران باقی رہتا ہے حقیقی ایمان کا حصول نفس کو فنا کرنے کے بعد ہوتا ہے۔ نفس کی سرکشی اور انانیت فنا ہو جاتی ہے تو حقیقی ایمان نصیب ہوتا ہے اس کے لئے اوقات کو اعمالِ صالح سے آباد رکھنے اور بشریت کے وجود کی نفی کرنے میں دل وجان سے کوشش کے ساتھ کثرتِ ذکر اور صحبت شیخ ضروری ہے۔ یعنی ''ہمہ اواست'' پر عامل ہونے والی زندگی اختیار کرنا۔ اور تباہی استعداد کا سبب وفاعل لوگ خود ہوتے ہیں جب بقصد خود تباہی استعداد کو اختیار کرلیا تو پھر اللہ تعالیٰ ایسے گمراہوں کے قلوب پر مہر لگا دیتے ہیں۔ (مظہری ج ۲ ص ۱۸۹) تشریعی قرآن ص ۴۲ مفہوم) ایک زمانہ میں اس درجہ مبتلائے آلام وافکار رہوئے کہ زندگی سے اُکتا گئے تنگی معیشت جدا بار قرض علیحدہ اور اس پر دشمنوں کی عداوتیں اور طرح طرح کی ایذا رسانیاں طُرہ تھیں (تذکرۃ الرشید ص ۱۶۸ گنگوہیؒ) شیخ کے دل میں جگہ پانے کے لئے ماسوا کو عموماً اور کبر وحبِ جاہ کو خصوصاً آگ لگائے بغیر منظور ومقبول ہونا ممکن نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تمام گناہوں میں سے جس گناہ کو اللہ چاہتے ہیں قیامت پر (اس کے عذاب یا مغفرت) کو ٹال دیتا ہے سوائے ماں باپ کی نافرمانی کے۔ ماں باپ کی نافرمانی

Marfat.com

کی سزا تو مرنے سے پہلے اسی زندگی میں فوراً دے دیتا ہے۔ (طبرانی مظہری ج ۷ ص ۶۲)

ساری دنیا کی نگاہوں سے گرا ہے مجذوب
تب کہیں جا کے تیرے دل میں جگہ پائی ہے
کھول کر آنکھیں میرے آئینہ گفتار میں
آنے والے دور کی دھندلی سی اک تصویر دیکھ
حسن فانی پر اگر تو جائے گا
یہ منقش سانپ ہے ڈس جائے گا

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ: ہر نفس اپنے عمل کے ہاتھ میں گروی ہے (سیرۃ نبوی ج ۴ ص ۷۸۴)

علمی غیرت:

حضرت مولانا نور الحقؒ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کے صاحبزادے ہیں۔ حضرت مولانا مناظر احسن گیلانیؒ نے اپنی کتاب ''نظام تعلیم و تربیت میں مولانا نور الحقؒ کے ایک شاگرد سید محمد مبارک محدث بلگرامی کا ایک واقعہ درج کیا ہے۔ یہ واقعہ سید محمد مبارکؒ کے شاگرد سید غلام علی آزاد بلگرامیؒ کو سنایا تھا مولانا مناظر احسن گیلانیؒ یہ واقعہ انہی مولانا آزاد بلگرامی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔ لیجئے ملاحظہ فرمایئے۔

مولانا مناظر احسن تحریر فرماتے ہیں۔ انہی مولانا نور الحق کے ایک شاگرد سید محمد مبارک محدث بلگرامیؒ کے حالات میں مولانا آزادؒ نے رقم فرمایا ہے کہ میرے استاذ المحققین مولانا طفیل محمد بلگرامی نے اپنا یہ چشم دید واقعہ مجھے سنایا۔

فرماتے ہیں ایک روز مجھے حضرت میر مبارک کی خدمت میں باریابی کا شرف حاصل ہوا۔ آپ وضو کے ارادہ سے اٹھے تھے کہ اچانک زمین پر گر پڑے میں نے جلدی سے پہنچ کر انہیں اٹھایا۔ کچھ دیر

Marfat.com

بعد انہیں افاقہ ہوا۔ میں نے حالت پوچھی تو میرے انتہائی اصرار کرنے پر فرمایا۔ ''تین دن گزر گئے کچھ بھی کھانے کو نہیں ملا''، یعنی تین دن سے منہ میں کچھ نہیں پڑا۔ ان تین دنوں میں نہ کسی کے سامنے کچھ ظاہر کیا نہ چندہ کا اعلان کیا تھا نہ قرضہ لیا۔ یہ علم کی غیرت کا حال تھا ان حضرات کے ہاں۔ اور دین کی پاسداری کا قصہ اس سے بھی بڑھا ہوا اور اونچا ہے۔

میر طفیل محمدؒ صاحب فرماتے ہیں مجھے یہ سن کر بڑا ہی رونا آیا میں وہاں سے اُٹھا اور گھر جا کر حضرت کے لئے ان کا پسندیدہ شیریں کھانا تیار کروا کر لے آیا۔ آپ نے اولاً تو بڑی خوشی کا اظہار فرمایا اور بڑی دعائیں دیں۔ مگر یہ تو اپنے سعادت مند شاگرد کی ہمت افزائی کے لئے بشاشت تھی دینی ذمہ داریوں کا احساس اب پیدا ہوتا ہے اور فرماتے ہیں (یعنی تین دن کے بھوکے بیہوش ہو کر گرنے والے میر مبارک فرماتے ہیں) ''میں تم سے ایک بات کہتا ہوں بشرطیکہ تمہاری طبیعت پر گراں نہ گزرے، میں نے عرض کیا کہ حضرت ضرور فرمائیے۔ (یعنی سعادت مند شاگرد کی دل شکنی بھی منظور نہیں فرماتے ہیں) فرمایا فقراء کی اصطلاح میں اس کھانے کو اشراف والا کھانا کہتے ہیں یعنی نفس نے جس کی طرف لو لگائی تھی یہ ایسا کھانا ہے۔ کیونکہ اظہارِ خیال کے بعد اور میر طفیل محمدؒ کے جانے کے بعد میر مبارکؒ کے نفس نے ظاہر ہے کہ کھانے کی امید قائم کر لی تھی۔ اس کے بعد میر مبارکؒ فرماتے ہیں گو کہ فقہاء حضرات کے نزدیک اس کا کھانا جائز ہے۔ اور شریعت میں تین دن کے بعد مردار بھی حلال ہو جاتا ہے تاہم فقراء، صوفیاء اہل اللہ حضرات کے نزدیک طعام اشراف کا کھانا جائز نہیں۔ یعنی مخلوق سے توقع قائم کرنے کے بعد جو چیز سامنے آئے ان لوگوں کے لئے اس کا لینا جائز نہیں ہے۔ جنہوں نے توکل کامل کر لیا ہو۔ جن کا یہ یقین بن گیا ہو کہ نہیں روکنے والا ہے اس سے کوئی جسے تو دے اور نہ دینے والا ہے کوئی اسے جس کے لئے تو روک دے'' پر کمر ہمت چشت کی ہو۔ اس کے بعد چونکہ حضرت مولانا میر طفیل محمدؒ استاذ کے مذاق شناس تھے بغیر کسی اصرار کے کھانا سامنے سے اٹھا لیا۔ اور چلے گئے اوٹ میں جانے کے بعد پھر لوٹ آئے اور اب کھانا پیش کر کے استاذ سے پوچھتے ہیں۔

جس وقت بندہ کھانا اُٹھا کر لے گیا تھا کیا حضرت کو اس کی توقع تھی کہ میں واپس آؤں گا'' فرمایا''

Marfat.com

نہیں۔شاگرد سعادت نے عرض کیا۔اب جبکہ میں یہ کھانا حضرت کی توقع کے بغیر لایا ہوں تو اب یہ طعام اشراف نہیں رہا۔میر طفیل محمدؒ کی اس حسن تدبیر پر استاذ خوش ہوئے اور بولے۔(تم نے بڑی فراست سے کام لیا) استاذ محترم کو شکست کا اعتراف کرنا پڑا اور کھانے کو انتہائی رغبت کے ساتھ تناول فرمایا (جواہر پارے ۲/۸۳)

ڈونگی نظر ے مُڑ مُڑ دیکھو لنگھ نہ جاؤ تر کے
جے کوئی سہو خطائی ہوئے بخشو تے بخشاؤ

(میاں محمد صاحبؒ)

جب دل ہی لگا بیٹھے ہر ناز اٹھانا ہے
سو بار اگر روٹھیں سو بار منانا ہے

وَخَیْرُ جَلِیْسٍ فِی الزَّمَانِ کِتَاب

زمانہ میں بہترین ساتھی اور ہم نشین کتاب

مسلمانوں ! اٹھو بہر عمل تیار ہو جاؤ
نہیں یہ وقت غفلت کا بس اب بیدار ہو جاؤ

Marfat.com

وَمَا خَلَقْتُ الجن و الا نس الا لیعبدون

(سورۃ ذاریات پ ۲۷)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتا دیا ہے کہ ہم نے جن اور انسان کو اپنی معرفت و پہچان کے لئے پیدا فرمایا ہے ایک حدیث قدسی ہے جس سے اس اوپر والی (آیت شریفہ) کی تفسیر کی تائید ہوتی ہے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں ایک خزانہ مخفی تھا پس مجھے یہ بات بھلی معلوم ہوئی کہ میں پہچانا جاؤں پس میں نے مخلوق کو پیدا کیا حضرت مولانا عارف رومیؒ حق تعالیٰ کی طرف سے حکایت فرماتے ہیں کہ میں نے جن اور انس کو اپنی عبادت کے لئے یعنی معرفت کے لئے پیدا فرمایا اور جن وانس کی تربیت یعنی پرورش کے لئے اور ان کی حیات کی حفاظت و بقاء کے لئے یہ ساری کائنات پیدا کی گئی ہے (خطبات ۳/۲۳۹)

حضرت مولانا رومیؒ فرماتے ہیں اگر خدا کو اپنی ظاہری آنکھوں سے نہیں دیکھتے ہو تو خدا کی مخلوقات میں غور کرو۔ اثر کو دیکھ کر موثر کے وجود کا یقین کرو۔ کیونکہ بغیر موثر کے کسی اثر کا وجود عقلاً محال ہے۔ دنیا میں اس کے شواہد موجود ہیں کہ جب کوئی صانع کسی صنعت کو مرتب کرتا ہے تو ترتیب اور ترکیب سے پہلے اس کے ذہن میں اس مصنوع کا مقصد متعین ہوتا ہے۔ بس جاننا چاہیے کہ اصل موجد در حقیقت تمام مصنوعات کا وہی واحد صانع حقیقی اور خلاق العالم ہے جو ازلی ابدی اور قدیم ہے بندوں کے ہاتھوں سے وہ کام لیتے ہیں بندے کسی شے کو عدم سے وجود میں نہیں لا سکتے ہیں۔ البتہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں حسب ضرورت وقتاً فوقتاً ہر نئی چیز کے متعلق اس کی پوری صنعت گری مع اس کے اجزاء ترکیبیہ کے الہام فرماتے رہتے ہیں۔ پھر حکم الٰہی اور ارادہ الٰہی کا تابع ہو کر وہ بندہ اللہ تعالیٰ ہی کے پیدا کئے ہوئے ان اجزاء میں ترکیب اور ترتیب دیتا ہے اور حق تعالیٰ شانہٗ اپنے بندوں کے ہاتھوں سے اسی طرح نئی نئی مصنوعات ایجاد فرماتے رہتے ہیں اور یہ تخلیق برابر جاری رہے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ترجمہ: اور اللہ ایسی ایسی چیزیں بناتا رہتا ہے جس کی ہمیں خبر بھی نہیں) اور اس آیت میں (قرآنی آیت) قیامت تک

Marfat.com

کی تمام نئی نئی ایجادات داخل ہیں دہریوں کی عقل ماری گئی ہے جو سائنس کی نئی نئی تحقیقات سے متاثر ہوکر اپنے پیدا کرنے والے شفیق رب ہی کو بھول گئے۔ (خطبات ۳/۲۴۳)

ہر عمل کا ایک ڈھانچہ ایک اس کی روح ہوتی ہے:

انسانی روح جسم میں آنے سے پہلے نہ وہ مومن تھی نہ کافر اور نہ اس کا کوئی عمل تھا جب اس کا تعلق بدن سے کر دیا گیا (یعنی بدن کے ساتھ تعلق قائم کر دیا گیا) تو کام شروع ہوا اور نہ صرف روح سے کام چل سکتا ہے اور نہ صرف جسم سے روح تمام افعال کا صدور کرانے والی ہے تمام دنیا کے کارخانوں کا دارومدار اسی پر ہے۔ اس طرح ہر عمل کا ایک ڈھانچہ ہوتا ہے اس کی روح ہوتی ہے مثلاً نماز کے افعال ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہنا قیام وقعود اور رکوع سجود وغیرہ یہ سب نماز کا ڈھانچہ ہے اور اس کی روح اخلاص ہے کہ دورانِ نماز غیر اللہ کا خیال نہ آنے پائے اور خشوع وخضوع کے ساتھ ہو تمام اعمال صالحہ کی روح اخلاص ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں اعمال کے اعداد کا شمار نہیں ہوتا کہ کتنی نمازیں پڑھیں کس قدر روزے رکھے۔ کتنے حج کیے بلکہ وہاں بندوں کے اعمال کا وزن کیا جائے گا۔ تعداد نہیں گنی جائے گی۔ قرآن و حدیث میں آپ نے کہیں نہیں پڑھا ہوگا کہ یوم حساب میں اعمال کی گنتی کی جائے گی قرآن کریم میں احسن عملاً فرمایا گیا۔ ہے اکثر عملاً نہیں فرمایا گیا۔ ہر عمل میں حسن عمل کو دیکھا جائے گا کثرت عمل کو نہیں دیکھا جائے گا اللہ تعالیٰ کے یہاں عمل کے وزن کے اعتبار سے جزاء ملے گی۔ اعمال میں جس قدر اخلاص ہوگا اسی قدر وہ اعمال وزنی ہوں گے کسی کا عمل دیکھنے میں معمولی ہوگا لیکن اخلاص کی بدولت اس کی جزاء بہت بڑی ہوگی اور کسی کے اعمال دیکھنے میں بہت عظیم ہوں گے لیکن اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے ان کی جزاء بہت معمولی ہوگی (خطبات ۳/۱۹۹)

خواب کی بجائے اصل فکر حالت بیداری کی چاہیے:

حضرت محمد بن سیرین جو اونچے درجہ کے تابعی ہیں راوی ہیں فرماتے ہیں کہ خواب کی تین قسمیں ہیں (۱) حدیث نفس (یعنی نفس کے واہی تباہی خیالات) (۲) تخویف شیطان (یعنی شیطان بوجہ

Marfat.com

عداوت کے بغرض تخریب کے مکروہ امور دکھلاتا ہے)(۳) بشارت من اللہ (بخاری و مسلم)

بعض ناواقف خواب پر بہت ہی نظر رکھتے ہیں۔ کوئی واقعہ نظر آ جائے تو اس پر پورا اعتماد کر لیتے ہیں حدیث شریف میں ان سب خیالات کا غلط ہونا مصرع معلوم ہو گیا۔ اور برے خواب کے ضرر سے بچنے کا طریقہ بھی فرمایا۔ غرض خواب اتنی بڑی چیز نہیں جتنا لوگوں نے سمجھ رکھا ہے اصل چیز اور فکر حالت بیداری کی چاہیئے کہ وہ مرضی من اللہ ہے یا غیر مرضی۔ لہٰذا خوابوں کو آپ اہمیت نہ دیا کرو مجھے ان خوابوں سے ڈر ہے کہ کہیں آپ میں تکبر پیدا نہ ہو جائے جو سراسر گمراہی ہے اپنی بہت زیادہ حفاظت رکھو مالک کے یہاں تکبر اور عجب بہت ہی مذموم اور خطرناک ہے۔ مالک کے یہاں فقر و احتیاج۔ اپنی نالائقی معاصی پر رونا جتنا پسندیدہ ہے اتنی کوئی چیز پسندیدہ نہیں۔

۲۷ رجب شب کی نماز اور دن کا روزہ:

مبارک اور برکت والی راتوں میں ۲۷ رجب کی رات اور دن کے روزہ کی فضیلت آئی ہے جس نے رات کو بارہ رکعتیں اس ترکیب سے پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد "سُبْحَانَ اللهِ . اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ . اَللّٰهُ اَكْبَرُ سو مرتبہ پڑھا اور بعد نماز سو مرتبہ استغفر اللہ پڑھ کر سو مرتبہ درود شریف پڑھا اور دن کو روزہ رکھا تو ایسے عامل کو سو سال کی نیکیاں نصیب ہوتی ہیں اور ایسے نمازی کی ہر ایک دعا سوائے معصیت و گناہ کے اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں اور ایسا شخص دنیا و آخرت کے لئے جو دعا چاہے مانگے (مومن کے ماہ و سال ص ۱۷۲)

(۱) دشمن کے ساتھ تلوار سے جہاد کرنا (۲) شیطان کے ساتھ اعمال صالحہ سے مقابلہ کرنا جہاد ہے (۳) صبر و قناعت و مجاہدہ کے ساتھ نفس سے مقابلہ کرنا جہاد ہے۔ یہ تینوں جہاد کی اقسام ہیں

خشوع:

اللہ کی ہیبت جو دل میں ہو اور منتقم حقیقی کے انتقام کا خوف رکھنا بھی خشوع پیدا کرتا ہے۔ اور قلب پر جو کیفیت وارد ہو اس کی قدر کی جائے اور عالم الغیب والشہادہ کا احسان سمجھ کر شکر گزاری کے ساتھ اس

Marfat.com

کا تحفظ کیا جائے۔

ناز اس ظاہر طہارت پر نہ اے مغرور کر
حرص دنیا خود نجس ہے یہ نجاست دور کر

ہر طاعت سے قلب میں ایک نور پیدا ہوتا ہے اور ہر معصیت سے ایک ظلمت کا داغ جس کو توبہ کے پانی سے بلا تاخیر دھوڈالنا ضروری ہے۔ خطا لاشعوری میں ہوتی ہے خطا کرنے والے کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ اس نے کیا کر دیا۔ دوسرے یہ کہ خطا لمحہ دو لمحہ رہتی ہے سارا دن یا سال بھر نہیں رہتی اور تیسرے یہ کہ اگر خطا پر مواخذہ نہیں تو اس پر یہ کب ثابت ہوتا ہے کہ کلمات اذیت دہ بکنے پر دعوائی خطا بہر حال قبول ہو اور فقہیہ کی کتابوں میں نقل ہے کہ کلمہ کفر یہ کوئی بکے اور پھر خطا اور زبان کے بہک جانے کا دعویٰ کرے تو قاضی اس کی تصدیق نہ کرے۔ خشوع کے لغوی معنی بدن جھکانا اور پست ہونا آنکھیں نیچی ہونا یعنی ہر ادا سے مسکنت عاجزی اور تواضع ظاہر ہونا خدا کے سامنے اپنی مسکینی بیچارگی کا اظہار ہے۔ اگر یہ کیفیت پیدا نہ ہو تو گویا نماز کی اصل غرض فوت ہوگئی۔ (سیرۃ نبوی ۶ ۱۷/۵ سید سلیمان ندوی)

مراقبہ:

اپنی خلوتوں اور اپنی جلوتوں میں اپنے رب عزوجل کا مراقبہ رکھو اللہ کا ہر وقت تم کو دیکھتے رہنے کا دل سے دھیان رکھنا مراقبہ ہے ذاکر وہی جو اپنے قلب سے اللہ کا ذکر کرے اور جو قلب سے ذکر نہ کرے وہ حقیقی ذاکر نہیں ہے زبان تو قلب کی غلام اور خادم ہے (اور اعتبار آقا کا ہے نہ کہ غلام کا) (فیوض یزدانی ص ۱۲۷)

نماز میں حضورِ قلب:

حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ نماز کا ثواب اتنا ہی لکھا جاتا ہے جتنے حصہ میں قلب خدا کی طرف متوجہ رہا ہو لہذا کسی نماز کا ثواب آدھا لکھا جاتا ہے کسی کا چوتھائی یہاں تک کہ دسویں حصہ تک کا ثواب بھی لکھا جاتا ہے۔ بس ایک دن رات کی مقرر شدہ سابق پچاس نمازوں کے لحاظ سے اگر کم سے کم

Marfat.com

دسواں حصہ بھی پانچ پڑھی ہوئی نمازوں میں حضور قلب خشوع وخضوع کا سجود و رکوع وغیرہ ارکان نماز میں تعدیل وکمال کے ساتھ موجود ہوا تو پانچ نمازوں کا ثواب تو مل ہی جائے گا۔ اگر زیادہ حضور قلب ہو گا تو دس نمازوں یا زیادہ کا ثواب ملے گا پھر کامل ومکمل پچاس کا ثواب اس کو ملے گا جس کی نماز پوری طرح ہر حیثیت سے کامل ومکمل ہوگی۔ (انوار باری ۱۱/۵۶)

وسائل واسباب کا اختیار کرنا:

لوگوں کے ذہن میں یہ جما ہوا ہے کہ دنیاوی کام تو اختیاری ہیں اور اسباب کے ساتھ مسبب ہیں لہذا ان اسباب کو پورے انہماک سے اختیار کرتے ہیں۔ اور اُخروی کاموں کو اختیاری نہیں سمجھتے بلکہ یوں کہہ لیتے ہیں کہ ہونا وہی ہے جو تقدیر میں لکھا ہے۔ ان بے چاروں نے مسئلہ تقدیر کو سمجھا بھی تو غلط سمجھا کہ چاہے فسق میں مبتلا ہوں یا فجور میں اگر تقدیر میں جنت ہے تو جائیں گے ہی۔ دوستو! عقائد کا مسئلہ ہے کہ ہر سبب پر جو اثر مرتب ہوتا ہے وہ حق تعالیٰ کی اجازت سے ہوتا ہے۔ یہی مطلب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کا کہ کوئی شخص اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں نہ جائے گا کہ عمل میں تاثیر بالذات نہیں کہ وہ عمل کسی کو جنت میں لے جائے بلکہ مشیت الٰہی شرط ہے یہی حال جاہ وثروت کا ہے کہ بہت سی تدبیریں کرتے ہیں اور عمر گذر جاتی ہے مگر غربت و ذلت نہیں جاتی اور کبھی بلا تدبیر آدمی مالدار ہو جاتا ہے پس معلوم ہوا کہ اسباب دنیویہ پر نتیجہ کا مرتب ہونا ضروری اور دائمی نہیں۔

بخلاف آخرت کے کہ اللہ تعالیٰ نے اسباب پر حصول آخرت کے مرتب ہونے کا یقین دلایا ہے اور وعدہ فرمایا ہے۔ ترجمہ: کہ جو کوئی آخرت کا طالب ہو اور کوشش بھی کرے تو اس کی سعی ضائع نہ جائے گی۔ بلکہ دوسری جگہ آیا ہے ترجمہ: یعنی اس کا نتیجہ بقدر عمل ہی نہیں بلکہ زیادہ دیا جائے گا اور فرمایا ہم ضرور اثر مرتب کریں گے تم ذرائع کو اختیار کرو۔ (مسیح الامت ج۱ ص ۱۴۶ تا ۱۴۹) لہذا کسی چیز کے حاصل کرنے کے لئے وسائل اور اسباب کا اختیار کرنا ضروری ہوتا ہے غرض یہ بات واضح ہے کہ طالب اگر ذرائع کو اختیار کرے تو طالب ہے ورنہ بوالہوس ہے ایسے شخص کو دیکھنے والے اور سننے والے کہا

Marfat.com

کرتے ہیں کہ آدمی تو معقول ہے۔ مگر خبط ہو گیا ہے کہ نکاح نہیں کرتا اور اولاد کی دھن ہے عجیب بات ہے۔ یہ معاملہ دنیوی امر میں ہر کس و ناکس جاہل و عالم جانتا ہے مگر جب دین کا معاملہ آکر پڑتا ہے تو بڑے بڑے عقلاء احمق بن جاتے ہیں بھائی جب دنیا میں کسی چیز کو حاصل کرنے میں اسباب کو دخل ہے تو آخرت میں نہ ہو یہ اپنے آپ کو دھوکہ دینا ہے۔

جنت کے طالب تین قسم کے ہیں:

پہلی قسم نعمت کا طالب وہ مبتدی ہے دوسری قسم منعم کا طالب وہ متوسط ہے تیسری قسم طالب نعمت بندہ ہونے کی حیثیت سے یعنی واقع میں طالب کامل منعم کا ہے۔ وہ منتہی ہے اور صاحب حال بحث سے خارج ہے کیونکہ بعض اقوال غلبہ جذب و حال کے اندر ہوتے ہیں اور جذب کوئی کمال نہیں اور نہ وہ اختیاری چیز ہے کیونکہ غلبہ کے تو معنی ہی بے اختیاری کے ہیں۔

اور مبتدی اور منتہی کے درمیان زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ مبتدی ایک کام میں لگا ہوا ہے۔ ابھی حقیقت نہیں پہچانتا مگر آہستہ آہستہ بڑھتا جاتا ہے لگے رہنے سے کبھی حقیقت شناس ہو جائے گا اور منتہی کی حالت بظاہر مبتدی کی سی ہوتی ہے مگر چونکہ منتہی راستہ طے کئے ہوئے ہوتا ہے۔ اس واسطے ہر مقام پر اس کے افعال سے واقفیت ٹپکا کرتی ہے اور مبتدی مقلدانہ چلتا ہے تو لہذا منتہی جنت کی طلب محبوب کے حکم سے کرتا ہے یعنی عبدیت ظاہر کرتا ہے اور جو حکم ہو اس کی تعمیل کے لئے تیار ہوتا ہے اور مبتدی ابھی مزہ کی طرف اور راحت کی طرف باقی ہے اور منتہی فناء کل کے مقام پر ہے کہ یہ مزہ کا طالب ہی نہیں۔

بس بھائی جنت ہر مومن کو مطلوب ہے اس کے حاصل ہونے کا ذریعہ خواہش نفسانی کا ترک ہے اور اس ترک کا معین خوف ہے اور اس کے حصول کا طریق مراقبہ ہے جب احوال قیامت کا مراقبہ کیا خوف پیدا ہوا جب خوف پیدا ہوا تو خواہش نفسانی ترک ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہم کو فہم سلیم اور توفیق عمل عطا فرما دیں (آمین)

Marfat.com

حدیث شریف پڑھنے کا ثواب:

جمعہ کے دن جو حدیث شریف کا مذاکرہ کرے اس کو ستر ہزار غلام آزاد کرنے اور ایک ہزار دینار جو کہ سونے کا سکہ ہوتا ہے۔ ان کے صدقہ کرنے اور چالیس ہزار حج کرنے کے برابر ثواب دیا جائے گا۔ کتنا عظیم مرتبہ ہے ارشادِ نبوی علیہ السلام کا کہ اس درجہ ثواب ہے (مسیح الامت ج ا ص ۱۸۶)

سالک کے لئے اپنے نفس کی نگرانی کہ بدگمانی کرنا اور برا خیال دل میں لانا انتہائی مضر ہے۔ جس کے لئے اذکار و نوافل سے زیادہ حفاظت کی ضرورت ہے۔ غیبت کا گناہ ماں کے ساتھ خانہ کعبہ میں زنا سے زیادہ ہے۔ ہماری مجالس اس غیبت سے خالی نہیں ہوتیں۔ (مسیح الامت ص ۱۸۶+۱۹۶ ج ا)

ہمیشہ باوضو رہنے کی فضیلت

کنز العمال میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہٗ سے ایک طویل حدیث شریف نقل کی گئی ہے جس میں ہے کہ ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی خواہشات کا اظہار کیا اور پوچھا کہ میں ایسا کیوں کر بن سکتا ہوں ان میں ایک سوال یہ بھی تھا ''اُحِبُّ اَنْ یُوَسَّعَ عَلَیَّ فِی الرِّزْقِ قَالَ دُمْ عَلَی الطَّهَارَةِ یُوَسَّعُ عَلَیْکَ فِی الرِّزْقِ '' ترجمہ میں چاہتا ہوں مجھ پر رزق میں کشائش کر دی جائے۔ فرمایا: ہمیشہ وضو سے رہو رزق میں کشائش کر دی جائے گی'' (جواہر پارے ۳/۱۵۸)

حَصِّنُوْا اَمْوَالَکُمْ بِالزَّکٰوةِ:

مذکورہ بالا عنوان ایک حدیث شریف کا حصہ ہے جو درج ذیل ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہٗ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ''حَصِّنُوْا اَمْوَالَکُمْ بِالزَّکٰوةِ وَ دَاوُوْا امْرَاضَكُمْ بِالصَّدَقَةِ وَ اَعِدُّوْا لِلْبَلَاءِ الدُّعَاءَ''

ترجمہ: اپنے مالوں کی قلعہ بندی (اور حفاظت) کرو زکوٰۃ کے ذریعہ اور اپنے مریضوں کا علاج کرو

Marfat.com

صدقہ وخیرات کے ذریعہ اور بلاؤں کے دفعیہ کے لئے دعا کا ہتھیار تیار کرو۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا ہے کہ زکوٰۃ ادا کرنے سے مال کی حفاظت ہوتی ہے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال و متاع کی حفاظت کا ایک حیرت انگیز واقعہ حضرت مولانا زکریا شیخ الحدیث صاحبؒ نے اپنی آپ بیتی میں ذکر کیا ہے۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بچپن میں اپنے والد صاحب سے اور دوسرے لوگوں سے بھی یہ قصہ سنا کہ ضلع سہارنپور میں ''بہٹ'' سے آگے انگریزوں کی کچھ کوٹھیاں تھیں اسکے قرب و جوار میں بہت سی کوٹھیاں کاروباری تھیں جن میں ان انگریزوں کے کاروبار ہوتے تھے اوران کے مسلمان ملازم کام کیا کرتے تھے اور وہ انگریز دہلی، کلکتہ وغیرہ بڑے شہروں میں رہتے تھے کبھی کبھی معائنہ کے طور پر آکر اپنے کاروبار کو دیکھ جاتے تھے ایک دفعہ اس جنگل میں آگ لگی اور قریب قریب ساری کوٹھیاں جل گئیں ایک کوٹھی کا ملازم اپنے انگریز آقا کے پاس دہلی بھاگا ہوا گیا اور جاکر واقعہ سنایا کہ ''حضور سب جل گیا'' سب کی کوٹھیاں جل گئیں آپ کی بھی جل گئی۔ وہ انگریز کچھ لکھ رہا تھا نہایت اطمینان سے لکھتا رہا۔ اس نے التفات بھی نہیں کیا اس نے دوسری دفعہ بھی لاپرواہی سے جواب دے دیا کہ میری کوٹھی نہیں جلی اور بے فکر لکھتا رہا۔ ملازم نے جب تیسری دفعہ کہا تو انگریز نے کہا کہ ''میں مسلمانوں کے طریقہ پر زکوٰۃ ادا کرتا ہوں اس لئے میرے مال کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا'' وہ ملازم تو جواب دہی کے خوف کے مارے بھاگا ہوا گیا تھا کہ صاحب کہیں گے کہ ہمیں خبر نہیں کی وہ انگریز کے اس لاپرواہی سے جواب سن کر واپس آگیا آکر دیکھا تو واقع میں سب کوٹھیاں جل چکی تھیں مگر اس انگریز کی کوٹھی باقی تھی (جواہر پارے ۳/۱۵۵)۔

بیماریاں مومنین کے لئے گناہوں کا کفارہ ہیں:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے ثابت ہوا ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ آپ ہمیں خبر دیجئے کہ یہ امراض جو ہمیں لاحق ہوتے ہیں ان میں ہمیں کچھ ثواب بھی ملتا ہے فرمایا یہ سب گناہوں کا کفارہ ہوتے ہیں ۔ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا

Marfat.com

یارسول اللہ اگرچہ بہت تھوڑی سی بیماری ہو فرمایا اگرچہ ایک کانٹا ہو یا اس سے بھی کم حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ ان سے بخار جدا نہ ہو حتیٰ کہ وہ مر جائیں۔ لیکن انہیں حج وعمرہ، جہاد و فرض نماز مع جماعت سے باز نہ رکھے راوی کہتے ہیں کہ مرنے تک ان کی یہ کیفیت تھی کہ جب کوئی آدمی ان کے بدن کو چھوتا تھا تو اس کو بخار کی گرمی محسوس ہوتی تھی۔ اس کو احمد اور ابو العلی اور ابن ابی لدنیا نے روایت کیا ہے اور ابن حبان نے اس کی تصریح کی ہے اور طبرانی نے کہا کہ ابی ابن کعبؓ کی حدیث سے میں نے اس کو روایت کیا ہے اس کی اسناد حسن ہیں (قصص اولیاء ۸/۵۶) و صلی اللہ علیٰ سیدنا محمد و آلہٖ و صحبہٖ اجمعین.

اللہ اللہ ہے تو گویا جان ہے
ورنہ یارو جان بھی بے جان ہے

(مولوی عبدالسنان دہلویؒ)

قطعات مجذوبؒ

راہبر تو بس بتا دیتا ہے راہ
راہ چلنا راہ رو کا کام ہے
تجھ کو رہبر لے چلے گا دوش پر
یہ تیرا راہ رو خیال خام ہے
سوچ ماضی کو نہ استقبال کو
ٹھیک رکھ تو بس اپنے حال کو
کیا ہوا کیا ہو گا اس غم میں نہ پڑ
تو عبث سر لے نہ اس جنجال کو
کیا نتیجہ ہو گا کیونکر ہو گا یہ اوہام چھوڑ

Marfat.com

کام کر اور جس کا ہے کام اُس پہ تو انجام چھوڑ
اجر لے ناکام ہو کر بھی نہ رب کا کام چھوڑ
وقت ہے جدوجہد کا راحت و آرام چھوڑ
کام کر دل لگاکے پھر بھی اگر
نہ لگے دل تو کچھ ملال نہ کر
دل کیوں نہیں لگتا طاعتوں میں
اس فکر کے پاس بھی نہ جانا
دل لگنا کہاں ہے فرض تجھ پر
ترا تو فرض ہے دل لگانا
لگا رہ اسی میں جو ہے اختیاری
نہ پڑ امر غیر اختیاری کے پیچھے
عبادت کیے جا مزہ گو نہ آئے
نہ آدھی کو بھی چھوڑ ساری کے پیچھے

مفتی محمد شفیعؒ

اے کاش پھر مدینہ میں اپنا قیام ہو
دن رات پھر لبوں پہ درود و سلام ہو
پھر ذکر لاالٰہ میرا حرزِ جان ہو
اور وقت واپسیں یہی میرا کلام ہو
محراب مصطفیٰ میں معراج سر نصیب
پھر سامنے وہ روضہء خیر الانام ہو

Marfat.com

پھر بھی موجہ میں درود سلام کا
پر کیف وہ نظارہ ہر خاص وعام ہو
جس کو وہ خود یہ کہہ دیں کہ میرا غلام ہے
دوزخ کی آنچ اس پہ یقیناً حرام ہے

مستحب نیت کا ماخذ:

عام طور پر لسانی نیت کو مستحب کہا جاتا ہے۔لیکن اس کا ماخذ کیا ہے؟ حضرت مولانا محمد آمین صفدرؒ مناظر اسلام نے اس کا ماخذ ذکر فرمایا کہ حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندے کا ایمان سیدھا نہیں ہوتا جب تک اس کا دل سیدھا نہ ہو۔اوراس کا دل سیدھا نہ ہو گا جب تک زبان سیدھی نہ ہو (مسند احمد ۳/۱۹۷) لہٰذا زبانی نیت دل کی نیت کو درست کرنے ، دِل مستحضر کرنے اور دل کا رخ سیدھا کرنے کا ذریعہ ہے (ص ۱۲۷ محمد آمین نمبر) بڑا ہی خوش نصیب ہے وہ عالم جس کو اللہ تعالیٰ اہل اللہ اور اہل علم کے ہاں یکساں قبولیت عطا فرمائے۔کہ یہ قبولیت عند اللہ کی روشن دلیل ہے اور بڑا ہی خوش قسمت ہے اور خوش بخت ہے وہ عالم جس کے علم وفہم تقویٰ وطہارت پر علماء صلحاء اعتماد کریں یہ اس کے اصابت رائے کی بہت بڑی سند ہے (الخیر نمبر ص ۱۲۹)

اولوالعزمی اور عالی ہمتی:

سالکین راہِ حق کے لئے عزم وہمت اور حوصلہ بلند رکھنے اور دل شکستگی کو پاس نہ آنے دینا چاہیئے اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کرو ایمان اور بزدلی اور پست ہمتی ایک قلب میں جمع نہیں ہوسکتی۔میدان عمل میں اُتریئے اور جدوجہد میں پوری ہمت صرف کردیجئے۔پست ہمتی اور بزدلی بدترین امراض ہیں اہل اللہ کی محبت اور کثرت ذکر اس کا علاج ہے مسلمان سب کچھ ہوسکتا ہے مگر بزدل اور پست ہمت کبھی نہیں ہوسکتا مشکلات سے گھبرا کر راہِ فرار اختیار کرنا زندہ قوموں کے نزدیک سب سے بڑا جرم ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ترجمہ: (کہہ دیجئے کہ گو تم موت سے یا خوف قتل سے بھاگو تو یہ بھاگنا تمہیں کچھ بھی کام

Marfat.com

نہ آئے گا اور اس وقت تم بہت ہی کم فائدہ اٹھاؤ گے) ''(الاحزاب ۱۶) بزدلی اور خوف کو اپنے دل سے نکال دو بہادری کے ساتھ مصائب کا مقابلہ کرو۔ کبھی فساد کی ابتداء نہ کرو لیکن اگر کوئی تم پر حملہ کرے اور مجبوری ہو جائے تو ڈٹ کر مقابلہ کرو قدم پیچھے نہ ہٹاؤ اور عزت کی موت مر جاؤ۔ صبر و استقلال کے ساتھ مصائب کا مقابلہ کرو۔ (ص ۱۹۳ شیخ مدنیؒ)

اکابر حضرات اللہ کی مخلوق سے شفقت و محبت کا تعلق رکھتے وہ دشمن سے بھی نفرت نہیں کرتے تھے اور اخلاص وللّٰہیت اور بے نفسی کے اس مقام پر پہنچ کر ان کے دل سے رنج و شکایت، انتقام کا جذبہ اور ایذاء کی صلاحیت ہی ختم ہو جاتی ہے۔ اس طرح اس فناء ہیت کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بدلہ نہیں لیتے۔ اب ہم نے اکابر کے اس مشن کو آگے بڑھانے کے لئے اپنی ظاہری باطنی مالی صلاحیتوں کو پورا پورا استعمال میں لانا ہے اور خانقاہوں کو آباد کرنا ہوگا جب تک زندہ رہیں گے اللہ کا نام لیتے رہیں گے اور اللہ کا کام کرتے رہیں گے۔ (سوانح مدنیؒ ص ۱۸۳)

Marfat.com

داناؤں کی نصیحت

کسی نے یہ اک مرد دانا سے پوچھا
کہ نعمت ہے دنیا میں سب سے بڑی کیا
کہا عقل جس سے ملے دین و دنیا
کہا گر نہ ہو اس سے انسان کو بہرا
کہا پھر اہم سب سے علم و ہنر ہے
کہ جو باعث افتخار و بشر ہے
کہا گر نہ ہو یہ بھی اس کو میسر
کہا مال و دولت ہے پھر سب سے بڑھ کر
کہا در ہو یہ بھی اگر بند اس پر
کہا اس پر بجلی کا گرنا ہے بہتر
وہ ننگِ بشر تاکہ ذلت سے چھوٹے
خلائق سب اس کی کوست سے چھوٹے
یہ سچ ہے کہ حالت ہماری زبوں ہے
عزیزوں کی غفلت وہی جوں کی توں ہے
جہالت وہی قوم کی رہنموں ہے
مگر اے امید اک سہارا ہے تیرا
نہیں قوم کے ہیں سب افراد یکساں
چھپے سنگریزوں میں گوہر بھی ہیں کچھ

Marfat.com

انہیں غافلوں میں خبردار بھی ہیں
جماعت سے اپنی نرالے بھی ہیں یاں
نکموں میں کچھ کام والے بھی ہیں یاں
فرائض میں گو دین کے سب ہیں قاصر
نہ مشغول باطن نہ پابند ظاہر
مگر ایسے فاسق ہیں ان میں نہ فاجر
وہ شاید قفس ہی میں عمریں گنوائیں
گئیں بھول صحرا کی جن کو فضائیں
زمانہ اگر ہم سے زور آزما ہے
تو وقت اے عزیزو ہی زور کا ہے

Marfat.com

انسان ہونا اللہ تعالیٰ کے خاص انعامات میں سے ہے

جب آدم علیہ السلام کا پُتلا تیار ہو چکا اور اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے اس میں روح پھونک چکے تو سب فرشتوں اور جنات کو اس کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیا پس سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ترجمہ: اے ابلیس جس چیز کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا اس کو سجدہ کرنے سے تجھ کو کون سی چیز مانع ہوئی (سورۃ ص) یعنی اس آدم (علیہ السلام) کی وجہ شرف وفضیلت ارشاد فرمائی کہ میں نے اس کو خود اپنے ہاتھوں سے بنایا۔ اے ابلیس تو نے اس کی تخلیق کو دیکھا مگر ان ہاتھوں کو اور حکم کو نہ دیکھا جنہوں نے اسے بنایا؟

معلوم ہوا کہ انسان ہونا اللہ تعالیٰ کے خاص انعامات میں سے سب سے بڑا انعام ہے ہم جس انسان کی بات کر رہے ہیں وہ انسان صرف ظاہری ڈھانچے کا نام نہیں بلکہ وہ اس کے اندر ایک جوہر اور خزانہ ہے جسے انسانیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اگر وہ جوہر انسانیت کے اندر نہ ہو تو ظاہری ڈھانچہ کبھی کتے کا، کبھی خنزیر کا اور کبھی سانپ کا اور بچھو کا روپ اختیار کر لیتا ہے۔ ارشاد فرمایا۔ قرآن کریم ترجمہ: ”یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ یہ لوگ زیادہ بے راہ ہیں (سورۃ الاعراف ۱۷۰) الخیر ص ۲۴۳)

کس کا یقین کیجئے کس کا نہ کیجئے
آئی ہیں بزمِ یار سے خبریں الگ الگ

رہبروں کا بھیس بدلے راہزن تھے تاک میں
کارواں لٹنے سے پہلے راز افشاء ہو گیا

رند خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو
تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

Marfat.com

کامیابی تو کام سے ہوگی نہ کہ حُسن۔ کلام سے ہوگی
ذکر کے اہتمام سے ہوگی فکر کے التزام سے ہوگی

تھانویؒ

صفت محبوبیت کی مظہر عبادات

روزہ اور حج یہ دو عبادتیں صفت محبوبیت کی بناء پر مقرر کی گئیں اور نماز زکواۃ صفت مالکیت کی بنا پر بھائی محبوب کے علاوہ سب کو چھوڑ دینا محبت کا تقاضا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا جمال گوارہ نہیں کرتا کہ دوسرے سے بھی محبت کی جائے پہلی منزل محبت کی ہے کہ محبوب کے سواسب سے منہ پھیر لو روزہ میں کھانا پینا اور بیوی سے ہم بستری چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ عام لوگوں کے لئے ہے مگر خواص کا روزہ یہ ہے کہ تمام گناہوں کو چھوڑ دیں اور اخص الخصواص کا روزہ یہ ہے کہ ذات مقدسہ کے سواسب کو چھوڑ دیں یہ عشق کی پہلی منزل ہے۔ رمضان گذرا شوال سے عشق کی دوسری منزل شروع ہوئی دوسری منزل یہ ہے کہ محبوب کے در و دیار کی طرف توجہ کی جائے۔ سلے ہوئے کپڑے اتار دیئے جائیں خوشبو بھی ترک کر دو۔ دو کپڑے بغیر سلے ہوئے پہن لو سر کو ننگا رکھو، جوتا پہنو مگر پیر کے اوپر ہڈی اُبھری چھپنے نہ پائے سرمہ نہ لگاؤ بالوں کو نہ سنوارو، نہانا ضرورت شرعیہ سے جائز ہے۔ بالوں کو اکھیڑنا جائز نہیں شکار مت کرو غرض کہ دیوانوں کی سی صورت بنا کر اس کے کوچہ میں جہاں اس نے دوسروں کو نوازا ہے وہاں جایا جائے اور اس کے گھر کے ارد گرد دیوانہ وار پھرا جائے۔ اس کے در و دیوار سے چمٹ کر اس کے سنگ در کو بوسہ دیا جائے۔ عشق و محبت کا تقاضا ہے کہ لوگوں سے لڑے جھگڑے نہیں شہوت کا غلبہ نہ ہو۔ اور معشوق کی نافرمانی کا صدور نہ ہو۔ سر کو ہمیشہ سرنگوں رکھے اس راستے میں بہت سی مشکلات پیش آئیں گی اس کا دھیان رکھو کہ خدائے پاک مجھ کو دیکھ رہے ہیں اور تلبیہ پڑھتے رہو تواضع وسکون کے ساتھ چلو اور اس تصور سے کہ سوائے تیرے ہمارا کوئی محبوب نہیں۔ یہ عبادت مظہر عشق ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اکلوتے بیٹے کو قربان کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح ہونے سے بچالیا اور جنت

Marfat.com

کے مینڈھے کوذبح کرادیا۔اس سارے وقت کی عبادت میں سب سے زیادہ مقدس وقت وقوف عرفہ کا دن اور مزدلفہ کی رات ہے ایسا وقت نہیں ملے گا۔اس وقت کواپنی بیوقوفی کی وجہ سے بات چیت، کھانے پینے میں صرف نہ کرنا چاہیئے۔

بہت سے لوگوں کورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اور سیرت سے بیزار دیکھا جاتا ہے داڑھی منڈواتے ہیں یا حد سے زیادہ کٹواتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا بخاری شریف کی حدیث ہے کہ داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں کٹاؤ۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک مٹھی پکڑ کر (ٹھوڑی سے نیچے سے) کاٹتے تھے ایک مٹھی سے کم کتروانا صورت وسیرت محمدیہ سے نفرت کی علامت ہے۔بھائی مسلمان ہوکر پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اور سیرت سے بیزاری کا اظہار کتنی شرم کی بات ہے۔محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو محبوب ہیں اللہ کے، اگر ان کی اطاعت کرو۔گے تو اللہ تعالیٰ تمہارا عاشق بن جائے گا۔تم محبوبِ خدا بن جاؤ گے، جب تک موت نظر نہ آئے توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوتا جیسا کہ اس سے مایوس نہ ہونا چاہیئے اسی طرح بے باک بھی نہ ہونا چاہئے اس سے ہر وقت ڈرتے رہو۔چلتے پھرتے۔کھاتے پیتے۔سوتے جاگتے ہر وقت اس کا ذکر کرتے رہو۔اگر ذکر کی عادت ڈالو گے تو سوتے وقت بھی ذکر جاری رہے گا۔اور انشاءاللہ مرتے وقت آخری سانس تک جاری رہے گا اللہ تعالیٰ ہم سب کو خاتمہ ایمان پر نصیب ہو۔ الحمدللہ رَبّ ِ الْعَالَمِیْن ۔(خطبات مدنیؒ ص ۸۶تا۹۲)

خوردن برائے زیستن و عبادت کردن است

تُو معتقد کہ زیستن برائے خوردن است

ترجمہ: اہل عقل کے نزدیک کھانا بذاتِ خود مقصد نہیں بلکہ اس کی ضرورت محض بقائے حیات اور بقائے صحت کے لئے ہے۔

خرِ عیسیٰ اگر بہ مکہ رود

چو بیاید ہنوز خر باشد

ترجمہ: عیسیٰ کا گدھا اگر مکے بھی چلا جائے جب واپس آئے گا تب بھی گدھا ہی رہے گا۔

Marfat.com

بابا رشتہ سب سے توڑ
بابا رشتہ حق سے جوڑ

توشۂ آخرت

غیر حق کا دل سے جب نکلے گا خار
دل میں ہو گی چین و لذت کی بہار
ذکرِ حق سے مل گیا جس کو قرار
سامنے اس کے خزاں بھی ہے بہار
چند دن کا حسن ہے حسن مجاز
چند روزہ ہیں فقط یہ ساز و باز
گور پر جیسے ہو کوئی سبزہ زار
چشم دھوکا کھا کے ہو اس کا شکار
غیر حق کا دل سے جب نکلے گا خار
دل میں ہو گی چین ولذت کی بہار
ہائے کیا دیکھے گا وہ روئے بہار
جو نہ ہو پابند ذکر و فکر یار
جبکہ غیروں میں بھی ہو مشغول دل
ذکر وطاعت میں کہاں لگتا ہے دل

(حکیم محمد اختر)

Marfat.com

اللھم لا تجعل الدنیا اکبر ھمنا و لا مبلغ علمنا و لا غائِتہ رغبتنا و لا تسلِط علینا

ترجمہ: اے اللہ مت کر دنیا کو مقصود اعظم ہمارا اور نہ انتہا ہماری معلومات کی اور نہ انتہا ہماری

من لاّ یرحمنا (حدیث) رغبت کی اور نہ مسلط فرما ہم پر ان کو جو ہم پر رحم نہ کریں (مثنوی ۱/۱۸۳)

احتراز از شکوہ یار و تعلیم رضا و تسلیم

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ

شکوہ یارِ عشق میں ہر گز کبھی روا نہیں
ان کی ہر اک ادا کبھی میرے لئے جفا نہیں

ظاہر میں گو بلا سہی لیکن کرم لئے ہوئے
جس میں ہماری مصلحت مضمر ہو وہ سزا نہیں

بندوں کا عشق ناتمام ہوتا نہیں ہے آہ تام
نفس کی خواہشات کا جب تک کہ خوں ہوا نہیں

ان کی مراد ہے اگر میری یہ نامرادیاں
انکی رضا ہی چاہئے دوسرا مدعا نہیں

تجھ کو جو ہو پسند اب مجھ کو بھی ہو وہی عزیز
لے کر کریں گے کیا اسے جس میں تیری رضا نہیں

تیرا جو درد دل میں ہے کیسے کہوں عطا نہیں
رہتا ہے تجھ سے بے خبر جس پہ تری عطا نہیں

نالۂ ہجر پر مرے زاہد نہ ہو تو خندہ زن
عشق کے درد سے تجھے پالا ابھی پڑا نہیں

Marfat.com

جس کو گرا ہوا تو دیکھ دنیا کے مال و زر پہ آہ
اختر سمجھ کہ عشق حق اس کو ابھی ملا نہیں

(مثنوی ۱/۱۰۳)

غلطی پر اڑے رہنا:

قوم کا یا فرد کا اپنی غلطی پر اڑے رہنا یا تاویلیں کرنا اور ٹال مٹول کرنا اور غلطی پر اصرار اس کو صحیح کہنے کی عادت اور رٹ بنا لینا بڑا خطرناک اور مہلک مرض ہے جو مسلمانوں میں گھسا ہوا ہے یہ غلطیوں کا جاری رہنا اور نہ ماننا کوئی قابل فخر بات نہیں۔ تباہ کن ہے اور فسق ہے خدائے تعالیٰ کی حدود اور طاعت سے باہر نکلنا ہے کسی طرح کا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو دو آنکھیں اور ایک زبان دی ہے یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ بولنا دیکھنے سے کم چاہئے دیکھنا خیر وشر کو اور بولنا سوائے بھلائی کے اچھا نہیں اس لئے ایک زبان پر دو نگہبان مقرر فرمائے کہ دونوں ہونٹ ہیں کہ زبان کو اپنی لگام میں رکھنا چاہیے (تفسیر عزیزی ص ۸۸)

Marfat.com

نماز کے فوائد

نماز کے اثر سے ایک طرف بُرے اعمال، ناپسندیدہ اخلاق اور ناشائستہ اطوار دور ہوتے ہیں۔ دوسری طرف ان کی جگہ اچھے اعمال پاکیزہ اخلاق، پسندیدہ عادات پیدا ہوتی ہیں۔ اس سے شاہ وگدا امیر وفقیر وغیرہ سب کو ایک صف میں کھڑا کر کے ان میں مساوات واخوت پید کرتی ہے۔ اس سے اطاعت امیر کا تصور اور اس کی عملی مشق حاصل ہوتی ہے وقت کی پابندی اور فرض شناسی کی تربیت دیتی ہے۔ اس سے انکساری وتواضع پیدا ہوتی اور غرور وتکبر دُور کرتی ہے اور نفس وشہوت کا زور ٹوٹتا ہے اور انسان عقل کا پابند اور خدا کے حکم کا تابع بن جاتا ہے۔ نماز مشکل سے مشکل حالات میں فرائض اور ذمہ داریاں انجام دینے کا ڈھنگ سکھاتی اور اس کی مشق کراتی ہے۔ فرق مراتب کا شعور پید کرتی ہے۔ عشق ومحبت خداوندی پیدا کرتی ہے قلب کو خدائے بزرگ وبرتر کی عظمت وجلالت اور اس کے خوف وخشیت سے بھر دیتی ہے۔ اس کے ذریعہ دوام حضور وشہود باری تعالیٰ حاصل ہوتا ہے جس کی بناء پر انسان ہر وقت خدائے تعالیٰ کو اپنے ساتھ موجود تصور کرتا ہے اور انسانیت کے معراج کمال پر پہنچ جاتا ہے بلا امتیاز مذہب وملت وملک انسانیت کی خدمت کا جذبہ پیدا کرتی ہے اور اس طرح انسان کو صحیح معنی میں انسان بنا دیتی ہے جو دنیا کے تمام مسائل کا سب سے بہتر حل ہے۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر کا سبق سکھاتی ہے غرض اسلام کے ہر شعبہ کو زندہ کرتی اور اس کی عملاً مشق کرا دیتی ہے۔

غرض نماز کی یہ ادنیٰ کارفرمائی ہے کہ وہ انسان کے دل میں توبہ کا یہ حیرت انگیز جذبہ پیدا کر دیتی اور اگر موجود ہوتا ہے تو اسے اُبھارتی رہتی ہے پھر یہ جذبہ انسان میں جب پیدا ہو جاتا اور مؤثر پوزیشن حاصل کر لیتا ہے تو اس کے ذریعہ زندگی کی تمام خرابیوں اور بُرائیوں کو دور کرنا اور اچھائیوں کا پیدا کرنا نہایت آسان ہو جاتا ہے اور بالآخر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان پاکیزہ اخلاق۔ ایماندارانہ معاملات

Marfat.com

، روشن و منور قلب، پاک روح کا حامل ہو جاتا ہے اس کی زندگی کا ہر شعبہ سنور جاتا ہے اور اس کے اجتماعی و انفرادی تمام امور ٹھیک ہوتے چلے جاتے ہیں۔

جو ہمیشہ استغفار کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کا راستہ اور ہر فکر سے چھٹکارا کر دیتے ہیں اور اس کو ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتے ہیں جہاں سے اسے وہم و گمان بھی نہیں ہوتا اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتے رہو بے شک میں روزانہ سو مرتبہ توبہ کرتا رہتا ہوں۔ (مسلم شریف) (معارف مدینہ ۳۶۱+۳۷۳/۱)

پھر اس کے ساتھ ساتھ نماز کی برکت سے خوف و خشیتِ خداوندی جب جلوہ نما ہو جاتا ہے تو سونے پر سہاگہ کا کام کرتا ہے انسان سراپائے عجز و تواضع اور مجسم رحم و کرم بن کر نہ صرف یہ کہ خود ان برائیوں سے بچتا ہے بلکہ یہ دوسروں کو بچانے کے لئے بھی سرگرم کار ہو جاتا ہے اور اس طرح شخصی، نسلی، طبقاتی برتری کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہتا یہ دوسرا عظیم کارنامہ یہ ہے جو نماز انجام دیتی ہے۔ دُنیا ہزاروں کوششوں کے باوجود جس مسئلہ کو آج تک حل نہ کر سکی۔ نماز نے اس کو کیسی آسانی سے حل کر دیا ہے۔

اسلام نے آج سے بہت پہلے دنیا کو یہ سبق دے دیا تھا اور اس راز کو جب عرب کے ان فاقہ مست لوگوں نے سمجھ لیا تھا جو تنگ دستی کی شدت سے اپنی اولاد کو ختم کر دیا کرتے تھے تو دیکھتے ہی دیکھتے ان کا یہ حال ہو گیا کہ ہر گھر خوشحالی اور ہر شخص فارغ البال تھا یہاں تک کہ لوگ صدقہ کرنا چاہتے تھے تو کوئی صدقہ قبول کرنے والا نہیں ملتا تھا ہر شخص یہی کہتا تھا کہ مجھ پر بھی صدقہ واجب ہے میں خود پریشان ہوں کہ کس کو ادا کروں۔

یہ تھا اثر اسلامی اصول کا جن کی عملی مشق دن رات میں پانچ مرتبہ نماز کراتی ہے۔ انسان جب ان اصولوں کو دل میں لئے ہوئے مسجد میں داخل ہوتا ہے تو وہاں کا ماحول ان کو عملی شکل دینے پر مجبور کر دیتا ہے۔ لیکن یہ سب اسی صورت میں ہوتا ہے کہ کسی صاحبِ دل اللہ والے سے تعلق ہو گیا ہو اور پھر کثرتِ ذکر اور صحبتِ شیخ پر دوام ہو اور ولایت کا تقاضا ہے استغراق اور فناء فی اللہ اور ہر طرف سے توجہ کو ہٹا کر اللہ ہی کی طرف رُخ کر کے ڈوب جانا اور اس کا مرتبہ نبوت سے نچلا ہے کیونکہ ولایت نام ہے تجلیات

Marfat.com

صفاتی کا اور نبوت عکس ہے تجلیات ذاتیہ کا حضرت (مجدد الف ثانیؒ بحوالہ مظہری ۱۰ ۱۴ ر ۷) اور حضرت گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ قلب پر جو کیفیت وارد ہو اس کی قدر کی جائے اور عالم الغیب والشہادۃ کا احسان سمجھ کر شکر گزاری کے ساتھ اس کا تحفظ کیا جائے (تذکرہ رشید)

نماز خدائے تعالیٰ کا دربارِ عام ہے

کسی صاحب دل اللہ والے کی صحبت میں رہ کر ریاضات و مجاہدات کے ذریعے اپنی اصلاح کرائی ہو تو نماز حقیقت میں وہی دربارِ عام نظر آئے گا جس میں بندوں کو اپنے بے پناہ جمال و کمال والے محبوب حقیقی آقا سے ملنے اور اس سے براہِ راست تعلق قائم کرنے نیز عرض مدعا کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اس دربار عام کی جگہ مسجد ہے۔ جہاں پہنچ کر بندہ دنیا میں رہتے ہوئے بھی دنیا سے نکل کر دوسری دنیا میں پہنچ جاتا ہے اور اپنے محبوب و آقا حقیقی کے قرب و حضور کا مقام حاصل کر لیتا ہے اس کے بعد جب نماز میں داخل ہوتا ہے اور ثناء والحمد جو پڑھی جاتی ہے یہ بندہ کی طرف سے مناجات و ہم کلامی کا آغاز ہوتا ہے تو آقا کریم جل جلالہٗ کے بالکل سامنے پہنچ جاتا ہے جہاں وہ تو اس کو دیکھ ہی رہے ہیں یہ بھی ایک درجہ میں اپنی حیثیت، ظرف اور کوشش کے مطابق ان کے دیدار کی لذتوں و حلاوتوں سے بہرہ اندوز کر دیا جاتا ہے کیونکہ گو انسان اس دنیا میں اپنی ان ظاہری آنکھوں سے دیدار خداوندی کی تاب نہیں لا سکتا اس لئے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ بندہ ان صفات کو مستحضر کر کے اس طرح نماز پڑھے کہ گویا وہ حق تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اس طرح ایک قسم کی قلبی راحت حاصل ہو جاتی ہے اور وہ بے پناہ عظمت و محبت، ذوق و شوق خشوع و خضوع اور اس پر حق تعالیٰ کی طرف سے مرتب ہونے والے الطاف و عنایات جو حقیقتاً دیکھنے کی صورت میں ناقابل برداشت ہو جاتے۔ اب نمازی کے ظرف و حوصلہ اور اس کے استغراق و حضور کے مطابق اس کو حاصل ہو جاتے ہیں گویا اس کے ظرف کے مطابق معراج حاصل ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

نماز میں حضور کے خلاف تو یہ صورت ہوتی ہے کہ انسان حق تبارک وتعالیٰ کے سامنے حاضر ہونے سے بے خبر و غافل ہو کر کسی اور طرف مشغول ہو۔ حضرت مولانا سید اسماعیل شہیدؒ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جو مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ بسا اوقات مَیں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں اور اسی حالت میں لشکر کی روانگی اور اس کے ساز وسامان کا انتظام سوچ لیتا ہوں۔ تو یہ حق تبارک وتعالیٰ کے حضور بارگاہِ الٰہی کی کیفیت میں مستغرق ہو جاتے تھے اور اس حالت میں حق تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ان کے ذہن میں وہ باتیں ڈال دی جاتی تھیں جو لشکر کے سلسلے میں ضروری ہوتی تھیں اس سے حضور میں خلل نہیں بلکہ اس کی مزید تقویت ہوتی ہے کہ حق تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ان کی درپیش مشکل حل کر دی جاتی تھی۔

باری تعالیٰ کی محبت میں جب انسان مستغرق ہو کر نماز میں حاضر ہوتا ہے جو کثرتِ ذکر اور یہی صاحبِ دل شیخ کی صحبت میں رہ کر حاصل ہوتی ہے تو قرب کا یہ عالم ہو جاتا ہے کہ محبوب حقیقی اس کے دل میں آ کر جلوہ فرما ہو جاتے ہیں تو ایسے سالک راہِ حق کا دل ان کے بے پناہ جمال وعظمت وکمال کی تابشوں سے منور و مزین ہو جاتا ہے پھر جس دل میں وہ خود جلوہ فرما ہوں اس کی خوش بختیوں راحت اندوزیوں اور کامیابیوں کا کیا کہنا۔ زبان میں طاقت نہیں کہ ان راحتوں اور لذتوں کو بیان کر سکے دماغ میں سکت نہیں کہ ان کی مقدار کا اندازہ کر سکے قلب میں جان نہیں کہ ان کا ادراک کر سکے۔

پھر نماز کی برکت سے اور صحبت شیخ کے ساتھ بعض اوقات بیرون نماز بھی یہ کیفیت ہو جاتی ہے کہ ہر وقت انسان اپنے دل میں محبوب حقیقی کی جلوہ آرائیوں اور اس کے جمال جہاں آراء کی دل نواز روح افروز و جان بخش تجلیوں کی کرشمہ سازیاں دیکھتا رہتا ہے اور اس کی یہ حالت ہو جاتی ہے۔

دل کے آئینے میں ہے تصویر یار
جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

حدیث شریف میں آتا ہے (حدیث قدسی) کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں نہ زمین میں سما سکتا ہوں نہ آسمان میں لیکن بندہ مومن کے قلب میں مَیں سما جاتا ہوں۔ غرض نماز اور کثرتِ ذکر کے ساتھ صحبتِ شیخ

Marfat.com

کے ذریعہ دربارِ خداوندی میں حاضری اس کے دیدار کی لذتوں کا حصول اس کی ہمکلامی اس کے ارشادات کا سننا اس کا انتہائی قرب سب ہی کچھ حاصل ہو جاتا ہے جو اہلِ اللہ صوفیاء حضرات سے تعلق بیعت کا مقصود ہے اس سے خدائے تعالیٰ اور بندوں کے درمیان براہِ راست تعلق قائم ہو جاتا جو مقصود ہے اس ساری جدوجہد ریاضت کا۔

اگر اہل ذکر و تصوف نہ ہوتے
کبھی بھی خدا کا تعارف نہ ہوتا

(معارف مدینہ ۴/۱/۶۲)

نماز میں خشوع:

اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں سے نماز میں خشوع کا مطالبہ فرمایا ہے۔ یہ مطالبہ فرمانا دلیل ہے اس بات کی کہ نماز میں خشوع وحضورِ قلب پر آدمی کو قدرت حاصل ہے۔ مگر چونکہ لوگ حضور کی حقیقت ہی نہیں جانتے اس لئے یہ سمجھ لیا کہ حضور قلب پر قادر نہیں ہیں۔ تو حضور قلب کی حقیقت یہ ہے کہ نماز پڑھنے کے وقت یہ خیال رہے کہ میں نماز پڑھ رہا ہوں اور یہ قوت سے باہر نہیں۔ باقی خیالات اور وساوس کا بند کرنا یہ حضور قلب نہیں بلکہ یہ سمجھنا ہی غلطی ہے۔ کیونکہ خیالات کو روکنا یہ اختیار سے باہر ہے بس حضور قلب کی حقیقت اتنی ہی ہے کہ اس قدر متوجہ رہے کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ اس خیال کے ساتھ اور بھی خیالات آویں تو آنے دیجئے۔ آپ کا کام یہ ہے کشتی کی سیدھ باندھ لیجئے۔ اردگرد کی موجوں کا روکنا کشتی بان کا کام نہیں۔ بلکہ اگر وہ اس کی کوشش کرے تو کشتی کا ساحل پر پہنچنا تو درکنار سلامتی بھی دشوار ہے۔ اسی طرح خیالات و وساوس امواج ہیں قیامت تک بند نہیں ہو سکتے۔ آتے ہیں تو آنے دیجئے۔ دیکھو موجیں کشتی کی رفتار کو پھیر تو دیتی ہیں مگر کھڑا نہیں کر سکتی۔

اسی طرح خیالات و وساوس کا حال ہے۔ آتے ہیں تو آنے دیجئے یہ حضور قلب کے منافی نہیں۔ پس نمازی کا اتنا کام ہے کہ آپ برابر خیال رکھیں کہ نماز پڑھ رہا ہوں۔ اب قرآن پڑھ رہا ہوں۔ اب

Marfat.com

سبحان رَبِّیَ الْعَظِیْم کہہ رہا ہوں۔اب قومہ کرر ہا ہوں۔غرض یہ کہ جو فعل کیجئے اپنے قصد اور اختیار سے کیجئے۔اس طرح نہیں کہ گھڑی کو چابی دے دی اب وہ برابر چل رہی ہے اور نماز کی چابی تکبیر تحریمہ ہے۔کہ اِدھر تکبیر تحریمہ کہی اور بے فکر ہو گئے۔اب تمام حساب کتاب اور تمام معاملات نماز ہی میں طے ہو رہے ہیں۔اب چونکہ رکوع سجود وغیرہ کی عادت اور مشق ہو گئی ہے۔اس لئے رکوع اپنے وقت پر خود بخود ہو جاتا ہے اسی طرح سجدہ ہو جاتا ہے گویا ہمارے قصد کو دخل ہی نہیں ہوتا۔تو قصد اور توجہ کے ساتھ افعال نماز ادا کرنا خشوع کی حقیقت ہے۔(مسیح الامت ص ۸۷ ج ۱)

انسان کی بدحالی کا سبب نسیان ہے:

اس نسیان کا علاج ذکر اور فکر ہے۔اس کے لئے ایک وقت تنہائی کا مقرر کر لیا جائے اور اس میں کچھ دیر بیٹھ کر ذکر اللہ (اللہ اللہ) کیا جائے۔مگر اس ذکر میں زبان اور دل دونوں شریک ہوں پھر انشاء اللہ حالت بدلے گی۔لیکن اگر اس کے خلاف ہاتھ میں تسبیح۔لب پہ توبہ اور دل میں گناہوں کی لذت بھری ہوئی ہے۔تو ہماری توبہ سے گناہوں کو بھی شرم آتی ہے کہ یہ عجیب توبہ کر رہا ہے کہ پھر گناہ کا قصد ہے موقع ملا تو پھر گناہ کروں گا۔ایسی زبانی یاد جلدی موثر نہیں ہوتی

ایمان والے کے لئے فناء میں بقاء کا راز مضمر ہے۔اس فناء کے بعد بقاء کا جدید دور شروع ہوتا ہے بس ایمان والے اگر دنیا میں عزت و آبرو کی زندگی چاہتے ہو۔تو دنیا کی موت سے بے نیاز ہو جاؤ اور منافقت ایک عرصہ تک چھپائی جا سکتی ہے۔پس قلب کے احوال سے ناشناسی کسی محقق صاحب باطن کی محبت کا نہ ہونا ہے۔اور اس راستہ کے سلسلہ میں محدود مطالعہ کام نہیں دیتا بلکہ گمراہی کا سبب بن جاتا ہے اور اصل چیز جو ہم نے اللہ والوں کی طرف سے بے توجہی اور عدم احتیاج کو ہم نے لے رکھا ہے اور اکثر اوقات کو دنیا میں منہمک کر رکھا ہے اور دنیا صرف مال و دولت کی کمائی کا نام نہیں۔روح دنیا کچھ اور ہی ہے اور وہی دنیا سے مقصود ہے اور وہ راحت قلب ہے۔نہ کہ محض مال و دولت جس کے لئے ہم پریشان ہیں۔حقیقی راحت اہل اللہ کو میسر ہے اگر چہ بظاہر ان کے پاس سامان جاہ و ثروت کم ہے۔

Marfat.com

کیونکہ ان حضرات نے اپنے مزاج ایسے بنائے تھے کہ کوئی واقعہ خلاف مزاج نہ رہا اور یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ یہ حبش کے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھو کہ ٹوٹے پھوٹے بوریوں پر اور تنگ و تاریک حجروں میں یہ مزاج بن گیا تھا کوئی واقعہ خلاف مزاج نہ رہا۔ اور ایسا مزاج جو بنتا ہے وہ محبت و معرفت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے لئے حق تعالیٰ فرماتے ہیں (وَاصۡبِرۡ لِحُكۡمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ) ترجمہ: کہ آپ قضاء وقدر کے حکم پر صبر کیجئے کیونکہ آپ ہماری نگاہوں کے سامنے ہیں۔ معلوم ہوا کہ محبت و معرفت، دکھ درد۔ رنج الم کو کھو دیتی ہے۔ غرض مزاج کو ایسا بنانے والی چیز کہ کوئی واقعہ خلاف مزاج نہ رہے۔ محبت و معرفت الٰہی ہے۔ لہذا کسی چیز کے حاصل کرنے کے لئے وسائل اور اسباب کا اختیار کرنا ضروری ہوتا ہے۔ تو محبت اور معرفت الٰہی کے لئے کثرت ذکر اور صحبت اہل محبت ضروری ہے۔

سوسائٹی کی اصلاح کا سب سے زیادہ مؤثر طریقہ

حجتہ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خشوع ایمان کا ثمرہ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی عظمت و جلالت کے یقین کا نتیجہ ہے جس کو یہ میسر ہو جاتا ہے وہ نماز ہی میں نہیں بلکہ اس کے علاوہ دوسرے اوقات میں بھی یہاں تک کہ تنہائی میں بھی خاشع رہتا ہے کیونکہ خشوع کا سبب اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا حضور اپنی کوتاہی کا اور حق تعالیٰ کے اس پر مطلع ہونے کا تصور ہے جب یہ چیزیں حاصل ہو جاتی ہیں تو خشوع پیدا ہو جاتا ہے اور نماز کی حالت کے ساتھ خاص نہیں رہتا۔

حضور قلب کی اس کیفیت کی برکت سے جہاں ایک طرف قلب گناہوں سے پاک ہو جاتا دوسری طرف وہ باری تعالیٰ کی ہم نشینی کا شرف بھی حاصل کر لیتا ہے قلب پر صحبت کا اثر بہت جلد پڑتا ہے جیسا ہم نشین ہو ویسا ہی اثر قبول کر لیتا ہے۔ حق تبارک و تعالیٰ غیر متناہی کمالات والے ہیں تمام کمالات ان کی ذات میں جمع ہیں جب انسان کو حضور کی کیفیت حاصل ہو جاتی ہے تو قلب و روح ہر وقت باری تعالیٰ کے سامنے موجود رہتے ہیں۔ اس ہم نشینی کے نتیجہ میں اپنے ظرف و حوصلہ کے مطابق انسان بے پناہ

Marfat.com

کمالات حاصل کر لیتا ہے اوصاف کمال سے اس کا قلب مزین ہو جاتا اور ہر قسم کی برائیوں سے پوری طرح پاک ہو جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ وضو سے طہارت، ظاہری سے جس سلسلہ کا آغاز ہوا تھا نماز کے ذریعہ آگے بڑھ کر وہ انسان کے اخلاق، اعمال، خیالات اور قلب کے تزکیہ تک جا پہنچتا اور بالآخر حضور قلب کی کیفیت حاصل ہونے کے بعد تزکیہ وتطہیر کی منزل کمال یعنی طہارت روح کے حصول کا سلسلہ بھی شروع ہو جاتا ہے اور اس طرح انسان، انسانیت کے بلند ترین مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ حضرات صوفیا اہل اللہ کا چیلنج ہے کہ دنیا کے کسی مذہب اور نظام میں انسانی زندگی کے تمام حصوں اور گوشوں کی ایسی ہمہ گیر اصلاح تربیت اور تطہیر ممکن نہیں جو نماز کے ذریعہ اسلام نے عملی شکل میں پیش کیا ہے اور سینکڑوں سال سے دنیا کو اس کی کامیابی کا تجربہ بھی کرا دیا ہے۔

نظامِ مساجد میں ہر طبقہ کے لوگوں کو برابری کی حیثیت میں جمع ہونے کا موقعہ ملتا ہے جس سے فطری طریقوں سے سوسائٹی کی خرابیوں کی اصلاح اور ساتھ ساتھ اس کی عملی مشق کا موقعہ ملتا ہے کہ خدائے ذوالجلال کی بندگی اس کی خدمت میں حاضری اور اس کی نظر میں سب کی برابری کا تصور قائم ہوتا ہے اور اسی کی روشنی میں پہلو بہ پہلو تمام افعال کی ادائیگی کے ذریعہ اس کی عملی مشق بھی ہوتی ہے تو یہ امتیاز رنگ ونسل اور یہ اونچ نیچ کا احساس باقی نہیں رہتا اور یہ مساجد کا ہی نظام ہے جو اسلام کے سوا دنیا میں کسی قوم کے پاس نہیں ہے اور یہ مسجد کی تربیت کا ادنیٰ کرشمہ ہے کہ اسلامی سوسائٹی رنگ ونسل کی منافرت اور کالے گورے کے امتیاز سے بڑی حد تک بالکل محفوظ ہے یہ ہمارے آقا پیغمبر آخر الزمان سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا ایک اور زندہ معجزہ ہے مسجد کی اس اجتماعیت پر ہی ڈاکٹر اقبال نے کہا ہے

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

Marfat.com

تیری درگاہ میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے

(اقبال)

جو امریکہ اور یورپ جیسے ترقی وتہذیب کے بلند و بانگ دعوے کرنے والے ممالک میں ہزار کوشش کے باوجود نہیں ہے اور دنیا اب بھی ایسا نمونہ پیش کرنے سے عاجز ہے۔

ضبطِ نفس:

اس راہ میں ایک بڑی رکاوٹ انسان کا نفس امارہ اور اس کی خواہشات ہیں خواہشات پرستی بہت سی ناجائز حرکتوں پر مجبور کر دیتی ہے اس کی وجہ سے نہایت بری عادتیں اور گھٹیا اخلاق پیدا ہو جاتے ہیں جو بعض اوقات انسانیت اور خدا پرستی کی پوری عمارت کو ڈھا دیتے ہیں۔ خواہشات کا بندہ موقع ملنے پر رشوتیں لے سکتا اور ہر قسم کی خیانتیں بھی کر سکتا ہے اور وقت پر غداری کر کے دھوکا بھی دے سکتا ہے۔

غرض جو شخص خواہشات وشہوات کا بندہ ہوتا ہے وہ کہیں بھی دھوکا کھا سکتا ہے اور دھوکا دے سکتا ہے یہ خطرناک باطنی مرض ہے۔ جتنا یہ خطرناک مرض ہے اتنا ہی اس کا علاج بھی مشکل ہے۔ شہوانی قوت انسان کی ایک فطری طاقت ہے جب یہ جواز واعتدال کی حدود سے آگے بڑھ جاتی ہے تو تباہی کا ذریعہ اور سبب بنتی ہے جب اس کا مبداء ومنبع فطری ہے تو اس کو حد سے آگے بڑھنے سے روکنے والی طاقت بھی فطری ہی ہونی چاہئے اور ساتھ ساتھ اس سے زیادہ طاقت ور بھی تاکہ جہاں سے فساد کا چشمہ پھوٹے وہیں اسے بند کر دیا جائے۔ ایسی چیز اگر دنیا میں کوئی ہے تو وہ صرف خدائے تعالیٰ کے خوف و خشیت کا غلبہ اور اس کی عظمت وجلالت کا تصور وحضور ہے اسی میں یہ زبردست طاقت اور عجیب اثر انگیزی ہے اس خوف وخشیت کے لئے اللہ والوں کی صحبتیں کثرت ذکر خشوع وخضوع والی نمازیں ہیں کہ ان نفسانی امراض کا علاج تیر بہدف ہے جس کے لئے شیخ کی صحبت اور مجاہدات وریاضات نفس ضروری ہیں۔

Marfat.com

شعائر اسلام کا احترام ایمان کی علامت ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داڑھی رکھنے کا بار بار حکم فرمایا ہے اور اسے صاف کرانے پر غیظ وغضب کا اظہار فرمایا ہے یہی وجہ ہے کہ داڑھی رکھنا بالاتفاق واجب ہے اور منڈانا یا ایک مُشت سے کم ہونے کی صورت میں کترانا بالاتفاق حرام اور گناہِ کبیرہ ہے جو لوگ داڑھی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور شادی کے لئے داڑھی صاف کرانے کی شرط لگاتے ہیں وہ ایک سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور شعائر اسلام کی توہین کرنے کی وجہ سے ایمان سے خارج ہیں۔ ایسی صورت حال میں شادی کے لئے داڑھی صاف کرانے کی فکر نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ داڑھی کی توہین کرنے والوں کو تجدید ایمان کی فکر کرنی چاہیے۔ (مسائل کا حل ۱۲۰/۷)

بابا رشتہ سب سے توڑ
بابا رشتہ حق سے جوڑ

اسلام کے ریوڑ میں تیرہ چودہ سو سال سے جو کالی بھیڑیں چھپی آرہی ہیں ان سب کو انقلاب اسلام کی گولی کا نشانہ بناؤ۔

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

اللہ مالکِ حقیقی کے یہاں تکبر اور عجب بہت ہی مذموم اور خطرناک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے یہاں فقر و احتیاج۔ اپنی نالائقی، معاصی پر رونا جتنا پسندیدہ ہے اتنی کوئی چیز پسندیدہ نہیں اور اپنی اصلاح کے لئے امت کے آفتاب و ماہتاب۔ ہمارے حضرات کے ہاں جو بھی اخلاص اور طلب صادق کے ساتھ حاضر ہوتا تھا جو ہر کامل ہو کر اور فہم و شعور لے کر نکلتا تھا اور ہمارے حضرات کے ہاں اصلاح کے معاملے میں اظہارِ رائے میں کسی لچک اور مداہنت کی گنجائش نہیں تھی۔

سالکین کے لئے خوابوں کو اہمیت دینا ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے اور خطرہ تکبر کے پیدا ہونے کا زیادہ ہے جو سراسر گمراہی ہے اپنی بہت زیادہ حفاظت رکھو۔ ذرہ پی کر بہک جانا۔ یہ کم ظرفوں کا شیوہ ہے اور جو شخص ٹی۔ وی جیسی حرام چیزوں سے پرہیز نہیں کرتا اللہ تعالیٰ کو اس کے حج وعمرہ کی کیا ضرورت ہے

Marfat.com

لوگ خوب داڑھی منڈا کر روضہ اطہر پر جاتے ہیں ۔ اور ان کو ذرا برابر بھی شرم نہیں آتی کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر شکل آپ کے دشمنوں جیسی بناتے ہیں ۔ اس تحریر سے یہ مقصد نہیں کہ لوگوں کو حج وعمرہ نہیں کرنا چاہیے ۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ ان مقدس اعمال کو گناہوں اور غلطیوں سے پاک رکھنا چاہیے ایسے حج وعمرہ ہی پر پورا ثواب مرتب ہوتا ہے (۴/۲۷ مسائل اور ان کا حل) تیرا کیا حال ہے کہ تو اپنے دین کو میلا کرنے پر راضی ہے اور کپڑے ہمیشہ میل سے دھوتا ہے اور نجات کی امید کرتا ہے اور اس کے طریقہ پر نہیں چلتا ۔ خوش عیشی میں منہمک رہنا اور ،موت کو بھول جانا عقلمند ہونے کی علامت نہیں ہے مرنے والے کے لئے تقویٰ ہی اچھا توشہ ہے ہر لحظہ اور ہر سانس میں موت سے بے خوف نہ رہ اگرچہ تو پاسبانوں اور سپاہیوں کے پہرے میں کیوں نہ ہو ۔

دعا :

دعا کے قبول ہونے کی علامت حج کے قبول ہونے نہ ہونے کی نہیں ہے ۔ بعض اوقات نیک آدمی کی دعا بظاہر قبول نہیں ہوتی اور بُرے آدمی کی دعا ظاہر میں قبول ہو جاتی ہے ۔ اس کی حکمتیں اور مصلحتیں بھی اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہیں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ برائی اور شر کے غلبہ کی وجہ سے نیک لوگوں کی دعائیں بھی قبول نہیں ہوتیں ۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ برائی اور شر کے غلبہ کی وجہ سے نیک آدمی عام لوگوں کے لئے دعا کرے گا حق تعالیٰ شانہ فرمائیں گے کہ تو اپنے لئے جو کچھ مانگنا چاہتا ہے مانگ ۔ میں تجھ کو عطا کروں گا لیکن عام لوگوں کے لئے نہیں کیونکہ انہوں نے مجھے ناراض کیا (مسائل اور ان کا حل ۴/۳۹ + کتاب الرقائق ص ۱۵۵+ ۳۸۴)

و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سید البشر و امام الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم

فضائل مسجد

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ۔ ترجمہ : مسجدوں کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جو مسجد سے الفت رکھتا ہے اللہ تبارک تعالیٰ

Marfat.com

اس سے الفت رکھتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی مسجد بنائے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائیں گے ملائکہ انسان کے لئے دعا کرتے رہتے ہیں جب تک وہ اپنی نماز پڑھنے کی جگہ بیٹھا رہتا ہے کہتے ہیں اے اللہ اس پر رحمت نازل فرما۔ اس پر رحم فرما اس کی مغفرت فرما اس وقت تک کہ اس کا وضو نہ ٹوٹے یا وہ مسجد سے نہ نکلے۔ دنیا کی باتیں مسجد میں (کرنا) نیکیوں کو اس طرح کھا لیتی ہیں جیسے جانور گھاس کو کھا جاتے ہیں۔ جو شخص مسجد جماعت کی طرف جاتا ہے تو ایک قدم پر اس کی خطا معاف ہوتی ہے اور ایک قدم پر اس کے لئے نیکی لکھی جاتی ہے۔ آنے اور لوٹنے دونوں حالتوں میں تاریکیوں میں مسجدوں کی طرف چلنے والوں کو قیامت کے روز کامل درجہ کے نور کی خوشخبری دے دو۔ ہم کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ گھروں میں نماز پڑھنے کی جگہ بنائیں اور ان کو پاک صاف رکھیں۔

عطاء خراسانی رحمۃ اللہ:

فرماتے ہیں بندہ اللہ کے لئے زمین میں جس جگہ سجدہ کرتا ہے وہ جگہ قیامت کے روز اس کے لئے گواہی دے گی اور جب وہ مرے گا تو اس پر روئے گی۔

سعید بن مسیب رحمۃ اللہ:

فرماتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں بیٹھتا ہے وہ اپنے رب کے پاس بیٹھتا ہے اس لئے اس کو حق نہیں ہے کہ خیر کے سوا کوئی اور بات زبان سے نکالے۔

جماعت کی نماز:

نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے اس لئے ہر مسلمان اس میں شرکت کرنے کا مکلف اور پابند ہے۔ اس سے سوسائٹی پر مفید و عظیم اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس کے ذریعہ انسان میں اجتماعی شعور پیدا ہوتا ہے ایک ہی صف میں عربی عجمی، رومی، حبشی، امیر و مامور، رئیس وغریب، آقا و غلام شاہ و گدا سب کھڑے ہوتے ہیں۔ تو انسانی برداری اور عالمی اخوت کا تصور پیدا ہوتا ہے۔ مزاج میں تواضع

Marfat.com

وانکساری پیدا ہوتی ہے۔ وقت مقررہ کی پابندی سے انسان کا نفس چستی کا خوگر ہوتا ہے۔ دینی ودنیوی امور باہمی اشتراک وتعاون سے انجام دینے کی مشق وعادت ہوتی ہے۔

ایسے اجتماع میں چونکہ بعض مقبول بندے بھی عموماً ہوتے ہیں جن کی دعائیں بارگاہ الٰہی میں جلد قبول ہوتی ہیں اس لئے ان کے طفیل میں دوسرے افراد بھی ان رحمتوں اور دعاؤں سے حصہ پا لیتے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں صف میں مل کر کھڑے ہونے سے آپس میں عداوت ختم اور محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ہم نے اس بات کا تجربہ کیا کہ ذکر کے حلقوں میں مل کر بیٹھنے سے دل جمعی خوب ہوتی ہے۔ ذکر کی حلاوت معلوم ہوتی ہے۔ اور خطرات بند ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے ترک کرنے سے حلاوت میں کمی آ جاتی ہے اور پھر شیطان کو دخل کا موقعہ ملتا ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے جو شخص اللہ کے لئے چالیس روز تک جماعت سے نماز تکبیر اولیٰ کے ساتھ پڑھے اس کے لئے دو پروانے لکھ دیئے جاتے ہیں ایک جہنم سے نجات کا دوسرا نفاق سے بری ہونے کا جس شخص نے عشاء کی نماز جماعت سے پڑھی تو گویا اس نے نصف رات قیام کیا اور جس نے صبح کی نماز جماعت سے پڑھی تو گویا اس نے پوری رات قیام کیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آدمی کا کان، پگھلائے ہوئے سیسہ سے بھر جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ اذان سنے اور جماعت کے لئے مسجد میں نہ آئے (احیاء العلوم)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسجد میں نماز کے انارراپنے (بھائی کو) بھائیوں کی تلاش کرو کہ وہ سب جماعت میں شریک ہیں یا نہیں۔ اگر کسی کو نہ دیکھو تو دریافت کرو اگر بیمار ہوں تو ان کی عیادت کرنے کو جاؤ۔ اگر وہ صحت وتندرستی کے باوجود نہیں آتے ہیں تو عتاب اور سرزنش کرو۔

علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ۔ مشہور محقق حنفی عالم فرماتے ہیں کہ عاقل، بالغ، آزاد افراد پر جنہیں کوئی عذر شرعی نہ ہو جماعت کی نماز واجب ہے (معارف مدینہ شرح ترمذی شریف ۱/۳۴۸)

Marfat.com

دنیا میں حضور ﷺ کی محبوب اشیاء

وہ پروانہ رسول ﷺ جو سب کچھ آپ پر نچھاور کر چکا تھا اور پوچھنے پر کہ گھر کیا چھوڑ آئے تو جواب عرض کیا۔

پروانہ کو جلنا ہے اور بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے خدا اور رسول بس

اور اللہ کے رسول علیہ اسلام نے فرمایا میں نے سب کا حق ادا کر دیا ہے۔ صدیق کا بدلہ اللہ تعالیٰ ہی دے گا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے تین چیزیں محبوب ہیں۔ خوشبو، عورتیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔ اور ابو بکر صدیق اکبرؓ نے عرض کیا مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں۔ آپ علیہ اسلام کے چہرے کا دیکھنا۔ اپنے مال کو آپ پر خرچ کرنا اور یہ کہ میری بیٹی آپ کے نکاح میں ہے۔

حضرت عمرؓ نے عرض کیا مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں۔ امر بالمعروف اور نہی منکر کرنا یعنی اچھے کاموں کا حکم کرنا اور بری باتوں سے روکنا اور پرانا کپڑا پہننا اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں بھوکوں کو کھانا کھلانا ننگوں کو کپڑا پہنانا اور قرآن کریم کی تلاوت کرنا اور، حضرت علیؓ فرماتے ہیں مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں مہمان کی خدمت گرمی کا روزہ اور دشمن پر تلوار سے وار کرنا۔

اس موقع پر اللہ نے حضرت جبرائیل علیہ اسلام کو بھیجا اور فرمایا اگر میں جبرائیل دنیا والوں میں ہوتا تو بتاؤں مجھے کیا پسند ہوتا؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا بتاؤ عرض کیا بھولے ہوئے کو (گمراہوں کو) راستہ بتانا، غریب (مسکین) عبادت گزاروں سے محبت کرنا اور عیال دار مفلسوں کی مدد کرنا، پھر اللہ مالک حقیقی کو یہ مجلس پسند آئی اور جبرائیل علیہ اسلام کو بھیج کر محبت ظاہر کر دی کہ اللہ جل شانہ کو بندوں کی تین چیزیں پسند ہیں۔ اللہ کی راہ میں طاقت کا خرچ کرنا، مال سے ہو یا جان سے اور گناہ پر ندامت کے وقت رونا اور فاقہ پر صبر کرنا۔

Marfat.com

بس بھائی آج ہم بھی اگر اپنی مجلسوں کی نسبت اسی محبوب و مقبول مجلس سے جوڑ دیں اور ہمہ تن جان مل کر عہد کریں کہ ہمیں بھی تین چیزیں محبوب ہیں۔

۱۔ احقر ناکارہ کو ہر عمل میں حضور ﷺ کی اتباع سنت کے ساتھ اپنے مولا کریم کی رضا کا تلاش کرنا۔

۲۔ سالکین ذاکرین کی خیر خواہی

۳۔ رات کے سنسان گھڑیوں میں نماز میں اپنی رب تعالیٰ کی ساتھ عجز و نیاز اور مشائخ اہل اللہ کی تصنیفات کا مطالعہ۔

تو رہے نصیب تنگ دامنی کا اظہار اس شعر سے ہے۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اُتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی
سیر زاہد ہر شبے یک روز راہ
سیر عارف ہر دمے تا تختِ شاہ

(شیخ رومیؒ)

قیامت کے روز:

قیامت کے روز منادی پکارے گا کہاں ہیں وہ لوگ جو دکھ سکھ میں اللہ کی حمد کرتے تھے یہ آواز سن کر کچھ تھوڑے سے کھڑے ہو جائیں گے اور بلا حساب جنت میں داخل ہو جائیں گے پھر منادی پکارے گا کہاں ہیں وہ لوگ جن کے پہلو خوابگاہوں سے الگ رہتے تھے یہ آواز سن کر کچھ تھوڑے سے لوگ کھڑے ہوں گے اور بلا حساب جنت میں چلے جائیں گے اس کے بعد باقی اٹھیں گے اور ان سے حساب لیا جائے گا۔ (مظہری ۹/۲۷۸)

Marfat.com

گویا اپنے رب پر غصہ :۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے دنیا سے غمزدہ ہو کر صبح کی تو گویا وہ اپنے رب پر غصہ ہوا۔اور جس نے اپنے مصائب پر شکایت کرتے ہوئے صبح کی تو گویا اس نے اپنے رب کی شکایت کی۔اور جو شخص کسی مالدار کے یہاں گیا اور اس کے پاس جھک گیا تو اس کے دین کا ثلث حصہ چلا گیا۔(حیات الحیوان ۱/۳۳۱)

کسی عمل کے عذر ہونے کو مشقت اور تکلیف کا ہونا کافی ہے

تپ یعنی بخار اور سردی، زخم اور دردسر اور جوئیں عذر ہے۔اور مرض کا ہمیشہ رہنا یا ہلاکت تک پہنچانا شرط نہیں۔عذر کی وجہ سے کسی عمل کا نہ کرنا کفارہ سے محفوظ رہتا ہے۔(گنگوہی) واعلموا ان اللہ یحول بین المرء و قلبہ = ترجمہ (اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ آڑ بن جایا کرتے ہیں آدمی اور اس کے قلب کے درمیان میں (ترجمہ قرآن ص ۱۴۱)

صرف اللہ ہی کے علم میں ہے :۔

قیامت کب آئے گی؟ بارش کب ہوگی اور کہاں ہوگی ماں کے رحم میں کیا ہے آدمی کل کیا کرے گا ؟ آدمی کس زمین میں مرے گا؟ (سورۃ لقمان رکوع ۴)

جسم کی نجاست پاک کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے پانی بتا دیا ہے۔اور قلب کی نجاست یعنی باطنی گناہوں سے پاک ہونے کے لئے تقویٰ اختیار کرنے کے لئے فرمایا (مظہری ۹/۳۷۱)

دلا غافل نہ ہو یک دم

دِلا غافل نہ ہو یک دم یہ دنیا چھوڑ جانا ہے
باغیچے چھوڑ کر خالی زمین اندر سمانا ہے
تیرا نازک بدن بھائی جو لیٹے سیج پھولوں پر
یہ ہو گا ایک دن مردار جو کرموں نے کھانا ہے

Marfat.com

اجل کے روز کو کر یاد ، کر سامان چلنے کا
مسافر بے وطن ہے تو ، کہاں تیرا ٹھکانا ہے
غلط فہمی ہے تیری نہیں آرام اک پل بھی
زمین کے فرش پر سونا جو اینٹوں کا سرہانا ہے
عزیز! یاد کر وہ دن جو ملک الموت آوے گا
نا جاوے ساتھ تیرے کوئی اکیلا تو نے جانا ہے
نہ بیلی ہو سکے بھائی نہ بیٹا باپ نہ مائی
تو کیوں پھرتا ہے سودائی عمل نے کام آنا ہے
جہاں کے شغل میں شاغل ، خدا کی یاد سے غافل
کریں دعویٰ جو یہ دنیا مرادائم ٹھکانا ہے
فرشتہ روز کرتا ہے منادی چار کونوں پر
محلاں اُچیاں والے ترا گوریں میں ٹھکانا ہے
کہاں وہ ماہ کنعانی ، کہاں تختِ سلیمانی
گئے سب چھوڑ یہ فانی اگر نا داں وہ دانا ہے
نظر کر دیکھ خویشوں میں جو ساتھی کون ہے تیرا
انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اکیلے کو دبانا ہے
نظر کر ماڑیاں خالی کہاں وہ ماڑیاں والے
سبھی کوڑا پسارا ہے دغا بازی کا بہانا ہے
غلام ایک دن نہ کر غفلت حیاتی پر نہ ہو غرہ
خدا کو یاد کر ہر دم جو آخر کام آنا ہے

غلام رسول

Marfat.com

اصحاب رسول اللہ ﷺ کی سادگی اور زہد

اصحاب رسول ﷺ زمین پر بغیر مصلے کے نماز پڑھا کرتے اور ننگے پاؤں راہوں میں چلتے پھرتے تھے اور سوتے وقت اپنے اور مٹی کے درمیان کسی چیز کو حائل نہ کرتے اور استنجے میں بعض اوقات صرف ڈھیلے اور پتھروں پر اکتفاء کرتے تھے اور ان کا کام ظاہری طہارت میں تساہل اور سہل انگاری پر ہوتا تھا اور باطنی طہارت میں بڑی جدو جہد کرتے تھے اور ایسا ہی حضرات صوفیا کا شغل ہے اور بعض اشخاص میں بڑی شدت طہارت کی ہوتی ہے اور اس کی وجہ نفس کی رعونت ہوتی ہے کہ اگر اس کا کپڑا میلا ہو گیا تو وہ تنگ دل ہوتا ہے اور وہ پرواہ اس کی نہیں کرتا جو اس کے باطن میں کینہ اور بغض اور کبر و غرور اور ریاء و نفاق ہے اور شاید اس شخص کو جو ننگے پاؤں زمین پر پھرتا ہے برا جانتا ہے حالانکہ شرع نے اس کی اجازت دی ہے اور اس کو برا نہیں سمجھتا کہ وہ غیبت کا کلمہ کہے جس سے دین اسکا خراب و شکستہ ہوتا ہے اور یہ سب اس وجہ سے ہے کہ علم کم ہے اور ان سچوں کی صحبت سے ادب کا سیکھنا چھوڑ دیا ہے جو علمائے راسخ ہیں حدیث شریف میں ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ خشوع نفاق سے پناہ مانگو عرض کیا گیا کہ خشوع نفاق کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بدن کا خشوع اور قلب کا نفاق ہے امیر المومنین حضرت عمرؓ نے منبر پر فرمایا کہ آدمی اپنے بال اسلام میں سفید کر دیتا ہے اور حالانکہ اللہ تعالیٰ کے واسطے اس نے نماز کو کامل نہیں کیا سوال کیا گیا کہ یہ کیونکر اور کیا بات ہے؟ فرمایا کہ نماز میں اس کا خشوع اور تواضع اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس کا رجوع پورا اور کامل نہیں ہوتا۔ نماز میں عجلت جس کا تقاضا طبیعت کرتی ہے باب فتوح کو بند کر دیتی ہے۔

علم و ذکر:۔

اللہ پاک نے حضرت ابراہیم علیہ اسلام کے امتحانات مدارس یا سکولوں کے امتحانات کی طرح فنی مسائل اور ان کی تحقیقات کی طرح امتحان لینا مقصود نہیں تھا بلکہ عملی و اخلاقی ثابت قدمی کی جانچ مقصود تھی اور اس سے معلوم ہوا کہ بارگاہِ عز و جلال کے ہاں جس چیز کی قیمت ہے وہ علمی موشگافیاں نہیں بلکہ عملی

Marfat.com

اور اخلاقی برتری ہے۔

قبض وبسط کی مختصر تشریح:۔

قبض اور بسط دو باطنی حالتیں ہیں جو سالک پر یکے بعد دیگرے وارد ہوتی رہتی ہیں۔ قبض تو یہ ہے کہ قلب پر کوئی وارد صفت جلال وقہر کا ایسا پیش آوے جس سے قلب گرفتہ ہو جاوے اور بشاشت اسکی جاتی رہے۔ اور ذکر وطاعت میں انشراح نہ رہے۔ اور بسط یہ ہے کہ صفت جمال ورحمت کا ایسا وارد قلب پر غالب ہو کر بشاشت وانشراح کی کیفیت اس قدر ہو جاوے کہ تھامے سے بھی نہ رکے اور قبض ایسے سالک کو پیش آتا ہے جو ابتدائی حالت سے آگے بڑھ گیا ہو۔ اور ابتدا میں خوف ورجاء ہوتا ہے قبض اور بسط اور خوف ورجاء میں فرق یہ ہے کہ خوف ورجاء کسی آئندہ بات کے تصور سے ہوتے ہیں۔ اور قبض وبسط کی حالت موجودہ واردات کی وجہ سے ہوتے ہیں اور سالک متوسط پر قبض وبسط دونوں حالتوں میں سے ایک نہ ایک رہتی ہے اور کامل پر یہ دونوں کیفیتیں نہیں ہوتیں بلکہ اس کیفیت قبض اور بسط کے درمیان درمیان رہتی ہے نہ یہ غالب نہ وہ غالب اس لئے فرماتے ہیں کہ قبض اور بسط سے تجھ کو اس لئے نکالا کہ سوائے اپنے مولیٰ کے کسی کا نہ رہے اس لئے کہ قبض اور بسط دونوں حالتوں میں غلبہ ہوتا ہے قبض میں تو قلب ناگواری کی کیفیت میں ہوتا ہے اور توجہ اور دیہان اس کے ازالہ کی طرف ہوتی ہے اور بسط میں خوشگواری اور بشاشت کا غلبہ ہوتا ہے اس لئے دونوں حالتوں میں توجہ الیٰ ذات الحق نہیں ہوتی اس لئے کامل کی حالت معتدل ہوتی ہے لیکن استقامت اور اعتدال حال کے حصول کا ذریعہ بھی یہی قبض اور بسط ہیں کہ نشیب وفراز کے بعد قلب کے اندر ایک اعتدال حالت قائم ہو جاتی ہے (اکمال الشیم ص ۲۲۳)

ہو فنا ہ ذات میں کہ تُو نہ رہے
تیری ہستی کا رنگ و بُو نہ رہے

Marfat.com

نفس:

نفس کا اصل فعل غفلت ہے۔یعنی فعل مجموعہ شہوت وغفلت ہے اور نفس کے اس فعل کی اصلاح مجاہدات اور طاعات سے ہوتی ہے یعنی ریاضت وتقویٰ سے شہوت وغفلت میں کمی ہو جاتی ہے۔اس کی کا نام سکون ہے اور پھر اس کے درجے ہیں (۱) اول کا نام نفس مطمئنہ دوسرا درجہ نفس لوامہ اور تیسرا درجہ نفس امارہ بالسوء ہے (بوادر النوادر ۲/۵۶۴)

مذاہب کے اجزاء:

ہر مذہب کے دو جز ہیں۔ایک کا تعلق انسان کے دل سے اور دوسرے کا انسان کے باقی جسم اور مال ودولت سے ہے۔پہلے کو ایمان اور دوسرے کو عمل کہتے ہیں۔

عمل کے تین حصے ہیں۔ایک کا خدا سے تعلق ہے جس کو عبادت کہتے ہیں۔دوسرا انسانوں کے باہمی کاروبار سے تعلق ہے جس کو معاملات اور معاشرت کہتے ہیں جن کا بڑا حصہ قانون ہے اور تیسرا انسان کے باہمی تعلقات اور روابط کی بجا آوری ہے اس کو اخلاق کہتے ہیں اخلاق کے دو جز ہیں (۱) درگذر کرنا اور احسان کرنا (سید سلیمان ندویؒ)

اخوت دو قسم پر ہے:

(۱) اخوت نسبی (۲) اخوت دینی ان دونوں میں اخوت دینی کو شرف حاصل ہے کیونکہ اخوت نسبی کا حکم بمقتضائے حال بدل جاتا ہے اور اخوت دینی ہر حال میں کامل رہتی ہے (نظام الدین اولیاء)

مشیت الٰہی:

بندہ اس کا مکلف نہیں ہے کہ مشیت خدا کے موافق کام کرے کیونکہ اس کو مشیت کا علم ہی نہیں ہے بلکہ بندہ احکام کا مکلف ہے حکم کی تعمیل اس کا فرض ہے (مظہری ۹/۵۵۱) ایمان سے اصل مقصود خشیت ہی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خوف الٰہی دانش کی چوٹی ہے (۱۲/۲۶) تلاوت

Marfat.com

قرآن فناء نفس کے بعد موجب ترقی درجات ہے اس سے پہلے تلاوت نیک کام ہے اور نیکیوں کا عمل ہے۔ حضرات صوفیاء کو فناء قلب کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کی کشش سے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مشائخ کے وسیلے سے حاصل ہوتا ہے اور اگر اللہ کی یاد میں سستی اور کاہلی کا گزر نہ ہو اور غفلت ادھر ہو کر نہ گزرے تو وہ علم حضوری ہے، جو صرف اعمال خیر کی بدولت اور شیخ کی صحبت کی برکت سے نصیب ہوتا ہے جو دنیا کی لہو ولہب سے کٹ جائے اس کی رسائی ذات تک نہیں صرف صفات تک ہوتی ہے اور مزید ترقی کے لئے اخلاق فاضلہ کی دشوار گذار گھاٹی کی تعلیم کی ضرورت ہوتی ہے جو اکثر نفوس پر نہایت شاق گذرتی ہے۔ جو عفو درگزر، ضبطِ نفس عمل اور برداشت کی ہے (مظہری ۱۲/۱۶۵)

ایمان والے کی پنشن:

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ جب بیمار ہو جاتا ہے یا سفر کی حالت میں ہوتا ہے تو اس کے لئے ویسے ہی اعمال لکھے جاتے ہیں جیسے وہ وطن میں قیام اور صحت کی حالت میں کیا کرتا تھا (رواہ البخاری بحوالہ مظہری ۱۰/۲۷۳)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْتَغْفِرُکَ لِظُلْمِی وَ کُفْرِی : ترجمہ: اے اللہ میں اپنے ظلم و کفر کی بخشش مانگتا ہوں۔ لَکَ الْحَمْدُ یَا رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ۔

استقامت ومداومت عمل:

انسان اپنے اخلاق حسنہ کا جو پہلو پسند کرے اس کی شدت سے پابندی کرے اور ہر طرح دائمی اور غیر متبدل طریقے سے اس پر عمل کرے کہ گویا وہ اپنے اختیار کے باوجود اس کام کے کرنے پر مجبور ہے اور لوگ دیکھتے دیکھتے یہ یقین کرلیں کہ اس شخص سے اس کے علاوہ اور کوئی بات یا عمل سرزد ہو ہی نہیں سکتا گویا اس سے یہ افعال اس طرح صادر ہوتے ہیں جیسے آفتاب سے روشنی درخت سے پھل اور

Marfat.com

پھول سے خوشبو کہ ان سے کسی حالت میں الگ نہیں ہوسکتیں اسی کا نام استقامت حال اور مداومت عمل ہے اور ذکر کو اغراض سے آلودہ نہ کرے اور ایمان باللہ سے مراد حقیقی ایمان ہے یعنی دل کو ماسواء کے خیال سے پاک اور نفس کو بُری خصلتوں سے صاف کرتا ہے اور سرمایہ وقت عزیز کو لذات فانیہ کے حصول میں مصروف نہ کرے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم شکر ادا کرو گے تو میں تمہارے لئے نعمت اور زیادہ کردوں گا اور ایسی خالص محبت کو دل میں جمانا جس میں کسی ذاتی غرض کی آمیزش نہ ہو نہ دنیوی لالچ نہ دینی (حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی مکتوب ص ۱۲۵)

بس شکر ہونے کی امید میں تقویٰ اختیار کرو بندہ کو اللہ کی نعمت کی رغبت اس لئے ہو کہ حصول نعمت شکر ادا کرنے کا ذریعہ ہے کہ بندے کی اصل نظر شکر کی طرف ہونی چاہیئے کامل متقی وہی ہیں جو اللہ کے سواء کسی چیز سے دل بستگی نہیں رکھتے اور رذائل نفس سے مجتنب رہتے ہیں۔ اور قلب کے فناء کے بعد آدمی کی نظر سے فاعلیت انسان کا پردہ ہٹ جاتا ہے اور اس کو دیکھنے لگتا ہے کہ تمام افعال کی (فاعل حقیقت) نسبت اللہ ہی کی طرف ہے لہذا کسی آدمی کو کسی عمل کی وجہ سے قابل مواخذہ نہیں سمجھتا۔

اللہ کے فرمانبردار اور سرکار دو عالم کے متبع غلاموں پر روشن ہو کہ افضل الذکر فرض الٰہی کے ادا کرنے کے بعد تلاوت قرآن مجید اور قرأت فرقان حمید ہے کہ پڑھنے والا اس کا بلاواسطہ اپنے مالک اور خالق سے ہم کلام ہوتا ہے اور ہر ہر حرف پر ثواب پاتا ہے اور معنی سمجھنے اور مطلب بوجھنے کے بغیر اس کی لذت سے بے بہرہ رہتا ہے اور جب تک معنوں کو نہ سمجھے گا تب تک عمل کرنا بھی اس کو نصیب نہ ہوگا اور قرآن کے نازل ہونے سے مقصود اصل یہی ہے کہ اس پر عمل کیجئے اور سعادت دارین اور کرامت کونین حاصل کیجئے۔

زندگی کا بہترین حصہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تمہارے امیر تمہارے بہتر لوگ ہوں اور تمہارے مالدار سخی لوگ ہوں اور تمہارے کام آپس

مشورہ سے طے ہوں تو زمین کا ظاہری حصہ (یعنی زندگی) تمہارے لئے بہتر ہے اس کے باطنی حصہ سے اور جب تمہارے امیر تمہارے بُرے لوگ ہوں اور تمہارے مالدار بخیل لوگ ہوں اور تمہارے کام تمہاری عورتوں کے اوپر ہوں یعنی ان سے تم مشورہ کر کے چلو تو زمین کا باطنی حصہ تمہارے لئے بہتر ہے (یعنی موت بہتر ہے) (مفتاح التبلیغ ص ۱۴۸)

مال کی کمی بیشی:

مال کی کمی بیشی محض مشیت الٰہی پر ہے تو مومن کو چاہیئے کہ اس کے ساتھ قلب کو زیادہ متعلق نہ کرے اور کفار کی طرح اس کو مقصود نہ سمجھے بلکہ اس کو آلۂ حصول رضا و قرب الٰہی کا جو کہ اصل مقصود ہے بنا دے (تشریح قرآن ص ۳۹۱) بس مال سے زیادہ تعلق نہ رکھو بلکہ جہاں خرچ کرنے کا حکم ہے مثلاً حقوق اللہ و حقوق العیال و حقوق الفقراء وغیرہا بے دھڑک خرچ کرتے رہو کہ اس سے رزق مقسوم میں تو کمی کا ضرر نہ ہوگا اور آخرت کا نفع ہوگا (تشریح قرآن ص ۳۹۱) اور اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ایسے شخص سے اپنا خیال ہٹا لیجئے جو ہماری نصیحت کا خیال نہ کرے اور بجز دنیوی زندگی کے اس کا کوئی مقصود نہ ہو اور ان لوگوں کی فہم کی رسائی کی حد بس یہی دنیوی زندگی ہے (ص ۴۷۶ تشریح قرآن)

بیمار ڈالنے والی چیزیں:

کلام کثیر ۔ نوم کثیر ۔ اکل کثیر ۔ جماع کثیر حزن وغم ۔ بھوک ۔ ذہنی پریشانی ۔ رات کا زیادہ جاگنا کھانے پر کھانا ۔ (بھوک ہو تب کھائے)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا:

خداوندا! مجھے مسکین زندہ رکھ مسکین اٹھا اور مسکینوں ہی کے زمرہ میں میرا حشر کر ۔ (نبوی سیرۃ ۵/۲۵۶)

Marfat.com

انسان کا امتیاز:

انسان کے خودساختہ اعزازی مرتبوں کو مٹا کر اسلام نے صرف تقویٰ کو امتیازی معیار قائم کر دیا ہے۔ جو ساری نیکیوں کی جان ہے۔

اعمال کا وزن بقدرِ اخلاص ہوگا:

اللہ تعالیٰ کے یہاں عمل کے وزن کے اعتبار سے جزاء ملے گی۔ احادیث میں ارشاد فرمایا گیا ہے کسی صحابی کا ایک مد مال اللہ کی راہ میں خرچ کرنا۔ (جو ہمارے ایک سیر کے قریب ہوتا ہے) غیر صحابی کے جبلِ احد کے برابر خرچ سے بھی زیادہ باعثِ اجر ہوگا اس کی وجہ اخلاص عمل کی ہے (خطبات ۳/۱۹۹)

صحابی کے معمولی اعمال کا وزن بڑھا ہوا ہے جو غیر صحابی میں اخلاص کی کمی کی وجہ سے اس کے عمل کا درجہ گھٹا ہوا ہے۔ یہی وجہ کہ جب حضرت عبداللہ بن مبارک سے کسی نے سوال کیا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز (جو عمر ثانی کہلاتے ہیں) اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں سے کون افضل ہیں تو حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے فرمایا کہ میں بہ قسم کہتا ہوں کہ حضرت امیر معاویہؓ کا مقام تو بہت بلند ہے حضرت معاویہؓ کے گھوڑے کی ناک کا وہ غبار جو رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی معیت میں جہاد کے وقت اس کی ناک میں پہنچا سینکڑوں عمر بن عبدالعزیز سے بہتر ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے فضائل وکمالات اپنی جگہ سب مسلم ہیں لیکن وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت کی دولت کہاں سے لاسکیں گے۔

اخلاص کے دو اثر ہوتے ہیں۔ ایک آخرت میں وزن بڑھنے کا دوسرے نقد ثمرہ وہ دنیا میں مخاطب پر اثر انداز ہونے کا۔ تجربہ شاہد ہے کہ اخلاص کے ساتھ جو بات کہی جاتی ہے وہ مؤثر و مفید ہوتی ہے۔ اور تلخ بھی ہوتی ہے تو ناگوار نہیں ہوتی۔ اگر بات اخلاص کے ساتھ کی جاتی ہے تو اس کا انداز محبت، ہمدردی اور دل سوزی کا ہوتا ہے اخلاص نہ ہو بات وہی ہوتی ہے لیکن انداز توہین آمیز ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ افتراق وانتشار اور جنگ وجدال کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔

Marfat.com

مؤطا امام مالک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک قول مذکور ہے ترجمہ: کچھ لوگ بیمار ہیں اور کچھ عافیت میں پس بیمار پر رحم کھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرو۔

یہ حکیمانہ ہدایت نامہ ہے کہ اگر کسی کو بیمار دیکھو بُرے اعمال میں مبتلا پاؤ تو اس کو اس بیماری اور اعمال بد سے بچانے کی کوشش پوری ہمدردی دل سوزی اور لگن کے ساتھ کرو۔ اس کو بیمار اور خود کو صحت مند دیکھ کر اپنے آپ کو افضل نہ سمجھو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اس نے محض اپنے فضل سے تمہیں اس بری عادت میں مبتلا نہیں کیا۔ خلاصہ یہ کہ انبیاء مرسلین کا طریق اخلاص اور ہمدردی کے ساتھ اصلاح کرنا ہے اور اصلاح اس طریق کے سوا ممکن ہی نہیں ہے (خطبات ۳/۲۰۰)

غیرحق میں راحت اور چین نہیں:

سچائی کا پرستار کبھی اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ کسی زمانہ میں یا طویل عرصہ تک لوگ اس کے ماننے سے آنکھیں چرائیں گے یا ناک بھوں چڑھائیں گے حق اکیلا رہ کر بھی حق ہی رہتا ہے اسے یقین ہے کہ ایک دن ضرور آئے گا کہ جب اس کے جھٹلانے والے زمانہ کے دھکے کھا کر اسی کے دامن میں پناہ لینے پر مجبور ہوں گے۔ آج وہ دن قریب آرہا ہے کہ دہریت والحاد کی اندھیریوں میں بھٹکی ہوئی دنیا کو قدیم خانقاہوں کا نظام روشنی قلبی اصلاح کے ساتھ انسانیت کے لئے پُرامن پیغام حیات ونجات دے اور اطمینان اور خوشحالی کی راہ تلاش کرنے والوں کے لئے سہولت مہیا کرے۔

ہمارا غیر متزلزل عقیدہ ہے کہ تمام کائنات کا جس میں ہم سب اور ہماری مملکت بھی شامل ہے۔ مالک اصلی اور حاکم حقیقی اللہ ہے تو ہمارے لئے یہ تسلیم کرنا ناگریز ہوگا کہ مالک کی خصوصاً اس مالک علی الاطلاق کی مِلک میں ہم اس حد تک تصرف کرنے کے مجاز ہیں جہاں تک کہ وہ اپنی مرضی سے ہمیں اجازت دے مِلک غیر میں کوئی غاصبانہ تصرف ہمارے لئے جائز نہیں ہوسکتا۔ پھر ظاہر ہے کہ کسی مالک کی اجازت ومرضی کا علم اس کے بتلائے ہی سے حاصل ہوسکتا سو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اسی لئے بھیجے اور وحی ربانی کا سلسلہ اسی لئے قائم کیا کہ انسانوں کو اس کی مرضی اور اجازت کے صحیح حدود معلوم کرا دیئے

Marfat.com

جائیں۔

اس نقطہ خیال کے پیشِ نظر مالکِ حقیقی کے ''مقرر کردہ حدود کے اندر'' اور یہ ہی وہ بنیادی نقطہ ہے جہاں سے دینی اور خالص مادی حکومتوں کی لائنیں ایک دوسرے سے الگ ہو جاتی ہیں۔ یہ نظریہ کہ دین و مذہب کا تعلق انسان اور اس کے مالک سے ہے۔ بندوں کے باہمی معاملات سے اسے کچھ سروکار نہیں نہ سیاست میں اس کا کوئی دخل ہے۔ اسلام نے کبھی تسلیم نہیں کیا اور نہ ایسے تصور کی اسلام میں کوئی گنجائش ہے بلکہ اس کی تمام تر تعلیمات اس باطل تصور کی دشمن ہیں۔ قرآن مسلمانوں کا مکمل ضابطہ حیات ہے یعنی ہر فعل قول اور حرکت پر مکمل احکام کا مجموعہ ہے۔ جو محض عبادات و اخلاقیات تک محدود نہیں بلکہ قرآن کریم مسلمانوں کا دین و ایمان اور قانون حیات ہے۔ ایسی واضح اور مکرر تصریحات کے بعد کوئی عقلمند شخص یہ کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ سیاست وحکومت مذہب سے کوئی علاقہ نہیں رکھتی۔

اسلامی حکومت اصل سے انسانی حکومت نہیں بلکہ ''نیابتی حکومت ہے'' اصل حاکم خدا ہے، انسان زمین پر اس کا خلیفہ (نائب) ہے جو حکومت کے اصول پر دوسرے مذہبی فرائض کی طرح نیابت کی ذمہداریوں کو بھی خدا کی مقرر کردہ حدود کے اندر پورا کرتا ہے۔ مکمل اسلامی حکومت راشدہ ہوتی ہے'' لفظ رشد'' حکومت کے انتہائی اعلیٰ معیار حسن وخوبی کو ظاہر کرتا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ حکومت اور حکومت کے کارکن اور مملکت کے عوام کو نیکوکار ہونا چاہیے قرآن نے حکومت اسلامی کی یہ ہی غرض و غایت قرار دی ہے کہ وہ انسانوں کو اپنے دائرہ اقتدار میں نیکیوں کا حکم دے اور بُرائیوں سے روکے اسلام آج کل کی سرمایہ پرستی کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ ایمان کامل کا مطالبہ کرتا ہے کہ تمام اسلامی تقاضوں کو پورا کرو اور خلاف اسلام تمام چیزوں کو چھوڑ دو۔ یعنی ایمان کی تکمیل میں کمزوری نہ دکھلاؤ بلکہ قوت کے ساتھ مقابلہ کرو اور جو مصیبت تم پر آئے اس پر غم نہ کرو کیونکہ جو مصیبت بھی آتی ہے وہ اللہ کی طرف سے آتی ہے اس موقعہ پر انسان شیوہ تسلیم و رضا اختیار کرے اور یہ خیال کرے کہ یہ میرے محبوب کی طرف سے آئی ہے اور محبّ کے لئے محبوب کی طرف سے آئی ہوئی چیز محبوب ولذیذ ہوتی ہے اور وہ یہ خیال کرتا ہے کہ محبوب نے تکلیف بھیج کر حقیقتاً مجھے یاد کیا ہے وہ میری طرف متوجہ ہے یہ تصور ہی اس

Marfat.com

ظاہر مصیبت کو اس کے لئے لذت و راحت بنا دے گا اور مصیبت، مصیبت نہ رہے گی۔ کیونکہ دنیا میں انسان پر جتنے بھی خلاف طبع حوادث آتے ہیں ان کا نام مصیبت نہیں۔ بلکہ ان سے دل کا اثر لینا تشویش میں پڑنا مصیبت ہے لیکن اگر خالق حوادث سے تعلق قائم کرلیا جائے اور یہ یقین پختہ ہو جائے کہ میرا مولا میری طرف متوجہ ہے تو پھر محب یا عاشق ان مصائب سے لذت محسوس کرنے لگے گا۔ آخر کار اس روحانی لذت میں اتنا محو ہو جائے گا کہ اسے فرصت ہی نہیں ملے گی کہ اس مصیبت کی طرف دھیان کرے اور یہ مصیبت اس کے حق میں نعمت بن جائے گی اور نہایت امن وسکون سے زندگی بسر ہوگی (خطبات ۳/۲۸۶)

بہیمی قوت کا مغلوب ہو جانا:

جب نفس ناطقہ میں جبلی طور سے نیز کوشش و ہمت کی بدولت یہ استعداد پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ ملائکہ سے الہام قبول کرسکے تو اس منزل میں اس کے نفس کی صلاحیتیں اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہیں اور اس کی بہیمی قوت کے شعلے بجھ جاتے ہیں۔ اس وقت اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ قوت بہیمی یکسر معدوم ہو جاتی ہے۔ یا اس میں کوئی کمی آجاتی ہے بلکہ بہیمی قوت کے شعلے بجھ جانے سے مراد یہ ہے کہ نفس پر ملکی قوت کا غلبہ ہوتا ہے اور انسان کی بہیمی قوت ملکی قوت کے رنگوں میں سے کسی رنگ میں رنگی جاتی ہے۔ یہ مقام انسانی کمالات میں سے ایک کمال ہے اور جو شخص اس کمال کی طرف پوری طرح متوجہ ہو جائے۔ اس کے سامنے راحت اور پاکیزگی سے بھرا ہوا ایک دریائے بے کراں ظہور پذیر ہوتا ہے اور وہ اس میں سے جتنا زیادہ سے زیادہ پیتا ہے اسی قدر اس کی پیاس بڑھتی جاتی ہے۔ (ھمعات ص ۹۰)

نسبت سکینہ:

اس طرح جب سالک اللہ تبارک وتعالیٰ کو نماز ذکر و اذکار اور دعا و استغفار کے ضمن میں یاد کرتا ہے نماز و ذکر و اذکار کے اعمال و الفاظ میں غیب کا جو رخ پوشیدہ ہے لامحالہ سالک کی توجہ ادھر مبذول ہو جاتی ہے اور اس کا نفس جزوی طور پر غیب سے آشنا ہو جاتا ہے اور اسے اس میں لذت ملنے لگتی ہے اور اس کا

Marfat.com

دل اس لذت کی کیفیت سے پُر ہوتا ہے۔اس طرح سالک کو "حلاوت مناجات" ۔"سکونِ دل" رغبت بہ ذکر۔نصیب ہوتی ہے اس کیفیت کے حصول کے بعد سالک طبعاً کثرت ذکر و دعا کرتا اور بہت زیادہ توبہ استغفار میں مشغول رہتا ہے اور دلی رغبت سے بجالا کر اپنے فطری تقاضے کو پورا کرتا ہے اور اپنی بصیرت اور مطالعہ کی مدد سے ان سے فائدہ اٹھاتا ہے۔اگر ایک گھڑی وہ ان مشاغل کو نہ کرے تو اس کا دل بے قرار ہو جاتا ہے اور اس کی حالت اس عاشق کی سی ہو جاتی ہے جو اپنے محبوب سے جدا ہو گیا ہو۔ لیکن اس کے بعد اگر وہ پھر ان اشغال کو کرنے لگے تو اس کو وہی کیفیت حاصل ہو جاتی ہے غرضیکہ اس کیفیت کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ طویل سجدے کرے۔دعا استغفار و الحاح کرے اور کثرت سے ذکر اذکار کرے اور صحبت شیخ اٹھائے اسی طرح اس طریق کے حصول کے لئے حق سبحانہ' تعالیٰ کا یہ فضل و کرم ہے کہ طالب صادق کے لئے عام و خاص اور ذکی و غبی یکساں طور پر عمل کر سکتے ہیں

حق سبحانہ' نے ان طریقوں کو انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ خلق کے لئے واضع فرمادیا جنہیں سالک کے دل پر ذاتِ حق کے عقیدے کا پورا پورا تسلط ہو اور اس کے بعد سالک اپنے اعضاء و جوارح کو ان اعمال کا عادی بنائے یعنی شریعت کا پابند بنائے اس طرح سالک اللہ تعالیٰ کی مرضی پر پورا دل جمعی اور ثابت قدمی سے راضی ہو اور اپنی رضا کو پورے عزم کے ساتھ اس کی مرضی کا پابند کر دے۔خدا کے صالح اور نیکوکار بندوں نے نسلاً بعد نسلاً ان اعمال ہی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب ڈھونڈا چنانچہ ان اعمال کے کرنے سے آدمی میں یہ استعداد پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ ملاء اعلیٰ کے الہام کو قبول کر سکے اور فرشتے ذکر کرنے والے اشخاص کے ارد گرد حلقہ باندھ لیتے ہین یا ان کے نیچے اپنے بازو بچھاتے ہیں (ھمعات ص ۹۴) اور انسانوں اور بہائم کے دلوں میں اس بات کا الہام کرتے ہیں کہ وہ ان ذکر کرنے والوں کو ہر جانب سے نفع پہنچائیں۔چنانچہ اس طرح یہ سب ان کی جان، ان کے مال اور ان کی اولاد کے لئے خیر و برکت اور آسودگی و سلامتی کا باعث بنتے ہیں۔

اس کے بعد معلوم ہونا چاہیئے کہ ذاکرین کی جماعت جب نماز و ذکر میں مشغول ہوتی ہے تو ان پر ملائکہ کی طرف سے برکات نازل ہوتی ہیں۔کہ اسم "اللہ" کا ذکر جب کوئی پوری شد اور ترتیل کے ساتھ

Marfat.com

کرتا ہے تو اس اسم مبارک کی صورت شعلہ نور کی مانند ان ملائکہ کے نفوس میں نقش ہو جاتی ہے جو ذکر پر موکل ہیں۔اور جب یہ شخص بکثرت ذکر کرتا ہے تو ذکر کا نور ذاکر کے گرد و پیش کا احاطہ کر لیتا ہے اور اس سے ذاکر کے ارد گرد کی ساری فضا بقعہ نور ہو جاتی ہے۔ باقی ان معاملات کو اللہ بہتر جانتے ہیں (ھمعات ص ۹۱ شاہ ولیؒ اللہ) اسی ضمن میں حدیث شریف میں آیا ہے کہ میرا بندہ نوافل سے برابر میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ اسی مطلب کی وضاحت کرتی ہے جو اوپر نقل ہوا (ھمعات ص ۹۵)	وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

انسانیت کا کمال

انسانیت کے عروج کی آخری منزل یہ نہیں ہے کہ کسی قوم کو حکومت و بادشاہت مل جائے اور حکومت کا مل جانا اس بات کی ضمانت نہیں ہے کہ وہ حکومت باقی بھی رہ جائے بلکہ انسانیت کا کمال یہ ہے کہ قوم کے افراد میں وہ بہترین اوصاف اعلیٰ ترین اخلاق پیدا ہو جائیں جن سے آفرینش عالم کا مقصد و منشا پورا ہو سکے جن کی بدولت ایک طرف خالقِ عالم ان سے راضی ہو تو دوسری جانب دنیا کی ترقیات، دولتیں اور حکومتیں ان کے قدموں میں خود بخود آ پڑیں۔

یہ بات جب ہی حاصل ہو سکتی ہے کہ قوم کے افراد میں باطن کی صفائی قلب روح اور تصورات کی پاکی بدرجہ کمال پیدا ہو جائے ان کے ذاتی و انفرادی اخلاق و کردار ان کی نجی زندگی کا ہر شعبہ بھی سنوار دیا جائے کیونکہ قوم افراد سے بنتی ہے جس قوم کے افراد ہوتے ہیں۔ اُن کا جیسا کریکٹر اور مزاج ہوتا ہے وہی قوم میں پایا جاتا ہے اگر کسی قوم کے اکثر افراد میں بے ایمانی۔ رشوت خوری۔ کام چوری۔ غداری ، ذخیرہ اندوزی جیسی عادتیں ہوں گی تو وہ قوم بہتر طریقہ پر حکومت نہیں چلا سکے گی اور بسا اوقات اس

Marfat.com

سے محروم ہو جائے گی۔

انفرادی زندگی سدھارنے اور اس باطن کو سنوارنے میں نماز کا بہت بڑا حصہ ہے نماز کو صحیح طریقہ سے خشوع وخضوع کے ساتھ پڑھنے سے انسان کے اندر ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے جس کو حضور کہتے ہیں۔ خشوع وخضوع کے معنی اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے اپنے کو انتہائی عاجز اور ذلیل سمجھنے کے ہیں اور حضور کے معنی میں اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ ہر وقت حاضر ناظر اور موجود سمجھنا ہے اور یہی وہ کیفیت ہے کہ جب یہ دوام کے ساتھ حاصل ہو جاتی ہے جو کہ نماز کی روح ہے تو مسجد سے نکلنے کے بعد بھی ہر وقت وہ یہی محسوس کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سامنے ہیں اس کو دیکھ رہے ہیں اس کے پاس موجود ہیں۔ جب یہ تصور انسان کے قلب میں جگہ پکڑ لیتا ہے تو اس سے برائیوں کا صدور بہت مشکل بلکہ ناممکن ہو جاتا ہے تو یہی ایک نسخہ اتنا موثر و ہمہ گیر اور فطری ہے کہ کوئی دوسرا طریقہ اس کے برابر نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کے حاضر ناظر ہونے کا تصور مضبوط کرنے کے لئے کثرت ذکر نفی اثبات اور مراقبہ معی اللہ معین ہو سکتے ہیں جب کسی صاحب دل سے اپنا باطنی تعلق جوڑ لیا جائے۔ (معارف مدینہ ۳ حصہ ص ۴۱۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کے ایک گوشہ میں اصحاب صفہ کی تعلیم کا انتظام کر کے جو سنت پیش کی تھی اس سنت کی اتباع میں صوفیا حضرات نے اصلاح باطن کے لئے خانقاہوں کے سلسلہ کا آغاز کیا ان حضرات نے علوم و معارف رُشد و ہدایت کے نور کو تقسیم کیا جس سے زندگیوں میں انقلاب پیدا ہوتا ہے۔ ظلم و جہل دتو ہم پرستی کا خاتمہ ہوتا ہے اور ترقیات کی شاہراہیں کھلتی ہیں جن کا کبھی اور کہیں اختتام نہیں اخلاق حمیدہ پیدا کرنے کا سرچشمہ خوف خدا کا جذبہ ہے جس کے لئے ذکر اللہ اور نماز کو اس کی روح کے ساتھ ادا کرنا ہے اور خوف خدا والوں کی صحبت اختیار کرنا ضروری ہے۔ (معارف مدینہ ۳ حصہ ص ۴۲۲)

مال حلال کی قدر کرنا چاہیے:

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ناپسند کیا ہے مال کا ضائع

Marfat.com

کرنا روایت کیا اس کو شیخین نے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا و لاتبذر تبذیراً یعنی مال کو اُڑاؤ مت۔ تشریح مال حلال کی قدر کرنا چاہئیے۔ اس کو برباد نہ کرو مال پاس رہنے سے نفس کو اطمینان رہتا ہے ورنہ پراگندہ روزی پراگندہ دل۔ چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اس میں کوئی چیز کام نہ آئے گی بجز دینار و درہم کے روایت کیا اس کو احمد نے یعنی جس کے پاس روپیہ ہوگا وہ حرام کسب سے حرص سے حسد سے دین فروشی سے سوال و ذلت سے امراء کے دروازوں پر جانے اور ان کی خوشامد کرنے سے ظالموں کے ظلم ستم سے اپنے اپنے دین وعلم کو برباد وخوار کرنے سے بدولت مال کے بچا رہے گا اس لئے ہاتھ تھام کر خرچ کرنا چاہئیے فضولیات میں خرچ نہ کرے گو مباح ہی کیوں نہ ہو اور غیر مشروع میں خرچ کرنا تو صریح حرام ہے۔ اس کا ذکر ہی کیا خصوصاً جو لوگ اہل تعلق و معدود اسباب ہیں ان کو تو یہ امر بہت ضروری ہے بلکہ جس قدر آمدنی ہو اس میں سے جتنا ممکن ہو پس انداز کرتا رہے تاکہ محتاجی پیری وسختی کے زمانہ میں کام آوے اس میں کوئی گناہ نہیں بلکہ اگر اچھی نیت ہو تو ثواب ہے جیسا وارد ہے۔ نعم المال الصالح للرجال الصالح۔ (فروع الایمان ص ۴۳)

نماز کے اوقات کا تعین:

نماز کا نظام کچھ اس قسم کا ہے کہ سورج کے طلوع غروب زوال وغیرہ سے اس کے اوقات کا تعین ہوتا ہے چنانچہ صبح صادق طلوع ہونے کے وقت سے صبح کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے اور سورج نکلنے پر ختم ہو جاتا ہے سورج نکلنے کے تقریباً بیس منٹ بعد اشراق کا وقت شروع ہوتا ہے اس کے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ بعد چاشت کی نماز کا وقت آتا ہے اور زوال تک رہتا ہے اس کے بعد سورج ڈھل جاتا ہے تو صلوٰۃ فی الزوال اور ظہر کا وقت شروع ہوتا ہے پھر جب ہر شے کا سایہ دو مثل ہو جاتا ہے تو عصر کی نماز پڑھی جاتی ہے پھر سورج غروب ہونے پر مغرب کا اس کے ڈیڑھ گھنٹہ بعد عشاء کا اور نصف شب گزرنے پر تہجد کا وقت ہو جاتا ہے۔ (معارف مدینہ ۳ حصہ ص ۴۳۷)

Marfat.com

جماعت مسلمین کی شرائط:

اس جماعت کو قاضی کے قائم مقام کرنے کے لئے چند شرائط ہیں جس جماعت میں یہ شرائط موجود نہ ہوں وہ شرعاً معتبر نہ ہوگی۔

(۱) کم از کم تین آدمیوں کی جماعت ہو۔ایک یا دو آدمی فیصلہ کریں تو وہ معتبر نہیں۔

(۲) اس جماعت کے سب ارکان کا عادل ہونا شرط ہے اور عادل وہ شخص ہے جو تمام کبیرہ گناہوں سے بچتا ہو اور صغائر پر مصر نہ ہو اور اگر کبھی کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً توبہ کر لیتا ہو۔ لہذا سود خور اور رشوت لینے والا داڑھی منڈانے والا جھوٹ بولنے والا اور بے نمازی اس جماعت کا رکن نہیں بن سکتا اگر بدقسمتی سے کسی جگہ کے بااثر لوگ دیندار نہ ہوں تو یہ تدبیر کر لی جائے کہ وہ بااثر اشخاص چند دینداروں کو اختیار دے دیں تاکہ شرعاً فیصلہ کی نسبت دیندار جماعت کی طرف ہو اور ان بااثر اشخاص کو کوشش کا ثواب حاصل ہو جائے۔

(۳) فیصلہ میں علماء کی شرکت لازم اور شرط ہے۔صرف عوام کی جماعت کا فیصلہ حکم قاضی کے قائم مقام نہیں ہو سکتا اس لئے اوّلاً تو یہ چاہیے کہ جماعت کے سب ارکان اہل علم ہوں اور اگر یہ میسر نہ ہو تو کم از کم ایک عالم معاملہ فہم کو ضرور جماعت کا رکن بنالیں اور دوسرے ارکان معاملہ کے تمام پہلوؤں کو ان عالم صاحب سے خوب سمجھ کر رائے قائم کریں۔اور خدانخواستہ کسی جگہ یہ بھی ممکن نہ ہو تو پھر یہ لازم ہے کہ جماعت کے ارکان معاملہ کی روداد مکمل کر کے علمائے محققین سے ہر ہر جزئی کا حکم دریافت کریں اور جو ان کا فتویٰ ہو اس کے موافق فیصلہ کیا جاوے اگر ایسا نہ کیا بلکہ عوام نے محض اپنی رائے سے فیصلہ کر دیا تو وہ حکم نافذ نہ ہوگا اور فیصلہ بالکل بے کار و غیر معتبر اور باطل رہے گا۔اگرچہ وہ شریعت کے موافق بھی ہے۔

(۴) جماعت مسلمین کے سب ارکان متفقہ فیصلہ دیں اگر رائے مختلف رہے اور کثرت رائے کی بناء پر فیصلہ کریں تو وہ فیصلہ معتبر نہ ہوگا اور ویسے بھی حنفیہ کے نزدیک غیر عادل سے کوئی فیصلہ کرانا یا فتویٰ

Marfat.com

لینا حرام ہے۔اس لئے حنفیہ کے نزدیک دین کے کاموں میں غیر عادل کو پنچایت کا رکن بنانا جائز نہیں غرض پنچایت (شوریٰ) کا دیندار ہونا ضروری ہے۔

قرآن وحدیث کی وضع پر رہو

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا بھلائی کا حکم دو اور بُرائی سے روکو جب تک تمہاری بات مانی جائے اگر تمہاری بات لوٹا دی جائے تو پھر (تنہا) اپنی (اصلاح کی) فکر کرو (مظہری ۹۷/۶) بھلائی کی تبلیغ کرو اور برائی سے باز داشت کرو اور جب دلوں اور خیالات میں پھوٹ پڑ جائے اور فرقہ بند ہو کر آپس میں گھتم گتھا ہو جاؤ اور ایک دوسرے پر حملہ کرنے لگو اس وقت ہر شخص کو صرف اپنی اصلاح کی فکر کرنی چاہیئے۔یعنی جب لوگ ہوا وہوس کے بندے ہو گئے ہوں۔خواہشات کے پیچھے پڑے ہوں دنیا کو دین پر ترجیح دی جا رہی ہو اور ہر شخص خود رائے ہو گیا ہو۔اپنے خیال میں مست ہو اور تم کو بھی کچھ کرنا ہی ہو۔(کچھ کرنے پر تم مجبور ہو) تو ایسے وقت میں صرف اپنے نفس کی اصلاح کی فکر کرو۔اور عوام کی فکر چھوڑ دو اور یہ امر یقینی ہے کہ تمہارے آگے کچھ مصائب کا زمانہ آئے گا ان شدائد میں صبر رکھنا اتنا مشکل ہوگا جیسے انگاروں کو مٹھی میں دبانا۔اس وقت نیک عمل کرنے کا اور مردہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ کرنے کا ثواب ان پچاس آدمیوں کے برابر ہوگا جنہوں نے اسی جیسی نیکی کی ہو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس شخص کا اجر ان میں سے ہی پچاس آدمیوں کے برابر ہوگا۔فرمایا تمہارے پچاس آدمیوں کے برابر (مظہری ۸۰/۶)

اور اگر راحت چاہتے ہو تو اللہ کے سوا کسی سے توقع مت رکھو اور بعض آدمی کی اطاعت بھی معصیت سے خالی نہیں تو خود معصیت خالص تو کیسی کچھ ہوگی اور یہ بات بھی ثابت شدہ ہے کہ جہل کا علاج ممکن ہے مگر ہٹ دھرمی، ضد، حُبِ جاہ، جہل مرکب کا کچھ علاج نہیں۔

آدمی قرآن وحدیث کو پیشوا بنائے:

ہر کام میں استاد کی حاجت ہے اور دین کا کام تو بہت باریک کام ہے اور عمل کرنے والے کے لئے

Marfat.com

تو راہ بہت صاف ہے اور درست ہے مگر جھگڑے کو ایسے پہاڑ اور پتھر ہیں۔ جن کا کچھ ٹھکانہ نہیں حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو لوگ حق سے باز رہتے ہیں ان کو جھگڑا نصیب ہوتا ہے آدمی اپنا کام کرے اور اپنے معمولات میں مصروف رہے۔ اس زمانہ میں دین پر قائم رہنا بہت دشوار ہو گیا ہے، نکٹوں میں بے چارہ ناک والا نکو ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ دے اور صراطِ مستقیم پر قائم رکھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اختلاف ہمیشہ رہے گا اور اللہ تعالیٰ دوزخ کو بھرے گا۔ یہ ہونے والا ہے۔ بس اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے اور وسادس شیطانی سے بچائے آدمی قرآن و حدیث کو پیشوا بنائے اور سب کو الگ کرے قرآن و حدیث کی وضع پر جس کی چال ڈھال ہو اس کو پیشوا جانے اور اپنا حال اب تلک ایسا ہی رہا کچھ سامان سفر کا نہیں بنا دیکھئے مرضی الٰہی کیا ہے اور حال ویسا ہی نا مکمل چلا جاتا ہے اور کچھ ٹھور ٹھکانا نظر نہیں آتا۔ حق تعالیٰ سے ہر حال میں دستگیری کی درخواست ہے حضرات باعمل صاحب کمال و رخصت ہو گئے یہ درود شریف ورد بنالو شاید نصیب جاگ جاوے۔ **اللھم صلی علیٰ سیدنا محمد ن النبی الامی وعلیٰ الہٖ و اصحابہٖ وسلم** ۔ ایک سو بار بعد نماز عشاء کے پڑھ لیا کرو۔

ایصالِ ثواب:

دوسروں کو ثواب پہنچانا حقیقت میں اپنا استحقاق اوروں کو دے دینا ہے تو اس لئے جتنا ثواب اس عمل کا اس کرنے والے کو ہوتا ہے وہی جتنوں کو یہ چاہے پہنچ جائے گا۔ اور اس کی نیت کی خوبی کا اثر ہے کہ اس کو بھی اس ثواب پہنچانے کا ثواب ہوگا۔ جیسے کسی چیز کے دینے کا ہوتا رہا۔ جیسے سورۃ اخلاص (قل ھو اللہ کا ثواب تہائی قرآن کا ہوتا ہے)

وصول الی اللہ کی طلب:

انسانی فطری ضروریات سب کی ایک جیسی ہیں لیکن جب کبھی جیسے ایک آدمی بیمار ہو جاتا ہے تو بھوک پیاس جیسی فطری اور طبعی امور بھی اس سے کنارہ کر لیتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح وہ بے راہ لوگ مثلاً غیر مذاہب، ہندو، سکھ، عیسائی، یہودی وغیرہ سب ایک چیز ہیں لیکن بعضوں کا راستہ غلط ہے مگر مقصد

Marfat.com

ایک ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہدایت کی خواہش سچائی کی تلاش وصول الیٰ اللہ معرفت ربانی اور اللہ کے نزدیک ہونے کی تمناسب کی ایک چیز ہے جو کہ انسان کے لئے فطری اور طبعی امور میں سے ہے لیکن بے راہ لوگ یا عقل کے پجاری اور دنیا کی زندگی اور لذات دنیا میں محو ہو چکے ہوں تو شاید ان کی معرفت الٰہی کی بھوک اور روحانی پیاس نہیں رہتی ہے کہ شیطان اور نفس امارہ ان کو صراطِ مستقیم سے ہٹا دیتے ہیں (عثمانی ۲۵۸)

مومن کی خودداری غروراور نمائش میں فرق

مومن کا شرف رات کی نماز اور مومن کی عزت انسانوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے (سیرۃ نبویؐ ۵۶۲/۶) لنگی باندھو اور چادر اوڑھو، جوتے پہنو اور موزوں کو صاف رکھو اور پاجاموں کو صاف رکھو (عمرؓ ازالۃ الخفاء) خلوص نیت اقوال واعمال کے مقبول ہونے کا ذریعہ ہے اور اہلِ بدعت اہل جہنم کے کتے ہیں (محمد معصوم ص ۲۱۴) اور یاد رکھو جب صبر جائے گا تو ایمان بھی جاتا رہے گا۔ الصوم نصف الصبر (الحدیث) اور الصبر نصف الایمان (الحدیث) ایمان کی روح یقین ہے۔

بنی آدم کا امتیاز:

بنی آدم کو جو امتیاز حاصل ہے تمام اجناس موجودات پر وہ از راہِ عشق ہے۔ انسان جتنا زیادہ مورد درد ومحبت ہوگا معیت وقرب میں بھی کامل تر ہوگا معیت محبّ صادق کو ہر وقت نصیب ہوتی ہے (مکتوب ۲۲۷) سرورِ کائنات فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم باوجود محبوبیت ذاتیہ۔ دوام حزن اور تواصل فکر کے ساتھ موصوف تھے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے اور جو شخص بھی اس درد سے بے نصیب ہے وہ چوپائے کے حکم میں ہے بلکہ اس سے بھی کم درجہ اور گمراہ تر ہے۔ (مکتوب ص ۱۹۰)

Marfat.com

وقار:

یعنی سنجیدگی اور متانت کو ہر حالت میں قائم رکھنے کی ہدایت کی ہے اخلاقی خودداری اور شریفانہ رکھ رکھاؤ کی حفاظت کی خاطر قدم قدم پر اپنی ایک ایک بات پر نظر رکھنی پڑتی ہے چال ڈھال، بول چال، لباس ہر چیز سے شرافت کا اظہار ہو۔ لیکن اس احتیاط کے ساتھ ہو کہ اوچھا پن یا تنگ ظرفی یا غرور و نمائش کی بُو تک نہ آئے یعنی اس میں اپنی پرائی اور دوسروں کی تحقیر کا جزء شامل نہ ہو یہی چیز ہے جس سے خودداری اور غرور اور نمائش میں فرق و امتیاز کیا جاسکتا ہے۔

نماز کا رُتبہ:

جو لذت نماز میں ادائے نماز کے وقت حاصل ہوتی ہے نفس کو اس میں بالکل دخل نہیں ہوتا اور نماز کا رتبہ دنیا میں ایسا ہے جیسا کہ آخرت میں رؤیت باری تعالیٰ کا اور تمام عبادات و مسائل نماز ہیں اور نماز مقاصد میں سے ہے (مکتوب امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نمبر ۵، ۲۲، ص ۱۸۸)

صَدَقَ اللہُ وَ بَلَّغَ رَسُوْلُ اللہ:

اللہ نے حق فرمایا اور رسولؐ نے تبلیغ کردی۔

بچہ کا بد بخت ہونا یا سعادت مند ہونا:

اللہ تعالیٰ چار باتوں کا حکم دے کر ایک فرشتہ کو اس (گوشت کے لوتھڑے) یعنی بے جان بچہ کی طرف بھیجتا ہے (۱) اس کا عمل (۲) میعادِ زندگی (۳) مقدارِ رزق (۴) اور اس کا بد بخت یا سعادت مند ہونا لکھا جاتا ہے۔ پھر اس کے اندر روح پھونک دی جاتی ہے (بحوالہ مظہری ۹/۲۱۹)

نفلی روزہ اور یوم عاشورہ کے فضائل:

عرفہ کے روزہ سے دو سال کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور عاشورہ کے روزہ سے ایک سال کے گناہ معاف ہوتے ہیں (الحدیث)

Marfat.com

(۱) عاشورہ کے دن حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔

(۲) حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کنارہ پر آئی تھی عاشورہ کے دن۔

(۳) عاشورہ کے دن حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو فرعون سے نجات ملی اور فرعون غرق ہوا تھا۔

(۴) عاشورہ کے روز ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور اسی دن آسمان پر اٹھائے گئے۔

(۵) اسی روز حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے خلاصی ملی اور اسی دن ان کی امت کا قصور معاف ہوا۔

(۶) حضرت یوسف علیہ السلام اسی روز کنوئیں سے نکالے گئے۔

(۷) حضرت ایوب علیہ السلام کو مشہور مرض سے صحت عطا ہوئی۔

(۸) حضرت ادریس علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے۔

(۹) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔

(10) حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک عطا ہوا اسکے علاوہ بھی کرامات عاشورہ کے یوم کی شروح حدیث اور کتب سیر میں لکھی ہیں۔

(۱۱) وحشی جانور بھی اس روز روزہ رکھتے ہیں۔ اللہ اکبر کس قدر متبرک دن ہے، جس کو ہم لوگ لہو و لعب میں ضائع کر دیتے ہیں۔

قریش زمانہ جاہلیت میں اس دن روزہ رکھتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی (تطوعاً) رکھ لیا کرتے تھے لیکن ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ تشریف لائے تو دیکھا کہ یہود جو اہل کتاب ہیں وہ بھی اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تم سے زیادہ ہم اتباع کے مستحق ہیں اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی روزہ رکھا اور امت کو بھی اس روزہ کا حکم فرمایا۔ رمضان شریف سے پہلے یہ روزہ فرض تھا اور جب رمضان کے روزے فرض ہو گئے تو عاشورہ کا

Marfat.com

روزہ مستحب رہ گیا (خصائل نبوی ص ۲۵۸ شمائل ترمذی شریف) صَدَقَ اللّٰہُ وَ بَلَّغَ رَسُوْلُ اللّٰہِ .

توحید افعالی:

عام طور پر تو یہ ہوتا ہے کہ سالک پہلے توحید افعالی کی نسبت حاصل کرتا ہے۔ پھر اس سے توحید صفاتی کے مقام پر پہنچتا ہے اور دہاں سے وہ توحید ذاتی کا مرتبہ حاصل کرتا۔ لیکن بعض سالک توحید افعالی سے براہ راست ایک جست میں توحید ذاتی تک پہنچ جاتے ہیں لیکن یہ چیز بہت کم سالکوں کے حصے میں آتی ہے چنانچہ جب سالک اس مقام پر پہنچ جائے تو اسے چاہیئے کہ پوری ہمت سے زیادہ سے زیادہ ریاضت اور وظیفہ کرے کہ اس پر یہ بات منکشف ہو جائے کہ یہی ایک حقیقت ہے جس سے آگے چل کر اسے بقا حاصل ہوتی ہے۔ یہ مقام ''راہِ جذب'' کی آخری منزل ہے۔

اس ضمن میں سالک کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ جب سالک پر اس قسم کی وحدت منکشف ہو جائے تو اسے یہ یقین کر لینا چاہیئے کہ اس کی ''جذب'' کی راہ طے ہو چکی اور سالک اس سارے سفر کی توجیہ اس طرح کرتا ہے کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کائنات کے ہر ذرہ میں ذات باری کا جلوہ جاری و ساری ہے اور اس راہ کی استعداد کے مطابق ان کو مختلف احوال اور واقعات بھی پیش آتے ہیں اس راہ میں جو کیفیت اور حالت سالک کے نفس میں اس طرح جاں گزیں ہو جاتی ہے۔ گویا کہ وہ اس ذات کے لئے لازمی خصوصیت بن گئی اسے ''نسبت'' کہتے ہیں (ھمعات ص ۸۲ تا ۸۵) .

نسبت طہارت کا دل میں جاگزیں ہونا:

جن نسبتوں کو سالک اپنی محنت اور کوشش سے حاصل کرتا ہے بعض اوقات ان کے ساتھ ضمنی طور پر دوسری نسبتیں ظاہر ہو جاتی ہیں ان کو عطیہ الٰہی قرار دیتا ہے چنانچہ جب وہ اپنے اندر نسبت طہارت کے آثار پاتا ہے تو اس سے ملائکہ سے پوری مناسبت پیدا کر لیتا ہے اور اپنے نفس کو پاکیزہ بنا لیتا ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس کے دل پر اس کیفیت کے ساتھ ساتھ عشق و محبت کا بھی رنگ چڑھ جاتا ہے پھر اس سے ''نسبت'' عشق کے آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں اور اس طرح سالک یہ خدائے تعالیٰ کی مزید عنایت

Marfat.com

سمجھتا ہے کہ مجھے خود بخود نسبت عشق حاصل ہوگئی۔اس طرح سالک انہیں عطیہ الٰہی قرار دیتا ہے۔

نسبت طہارت کے حصول کا طریقہ یہ کہ خلوت میں جائے پھر غسل کرے صاف ستھرے ہو سکے تو سفید کپڑے پہنے اور دو رکعت نماز پڑھے اور ''یا نور'' کا ذکر کثرت سے کرے اس طرح کئی دفعہ وضو کرے اور بار بار دو رکعت نماز پڑھے اور ذکر اور پوری توجہ اور ہمت سے سوچے کہ اس کی حالت پہلے جیسی ہے یا اس میں کچھ فرق آ گیا یہ یقینی بات ہے کہ وہ دو تین گھڑی تک یہی عمل کرے گا تو اسے نسبت طہارت حاصل ہو جائے گی اور جب نسبت اسے حاصل ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ نسبت کی حفاظت کرے کہ جن چیزوں سے اس نسبت میں خلل واقع ہوتا ان سے احتراز کرے۔

اس سلسلہ میں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ حقیقت طہارت صرف وضو و غسل ہی پر منحصر نہیں بلکہ ان کے علاوہ اور چیزیں بھی ہیں جو ان کے حکم میں داخل ہیں جیسے صدقہ دینا فرشتوں اور بزرگوں کو نیکی سے یاد کرنا وہ کام سرانجام دینا جن میں عام لوگوں کو فائدہ ہو اور اس کی وجہ سے وہ لوگ دعائے خیر کریں داڑھی مونچھ اور دوسرے بالوں کی ایسی وضع بنانا جو ملت میں مستحسن سمجھی جاتی ہے اور انہیں بے ترتیب اور پراگندہ نہ رہنے دینا مقدس مقامات مساجد اور سلف کے آثار میں اعتکاف کرنا لباس پاک سفید پہننا خوشبو استعمال کرنا طہارت کی حالت میں سونا اور سوتے وقت ذکر کرنا اِدھر اُدھر کے پریشان کن خیالات سے اپنے آپ کو بچانا۔یہ سب چیزیں طہارت کی کیفیت پیدا کرتی ہیں یا ان سے اس کو تقویت ملتی ہے ان سے خلاف مفاسد سے بچنا جو طہارت کی ضد ہیں۔

آخری نصیحت:

موجودہ دور کی پریشانیوں اور عالم فتنہ وفساد سے ایسا پُر ہے کہ کیا عجب قیامت ہو جائے باقی وبا میں مرنا مسلمان کے حق میں شہادت ہے اور ایسے وبا کے وقت میں راضی بقضا رہنا اور جزع فزع نہ کرنا عین ایمان ہے اور موت کو یاد رکھنا اور خوف عذاب کا ہونا نشانی ایمان ہے۔موت سے غافل ہونا عاقل کا کام نہیں۔اللہ کریم نے اپنی خوشنودی کو ان اعمال میں جن کا حکم ہوا ہے چھپا دیا ہے اور اپنے غضب کو ان

Marfat.com

کاموں میں جسے منع کیا ہے۔ چھپایا ہے۔ کیڑے لگا اناج اُگتا نہیں پھل کہاں سے دے یہ اعمال ہمارے ہزاروں عیب سے پُر ہیں مگر اس بارگاہِ خداوندی کی بے نیازی اور شان بلند سے یہ امید ہے کہ کیا عجب ان کو بھی قبول فرمائے۔

والحمد للہ علیٰ ذالک

حقیقی ایمان کا حصول:

مجازی ایمان تو زبانی اقرار اور قلبی تصدیق کا نام ہے اور اس میں نفس کا طغیان و کفران باقی رہتا ہے اور حقیقی ایمان کا حصول نفس کو فنا کرنے کے بعد ہوتا ہے۔ یعنی نفس کی سرکشی اور انانیت فناہ ہو جاتی ہے تو حقیقی ایمان نصیب ہوتا ہے اس کے لئے اللہ والوں کی صحبت ضروری ہے جو (ہمہ اوست) کی مشق کرائے کہ اوقات کو آباد رکھنے اور بشریت کے وجود کی نفی کرنے میں دل و جان سے کوشش کریں۔ فوزِ عظیم اسی طرح حاصل ہوتی ہے کہ اس کامیابی عظیم کو حاصل کرنے کے لئے دل کو درست کرے۔ ہاتھ پاؤں ہلاوے مشقت جھیلے۔ تیغ و سنان کے سامنے سینہ سُپر بنے پھر دیکھو فوزِ عظیم ہاتھ آتا ہے کہ نہیں (تشریح قرآن ص ۱۸۹/۷)

اصل میں تباہی استعداد کا سبب و فاعل لوگ خود ہوتے جب بقصدِ خود تباہی استعداد کو اختیار کر لیا تو پھر اللہ تعالیٰ ایسے گمراہوں کے قلوب پر مہر لگا دیتے ہیں۔

تُو مشو مغرور بر حلمِ خدا
دیر گیرد سخت گیرد مر تُرا

کھول کر آنکھیں میرے آئینہ گفتار میں
آنے والے دور کی دھندلی سی اِک تصویر دیکھ

لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے

Marfat.com

اپنی خوشی سے آئے نہ اپنی خوشی چلے
(قاری طیبؒ)

حسن فانی پر اگر تو جائے گا
یہ منقش سانپ ہے ڈس جائے گا

(مجذوبؒ)

دعا مصیبت کا علاج ہے:

رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا مصیبت کو کوئی چیز رد نہیں کرتی سوائے دعا کے اور عمر میں کوئی چیز زیادتی نہیں کرتی مگر نیکی (یعنی خیر خیرات حسن سلوک۔ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا راستہ بتا دینا پیغمبروں کا فریضہ ہے اور ہدایت یاب کرنا تو اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے اور اللہ نے کافروں کو شر الدواب (یعنی بدترین چوپایا) قرار دیا ہے (مظہری ۳۹۱۔۳۸۰/ ۸+۶)

ترک سلام وکلام

کسی شخص کو بوجہ ارتکاب امر خلاف شرع کے یہ سزا دینا کہ اس سے ترک سلام وکلام کردیں جائز ہے۔ اور احادیث میں جو ممانعت آئی ہے کہ تین دن سے زیادہ ترک کلام نہ کرے مراد اس سے وہ ہے جس کا سبب کوئی دنیوی رنج ہو۔ (تشریع قرآن ص ۱۸۵)

اگر آدمی حرام سے بچ جائے۔ فرائض ادا کرتا رہے یہ اس زمانے کا جنیدؒ و شبلیؒ ہے۔

(قاری طیبؒ) (خطبات ۱/۴۶)

اجتہاد فی الدین کے اہل:

(۱) اجتہاد کی پوری صلاحیت رکھنا (۲) اجتہاد آزادانہ ہو (۳) پچھلے مجتہدین کرام کے بیان کردہ

Marfat.com

اصولوں کے ماتحت ہو (۴) مقصد نئے مسائل کا حل ہو پہلے فیصلوں کی تردید و تنقیص نہ ہو ۔اس قسم کے اجتہاد کا دروازہ ہمیشہ کھلا ہے نئے اجتہاد کا مطلب پچھلے مجتہدین کی تنقیص نہیں بلکہ پچھلے ذخیرہ اجتہاد پر ایک ضروری اضافہ ہے علمائے دیوبند نے اس قسم کے اجتہاد کو کبھی منع نہیں کیا۔ہاں یہ ضروری ہے کہ اسکی اجازت انہی لوگوں کو ہو جو اس کے اہل ہوں اور پچھلے فقہا و مجتہدین کے اصول و فروع پر پوری نظر رکھتے ہوں۔

ایک قاضی صاحب کی تاویل:

کسی نے قاضی صاحب سے کہا قاضی جی ایک بیل نے دوسرے بیل کے سینگ مار دیا ہے۔اس میں شریعت کا کیا حکم ہے قاضی صاحب نے کہا اس میں حکم کیا ہوتا۔پھر اس آدمی نے کہا جی حضرت مارنے والا بیل تیلی کا تھا اور پیٹنے والا آپ کا۔قاضی صاحب نے کہا کہ ہاں یوں ہوا ہے تو اچھا کتاب دیکھ کر کہیں گے چنانچہ کتاب منگائی اور کھول کر دو چار جگہ نظر ڈال کر بولے لال کتاب بولی یوں۔ تیلی بیل لڑائے کیوں۔

کھلائی کھل کیا مسٹنڈ
بیل کا بیل اور پانچ کا ڈنڈ

(تذکرہ رشید ص ۴۴۹)

کُلُّ نَفس بِمَا کَسبَتْ رَھِینَۃ" ہر نفس اپنے عمل کے ہاتھ گرو ہے (سیرۃ نبوی ۸۴۔۴/۷)

دعا:

سَلَامٌ" عَلیٰ نُوحٍ فِی العَالَمِین پڑھنے سے سانپ اور بچھو ضرر نہیں پہنچاتے (مظہری ۶/۴۹)

Marfat.com

سخاوت جنت کا مستحق بنا دیتی ہے:

سود کھانے سے دل میں اتنی قساوت پیدا ہو جاتی جو اکثر کفر تک لے جاتی ہے (مظہری ۲/۳۶۲) من جملہ ان اوصاف کے جو اہل تقویٰ کو مستحق جنت بناتے ہیں۔ سب سے اول سخاوت کا ذکر آیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا سخی اللہ سے قرب رکھنے والا ہے۔ جنت سے قرب رکھنے والا ہے۔ لوگوں سے قرب رکھنے والا ہے۔ دوزخ سے دُور رہنے والا ہے۔ اور کنجوس اللہ سے دُور جنت سے دُور لوگو سے دُور اور دوزخ سے قریب ہے جاہل سخی عابد بخیل سے اللہ کے نزدیک اچھا ہے (مظہری ۲/۳۶۴) جس کی دوستی سے تم کو فائدہ نہ ہو اس کی دشمنی بھی تم کو ضرر نہ دے گی (احیاء العلوم ۲/۲۲۱) عام طور سے یہی ہوتا ہے جہاں مال کی کثرت ہوتی ہے فسق و فجور، آوارگی عیاشی اپنے ساتھ لاتی ہے اور بے محل خرچ کرنا نام و نمود پر صرف کرنا تو دولت کے ادنیٰ کرشموں میں سے ہے (صدقات ص ۲۰۷)

نزول قرآن کریم:

حضرت سید حسین احمدؒ مدنی نے فرمایا ہے کہ قرآن کریم حجاز میں نازل ہوا مصر میں پڑھا گیا استنبول میں لکھا گیا اور سرزمین ہند میں سمجھا گیا اور اس میں ذرہ بھی شک نہیں کہ زبان و قلم۔ تصنیف و تالیف۔ تقریر و خطابت اور کردار و عمل کے ذریعے سب سے زیادہ خدمت ہندوستان نے کی ہے اور یہ سب ثمرہ ہے ام المدارس دار العلوم دیو بند کے قیام کا۔

روحانی ترقی:

روحانی ترقی کا پہلا زینہ یہی ہے کہ جی نہ چاہے اور انسان کرتا رہے ہم حلاوت کے لئے عبادت پر مامور نہیں اور نہ تمنا ہونی چاہیے اور یہ اللہ کا فضل ہے جب راہ نمائی فرماتے ہیں تو تعلیم کی ضرورت بھی باقی نہیں رہتی انسان درجہ اسباب میں کام مکمل کرے پھر خدا کے حضور انابت اختیار کرے۔

Marfat.com

اولاد کا نام اچھا رکھو:

ناموں کا اثر انسان کے کاموں پر ہوتا ہے ایک حدیث شریف کا مفہوم بھی ایسا ہے کہ تم اولاد کے نام اچھے رکھو تو مسمیٰ میں تاثیر ہوتی ہے نام بگاڑنا ممنوع ہے اور بے معنی نام رکھنا بھی ممنوع ہے۔

شرط ولایت تقویٰ ہے:

ولایت کے لئے تقویٰ شرط ہے نہ کہ کثرت اذکار و وظائف، البتہ یہ اذکار و اشغال وغیرہ حصول تقویٰ کے لئے معین ضرور ہیں اور ترک معاصی ضروری ہیں اور ساتھ ہی اپنے مصلح سے برابر مشاورت رکھے ورنہ معصیت کے ساتھ اذکار اور وظائف کا نفع تام نہ ہوگا اور ایسا سالک ہمیشہ ناقص رہے گا کیونکہ اصرار علی المعصیت اور قرب الٰہی میں تضاد ہے اور علم کی خوبی اور اس کا شرف اسی وقت تسلیم ہوگا جب کہ ساتھ حسن عمل کا پیوند لگا ہوگا۔ تمام وظائف عبادات ظاہری باطنی حدیث جبریل میں موجود ہیں۔ اکلِ حلال کا بندوبست کرو خود بخود مستجاب الدعوات ہو جاؤ گے۔ ایک وقت کا لقمہ حرام چالیس دن کی دعاؤں کو قبول نہیں ہونے دیتا ہماری دعاؤں کے قبول نہ ہونے کا سبب ہے، یہ ہی لقمہ حرام اور ناجائز کمائی ہے۔ جب تک اس سے احتیاط نہیں ہوگا ہماری دعائیں رائیگاں رہیں گی قبولیت کے لئے اکل حلال شرط ہے جو تقویٰ کی نشانی ہے۔

قیامت میں آدمی اپنے محبّ کے ساتھ ہوگا:

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی (قیامت میں) اس شخص کے ساتھ ہوگا۔ جس سے محبت رکھتا ہوگا اور ثواب اس چیز کا ملے گا جو عمل کیا ہوگا (ترمذی شریف ۲/۶۹)

بیعت ادخال سلسلہ:

باوجودیکہ بعض لوگوں کی حالت سے غالباً معاہدات بیعت پر مستقیم نہ رہنا یا مجاہدات وریاضت کا

Marfat.com

حق بجانہ لانا معلوم ہو جاتا ہے۔مگر بعض اوقات ان کو بھی سلسلہ میں داخل کرلیا جاتا ہے۔یہ اوپر والی حدیث شریف اس کی اصل ہو سکتی ہے۔کیونکہ بیعت میں یہ خاصیت ہے کہ اپنے شیخ سے محبت کا سبب ہو جاتی ہے۔پس برکات محبت جو حدیث شریف میں مذکور ہیں اس کے حصول کی توقع ہو جاتی ہے۔ (التکشف ص۴۵۴)

تسبیح کا جواز:

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے ان کے سامنے چار ہزار گٹھلیاں رکھی تھی کہ ان سے (شمار کر کر کے) سُبحان اللہ کا ورد کررہی تھیں (ابوداؤد ص۴۵٦ التکشف) تسبیح پر اور اوراد کا رپڑھنے کی یہ حدیث شریف اس کی اصل ہے کیونکہ گٹھلیوں میں اور دانوں میں کوئی فرق نہیں اور اس میں دھاگا محض اجتماع کی غرض سے ہے۔یہ شبہ کہ ہاتھ میں رکھنے سے صورت ریاء کی ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ حقیقت ریاء سے بچنا خود ضروری نہیں (ص۴۵٦ التکشف)

الحمد لله وسلام ” علیٰ عبادہ الذین اَصۡطفیٰ

خوف وخشیت الٰہی اور جہنم کے لرزہ خیز عذاب:

خدائے تعالیٰ کی عظمت وجلالت اور اپنے عجز و بیچارگی کا تصور ذہن میں جاگزیں ہونے کے بعد افراد کے اخلاق واعمال کی اصلاح پر اثر انداز ہوتا ہے غرور وتکبر بڑی مہلک باطنی بیماری ہے اس کے ہوتے آدمی کا کوئی عمل فائدہ کا اثر نہیں رکھتا۔اس کے لئے آخرت کی خوف ناک سزاؤں کا تصور اور لرزہ خیز عذابوں کا خوف اور اس کے تصور کی مشق ذکر میں اور نماز میں بار بار تصور اصلاح کا سبب بنتا ہے۔

حضرت عمرؓ کے دور کا ایک واقعہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کے زمانہ میں ایک شخص کی کسی عورت پر نگاہ پڑ گئی اور اس کو اس سے بے انتہا

Marfat.com

عشق ہوگیا۔ جب یہ معاملہ ضبط سے باہر ہوگیا تو جذبات سے مجبور ہو کر اس شخص نے عورت کے پاس اپنا حال پہنچایا۔ عورت بہت نیک اور سمجھ دار تھی۔ اس نے کہا کہ ایک شرط پر تمہارا مدعا پورا ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ چالیس روز تک تکبیر اُولیٰ کے ساتھ حضرت عمرؓ کے پیچھے جماعت سے نماز پڑھا کرو۔ اس شخص نے کہا یہ کوئی بڑی بات نہیں چنانچہ اس نے یہ سلسلہ شروع کر دیا شروع شروع میں تو اس شخص کے جوش جنون کا یہ عالم تھا کہ دن میں کئی کئی چکر عورت کے مکان کی طرف لگاتا تھا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھنے کے بعد چند ہی روز میں خیال اس طرف سے ہٹنا شروع ہوا اور جوش میں کمی آنے لگی رفتہ رفتہ اس خیال کے نقوش بالکل دُھندلے ہوتے چلے گئے۔ اور طواف کوچہ یار کا سلسلہ بالکل ہی ختم ہوگیا۔ اس عورت نے جب دیکھا کہ اس کا تجویز کردہ نسخہ اپنا کام کافی کر چکا ہے تو ایک مرتبہ امتحان کے طور پر اس کے پاس پیام بھجوایا کہ اب تو آپ اِدھر کا رُخ نہیں کرتے وہ خیال آپ کا کیا ہوا۔

اس شخص نے جواب دیا کہ مجھے اب کوئی خواہش اور ضرورت نہیں ہے اور میرا خیال اِدھر سے بالکل ہٹ گیا ہے اور میں نے اس سے توبہ کر لی ہے۔ (نزہتہ المجالس بحوالہ معارف مدینہ ۱/۴۳۴)

لہذا اخلاق اور اعمال کی اصلاح کا ایک ایسا نظام قائم ہو کہ شروع سے ہی بچہ کے ذہن میں یہ بات بٹھا دی جائے کہ خدائے تعالیٰ اس وحدہٗ لاشریک ذات کا نام ہے جس کی قوت و طاقت کی کوئی حد و انتہا نہیں ہے آسمان زمین پہاڑ، دریا، چاند، سورج وغیرہ سب اس کے اشاروں پر گردش کرتے ہیں۔ وہ ایک اشارے سے ان سب کو فناء کر سکتا ہے وہ جو چاہے وہی ہو جاتا ہے۔ جس کو چاہے۔ زندگی بخش دیتا ہے جس کو چاہے بیمار محتاج کر دیتا ہے جس کو چاہے تندرستی بخش دیتا ہے جسے چاہے فقیر کر دیتا ہے جس کو چاہے بادشاہ بنا دیتا ہے جس سے وہ راضی ہو اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا جس سے وہ بگڑ جائے کوئی اس کے کام نہیں آسکتا وہ اچھی باتوں سے خوش ہوتے ہیں ان پر نعمتیں دیتے ہیں اور طرح طرح سے نوازتے ہیں بری باتیں کرنے سے ناراض ہوتے ہیں اور سخت سزاؤں اور عذابوں میں ڈال دیتے ہیں تو بچہ کا نرم و نازک ذہن ابتداء ہی سے خدا کے خوف سے لبریز ہو جائے گا اور اس کے ذریعہ پھر وہ ہر تربیت کو بآسانی قبول کر سکے گا اس طرح خدا کی محبت اور اس کے خوف کی بنیاد پر تربیت کی عمارت

Marfat.com

کھڑی کی جائے گی تو یقینی طور پر اس سے ایسے افراد تیار ہوں گے جو زندگی کے ہر شعبہ کو اسی کے مطابق گزاریں گے ملازمتوں پر جائیں گے تو رشوت خوری اور کام چوری سے بچیں گے مزدوری کریں گے تو پورا کام کر کے دیں گے مزدوری لیں گے تو اس کی پوری اُجرت ادا کریں گے تجارت کریں گے تو ایمانداری کا ریکارڈ قائم کر دیں گے حکومت پر پہنچیں گے تو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے چھوٹے ہوں گے تو بڑوں کا احترام کریں گے بڑے بنیں گے تو چھوٹوں پر شفقت کریں گے مالدار ہوں گے تو غریبوں پر سخاوت کی بارشیں کریں گے غریب وفقیر ہوں تو صبر وقناعت کے بے مثال نمونے پیش کریں گے فوج میں جا کر دشمن سے لڑیں گے تو شجاعت و جواں مردی کا ریکارڈ توڑیں گے دشمن پر غلبہ پالیں گے تو رحم و رافت اور عفو و شرافت سے ان کے دل بھی جیت لیں گے۔

کثرتِ ذکر اور صحبت شیخ خدا پرستی کی بنیاد پر تربیت کا یہی نتیجہ ہوتا ہے اس کے سوا کچھ اور ممکن ہی نہیں ہے اس تصور میں کسی اور چیز کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ (معارف مدینہ ۱۴۱۷/۱) کسی اللہ والے کی صحبت میں رہ کر اور تعلق پیدا کرنے سے انسان میں فطری طور پر کچھ اور خوبیاں بھی پیدا ہوتی ہیں اور وہ ہیں وقت کی پابندی فرض شناسی اور مشکل سے مشکل حالات میں اپنے فرائض انجام دینے کی مشق و عادت۔

دنیا منزل مقصود کی شاہراہ ہے

ہر ساعت ہر لحظہ میں ہماری عمر کا ایک بیش بہا قیمتی حصہ برف کی طرح پگھلتا ہے۔ اور ہم غافل ہیں اور نہیں سمجھتے آخر کار انجام ایسا ہونے والا ہے کہ ہاتھ جھاڑ کے الگ ہو جاویں گے اور یہ گراں قیمت عمر تمام ہو جائے گی اس وقت بجز کف افسوس ملنے کے اور کوئی چارہ کار نہ ہوگا۔

یہی غفلت ولا پرواہی بنا ہے تمام دنیا کی لذات و اہل دنیا کی دلچسپیوں کی اور یہی ہے وہ مارِ آستین جو ہماری جڑ کھوکھلی کر رہا اور اس عزیز سفر کی منزل کو کھوٹا کر رہا ہے۔ کاش ہم لوگوں کی آنکھوں سے یہ غفلت کے پردے اٹھیں اور ہم ہوش میں آ کر اس خطرناک بیماری کی چارہ جوئی کریں اور اس لاعلاج

Marfat.com

مرض کی دوا کی فکر کریں۔ وہی دوا جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم جیسے مریضوں کے واسطے اس کا علاج تجویز کیا ہے وہ یہی کہ ہر وقت اپنے کو ایک راہ رو مسافر تصور کریں اور دنیا کو اپنی منزل مقصود کی شاہراہ خیال کریں اور اس وظیفہ کا ہر وقت ہر ساعت استحضار رکھیں (تصور رکھیں) ہر وقت اس مراقبہ میں رہیں اور اپنی حیات دنیویہ کو ایک مسافر کی حالت سفری سے زائد نہ خیال کریں جس طرح ایک مسافر اپنے سفر میں وہی کام کرتا ہے جو اس کے سفر کے معین ہوتے ہیں اور جو چیزیں اس کے سفر کو کھوٹا بنانے والی اور مخل مقصود ہوتی ہیں ان کو ہرگز اختیار نہیں کرتا۔ مسافر راستہ میں کہیں کھیل تماشہ میں مصروف نہیں ہوتا۔

غرض ہر وقت اپنی حالت پر محاسبانہ نظر رکھیں اور معین حالت کو اختیار کریں اور مانع حالت سے احتراز کریں یہی عقل کا کام ہے کاش ہم کو ہوش آئے اور ہم غور کریں۔

حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ

اور حضورؐ نے بدعادی ہے کہ دینار و درہم کا بندہ ہلاک ہو جائے ذلیل ہو جائے اور اگر اس کے کانٹا لگے تو خدا کرے نکلنا نصیب نہ ہو۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عبدالدینار والدرہم کو جو بدعادی ہے یہ تشریعی بددعا ہے لہذا سمجھنا چاہیے اور اس بددعا سے بہت ڈرنا چاہیے کیوں کہ حضور کی دعا اور تشریعی بددعا بہت جلد قبول ہو جاتی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اِنِّی اَریٰ رَبَّکَ یُسَارِعُ فِیْ ھَوَاکَ: کہ میں دیکھتی ہوں کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہیں حق تعالیٰ ویسے ہی کر دیتے ہیں۔

دنیا کی محبت اور حرص کا درجہ۔ سبحان اللہ! حق تعالیٰ کیسے رحیم ہیں کہ دنیا کی محبت اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ نہ ہونی چاہیے جس کی علامت یہ ہے کہ جہاد فی سبیلہ میں کمی ہو جائے۔ یعنی اطاعت احکام میں اختلال ہو جائے یعنی اطاعت احکام و جہاد فی سبیل اللہ میں کمی نہ ہو اگر یہ معیار محفوظ ہے تو پھر طبعی محبت اگر دنیا سے یا بیوی سے یا اولاد سے زیادہ بھی ہو تو کچھ ڈر نہیں مواخذہ اس پر ہوگا کہ دین و دنیا کے مقابلہ کے موقعہ پر دنیا کو ترجیح دے اور اگر یہ نہ ہو بلکہ دنیا کی محبت و حرص کو دبا کر دین پر فدا

Marfat.com

کردے گو ترک دنیا سے حزن بھی ہو اور دل بھی دُکھے تو اس پر مواخذہ تو کیا ہوتا اس سے ثواب بڑھے گا کمال تقویٰ یہی ہے کہ دنیا کی حرص و محبت ہوتے ہوئے بھی اس کا مقابلہ کیا جائے تو معلوم یہ ہوا کہ محض حرص دنیا مذموم نہیں بلکہ اس کے مقتضا پر عمل کرنا مذموم ہے۔

اس سے ایک مسئلہ سمجھ لینا چاہیے کہ غیر محقق شیخ اس میں غلطی کرے گا۔ مثلاً اس سے کوئی شخص حرص دنیا کی شکایت کرے گا تو وہ کوئی وظیفہ یا مراقبہ تجویز کر کے بتلائے گا۔ مگر محقق شیخ فوراً تسلی کر دے گا کہ حرص ہونا مضر نہیں اس سے تو اجر بڑھتا ہے جبکہ عمل اس کے خلاف ہو۔ بلکہ شرعاً وہ حرص حرص ہی نہیں جس کے مقتضا پر عمل نہ ہو۔ حرص شرعی وہی ہے جس سے دنیا کو دین پر ترجیح ہونے لگے (الدنیا والآخرۃ ص ۵۱۸)

خاک و بادو آب و آتش بندہ اند
پیش تو مردہ و برحق زندہ اند
کار سازِ ما بسازِ کارِ ما
فکر ما در کارِ ما آزارِ ما

زندگی کی ادا راتوں میں اک دیا سا ٹمٹماتا ہے
اے ہوا اسے بھی گُل کردے ڈھل چکی ہے رات اب کون آتا ہے

(عطاء اللہ شاہ بخاری)

اَلْحَمْدُ اللّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ

صلاح قلب یا ایمان اور تقویٰ کا کمال

عوام کے خواب ان کے باطن کی ظلمت کے سبب اکثر جھوٹے ہوتے ہیں۔ تقویٰ کا کمال (حصول) ولایت کے بغیر حاصل نہیں ہوتا اور ولایت کا منصب ایک عطائے ربانی ہے۔ اس کا طریق البتہ

Marfat.com

اکتسابی ہے اور تقویٰ نفس کے رذائل کو دور کئے بغیر حاصل نہیں ہوتا مثلاً حسد، کینہ، غرور، ریا، اور غیبت وغیرہ پوری طرح زائل نہ ہو جائیں تقویٰ کا کمال حاصل نہیں ہوتا اور یہ فنائے نفس پر منحصر۔ اور جب تک کہ حق تعالیٰ کی محبوبیت ہر غیر پر غالب نہ آجائے ایمان اور تقویٰ کا کمال حاصل نہیں ہوسکتا اور یہ بات فنائے قلب سے متعلق ہے۔ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''صلاحِ قلب'' سے تعبیر فرمایا ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ تین شخص ایمان کی حلاوت (ولذت) پاتے ہیں۔ ایک تو وہ جس کے نزدیک خدا اور رسولؐ تمام دوسری چیزوں سے محبوب تر ہوں اور دوسرا وہ جو کسی سے محبت رکھے تو محض اللہ کی خاطر محبت رکھے۔ اور تیسرا وہ جس کے لئے (ایمان سے نکل کر) کفر میں جانا دوزخ میں جانے سے زیادہ ناگوار ہو۔ یعنی لوگ تو دوزخ کے ڈر سے ایمان لائے ہیں اور عبادت کرتے ہیں اور یہ شخص کفر کو دوزخ سے بھی زیادہ بڑا جانتا ہے۔ یعنی یہ شخص خدا کی عبادت نہ دوزخ کے ڈر سے کرتا ہے نہ جنت کی لالچ میں بلکہ محض خدا کی محبت کی بناء پر کرتا ہے اسی لئے عارف رومیؒ نے فرمایا ؎

سیر زاہد ہر شبے یک، راہ روز
سیر عارف ہر دمے تا تخت شاہ

ترجمہ: زاہد یعنی غیر ولی عابد ہر رات ایک دن کی مسافت روحانی طے کرتا ہے اور ''عارف'' یعنی صاحبِ ولایت تو ہر وقت (ہر لمحہ) شاہی تخت یعنی حق تعالیٰ کے قرب ذاتی تک پہنچا ہوا ہے (ارشاد الطالبین ص ۲۶ سے ۳۰)

طریقت کی طلب:

باطنی کمالات حاصل کرنے کے لئے طریقت کی طلب اور کوشش واجب ہے کیونکہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ترجمہ: '(اے مسلمانوں اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے) مراد یہ ہے کہ اے مسلمانو! خدا کی ناپسندیدہ باتوں سے کمال پرہیزگاری کے ساتھ بچتے رہو یعنی ظاہر و باطن میں اور عقائد و اخلاق میں کوئی بات خدائے تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہ رہنے پائے اور صوفیاء حضرات کی اصلاح میں

Marfat.com

اس کو فنائے قلب کہتے ہیں اور فنائے نفس کا نام ولایت ہے اور تقویٰ کا تعلق نفلی عبادتوں کی کثرت سے نہیں بلکہ تقویٰ نام ہے واجبات پر عمل اور ممنوعات سے پرہیز کا اور فرائض ہوں یا واجبات بغیر اخلاص کے قطعاً قابل اعتبار نہیں۔ لہذا ولایت کے کمالات کا حاصل کرنا فرائض میں سے ایک فریضہ ثابت ہوا مگر چونکہ ولایت کا ملنا خدا کی دین پر منحصر ہے اور کسی کے بس کی بات نہیں اور اس کی ذمہ داری بقدرِ طاقت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (فا تقو الله ما استطعتم) یعنی خدا کی منع کی ہوئی چیزوں سے بچو جتنا کہ تمہاری بساط میں ہو اب حکم یہ ہوا کہ کمالات ولایت کے حصول کی بساط بھر کوشش واجب ہے بس ایک انسان قربِ الٰہی کے مراتب میں جتنی زیادہ ترقی کرتا ہے اتنا ہی خشیت اور اللہ کا خوف اس پر طاری ہوتا ہے اور وہ اسی تناسب سے تقویٰ میں بڑھتا جا تا ہے پس جب تقویٰ کی کوئی انتہا نہیں تو مقامات، قربِ الٰہی اور تقویٰ کے حصول میں مرتے دم تک کوشش واجب ہو گی اور باطنی علم جس کو عرفان کہتے ہیں کی ترقی کا طلب فرض ثابت ہوا۔ (ارشاد الطالبین ص ۴۱)

اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے اور ناقص کی طرح ایک کامل کے لئے بھی قرب کے مراتب پر قناعت حرام ہے جبکہ دنیا کے معاملے میں قناعت سکھائی ہے اور حرص دنیا تباہ کن ہے بس اللہ کے راستے کے چلنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر بات میں ادب الٰہی کا خیال رکھیں اور جب تک دم میں دم ہے۔ قرب الٰہی میں ترقی کی طلب میں لگے رہیں اور ہمت ایسی بلند ہو کہ دریا کے دریا بھی اگر پلا دیئے جائیں تو ان کو دو ایک گھونٹ سے زیادہ نہ سمجھیں اور ہونٹ پھر بھی خشک ہی رہیں کہ تشنگی باقی ہی ہے حاصل یہ کہ اس راستہ میں قناعت نہ ہونی چاہیے کیونکہ مراتب کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ لہذا باطنی کمالات کی طلب واجب ٹھہری تو ایسے پیر کی تلاش ضروری ہوئی جو نفس کش ہو۔ یعنی نفس پیر کامل کے سایہ میں یعنی تربیت کے بغیر مر نہیں سکتا۔

اس لئے ایسے نفس کش پیر کا دامن خوب مضبوط پکڑ لو.............. اور کامل اور مکمل پیر کی جستجو کا طریقہ یہ ہے۔ کہ فقراء اللہ والوں سے اکثر ملتا رہے اور ان میں یہ دیکھے کہ شریعت کا سختی سے پابند کون ہے۔ جس کسی کو شریعت کا پابند نہ پائے اس سے ہرگز بیعت نہ کرے اگر چہ اسکی کرامات دکھائی دیں ایسی

Marfat.com

جگہ سے نفع کا گمان رکھنا درست نہیں۔ اور نقصان کا گمان قوی ہے۔

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں" لَاتُطِعْ مِنْهُمْ اٰثِمًا اَوْ كَفُوْرًا ترجمہ: گنہگار اور کافر کی اطاعت مت کرو۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے گنہگار کی اطاعت سے پہلے منع کیا ہے اور کافر کی اطاعت سے بعد کو کیونکہ کافر کی اطاعت کا خدشہ دور کا ہے۔ اور اس کا باطل ہونا ظاہر ہے اسی لئے کافر کی صحبت مسلمان کے لئے اتنی مضر نہیں جتنی کہ ایک گنہگار (مسلمان) کی۔ کیونکہ گناہوں کا ارتکاب قلب کے بگاڑ کا ثبوت ہے۔ اور کامل اور مکمل پیر کے لئے قوی ترین ثبوت وہی باتیں ہوں گی جو حدیث سے ثابت ہیں کہ (مثلاً) اس کی صحبت میں بیٹھ کر اور اسکو دیکھ کر خدا یاد آ جائے اور اللہ کے سوا ہر چیز سے دل سرد ہو جائے۔

لیکن چونکہ عوام الناس اور بیگانہ تصوف لوگوں کے لئے صحبت کے اثرات کو محسوس کرنا مشکل ہے اس لئے اس پیر کے مریدوں میں جو عقلمند اور انصاف پسند نظر آئے اس سے پیر کی صحبت کی تاثیر کا حال معلوم کرے۔ کہ حضور ﷺ نے فرمایا ترجمہ: یعنی جہل کے مریض کی شفاء علماء سے سوال کرنے میں ہے۔ پس اگر ایک انصاف پسند اس پیر کی صحبت کی تاثیر کی گواہی دے اور اس میں اس کا مطلوب نہ مال ہو نہ جاہ اور اس کہنے والے میں جھوٹ کا احتمال بھی نہ ہو۔ ساتھ ہی وہ عقلمند بھی ہو کہ بے وقوفی اور حماقت سے متہم نہ ہو تو ایسے شخص کی بات پر اعتبار کرنا چاہیے اور اس جگہ سے نفع کا طلب ہو جائے۔

اگر کوئی شخص ایک مدت تک کسی شیخ کی خدمت میں حسن اعتقاد کے ساتھ رہے اور پھر بھی کوئی تاثیر محسوس نہ کرے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس شیخ سے کنارہ کشی کر لے۔ مگر یہ ضروری ہے اس شیخ سے حسن ظن رکھے۔ کیونکہ اسکا احتمال ہے۔ کہ وہ شیخ تو (اپنی ذات میں) کامل و مکمل ہو مگر اس کے پاس اس شخص کا حصہ نہ ہو۔ اسی طرح اگر شیخ کامل و مکمل میسر تو آ جائے مگر وہ اس دنیا سے کوچ کر جائے اور ابھی مرید تکمیل درجہ تک نہ پہنچ پایا ہو۔ تو اس مرید پر واجب ہے کہ وہ دوسرے شیخ کی صحبت ڈھونڈے کیونکہ مقصود تو خدا ہے اور (اس تک رسائی)

Marfat.com

حضرت مجدد سرہندیؒ کا ارشاد ہے کہ صحابہ نے رسول کریم ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر عمر بن خطاب، عثمان غنی اور علی رضی اللہ عنہم سے بیعت کی۔ اس بیعت کا مقصد محض دنیوی امور (یعنی سیاسی و اجتماعی مصلحتیں) نہیں تھیں بلکہ باطنی کمالات کا حاصل کرنا بھی (اس میں شامل) تھا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ اولیاء کا فیض تو ان کی وفات کے بعد بھی باقی رہتا ہے۔ اس لئے دوسرے شیخ سے رجوع کرنا بے معنی ہے تو (اس کے جواب میں) کہا جائے گا کہ اولیاء کا فیض ان کی وفات کے بعد اس قدر (موثر) نہیں کہ ناقص کو درجہ کمال تک پہنچادے۔ بجز اس کے کہ یکا دکا کبھی ایسا ہوا ہو۔ اگر مرنے کے بعد بھی فیض کی نوعیت وہی رہتی ہے جیسے حیات ناسوتی میں تھی تو پھر پیغمبر خدا ﷺ کے زمانے سے لے کر اس وقت جتنے بھی اہل مدینہ ہیں وہ (فیض یابی میں) صحابہ کے برابر ہوں گے اور کوئی شخص بھی اولیاء (کرام) کے فیضان صحبت کا محتاج نہیں رہے گا مردہ کا فیض زندہ کے فیض کی طرح کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ فیض پہنچانے والے اور فیض پانے والے میں مناسبت شرط (ضروری) ہے۔ اور وہ وفات کے بعد باقی نہیں رہتی۔ ہاں فناء و بقا کے بعد جب باطنی مناسبت حاصل ہو جاتی ہے تو (بزرگان دینکی) قبروں سے فیض اٹھایا جا سکتا ہے مگر وہ بھی اتنا نہیں جتنا کہ ان کی زندگی میں ممکن تھا (واللہ تعالیٰ اعلم)

ارشاد الطالبین ص ۴۵ تا ۴۹)

شیخ سے غائبانہ فیض:

سالک کے لئے ضروری ہے کہ اذکار و اشغال کے دوام کے ساتھ شیخ کی صحبت بھی رکھے کہ باطنی فیض کے لئے ضروری ہے لیکن جب صحبت کے لئے دور دراز کا سفر حائل ہو یا دوسری غیر اختیاری رکاوٹیں ہوں تو اس کے لئے سالک اپنے معمولات کے دوران ایک وقت تنہائی اور یکسوئی کا اختیار کرے اور اس وقت میں اگر ہو سکے تو مغرب کے بعد کے وقت کو اختیار کرے اس میں چپ چاپ بیٹھے تو اس میں یہ تصور رکھے کہ فیضان الٰہی عرش اعظم سے بوسیلہ قلب شیخ مرشد کے بمنزلہ پرنالہ کے میرے قلب کے اوپر آرہا ہے اور اگر تصور شعلہ چراغ کا یا نور سُرخ کا ہو سکے کرے۔ ورنہ تکلف نہ کرے اور

Marfat.com

اگر خطرات تشویش دیں تو ''لاحول'' پڑھ کر پھر اسی تصور کو جمادے اور اگر قلب خطرات سے خالی نہ ہو ہجوم ان کا موقوف نہ ہو تو یوں تصور کرے کہ میرے پروردگار کی کیا کاریگری ہے کہ انسان کو ایسا ضعیف ان خطرات کے آگے کر دیا ہے اور ان کو اس پر ایسی قوت دے دی ہے کہ اپنے قلب سے دفع نہیں کر سکتا اور اپنے اسی تصور میں مشغول رہے اور جب کسی قدر ذکر کر چکے تو تھوڑی دیر باامید فیضان وہی تصور آنے فیض کا قلب مرشد سے کر کے بیٹھا رہے اور پھر ذکر الٰہی شروع کرے اور اول ذکر سے کچھ اشعار صوت خوش سے پڑھ کر قلب کو نرم کرے تو مفید ہے اور ذکر میں آواز نرم اور رسیلی رکھے تاکہ قلب بے تکلف اس کا اثر قبول کرے۔ اللہ تعالیٰ ہمت نصیب فرمائے اور جہاں بھی رہیں حفاظت فرمائے۔ (آمین)

ذکر کی ضربیں

ضربیں کسی کے نام کی دل پہ یونہی لگائے جا
گو نہ ملے جواب کچھ دیر یونہی کھٹکھٹائے جا
تیری بلاء سے کچھ بھی ہو تُو تو ادا دکھائے جا
روتا ہے روئے کُل جہاں تُو تو یونہی مسکرائے جا
قبضہ میں تیرے باغ ہے رُت نئے گُل کھلائے جا
شان میری گھٹائے جا رتبہ میرا بڑھائے جا
دیکھ یہ راہِ عشق ہے ہوتی ہے بس یونہی یہ طے
سینہ پہ تیر کھائے جا آگے قدم بڑھائے جا
جس نے دیا ہے دردِ دل گیت اسی کے گائے جا
پیش نظر یہ گر رہے دیکھ تلاشِ یار میں
اپنے جو بس کی بات ہو رہ بس اسی میں منہمک
پیچھے نہ اس کے پڑ کبھی جو نہ ہو اختیار میں
(مجذوبؒ)

نفی اثبات:

حضرات صوفیاء کی غرض نفی سے یہ ہے کہ وجود حقیقی ذات پاک کو ہے اور مجازی اور ظلی اور اعتباری باقی موجودات کو اس کو ایک مثال سے خیال کرلو کہ ذات وصفات وافعال خداوندی کا یہ تمام عالم ایک اثر ہے اگر فیض وجود ایک آن اُدھر سے منقطع ہو جائے سب کی اصلی حقیقت نظر آ جائے۔ یعنی عدم محض ہو جاوے۔ مگر اس وقت کون دیکھے اور کس کو دیکھے اس سے زیادہ یہ اسرار لائق بیان نہیں۔ اللہ تعالیٰ سمجھ نصیب فرمائے۔ جب تک کوئی چیز واضع نہ ہو عقیدہ ظاہر شریعت پر رکھو اور صوفیاء حضرات کے اقوال کی تصدیق کرو اور اپنے قصور کے قائل اور حریص کشف حقیقت کے رہو۔ خداوند تعالیٰ کے در پر کسی کے سوال کا جواب ''لآ'' نہیں ہوتا گھبرانا اور چھوڑ بیٹھنا نہ چاہیے (مکتوب یعقوبیؒ ص ۸۹)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

کس کا یقین کیجئے کس کا نہ کیجئے
آئی ہیں بزمِ یار سے خبریں الگ الگ
رہبروں کا بھیس بدلے راہزن تھے تاک میں
کارواں لٹنے سے پہلے راز افشاء ہو گیا
رند خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تُو
تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تُو
کب تم بھٹکے کیوں تم بھٹکے کس کس کو سمجھاؤ گے
اتنی دُور تو آپہنچے ہو اور کہاں تک جاؤ گے
کامیابی تو کام سے ہو گی نہ کہ حُسنِ کلام سے ہو گی
ذکر کے اہتمام سے ہو گی فکر کے التزام سے ہو گی

(مولانا محمد امین صفدرؒ)

Marfat.com

حج اکبر:

قرآن کریم میں حج اکبر جمعہ کے دن کو نہیں کہا گیا بلکہ خود حج کو عمرہ کے مقابلہ میں ''حج اکبر'' کہا گیا ہے کیونکہ عمرہ ''حج اصغر'' کہلاتا ہے (مجمع الزوائد ۳/۲۰۵) میں طبرانی کی روایت بسند ثقافت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ''الحج، الحج الاکبر والعمرۃ الحج الاصغر ترجمہ: حج، حج اکبر ہے اور عمرہ حج اصغر ہے قرآن کریم میں جمعہ کے دن کے حج کو حج اکبر نہیں کہا گیا۔ اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ ۹ھ کے حج کے بارے میں نازل ہوئی ہے جس میں امیر الحج حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے اس سال ذوالحجہ کی پہلی تاریخ دوشنبہ کو تھی اور حج منگل کو ہوا تھا (مطابق ۱۹ مارچ ۶۳۱ء گویا قرآن کریم میں منگل کے دن کے حج کو ''حج اکبر'' کہا گیا ہے۔ نہ کہ جمعہ کے دن کے حج کو۔ جمعہ کے دن کے حج کو ''حج اکبر'' کہنا قرآن کی اصطلاح کے خلاف عوام کی اصطلاح ہے۔ البتہ جمعہ کا دن بڑی فضیلت کا ہے ادھر عرفہ کا دن سال کے دنوں میں سب سے افضل ہے اور جب یہ دونوں جمع صحیح ہو جائیں تو گویا نور'' علیٰ نور ہوا۔ اس کے علاوہ جمعہ کے دن کو ''حج اکبر'' کہنا اور اس کی کوئی خصوصیت و فضیلت نہ کسی صحیح حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین عظامؒ اور آئمہؒ دین سے ((اقراء شوال ۱۴۰۷ھ جون ۱۹۸۷ء)

نماز کے مکروہ اوقات:

(۱) طلوع آفتاب (۲) نصف النہار اور غروب آفتاب کے وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے ان مکروہ حدود کے اوقات؟

Marfat.com

(۱) طلوع آفتاب کے بعد جب تک دھوپ زرد رہے نماز نہ پڑھی جائے۔قریباً پندرہ منٹ کا وقفہ ضروری ہے۔

(۲) غروب سے پہلے جب تک دھوپ زرد ہو جائے مکروہ وقت شروع ہو جاتا ہے اور نقشوں میں زوال کا جو وقت لکھا ہوتا ہے اس سے پانچ سات منٹ آگے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے (مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ)

سچے مسلمان اور قرآن:

جب اُن کے سامنے قرآن کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو ان کے ایمان قوی ہو جاتے ہیں۔اور یقین بڑھ جاتے ہیں اور خدا پر بھروسہ کرنے لگتے ہیں۔جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے قلوب دہل اٹھتے ہیں۔جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔اللہ کا محبت آمیز خوف ان پر طاری ہو جاتا ہے پھر ان کی کھالیں نرم پڑ جاتی ہیں۔اور وہ اللہ کی طرف رجوع ہو جاتے ہیں۔حکم ہے کہ قرآن پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور خاموش رہو کہ ایسا کرو گے تو خدا تم پر رحم کرے گا اور جس نے ایسا نہ کیا بلکہ غفلت برتی اس کے متعلق ارشاد ربی ہے۔''سب سے بڑا ظالم و بدنصیب ہے وہ جسے ہماری آیات پیش کر کے نصیحت و ہدایت کی جائے اور پھر اس سے اعراض کرے۔

قرآن پر جتنا غور کیا جائے اتنی ہی آنکھیں کھلتی چلی جاتی ہیں اور اس کے مطالب خود واضح ہوتے چلے جاتے ہیں لیکن آج کا مسلمان قرآن کو صرف برکت کے لئے پڑھتا ہے اور دیکھتا ہے اسی لئے وہ نتائج مرتب نہیں ہوتے۔جس قرآن نے کافروں اور مشرک جاہلوں کو متاثر کئے بغیر نہ چھوڑا۔اثر پذیری کی صورت یہی ہے کہ قرآن روزانہ پڑھا جائے اور جتنا بھی پڑھا جائے۔ترجمہ کے ساتھ پڑھا جائے اور جو پڑھا جائے اس کے معانی و مطالب کو ذہن نشین کر لیا جائے اس طرح تلاوت کا اہتمام کر لیا تو روز بروز چشم بصیرت ہوتی چلی جائے گی اور قلب میں عجیب سکون طمانیت کی روشنی پیدا ہو گی یہ خدا کا کلام ہے جو دل کو متاثر کئے بغیر رہ ہی نہیں سکتا صرف اس کو سمجھ کر پڑھنے کی ضرورت ہے۔

Marfat.com

ایک مسلمان کے لئے مقدم چیز ایمان ہے کہ جب تک توحید ورسالت کا اعتقاد اور اعمال خیر کے محاسبے کا یقین نہ ہوگا اس وقت تک قلب میں خوف وخشیت کا کوئی جذبہ رونما ہی نہ ہوگا کہ یہ تمام اعمال وافعال انسان کی اساس ہے اور ایمان کی استواری تلاوت قرآن سے ہوتی ہے جو مسلمان قرآن کو سمجھ کر پڑھتا رہے گا اور اس کے معانی ومطالب کو ذہن نشین کرتا چلا جائے گا اس کے ایمان میں کبھی ضعف پیدا نہ ہوگا۔

ایک مسلمان کے لئے دوسری اہم چیز نماز ہے جب اسلام کے آگے گردن جھکادی۔ کلمہ شہادت پڑھ لیا توحید ورسالت اور حشر ونشر کا اقرار کرلیا تو نماز فرض ہوگئی یہ وہ فریضہ اسلام ہے جو آنکھیں بند ہونے کے وقت تک کسی حالت کسی صورت اور کسی مجبوری کے عالم میں بھی معاف نہیں۔ اس وقت بھی جب کہ گولیوں کی بوچھاڑ ہورہی ہو اور تلواریں چل رہی ہوں نماز معاف نہیں ہے۔ (اقراء شوال ۱۴۰۷ھ)

شعبان کی پندرھویں کی فضیلت

پندرھویں رات شعبان کی قرآن مجید میں بڑی فضیلت آئی ہے۔ اس شب کو عبادت کرنا اور پندرھویں تاریخ کا روزہ رکھنا مستحب ہے اور نصف شعبان کے بعد روزہ رکھنا خلاف اولیٰ ہے۔ اسی رات میں وہ سب بنی آدم بھی لکھ لئے جاتے ہیں جو اس سال پیدا ہوں گے۔ اور اسی میں وہ سب بنی آدم بھی لکھ لئے جاتے ہیں۔ جو اس سال میں مریں گے اور اسی رات میں ان کے اعمال اٹھائے جاتے ہیں۔ اور اسی میں ان کے رزق نازل ہوتے ہیں (بیہقی) ف: اور اعمال اٹھائے جانے سے مراد ان کا پیش ہونا ہے۔ رزق نازل ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس سال میں جو رزق ملنے والا ہے وہ سب لکھ دیا جاتا ہے۔ اور یہ سب چیزیں پیشتر سے لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہیں۔ مگر اس رات کو لکھ کر فرشتوں کے سپرد کردیا جاتا ہے۔ (واللہ اعلم) اس شب کا نام شب برات (یعنی آزادی کی رات) اسی واسطے رکھا گیا کہ اس میں حق تعالیٰ گنہگاروں کو عذاب جہنم سے آزاد کردیتا ہے۔ جب مردہ مرتا ہے مرتے ہی اپنے جیسے لوگوں میں جا پہنچتا ہے (الحدیث ص ۶۴ خطبات ج ۲)

Marfat.com

کسی شخص کے متعلق جوں ہی پتہ چلتا ہے کہ اعمال وافعال کی حد بندی کے تقاضوں سے آزاد ہو گیا ہے اس کے پاگل ہو جانے کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔ آدمی حق تعالیٰ سے پل بھر کے لئے بھی غافل نہیں ہونا چاہیے ممکن ہے کہ کسی وقت وہ تم پر توجہ فرمائیں اور تم بے خبر ہو اور غفلت و بے خبری میں الطاف و عنایات تم پر نہ ہوں گی۔ تو ماہ مبارک حق تعالیٰ کی تجلی خاص سے بافضیلت و مبارک ہو گیا تو کم از کم اس ماہِ مبارک کے لئے نفس کو بہلا کر کام تقویٰ کا لے لو کہ اس کی بچوں جیسی خاصیت ہے۔ بہلانے سے بہل جاتے ہیں پس تم بھی نفس سے کہہ کہ عید کے دن تک تو متقی بن جا بعد کا تجھ کو اختیار ہے۔

شریعت نے انسان کے ہر چھوٹے بڑے ذمہ داری اور اختیاری عمل کے ساتھ مسرت اور اجر کے ساتھ اس عارضی اور فانی و بے ثبات دنیا میں کوئی ایک عمل بھی خالص عیش و عشرت کا رہنے ہی نہیں دیا حتیٰ کہ یوم عید بھی اس قانون سے مستثنیٰ نہیں کہ عید کا دن احتساب کا دن ہے۔ مہینہ بھر کے حساب کتاب کا دن ہے۔ خوش نصیب ہے وہ جس کا کھاتا آج نیکیوں کا طاعتوں سے لبریز نظر آئے۔ بھائی خالق حق تعالیٰ تنہا اپنی عبادت سے راضی ہی کب ہوتا ہے جب تک مخلوق کے بھی حق ادا نہ کر لئے جائیں

ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے
جو اس پر بھی وہ نہ سمجھے تو اس بُت کو خدا سمجھے

کلمہ طیبہ کا اثر:

کلمہ طیبہ کا حال بھی ایسا ہے کہ جس نے صدق دل سے اس کو دل میں بیٹھا لیا اس کی اصل اور جڑ قلب مومن میں جم گئی۔ پھر دشمنانِ اسلام کے لالچ اور طمع سے اور شیاطین کے وسوسے نفسانی تخیلات ونظریئے اس کو مذبذب نہیں کر سکتے ہاں کسی نے خود ہی اس کی جڑ ہی کو کھوکھلا کرنا شروع کر دیا ہو کہ اس کی آبپاشی بذریعہ اعمال صالحہ نہ کی ہو تو یہ خامی بنیاد کو کمزور اور ناکارہ بنا دے گی اور یہ آخر ہے۔ اس کلمہ کو کہیں کھجور کے درخت سے تشبیہ دی ہے اس لئے کہ یہ شجر ہر زمین میں نشو ونما نہیں پاتا اسی طرح کلمہ ہر دل میں اپنا گھر نہیں کرتا اور پھر یہ ہے کہ کھجور کے نیچے کا حصہ خاردار اور بالائی حصہ ثمردار ہوتا ہے۔ اسی

Marfat.com

طرح کھجور کے درخت پر چڑھنے والے کو اول اول ذرا سی مصیبت و مشقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے پھر مزید اور خوشگوار پھل ہاتھ لگتا ہے۔ اسی طرح اول اول سالک کو کلمہ میں کچھ یونہی ریاضت اور مجاہدات کی تکلیفوں اور مشقت جھیلنا ہوتی ہے۔ پھر مراد کے ثمرہ کو پہنچتا ہے اور وہ سب سے بڑا ثمرہ دیدار الٰہی کی نعمت کا ہونا ہے اور یہ کلمہ شریف جنت کے دروازے کی کنجی بھی ہے اور کنجی کے دندانوں کا ہونا ضروری ہے۔ اس کے دندانے خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو چھوڑنا اور واجب کی ہوئی باتوں کو بجالانا ہے اور اسی کا نام اخلاص ہے۔ (مسیح الامت ج ۱ ص ۲۳۸) اور اللہ والوں کی ضروریات کے اسباب اللہ اسی طرح مہیا فرماتے ہیں کہ کوئی ان کا بار اٹھانے والا ہو جاتا ہے اپنا ہو یا بیگانہ بس سالک کو کام میں لگے رہنا چاہیے انشاء اللہ کام دنیا کے بند نہ ہوں گے اور یہی توکل ہے۔ اللہ میاں اپنے ہاتھ سے کسی کو تھوڑا ہی دیتے ہیں جس کے ہاتھ سے چاہے دلوا دیتے ہیں اور جو کچھ تکلیف مخلوق کی طرف سے پہنچتی ہے لائق التفات نہیں۔ حال خلق کا یہی ہے۔ آدمی اپنا کام کرے اور کسی سے کچھ غرض نہ رکھے اور اگر زیادہ کچھ شر ہو تو ''لایلاف قریش'' ستر بار پڑھ لیا کرو انشاء اللہ وہ موذی دفع ہو جائے گا آپ اپنا کام بفراغ خاطر اور بکشادہ پیشانی کرتے رہو نماز تہجد کی قضا مستحب ہے طلوع آفتاب سے دوپہر تک۔

یہی وارثان نبی ﷺ ہیں

اگر یہ مساجد مدارس نہ ہوتے کہیں بھی جہاں میں مسلماں نہ ہوتے
بصورت بشر سب درندے ہی ہوتے کسی بھی جگہ اچھے انساں نہ ہوتے
اگر راہ دکھاتے نہ اہل شریعت جبینوں میں سجدے تڑپتے ہی رہتے
کسی کو بھی توفیق توبہ نہ ہوتی کسی کی بھی بخشش کے ساماں نہ ہوتے
یہی وارثان نبی ؑ ہیں جنہوں نے دکھایا ہے دنیا کو نور ہدایت
وگرنہ یہاں کفر کا راج ہوتا زمین پر کہیں اہل ایماں نہ ہوتے
کہیں لکشمی کے بتوں کی پرستش کہیں ورد قارون ہوتا لبوں پر

یہ زر کے پجاری کروڑوں میں ہوتے کسی دیس میں اہل ِ قرآں نہ ہوتے
اگر نہ جلاتے یہ اہل مدارس دل و جاں کا روغن شب تیرگی میں
رہ زندگی کے یہ مشکل مراحل کبھی ابن آدم پہ آساں نہ ہوتے
اگر اہل ذکر و تصوف نہ ہوتے کبھی بھی خدا کا تعارف نہ ہوتا
تو حسن ازل کے نہ اسرار کھلتے کہیں اہل دل اہل ِ عرفاں نہ ہوتے
یہی ہیں نقیبانِ امت جنہوں نے جوانوں کو جنت کا رستہ دکھایا
وگرنہ یہاں ملک و ملت کی خاطر کبھی لال ماؤں کے قرباں نہ ہوتے
جو محراب و منبر کے وارث نہ ہوتے علوم نبوت کی گرہیں نہ کھلتیں
شبستان ہستی کے سینے میں انور
چراغ آگہی کے فروزاں نہ ہوتے

اصل شان وشوکت ایمان وعمل صالح سے پیدا ہوتی ہے

ابتلا وآزمائش کا سلسلہ کوہِ گراں تو بے حد وحساب ہے جس میں سے بڑی بڑی ہستیاں گزریں چنانچہ سرکار دوعالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ سب سے زیادہ مجھے تکلیفوں میں ڈالا گیا۔ انبیاء علیہم السلام دین کے حوالے سے جن حالات سے دوچار ہوئے علماء کو اس سے حصہ ملا اور ضرور ملا۔ مصائب وحوادثات زمانہ کا برداشت کرنا اور استقامت کا اختیار کرنا غرض صفات انبیاء کرام علیہم السلام سے ہے باقی ان سب صفات کے ساتھ تواضع ہے۔ عاجزی ومسکنت ہے۔ خدمت کا نمونہ ہے اور شدائد وآلام اور مصائب پر صبر استقامت کے پہاڑ ہیں۔ بس زندگی اس کا نام ہے کہ ابتدائی اور آزمائشی حالات وواقعات پیش آمدہ کا مقابلہ ہی اصل طاقت ہے جس سے روحانیت پیدا ہوتی ہے۔

عیش وعشرت کے اسلامی جواز تلاش کرنے والے اس غیر آباد صحرا میں جب نظر دوڑاتے ہیں تو

Marfat.com

سوائے اس کے کچھ نظر نہیں آتا کہ مثلاً کوئی بیوہ اپنے آنسو تنہائی میں شب فراق کے تصور سے گراتی ہے جو زمین میں تحلیل ہو جاتے ہیں۔ جدید سائنس وٹیکنالوجی کا مقصد صرف عیش وعشرت کی فراوانی کے ذریعے مادیت کو روحانیت پر غالب کرنا ہے۔ اس لئے جدید سائنس اسلامی تہذیب کی اصل حریف اور دشمن ہے اس کے وصول پر امت کی نجات، عروج اور شان وشوکت کو منحصر رکھنا جدیدیت پسندی ہے اصل عروج یہ ہے کہ فرد اس پیغام پر دل کی گہرائیوں سے قائم ہو جائے جو حق ہے "اللہ کی کتاب" آخری پیغام اور روحِ اسلام ہے۔

اصل شان وشوکت۔ ایمان۔ ایقان اور عمل صالح سے پیدا ہوتی ہے یہ شان وشوکت دنیا میں بھی عروج کا سبب بنتی ہے اور آخرت میں کامیابی صرف اسی کے لئے خاص ہے اسی شان وشوکت کے باعث دنیا قدموں میں ہوتی ہے۔ دنیا میں بسنے والو یاد رکھو یہ حقیقت ہماری نظروں سے اوجل نہیں ہونی چاہیے کہ ایران وروم کی سلطنتوں کو فتح کرنے والے مسلمانوں کے پاس قرآن کے سوا کوئی کتاب نہ تھی نہ کتب خانے تھے نہ سائنس تھی نہ ٹیکنالوجی نہ صنعتیں تھیں نہ مدرسے نہ کالج نہ یونیورسٹی لیکن اس عہد کی دونوں عظیم طاقتیں ان کے چھوٹے چھوٹے تیروں اور ناقابل بیان تلواروں سے زیر ہو گئیں اصل طاقت اور خوبی کردار کی طاقت ہے جس سے روحانیت پیدا ہوتی ہے۔ خلافت اسلامیہ اور مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں انیسویں صدی تک نکاسی آب وگند کا نظام موجود نہ تھا ذرا غور سے کام لینے والے کی سمجھ میں یہ بڑی آسانی سے آجاتا ہے کہ انبیاء اور ان کی اُمتیں حاضر وموجود اور غالب تہذیب وتمدن کو تہس نہس کرنے آتی ہیں اور خوفِ خدا پر مبنی ایک نئی تہذیب اور ایک نئے معاشرے کی تعمیر کرتی ہے۔

حقیقی اور اصلی تہذیب وتمدن کی ترقی وہ ہے جہاں فکرِ آخرت، خدا کا خوف اور خشیت الٰہی سامان زندگی بن جائے وہ دوسری تہذیبوں وتمدنوں کی پرواہ نہیں کرتے۔ وہ اپنا جہان آپ پیدا کرتے ہیں۔ انبیاء معاشرے کے موضوعات دلچسپیوں، طور طریقوں، رسومات سب کچھ بدل کر رکھ دیتے ہیں انبیاء علیہ السلام دلوں کو بدل دیتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے اگر یہ درست ہے تو سارا جسم درست ہے کسی شاعر نے اس حدیث شریف کو شاعرانہ انداز

Marfat.com

میں بیان کیا ہے۔

اعضائے بدن سب لرزاں ہیں اک دل کے شہادت پانے سے
لشکر میں طلاطم برپا ہے سردار کے مارے جانے سے
(القاسم ستمبر ۲۰۰۵ء)

انسانی زندگی کے درجات:

(۱) جب آدمی طبیعت کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے یا طبیعت چاہی زندگی گزارتا ہے تو حیوانی زندگی بنتی ہے۔

(۲) جب عقل حکومت کرتی ہے یعنی عقل کے مطابق ضروریات زندگی پوری کرتا ہے تو انسانی زندگی بنتی ہے۔

(۳) جب وحی حکومت کرنے لگی یا اللہ کی مرضیات کے مطابق زندگی گزاری تو ایمانی زندگی بنی۔

(۴) جب عرفانی زندگی یا معرفت کی زندگی جب آجاتی ہے تو منشاء الٰہی انسان کے اوپر حکومت کرتا ہے یہ انسان کی زندگی نہایت بلند و بالا ہوتی ہے۔ انبیاء اولیاء کاملین کی زندگی۔ (خطبات ۱/۲۷۵ قاری طیبؒ)

اَللّٰھُمَّ قَوِّ فِیْ رِضَاکَ ضُعْفِی

Marfat.com

عمل بالسنۃ کے معنی

مصائب سے محبت بڑھتی ہے۔ عارفین اہل مصیبت تو مشاہدہ کررہے ہیں کہ ہم کو تو ہر مصیبت موجب محبت ہوتی ہے تو سمجھنا چاہیئے کہ مصیبت بھی محبت کا سبب ہوتی ہے لیکن سب مصائب نہیں بعض اور بلکہ بعض مصائب موجب زیادہ محبت نہیں ہوتے تو اس کا معیار کہ مصائب موجب محبت اور غیر موجب محبت یعنی جو مصائب موجب محبت نہیں ہوتے ان کا امتیاز تو جاننا چاہیئے کہ مصائب دو قسم کے ہیں ایک تو وہ مصائب جو منجانب اللہ نازل ہوتے ہیں جن میں بندے کے کسب کو بالکل دخل نہیں ہوتا بلکہ ان کا منشاء محض مشیت ایزدی ہوتی ہے۔ اس قسم کے مصائب تو واقعی اہل محبت کے لئے ہمیشہ موجب زیادہ محبت ہوا کرتے ہیں چنانچہ اہل محبت میں سے بعض لوگوں کے ماں باپ عزیز اقارب مرتے ہیں اس سے ان کی کلفت بھی ہوتی ہے لیکن ان کا معاملہ خداوند تعالیٰ کے ساتھ قرب کا باقی رہتا ہے اس میں کسی قسم کا نقصان نہیں آتا کیونکہ انہیں یقین ہے کہ خدا نے اس کی عمر اتنی ہی لکھی تھی اپنے وقت پر اپنی موت سے مر گیا۔

اور ایک وہ مصائب ہوتے ہیں جو بندہ پر اس کے کسب واختیار سے آتے ہیں خود وہ یا اس کا فعل نزول مصائب کا سبب بنتا ہے اس قسم کے مصائب موجب زیادہ محبت نہیں ہوتے۔

مثلاً اگر کوئی شخص باوجود تیمم کے جائز ہونے کے وضو کرے اور کہے کہ یہ عمل شاق ہے اس سے نفس کو تکلیف پہنچتی ہے اس لئے اس سے محبت خداوند تعالیٰ کی بڑھے گی۔ چنانچہ بعض لوگ ایسے موقعہ پر کہا کرتے ہیں کہ بھئی اس وقت ہم نے باوجود مشقت کے وضو کیا تھا تو خوب مزہ آیا طبیعت خوش ہوگئی قلب منور ہوگیا۔ تو وہ سمجھ لے کہ یہ بھی نفس کا ایک بہت بڑا وسوسہ ہے یہ سرور محض حظِ نفس ہے اور یہ جو اس کو نور نظر آرہا ہے یہ نور محض عجب نفس کی روشنی ہے یہ نفس کا دھوکا ہے اور مکاری ہے کہ وہ اس کو نورِ الٰہی اور اس سرور کو سرورِ محبت خداوندی بتلاتا ہے حالانکہ اس سرور کا منشا صرف اپنی ہمت پر ناز کرنا ہے۔ ورنہ اصل سرور وہ ہے جو انسان کو حدود شرعیہ میں رہ کر عمل کرنے سے حاصل ہو اور اس پر فرحت بخش اثر پیدا

Marfat.com

ہو وہ نورِ حقیقی ہے جس کو محبت الٰہی سے تعبیر کیا جاتا ہے وہ تو مقصود سالک ہے۔

اب ذرا اس شخص کا حال جو عزیمت کا اختیار کرتا ہے اور اعمال شاقہ پر عمل کرتا ہے اس کا لازمی اثر یہ ہوتا ہے کہ وہ ثمرات کا انتظار شروع کر دیتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ مجھے میری مشقت اور کام کی دشواری کے مساوی ثمرہ ملنا چاہیے بخلاف اس شخص کے جو رخصت اور سہل پر عمل کرے گا یہ شخص عمل سے فارغ ہو کر ثمرہ کا منتظر نہ ہوگا اور نہ کسی خاص نتیجہ کا طالب ہوگا۔ اس وجہ سے کہ وہ سمجھتا ہے کہ میں نے عمل ہی کیا کیا ہے۔ میں نے تو سہولت اور آسانی کو تلاش کیا ہے۔ یعنی یہ شخص ذکر اذکار اور اشغال تو کرتا ہے لیکن ساتھ ہی سوتا بھی ہے اور دنیوی مشاغل بھی انجام دیتا ہے غرضیکہ وہ عمل کرتا ہے لیکن اس سہولت کے ساتھ کہ نفس پر شاق نہیں گزرتا اور دوسرا شخص اعمال شاقہ کرنے والا ہے اپنے آپ کو مستحق انعامات سمجھتا ہے۔ لہذا پہلا شخص شکر گزار رہے گا اور یہ دوسرا شاکی رہے گا۔

تو معلوم ہوا کہ جو سہولتیں شریعت مطہرہ میں دی گئی ہیں ان پر عمل کرنا موجب زیادہ شکر ہے اور زیادہ شکر زیادہ محبت کا سبب ہوتا ہے۔ لہٰذا شرعی آسانیوں پر عمل کرنا چاہیے تا کہ خدا کی محبت زیادہ ہو مگر آسانیوں کا مطلب یہ نہیں کہ بالکل نفس کے مطیع ہو جاؤ۔ جس امر میں نفس کو آسانی معلوم ہوئی اسی کو اختیار کر لیا اور باقی احکام کو پس پشت ڈال دیا۔ اور یہ بھی یاد رکھیں کہ ہر قسم کی سہولتیں اور آسانیاں مراد نہیں اور نہ یہ محمود ہیں بلکہ شرعاً مذموم ہے۔ ہاں وہ سہولت محمود ہے جو حدود شرعیہ میں رہکر خود شارع علیہ السلام نے بطور انعام عطا فرمائی ہیں نہ کہ شریعت سے بھی ایک ہاتھ آگے بڑھ جاؤ (الدنیا والآخرۃ ص ۴۰۲،۴۰۵)

سورۃ الھکم التکاثر: کا ایک دفعہ پڑھنا ہزار آیت پڑھنے کے برابر ثواب ہے (بحوالہ مظہری ۱۲/۵۳۳ الحدیث)

اَللّٰھُمَّ اَجُرۡنِیۡ فِیۡ مُصِیۡبَتِیۡ وَاخۡلُفۡنِیۡ خَیۡراً مِنۡھَا۔ ترجمہ: اے خدا مجھے اس مصیبت کے عوض اجر و ثواب آخرت عطا فرما اور اس ضائع شدہ نعمت سے زیادہ بہتر مجھے عطا فرما (بحوالہ انوار باری

Marfat.com

ہوش و حواس ، تاب و تواں داغ جا چکے
اب ہم بھی جانے والے ہیں سامان تو جا چکا

(داغ)

اعضائے بدن سب لرزاں ہیں اِک دِل کے شہادت پانے سے
لشکر میں تلاطم برپا ہے سردار کے مارے جانے سے

وَ صلی اللہ علیہ وسلم

حقیقی (راحت والی) زندگی صرف اللہ کے فرمانبرداروں کا حصہ ہے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِىْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَعْمٰى ۔ ترجمہ: جو شخص میری نصیحت سے اعراض کرے گا تو اس کے لئے (قیامت سے پہلے دنیا اور قبر میں) تنگی کا جینا ہوگا اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا کر کے (قبر سے) اٹھائیں گے۔

تشریح: نصیحت سے اعراض کرنے والوں کے لئے جس تنگ زندگی کی وعید اس آیت شریفہ میں ہے بعض محققین آئمہ تفسیر حضرت عطاء اور سعید بن جبیر وغیرہ نے یہی دنیا کی زندگی فرمایا ہے اور دوسروں نے مراد برزخ اور قبر کی زندگی قرار دی ہے۔

اور صحیح یہ ہے کہ دونوں میں کوئی تعارض نہیں ایسے لوگوں کی زندگی دنیا میں تنگ رہے گی اور قبر میں بھی (بیان القرآن)

اور کسی کو شبہ ہو سکتا ہے کہ دنیا میں تو خدا کے باغی اور نافرنوں کو فرماں برداروں سے زائد دولت مند باعزت اور پھولتے پھلتے دیکھا جاتا ہے پھر راحت والی زندگانی کا فرماں برداروں کے ساتھ مخصوص ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔ مگر ادنیٰ غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کفار اور فجار۔ نافرمان کو دولت اور سامانِ راحت چاہے کتنا ہی حاصل ہو حقیقی راحت اور حقیقی زندگی پھر بھی میسر نہیں۔

Marfat.com

ہاں دورِ حاضر کی مادہ پرستی نے عام دماغوں کو کچھ ایسا مسحور کر دیا ہے کہ سامان راحت ہی کو راحت سمجھ بیٹھے اور اس کی تحصیل میں اصلی اور حقیقی راحت کو قربان کر دیا اور سامان راحت جمع کرنے میں حیران و سرگرداں رہنے ہی کو زندگی سمجھنے لگے۔ سامانِ راحت اور چیز ہے اور راحت اور شئے۔ سامان تو بازار سے خریدا جا سکتا ہے مگر راحت نہ کسی بازار میں بکتی ہے نہ کسی قیمت پر خریدی جا سکتی ہے وہ خالص عطیہ حق تعالیٰ ہے۔ بھائی راحت سامانِ راحت کے لوازم میں سے نہیں ہے کہ سامان راحت جمع ہو جائے تو راحت ضرور حاصل ہو جائے گی۔ نہیں اور بالکل نہیں۔ ہر شخص اپنے گرد و پیش میں سینکڑوں ایسے آدمی دیکھتا ہے جو افلاس اور بے سرو سامانی کے باوجود تندرست مطمئن۔ خوش خرم۔ مسرور نظر آتے ہیں۔

اُدھر ٹکڑے تھا دامن اور اِدھر پرزے گریباں تھا
مگر مانندِ گُل میں ان پھٹے حالوں بھی خنداں تھا

اور اس کے مقابلے میں سینکڑوں ایسے انسان ہیں جن کے پاس تمام آرائش و آسائش کے سامان اہل و عیال اور خدام بھی حاضر موجود ہیں مگر وہ بدنصیب کسی درد و بے چینی یا فکر و تشویش میں مبتلا ہے۔ جس کا حال اُس کے دل سے پوچھے تو پتہ لگے وہ اپنی اِس زندگی سے اُس خانہ مست مفلس کی زندگی کو بدرجہا بہتر اور راحت کی زندگی سمجھتا ہے۔ جو خشک روٹی کھا کر اطمینان و سکون اور راحت و سرور کے ساتھ سوتا ہے۔

الغرض راحت جو قلب کے سکون و اطمینان اور سرور کا نام ہے وہ کسبی و اختیاری نہیں بلکہ محض عطیہ حق تعالیٰ ہے جو کبھی بے سامانوں کو بھی دے دیا جاتا ہے اور کبھی ساز و سامان والوں کو بھی نصیب نہیں ہوتا۔

مگر بہت سے بے وقوف انسان سامان راحت جمع کرنے اور اِس کی حفاظت کرنے میں اتنے منہمک حیران و پریشان رہتے ہیں کہ اصلی راحت جو اس سامان سے مقصود تھی ان کے پاس تک نہیں آئی یہ راحت کی حقیقت سے ناآشنا مسکین بھی بڑا قابلِ رحم ہے کہ اس پریشانی کو راحت سمجھنے لگے جو

Marfat.com

درحقیقت مالکِ حقیقی سے غفلت اور اس کے ارشادات سے اعراض کی نقد سزا ہے (وَلَعذاب الآخرۃِ اَکْبَر لَوْ کانُوْ ا یَعْلَمُوْن) ترجمہ: اور آخرت کا عذاب اس سے بڑا ہے کاش وہ سمجھ لیتے (القلم آیت ۳۳) قرآن کریم نے صاف صاف لفظوں مین بتلا دیا کہ سامان دنیا کی فراہمی میں حیران وپریشان اور مشوش وسرگرداں رہنا ایک عذاب نقد ہے جو آخرت کے عذاب سے پہلے غافل اور نافرمان انسان پر منجانب اللہ مسلط کیا جاتا ہے۔

تمہاری قوم کی تو ہے بنا ہی دین و ایمان پر
تمہاری زندگی موقوف ہے تعمیل قرآن پر
تمہاری فتحیابی منحصر ہے فضلِ یزداں پر
نہ قوت پر نہ کثرت پر نہ شوکت پر نہ سامان پر
(مجذوبؒ)

عدل وانصاف اور دانائی وفراست

آج جہاں بھی عدل ومیزان کا وجود ہے وہ کسی یونانی حکیم یا یورپین فلاسفر کی تعلیم وتصنیف اور تقریر وخطبہ کا اثر نہیں ہے بلکہ طبقہ انبیاء علیہ السلام ہی کے بے واسطہ یا بواسطہ تعلیمات کا نتیجہ ہے آج دنیا کے گوشہ گوشہ میں کیسے ہی بدترین مبلغ سہی مگر نیکی ،عمل ،احسان ، ہمدردی ، نیکوکاری ، حُسنِ خلق کی تعلیم تبلیغ اور دعوت حق ان ہی کی زبانوں سے ہورہی ہے۔ جو رسولوں کے پیرو اور پیغمبروں کے تابع ہیں۔ جو عقیدہ کے ملحد ہیں ان کی بھی نیکوکاری ان ہی پیغمبروں کے نادانستہ فیضان تعلیم کا نتیجہ ہے (سیرۃ نبویؐ ۲۰۶/۴)

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سارا دین دو ''لَا'' کے درمیان ہے ایک۔'' لَا تطغوا'' اور دوسرا'' لاترکنوا'' یعنی خود بھی حد سے تجاوز نہ کرو اور ظالم کی طرف مائل بھی نہ ہو (مظہری ج٦) اللہ

Marfat.com

تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ظالموں کی طرف نہ جھکو کہ اس میلان کی وجہ سے تم کو بھی آگ لگ جائے گی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا (رکون) کا مطلب یعنی ادنیٰ میلان یا محبت اور دل کا جھکاؤ یعنی دل سے مائل نہ ہو۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ظالموں کا کہنا نہ مانو یا مثلاً ظالموں کا کلچر اور طور طریقہ اختیار کرنا۔ ان کا ذکر تعظیم کے ساتھ کرنا یہ ادنیٰ میلان ہے اور اس کا نتیجہ دوزخ ہے تو سمجھو کہ خود ظلم کرنے اور ظلم میں منہمک رہنے کا نتیجہ کیا ہوگا (مظہری ۶/۱۰۰)

بدترین آدمیوں میں سے وہ شخص ہے جو اللہ کی کتاب (تو) پڑھتا ہے (مگر) اس کے احکام کی طرف متوجہ ہوکر (اپنی کسی خواہش سے) باز نہیں آتا روایت کیا اس کو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے اور فرمایا" وَ هٰذَا كِتٰبٌ " اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ "فَاتَّبِعُوْهُ وَ اتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۔ترجمہ: اور (یہ قرآن) ایک کتاب ہے جس کو ہم نے بھیجا بڑی خیر و برکت والی ہے۔ سو اس کا اتباع کرو اور ڈرو تاکہ تم پر رحمت ہو (سورۃ انعام پارہ ۸) علم کے بعد بھی جو لوگ کافروں اور ریاکاروں کا طریقہ اختیار کرتے ہیں ان کی سزا بھی دوزخ ہے کیونکہ دونوں باہم مشابہ ہیں (مظہری ۶/۳۱) بیان کردہ مضموں یا چیز پر غور نہ کرنا اور نہ سمجھنا اور بے ہودہ سوال کرنا نادانوں کا کام ہے (۶/۵۳) انسانی دنیا کی سکینت، طمانیت اور امن و امان کا نظام اس میزان شریعت کے ذریعہ قائم ہوسکتا ہے اگر یہ نہ ہو تو اِس ظاہری نظام کا درہم برہم ہونا بھی لازمی ہے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "میں تمہارا پہرہ دینے والا نہیں ہوں کہ بُرائیوں سے تم کو بچالوں یا تمہارے اعمال کی نگہداشت کروں اور پھر ان کا بدلہ دوں میں تو صرف ناصح اور مبلغ ہوں میرا فرض تو حکم پہنچانے کے بعد پورا ہو جاتا ہے" (مانو یا نہ مانو) اور اس کا یہ بھی مطلب ہوسکتا ہے کہ اگر تم اپنی بداعمالیوں کو نہ چھوڑو تب بھی میں اللہ کی نعمت تم پر قائم رکھوں میں ایسا نہیں کرسکتا میں تمہاری مخالفتوں کی پرواہ نہیں کرتا میرا رجوع اپنے ربّ کی طرف ہے تم کو مجھ سے کوئی امید موافقت نہ رکھنی چاہیے (مظہری ۶/۷۸) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے عذر اور ان کی مصلحتوں اور ان کی نیتوں کو خوب جانتے ہیں۔

Marfat.com

دانائی و فراست:

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا دانائیوں میں بہترین دانائی تقویٰ ہے اور کمزوریوں میں سب سے بڑی کمزوری بداعمالیاں ہیں (سیرۃ صحابہ ۴/۲۴) اور پھر حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ نے تجھے دنیا عطا کی تو کچھ دنیا دے کر جنت خرید ے۔ اور اللہ منافقوں کے کرتوتوں کی سزا میں اِن کو گمراہ کر دیتا ہے (اِن کی طفلانہ شوخیوں کی وجہ سے) یعنی طفلیانہ اداؤں کو پورا کرنے میں امداد دیتے تھے اور رسوائیوں اور مصائب کا سبب معصیت کی کثرت اور نفاق ہے (مظہری ۵/۴۵۳)

اہل اللہ سے فائدہ اندوزی اور فائدہ رسانی بغیر مناسبت کے ممکن نہیں اس کے لئے کچھ مجاہدہ اور ریاضت کی چکیوں میں پسنا پڑتا ہے تب جا کر کچھ حاصل ہوتا ہے۔ آپ کو بمعہ اہل وعیال کے اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کے بُرے نتیجے سے ڈراتا ہوں۔ اللہ نے مخلوق کو آہستہ روی اور بتدریج کی تعلیم دی ہے مومن کے دل پر۔ کعبہ پر اور عرش عظیم پر خصوصیت کے ساتھ اللہ کی جلوہ پاشی ہوتی ہے۔

وہ لوگ جن کو محبت دنیا نے تصور آخرت اور تیاری آخرت سے غافل بنا رکھا ہے یہی ہیں۔ یعنی کفر پر قائم اور معاصی پر جمے رہنے کی وجہ سے ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے ان کے بُرے کرتُوتوں کی وجہ سے اور جن لوگوں کو اللہ کے پاس حاضر ہونے کا کھٹکا نہیں ہے فکر نہیں ہے۔ اللہ ان کو (یونہی بلا عذاب چند روز) چھوڑ رکھتے ہیں کہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔ یعنی حد سے گزرنے والوں کو اِن کے اعمال اسی طرح مستحسن معلوم ہوتے ہیں۔ اپنی خواہشات نفس میں انہاک اور ذکر عبادت سے اعراض کو اِن کی نظر میں محبوب بنا دیا جاتا ہے۔ انسان اپنی فطری صلاحیتوں کی خرابی اور اختیار (کے غلط استعمال) و پسندیدگی کی غلطی کی وجہ سے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے کو صحیح نہیں مانتے (مظہری ۵/۵۰۸)

شرح صدر و ایمانی فطرت:

سینہ کھولنے یعنی سینہ کی کشادگی اور فراخی (ربانی علم و معرفت) اور اِس علم و معرفت اور اطلاع و

Marfat.com

آگاہی پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے جو کسی دقیق اور مشکل مسئلہ کے متعلق دفعتہً اور یک بیک قلب میں وارد ہو جاتی ہے اور اِس حال سے (یعنی درپیش مشکل سے) اِس کی تسلی وتسکین ہو جاتی ہے اور اس کے شکوک وشبہات دور ہو کر اس کو یقین کی راحت اور مسرت حاصل ہو جاتی ہے۔ (سیرۃ نبوی ۴/۱۷۷)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جانی چیز (پاس والے علم) پر عمل کیا اللہ اُس کو انجانی چیز کا علم عطا فرماوے گا'' یعنی علم لدنی'' جو کسی سے سیکھے بغیر منجانب اللہ علم ملے۔ (رواہ ابونعیم الحلیۃ مظہری ۵/۴۸۲) اللہ کے دشمنوں سے اللہ کی رضا کے لئے نفرت کرنا ایمان کی فطرت ہے (اور بغض ونفرت کا تقاضہ ہے کہ بدعا کی جائے) بشرطیکہ نفرت ذاتی نہ ہو بلکہ بوجہ اللہ ہو (مظہری ۵/۵۳۷)

ہماری کمزوری ہی کے سبب وہ ملعون ہمارے درپے سے نہیں جاتا۔ ہم جو بچے ہوئے ہیں یہ ایک حفاظت الٰہی کا ظہور ہے اِسی کی پناہ سے یہ سارا رنگ جما ہوا ہے اصل حادی وہی ذات عالی بابرکات ہے اور پیر اِسم ہادی کا مظہر ہے اللہ دنیا کے مخمصوں سے فراغت نصیب کرے یہ راہ طریقت امداد و اعانت کا ہے۔ قرآن میں توبہ استغفار کا اظہار کیا گیا ہے کہ توبہ انبیاء علیہ السلام وصالحین کا خصوصی مقام ہے بھائی اپنی اس کوتاہ بینی کو دُور کرو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد مبارک ہے کہ اللہ جس کی دنیا فراخ کردے اور وہ یہ سمجھے کہ یہ اللہ کی طرف سے ڈھیل ہے تو اِس کی عقل فریب خوردہ ہے۔

خدا پرستی اختیار کرنے والا دنیا کی (ناجائز) فانی لذتوں کو ترک کر کے آخرت کی دوامی راحت کو پسند کرتا ہے۔ اور انسان اِس وقت تک صائب الرائے نہیں ہو سکتا جب تک اِس کی جہالت پر اِس کا حلم اور اِس کی خواہشات پر ضبطِ نفس غالب نہ آجائے۔

نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں:

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نئی نیکی پُرانی بدی کا جس طرح خوبی کے ساتھ پیچھا کرتی اور تیزی کے ساتھ اس کو پہنچ جاتی ہے اتنی پہنچ والی اور کوئی چیز میں نے نہیں دیکھی (طبرانی مظہری ۵/۱۰۵)

Marfat.com

باہم حق تلفیاں تباہی کا سبب ہیں:

اللہ تعالیٰ بستی والوں کو شرک کی وجہ سے تباہ نہیں کرتا اور ہلاک نہیں کرتا بشرطیکہ اِن کے آپس کے تعلقات میں بے انصافی نہ ہو۔ اور وہ باہم حق تلفیاں نہ کرتے ہوں مقصد یہ کہ شرک سے تباہی نہیں آتی بلکہ تباہی کی جڑ یہ ہے کہ لوگ باہم حق تلفیاں کرنے لگیں کسی کی آبرو اور جان و مال محفوظ نہ ہو۔ خیانت بے ایمانی۔ ڈاکہ چوری۔ زنا۔ امرد پرستی۔ ناپ تول میں کمی بیشی اور معاملات میں کھوٹ اور باہم بغض وعناد پیدا ہو جائے۔ ایسی بستیوں کو اللہ تعالیٰ تباہ کر دیتا ہے۔ (مظہری ۶/ ۱۰۷)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ احتیاط تقدیر سے نہیں بچا سکتی (امام احمد بحوالہ مظہری ۶/ ۱۷۶) اللہ والوں کے لئے ہر عمل و ترک عمل میں آخرت پیش نظر رہتی ہے دنیا مکان نہیں گزرگاہ ہے اور مکان صرف آخرت ہے اور جو لوگ اللہ کی محبت میں کامل ہیں وہی دارِ آخرت سے بھی کامل محبت رکھتے ہیں۔ اسلام میں ہوائے نفس اور تفریح طبع کا کوئی سامان نہیں (سیرۃ نبوی ۴/ ۷۳۳)

حضرت یوسف علیہ السلام جب قید خانہ سے نکلے تو جیل خانہ کے دروازہ پر لکھ دیا کہ یہ زندوں کا قبرستان ہے غموں کا گھر ہے۔ دوستوں کی آزمائش اور دشمنوں کی خوشی کا مقام ہے۔ یعقوب علیہ السلام نے فرمایا یوسف پر روتے روتے نظر جاتی رہی اور یوسف کے بھائی کے غم میں میری کمر کمان ہوگئی (مظہری ۶/ ۱۶۶+۱۹۰) یعقوب علیہ السلام کے سینے میں بیٹوں کی جدائی کی وجہ سے غم گھومتا تھا مگر زبان سے کلمہ خیر کے سوا کچھ نہیں کہتے تھے۔ مسبب کی طرف سے غافل ہو کر اسباب پر نظر رکھنا (اور عملی طور پر اسباب کو ہی کارساز قرار دینا) بھی شرک کی قسم ہے اہل توحید صرف صوفیاء ہیں جن کی نظر اسباب پر نہیں بلکہ ہر وقت مسبب پر ہوتی ہے اور فریب کا نتیجہ رُسوائی اور ندامت ہے (مظہری ۶/ ۲۲۱)

الحمد للہ علیٰ ذالک

Marfat.com

معاشرت میں سہولت واعتدال شریعت کے اتباع کے ساتھ

اے مسلمانوں کی جماعت اللہ سے ڈرو رشتوں کو ملاؤ کیونکہ صلہ رحمی سے بڑھ کر کسی چیز کا ثواب جلدی نہیں ملتا اور ظلم وتعدی سے احتراز کرو کیونکہ ظلم کی سزا سے جلدی کسی چیز کی سزا نہیں ملتی اور والدین کی نافرمانی سے احتراز کرو کیونکہ جنت کی خوشبو ایک ہزار برس کی مسافت سے آئے گی۔ مگر اللہ کی قسم! والدین کا نافرمان اس کو نہیں پائے گا۔ نہ قطع رحمی کرنے والا۔ نہ بڈھا زنا کار اور نہ از راہِ تکبر اپنی چادر گھسٹنے والا کبریائی صرف اللہ رب العالمین کے لئے ہے (الحدیث مسائل ان کا حل ۱۶۰/۷) اور عام طور پر جدید تعلیم یافتہ یا مال کی افراط والے مصروف گھرانوں میں حلال وحرام اور پاک کا تصور ہی ناقابل فہم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ کی قسم! اللہ کی قسم مومن نہیں ہوگا۔ اللہ کی قسم مومن نہیں ہوگا عرض کیا گیا کون یا رسول اللہ فرمایا وہ شخص جس کے پڑوسی اِس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہوں (مسائل ان کا حل ۲۵۵/۷)

تقریبات میں جہاں بیٹھنے کی جگہ نہ ہو کھڑے ہو کر کھانا:

شرعاً کھڑے ہو کر کھانا مکروہ اور ناپسندیدہ عمل ہے اور جو لوگ ایسا نہ کرنے کو بُرا سمجھتے ہوں (یعنی کھڑے ہو کر نہ کھانے کو) تو خدانخواستہ کل کلاں جانوروں کی طرح منہ سے کھانے کا رواج چل نکلا تو مجھے اندیشہ ہے کہ ہاتھوں سے کھانے کو غیر مہذب فعل سمجھا جائے گا۔ رہا یہ کہ وہاں بیٹھنے کی جگہ نہیں ہوتی تو ایسی دعوت کا کھانا ہی کیا ضروری ہے جہاں بیٹھنے کی جگہ نہ ملے۔ اگر میزبان بیٹھنے کی جگہ مہیا کرنے سے قاصر ہے تو کھانا گھر آ کر کھا لیجئے۔ اور اگر بعض علماء کسی رواج کی رو میں بہہ نکلیں یا عوام کی روش کے آگے گھٹنے ٹیک دیں تو ان کا فعل مجبوری پر تو محمول کیا جا سکتا ہے مگر اس کو سند اور دلیل کے طور پر پیش کرنا صحیح نہیں (۱۷۵/۷+۱۷۶ مسائل کا حل)

کھانے کے دوران خاموش رہنے کی کوئی حدیث شریف نظر سے نہیں گزری۔ کھانا کھاتے ہوئے خاموش رہنا ضروری نہیں ہے کیونکہ یہ عجمیوں کا طریقہ ہے بلکہ اچھی باتیں کرتے رہنا چاہئے اور نیک

Marfat.com

لوگوں کے حالات وحکایات بیان کرتے رہنا چاہئے۔

(العلامہ محمد یوسف لدھیانویؒ ۸۷۱/۷)

عاشورہ کا روزہ اور دوسرے اعمال کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے کوئی تعلق نہیں اور روزہ کی افطاری کا ثواب یکساں ہے غریب کی خدمت اور عزیز کے ساتھ حسنِ سلوک کا ثواب الگ ہے

(مسائل کا حل ۳۲۳ + ۳۲۴/۳)

حدیث شریف میں آیا ہے اپنے مالوں کو زکوٰۃ کے ذریعہ محفوظ کروا پنے بیماروں کا صدقہ سے علاج کرواور مصائب کے طوفان کا دعا وتضرع سے مقابلہ کرو۔

(ابوداؤد ۳۳۲/۳ مسائل کا حل)

خوردن برائے زیستن و عبادت کردن است
تو معتقد کہ زیستن برائے خوردن است

(شیخ سعدیؒ)

اہل عقل کے نزدیک کھانا بذاتِ خود مقصد نہیں بلکہ اِس کی ضرورت محض بقائے حیات اور بقائے صحت کے لئے ہے۔لہذا پیٹ کو تن کرنہ کھانا چاہیئے بلکہ معدہ کا تہائی خالی رکھے کہ اس سے قلب کی رقت اور دل کی صفائی اور قوت ملکیہ زاید ہوتی ہے کہ اہل اللہ کا قول ہے کہ بھوک اللہ کا کھانا ہے بس کھانے میں اسراف سے پرہیز چاہئے اور دنیا کا کارخانہ تو چندروز کے واسطے خواب وخیال کی طرح ہے اعمال صالح سے ایمان کی حفاظت وترقی ہوتی ہے۔اور ترک اعمال واجبہ وارتکاب کبائر سے ایمان کمزور ہوتا ہے نورِ ایمان کو ظلمت عصیان گھیر لیتی ہے اور طبیعت کے عقل کے تابع ہونے کی مشق کے لئے نماز سے زیادہ کوئی مفید ومؤثر طریقہ نہیں (شاہ ولی اللہؒ) تو انسان کی زندگی جسم وروح سے مرکب ہے جسم کی تخلیق زمین سے ہوتی ہے۔تواس کی نشوونما کے لئے تمام چیزیں زمین سے نکلتی ہیں۔اب جسم میں روح ہے تو سب کچھ ہے روح نہیں تو کچھ بھی نہیں۔جسم خاکی ہے اس لئے اس کی ضروریات بقاء بھی مٹی سے پیدا ہوتی ہیں۔روح آسمان سے اللہ کی طرف سے بھیجا گیا ہے اس کی غذا کا انتظام آسمان سے کیا گیا

Marfat.com

ہے اور اس کی غذا اللہ کی آخری کتاب قرآن اور اللہ کا ذکر ہے جس کے لئے دینی مدارس اور خانقاہیں قائم ہوئیں کہ سلسلہ علم اور تزکیہ باطن سے لوگوں کو روحانی غذا مہیا کی جائے جو اہل اللہ کی محبت سے حاصل ہوگا۔

Marfat.com

خلق کی نگاہ سے اپنے کو چھپائے رہو

دین داری سے پیدا شدہ جاہ قیامت کے دن ظاہر ہوگی

ارباب بصیرت کا قول ہے کہ خلق اگر انصاف کی نگاہ سے دیکھے تو اُسے معلوم ہو جائے کہ آپس کا میل جول آپس کی جان پہچان سراسر وبال ہے۔ مگر یہ اُن لوگوں کے لئے نہیں جو آپس میں ربط و دوستی محض خداوند تعالیٰ کے لئے رکھتے ہیں۔ قرآن کریم نے خبر دی ہے ترجمہ: آج احباب ایک دوسرے کے دشمن ہیں مگر وہ لوگ جو متقی اور پرہیزگار ہیں) اہل سعادت کی تو یہ وصیت ہے کہ آج دنیا میں خلق کے سامنے جس نے قبولیت و شہرت حاصل کی ساتوں آسمان کے فرشتے اُسے سعادت مند نہیں سمجھتے اور نہ خطبہ محبت اُس کی شان میں پڑھتے ہیں۔ البتہ جاہ و منزلت اُسے کہتے ہیں جو دین داری سے پیدا ہوتی ہے۔ یہی جاہ قیامت کے دن ظاہر و نمایاں ہوگی۔ جیسا مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ صدیقین کے سامنے خواجہ اویس قرنیؒ کے بارے میں خبر دی ہے کہ قیامت کے دن اہل سعادت کو خطاب و فرمان ہوگا کہ تم لوگ دارالسلام میں جاؤ اور اویس قرنیؒ کو میری طرف سے کہہ دو کہ آج قیامت کا دن ہے آفتاب کی تابش سخت تیز ہے تم عرش کے سایہ میں چلے آؤ (اور وہ زبان جو حوض کوثر سے دھوئی ہوئی ہے اس) سچی زبان سے اُمت گنہگار کی شفاعت چاہو آج ہمارا حکم ہے کہ قبیلہ ربیع اور مغر میں جتنی بکریاں ہیں ان کے ایک ایک بال کی تعداد میں عاصیان اُمت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہاری شفاعت کی بدولت فردوس بریں میں بھیجوں گا۔

دیکھو اویسؒ جب تک اِس عالم میں رہے اپنے کو خلق کی نگاہ سے ایسا چھپائے رہے کہ اس قبیلے میں کوئی آدمی ان سے بڑھ کر خوار و ذلیل نہ تھا آپ کے قبیلے میں جتنے لڑکے تھے سب کے سب آپ پر ڈھیلے پھینکتے اور مضحکہ اڑاتے تخفیف و اہانت کیا کرتے۔ اور علوم مرتبت کا یہ حال تھا کہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہِ رسالت میں تختِ نبوت پر جلوس فرما کر آپ کی شان میں یوں گوہر فشانی فرماتے

Marfat.com

ہیں ترجمہ: البتہ میں پاتا ہوں خدا کی خوشبو یمن کی طرف سے) خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو ایک آدمی نے دیکھا اور عرض کی کہ مجھے کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت کیجئے تاکہ میں آپ کے واسطے سے یاد رکھوں آپ نے فرمایا کہ ہم کو اس کے برداشت کی صلاحیت نہیں جو ہمارے نزدیک لوگ جمع ہوں اور ہمیں محدث یا قاضی یا مفتی بنائیں ۔اس سے کہیں زیادہ ایک بڑے مہم کا سامنا ہے اور ایک بڑے کام میں ہم مشغول ہیں ۔ہمیں معاف کرو اور معذور رکھو۔ جو آگ ہمارے دل میں بھڑک رہی ہے اور جو حال ہمارا ہو رہا ہے ۔اس میں ہم کو محدثی نہیں سوجھتی ہے اس وقت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی محبت دامن گیر حال ہے ۔ یہ ذرا روا دار نہیں کہ ہمیں دوسری چیز کی طرف ملتفت ہونے دے ۔قبولیت توحید نے ہمیں دونوں جہان سے ناآشنا اور بیگانہ بنا دیا ہے۔ اسرارِ احمدیت نے ہمارے دل میں ابدی ماتم وقف کر دیا ہے ۔اور ہمارے افلاس نے ہماری راہ کھوٹی کی ہے ۔عرفا کہتے ہیں کہ حاشا و کلا خداوند تعالیٰ کے نزدیک کوئی آواز اپنے اوپر نوحہ کرنے سے زیادہ محبوب نہیں ۔پس آج کے دن چاہئے کہ صدیقان راہ صادقان دین پناہ خواجہ اویس قرنیؒ سے نوحہ گری سیکھیں ۔اے بھائی جو شخص ایسا ہے کہ ہر لحظہ اپنے اوپر اِس کو ماتم و نوحہ نہیں ہے وہ محض لاعی پُر از غفلت ہے قیامت کے دن حسرت سے بھرا ہوا ایک مردار ہوگا ۔ یہ ایک لغو طمع ہے جس میں آج کل ہر کوئی مبتلا ہے ۔کس قسم کا یہ خلل دماغ ہے کہ مجھے دنیا میں جاہ و حشمت چاہیے اور دولت و حکومت چاہیے اور عزت و ناز چاہیے پھر حضرت خداوند کی دوستی و محبت بھی چاہیے ''ھٰذَا مَحَال '' ''یہ محال ہے۔

Marfat.com

اسلامی تہذیب وتمدن اور نئی تہذیب وتمدن کی تعریف

انگریز نے ہندوستان میں اپنی تہذیب اور تمدن کے رائج کرنے کے لئے انگریزی کالج اور سکول کھولے اور انگریزی تہذیب وتمدن غالب آیا ہے کہ مسجد اور مدرسہ کے بوریا نشینوں کو مسجد کا مینڈھا کہنے لگے اور یہ خیال نہ کیا کہ مسجد کا مینڈھا دنیا کے کتے سے بہتر ہے اور نہ یہ خیال کیا کہ اگر موٹر اور بنگلے والے فرعون اور ہامان کے علم کے حامل ہیں تو یہ لنگی والے بوریا نشین کملی والے نبیؐ کے وارث ہیں بے شک اس گروہ میں ہزاروں عیب ہیں مگر یہ یاد رہے کہ سرکارِ دو عالم کے دربار کے چپڑاسی اور چوب دار ہیں کسی نے کسی مولوی یا مُلا کو محض مولوی اور مُلا ہونے کی وجہ سے کچھ کہا تو من جانب اللہ اِس پر مقدمہ قائم ہو جائے گا کہ تم نے خدائی منادی اور دین اسلام کے ڈھنڈورا پیٹنے والے کی کیوں تحقیر کی عالمِ دین ہونے کی وجہ سے تحقیر درحقیقت علم دین کی تحقیر ہے۔

اسلام میں تہذیب اس کا نام ہے کہ نفس کا اخلاق رذیلہ سے تزکیہ اور اخلاق جمیلہ سے اس کا تخلیہ کر دیا جائے اور جدید اصطلاح میں تہذیب اس کا نام ہے کہ وضع قطع نصرانی ہو کھڑے ہو کر پیشاب کریں بجائے مسجد کے سینما جایا کریں اور عورتوں کو بے پردہ سیر گاہوں میں لے جائیں۔ ان حضرات کے نزدیک جو اخبار اور ناول پڑھے۔ تو قابل اور فاضل ہے۔ اور جو قرآن و حدیث پڑھے وہ بے وقوف اور جاہل ہے۔ اے میرے عزیزو یہ نہایت ہی سخت الفاظ ہیں اگر خدا اور اس کے رسولؐ سے کوئی تعلق ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ایک دن اللہ اور رسول ﷺ کو منہ دکھانا ہے تو مجھ کو آپ سے شکوہ وشکایت کا حق ہے۔ ورنہ مجھے کوئی شکایت نہیں اور اسی طرح شریعت میں تمدن باہمی تعاون کا نام ہے اور متمدن اقوام کی نظر میں عیش وعشرت کے سامان فراہم کرنے کا نام تمدن ہے۔ جس میں جائز وناجائز اور صدق اور کذب اور امانت اور خیانت کی کوئی تقسیم نہ ہو۔ سرمایا جمع ہونا چاہیے خواہ وہ ظلم وستم سے ہو۔ یا رشوت سے ہو یا کسی حیلہ اور تدبیر سے ہو ووٹ اور نوٹ مقصود ہیں۔ لوٹ اور گھسوٹ سے بحث نہیں۔ شریعت ان تمام امور کو حرام اور ناجائز اور بدترین اخلاق اور اعمال قرار

Marfat.com

دیتی ہے۔ ذرا انصاف سے فرمایئے کہ کیا ان اخلاق اور اعمال سے کوئی دنیاوی ترقی ہوسکتی ہے۔ ہر گز نہیں یورپ کے مبصر اور مدبر خود چیخ رہے ہیں کہ یہ تہذیب ہم کو ہلاکت اور بربادی کی طرف لے جارہی ہے۔ یہ تہذیب نئی تہذیب نہیں بلکہ نئی قسم کی تعذیب ہے یعنی عذاب ہے (ج ۲ ص ۲۱۱)

اہلِ دُنیا اور اہلِ اللہ میں فرق:

اہلِ اللہ اپنی ذات یا اپنے ہاتھ پاؤں اور اپنے تمام متعلقات کی حفاظت نوکر کی طرح کرتے ہیں۔ مالک کی طرح نہیں کرتے ہم تو کھاتے ہیں اپنا پیٹ بھرنے کے لئے اور وہ کھاتے ہیں سرکاری مشین کی حفاظت کے لئے یہاں سے اس بات کی سمجھ آجائے گی کہ خودکشی کیوں ممنوع ہے۔ یہ آپ کی جان نہیں کہ جیسا چاہئیں تصرف کریں بلکہ یہ بھی ان ہی کی مِلک ہے۔ اِس لئے انہوں نے اپنی چیزیں بلا اجازت تصرف کرنے سے منع فرمایا ہے اسی لئے عارفین حضرات اور اہل اللہ اپنی جان کو سرکاری چیز سمجھ کر اِس کی حفاظت کرتے ہیں۔ عام لوگ ٹھنڈا پانی اس لئے پیتے ہیں کہ مزہ آئے گا پیاس کو تسکین ہوگی طبیعت کو بشاشت ہوگی۔ اور عارف اس لئے پیتا ہے کہ ہر بُن مو سے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا ہو اور اس کی حمد ہو۔ مسلمان اِس لئے حکومت اور سلطنت حاصل کرتا ہے کہ اللہ کا دین عزت پائے۔ اور کوئی اِس کو ذلّت کی نگاہ سے نہ دیکھ سکے حکم خداوندی کے اجراء اور تنفذ کے لئے راستہ صاف ہو جائے اور کافر اِس لئے حکومت حاصل کرتا ہے کہ اِس کے اغراض ومقاصد نفسانی اور اِس کے جذبات وشہوات اور اِس کی ستم رانی اور من مانی خواہشوں کے لئے میدان صاف ہو جائے اِس لئے اسلامی حکومت کے حکام اور امراء کا یہ اوّلین فرض ہے۔ کہ وہ دین اور علوم دینیہ کی عزت اور حفاظت کے لئے کسی خدمت سے دریغ نہ کریں۔ علم دین تمام مسلمانوں کی ایک مشترک جائیداد ہے جو اہلِ اللہ صوفیاء حضرات کی سرپرستی اور دعاؤں کی برکت سے مشترک حفاظت اور جدوجہد سے درس گاہوں میں سیکھا اور سکھایا جارہا ہے اور خانقاہیں باطنی اصلاح کے لئے کوشاں ہیں۔ حضرات انبیاء کرام نے کافروں سے جو جہاد کیا وہ ہرگز ہرگز دنیا کے لئے نہ تھا بلکہ اللہ کا بول بالا ہو اور اس کا

Marfat.com

کلمہ بلند ہونے کے لئے تھا۔ الحمد اللہ علیٰ ذالک۔ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم O

اسلامی آدابِ زندگی

پڑوسی کے حقوق:

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی قرادرضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ ایک دن حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے وضو کا استعمال شدہ پانی لے لے کر اپنے اوپر ملنے لگے۔ حضور علیہ السلام نے ان سے دریافت فرمایا تمہارے لئے اس کا کیا باعث اور متحرک ہے؟ (یعنی تم ایسا کیوں کررہے ہو) انہوں نے عرض کیا کہ بس اللہ اور رسول کی محبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کی یہ خوشی اور چاہت ہو کہ اس کو اللہ اور رسول کی محبت نصیب ہو یا یہ کہ اِس سے اللہ اور رسول کو محبت ہو تو اُسے چاہیے کہ تین باتوں کا اہتمام کرے (۱) بات کرے تو سچ بولے (۲) جب کوئی امانت اِس کے سپرد کی جائے تو امانت داری کے ساتھ اس کو ادا کرے (۳) اور اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا رویہ رکھے (شعب الایمان البیہقی ص ۵۶۰+۵۶۱)

حضرت ابوشریح عدویؓ سے روایت ہے ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ اِس کے لئے لازم ہے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے اور جو اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ اُسے لازم ہے کہ اچھی بات بولے یا چپ رہے (متفق علیہ)

(ف) مہمان جو کبھی کبھار عارضی قیام کے لئے آتا ہے۔ اِس کا اکرام اور مستقل ہمسایہ و پڑوسی کا اکرام ایک ہی ارشاد گرامی میں خاص وزن رکھتا ہے، اس سے ہمسایہ کے حق کا تعین ہوسکتا ہے۔ پڑوسی کے حقوق کی ادائیگی لازمہ ایمان ہے۔

Marfat.com

مومن اور جنتی نہیں:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ارشاد فرمایا کہ خدا کی قسم وہ شخص مومن نہیں۔ خدا کی قسم اس شخص میں ایمان نہیں خدا کی قسم وہ صاحب ایمان نہیں عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون شخص؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ آدمی جس کے پڑوسی اس سے شرارتوں اور مفسدہ پردازیوں سے مامون اور بے خوف نہ ہوں یعنی ایسا آدمی ایمان سے محروم ہے (متفق علیہ ص ۱۶۲ اسلامی آداب زندگی)

عورتوں کو نصیحت:

ایک دفعہ حضرت اسماءؓ نے عورتوں کی طرف سے وکیل ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اور حضور علیہ السلام نے اُن کے جواب میں فرمایا سنو اور اپنی بہنوں کو پہنچاؤ۔ تمہیں شریعت کے مطابق اپنے گھروں کے اندر رہ کر تمام گھریلو معاملات کی دیکھ بھال۔ نگرانی و سرداری کرنا۔ بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت کر کے آگے بڑھا دینا۔ اپنے شوہروں کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا۔ اِن کے مال و جان و متعلقات میں حاضر و غائب امانت و خیر خواہی کے جذبہ سے تصرفات کرنا، اور فرائض و واجبات کی ادائیگی گھروں کے اندر ہی رہتے ہوئے کرنا۔ آخرت کے اجر و ثواب اور ترقی درجات کے لحاظ سے تمہیں مردوں کے برابر ہی کر دے گا۔ او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم۔ روایت میں ہے کہ حضرت اسماءؓ یہ جواب سُن کر بہت خوش خوش لوٹ گئیں اور تمام صحابیات بھی اس جواب سے مطمئن و خوش ہو کر اپنا دین و دنیا سنوارنے میں لگ گئیں اور عصرِ حاضر کے مدبّر شاعر نے خوب کہا۔ کہ پردہ اُٹھے گا تو ساتھ ہی تقوٰی بھی سر پر پاؤں رکھ کر رخصت ہو جائے گا اور یہ نصیحت اس کے لئے جو اپنے اللہ سے ڈرے۔

رہبروں کا بھیس بدلے رہزن تھے تاک میں
کارواں لٹنے سے پہلے راز افشا ہو گیا

Marfat.com

کامیابی تو کام سے ہوگی نہ کہ حُسنِ کلام سے ہوگی
ذکر کے اہتمام سے ہوگی فکر کے التزام سے ہوگی
مجھ کو بھی پڑھ کتاب ہوں مضمون خاص ہوں
مانا تیرے نصاب میں شامل نہیں ہوں میں
میری نگاہِ شوق پہ اِس درجہ سختیاں
اپنی نگاہِ شوخ کی کوئی سزا نہیں
ظفر آدمی اُس کو نہ جانئے گا
گو ہو کیسا ہی صاحبِ فہم و ذکا
جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی
جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا

(آخری مغل تاجدار بہادر شاہ ظفر)

حضرت امام لاہوریؒ فرماتے

سب کچھ بننا ہے آسان
مشکل بننا ہے انسان

اور فرماتے میں نے آج تک دین پر مزدوری نہیں لی۔ وآخر دعواھم ان الحمد اللہ رب العالمین

سلام کرنا سنت ہے اور جواب دینا واجب

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ ایک جانب سے تشریف لے جا رہے تھے دوسری جانب سے حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لا رہے تھے جب دونوں قریب پہنچے تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ابتداءً سلام نہیں کیا حضرت علیؓ نے پہلے سلام کیا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ نے جواب دیا ایک دوسرے صحابی رضی اللہ عنہٗ اس معاملہ کو حضرت ابو بکر صدیقؓ کے خلافِ

Marfat.com

عادت پہلے سلام نہ کرنے پر ان حضرات کے آپس کے درمیان گمان نا چاقی اور کدورت ہوگئی ہو کا کیا اور یہ بات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کر دی کہ میں نے ہمیشہ دیکھا ہے۔ کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ' حضرت علیؓ کو سلام پہلے کیا کرتے تھے آج اس کے خلاف ہوا۔ حضور آپ تحقیق فرما لیجئے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو بلایا گیا۔ ابو بکرؓ آج تمہارا علیؓ کے ساتھ کوئی واقعہ پیش آیا؟ کہا جی۔ آج ابتداء بسلام علیؓ نے کی میں نے نہیں کی۔ معاملہ کی تحقیق سوال جواب کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ' نے عرض کیا کہ میں نے ایسا اس لئے کیا کہ جب کبھی میں نے ابتداء سلام کی تو میں دیکھا کہ انوارِ الٰہی کا نزول مجھ پر زیادہ ہو رہا ہے اور علیؓ پر کم ہو رہا ہے آج میں نے ایثار کیا کہ میرے بھائی پر انوارِ ذات باری تعالیٰ زیادہ سے زیادہ ہو جائیں مجھ پر کم ہی سہی۔ سُبحان اللہ۔ تحقیق کے بعد کیا بات نکلی۔ اور قیاس کیا تھا کہ تکدر ہو گیا ہو۔ اور تحقیق کے بعد عجیب بات نکلی کہ یہاں طالب علمانہ سوال تو ہو سکتا ہے۔ کہ سلام کرنا تو سنت ہے اور جواب دینا واجب ہے اور اجر واجب کا زیادہ ہے سنت کا کم۔ تو ابتداء با سلام پر انوارِ الٰہی کم اور جواب دینے پر زیادہ ہونا چاہیئے۔

مگر یہاں صورت حال یہ ہے کہ جو واجب ادا کر رہا ہے اس پر نزول رحمت کم اور جو سنت ادا کر رہا ہے اس پر نزول رحمت زیادہ ہو رہا ہے۔ یہاں ایک اور اہم اصول ظاہر ہوتا ہے کہ یعنی وہ شاگرد جو اپنے استاد کے سامنے چوں و چرا اں نہ کرے اور مرید جو کہ اپنے شیخ کے سامنے چوں چرا کرے۔ ان دونوں کو چاہیئے کہ جنگل میں جا کر رہیں۔ آدمیوں میں رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ شاگردوں کا کام تو تحقیقات کا ہے اور مرید کا کام معالجے کا ہے۔

بہر حال طالب سوال کر سکتا ہے کہ واجب پر ثواب کم اور سنت پر زیادہ کیوں؟ تو جواب اس کا یہ ہے کہ اجر و ثواب مجاہدے پر ہے۔ ابتداء بسلام کرنا یعنی پہلے ہر ایک کا حوصلہ نہیں ہے۔ یہ وہ کر سکتا ہے کہ جس کی طبیعت کے اندر واقعی تواضع ہو۔ انکسار اور مسکنت ہو اس میں عاجزی کا اظہار ہے اور جواب دینے کے اندر تعلّی ہے کہ مجھ کو سلام کیا۔ خاص کر بڑا چھوٹے کو سلام کرے تو چھوٹے کے مزاج

Marfat.com

اور بگڑ جائیں گے کہ مجھے فلاں نے سلام کیا اور اپنا مقام پیش کرتا ہے۔ بس یہی وجہ ہے۔ زیادہ ثواب کی کہ قرب عاجزی پر ہے۔ اللہ تعالیٰ کو عاجزی بہت پیاری ہے۔

طنز و مذاق:

عقل کے پوجاریوں کو یہ نکتہ فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ محض عقلی احتمالات پر حیرت و تعجب کے اظہار سے کسی حقیقت واقعہ کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس جنتی مردوں کی طاقت عطا کی گئی تھی اور ہر جنتی کو سو آدمیوں کی طاقت عطا کی جائے گی۔ اس حساب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چار ہزار مردوں کی طاقت تھی۔ (مسائل ج ۹ ص ۲۷۸) کسی دیندار کی صورت وعمل پر اور آیات قرآنی کو طنز و مذاق کا نشانہ بنانے والوں کے لئے نہایت ہی خطرناک مرض ہے۔ لہٰذا ہر ایمان والے کو چاہیے ایسے ظریفانہ تبصروں سے پرہیز کریں ایسا نہ ہو کہ غفلت میں کوئی غیر محتاط لفظ زبان سے نکل جائے اور متاع ایمان برباد ہو کر رہ جائے نعوذ باللہ من ذالک۔

جدید تعلیمات کے سائنس دان:

انسانیت کے اخلاق واقدار اور اس کے بننے و بگڑنے کے اسباب کی جستجو سے سائنس دان عاجز رہے۔ اور خود شناسی کا کوئی آلہ نہ تیار کر سکے جس سے انہیں خود اپنے نفس کا کوئی جرثومہ نظر آتا۔ لہٰذا خدا شناسی اور انسان شناسی کی دولت سے محروم رہے۔ اور باوجود لاکھوں مشینیں اور خوردبینیں تیار کیں لیکن اپنی اصلاح ظاہر و باطنی کے لئے کچھ نہ کر سکے اور یہ کیوں نہ کر سکے یہ کسی فقیر اللہ والے سے معلوم کرنے سے پردہ چاک ہوگا۔ صحیح بخاری کی حدیث میں ہے۔ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسی طرح کی ضرورت کے لئے طالب علمانہ حیثیت سے حضرت خضر علیہ السلام کی رفاقت اختیار کی۔ واللہ اعلم

راہِ طلب میں اٹھیں پاؤں کس توقع پر
امید ملنے کی ہوتی تو جستجو کرتے

Marfat.com

کسی سے محبت محض اللہ کے لیے کرو

آدمی اگر کسی سے محبت کرے تو محض اللہ کے لئے محبت کرے یعنی، مال و منال، حسن و جمال وغیرہ کی وجہ سے محبت نہ ہو، بلکہ کسی دینی سبب کی وجہ سے ہو مثلاً کسی کی اطاعت وفرمانبرداری تقوٰی اور کسی کے علم و دین کی وجہ سے محبت کرنا۔ یہ حب للہ ہے۔ اور حب فی اللہ یہ ہے کہ نہ تو حسن سلوک سے اس میں اضافہ ہو اور نہ بے وفائی اور جفا سے اس میں کمی اور نقص آئے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں'' اللہ کے لئے محبت کرنا اسلام کے احکام واجبہ میں سے ہے اور یہ اولیائے کرام کا عمل ہے۔

اور جب اللہ اور اس کے رسول کی محبت تمام محبتوں پر غالب ہوگی تو ظاہر بات ہے کہ اللہ والوں سے جو محبت کی جائے گی وہ بھی خلوص پرمبنی ہوگی پھر ظاہر ہے کہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آدمی کو کفر سے نفرت ہو جائے گی اور کافر بننے اور ہونے کو آدمی اس طرح ناپسند کرے گا جس طرح آگ میں ڈال دیے جانے کو ناپسند کرتا ہے۔

حضور علیہ السلام کے ساتھ محبت عقلی حضور علیہ السلام کے ساتھ وہ محبت جس کو حب عقلی یا حب ایمانی کہا گیا ہے فرض عین ہے۔ جس محبت کے ساتھ حب احسانی۔ حبّ کمالی اور حبّ جمالی شامل ہوگئی تھیں جس کی وجہ سے وہ محبت ایسی محبت بن گئی تھی کہ حبّ طبعی اِس کے سامنے ہیچ تھی۔ آئمہ حضرات نے اِس محبت کا نام حبّ اِیمانی رکھاہے اور بعض اِس کو حبّ عشق کہتے ہیں یہ حبّ ایمانی حبّ عشقی وہی حبّ عقلی ہے جو ترقی کر کے اِس مقام تک آتی ہے کہ حبّ طبعی سے بھی آگے پہنچ جائے اور حبّ طبعی کی اِس کے سامنے کوئی حیثیت باقی نہ رہے۔

حضور علیہ السلام کی تعظیم سرکار دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم والد، ولد اور تمام لوگوں سے زیادہ ہونی چاہیے گویا حضرت قاضی عیاض رحمتہ اللہ کے نزدیک یہ شرط ایمان ہے (کشف الباری ۲/ ۲۲) شیخ ابو قاسم قشیری رحمتہ اللہ نے شیخ ابوسعید خراز رحمتہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ سے عرض کیا'' یارسول اللہ مجھے اللہ کی محبت نے آپ کی محبت سے روک دیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا'' جو اللہ سے محبت کرتا ہے وہ مجھ سے محبت کرنے والا ہے یعنی تمہیں جب اللہ سے محبت ہے تو مجھ سے بھی ہے فکر کی ضرورت نہیں تشویش کی کوئی بات نہیں اللہ کی محبت کے ضمن میں میری محبت بھی آجاتی ہے۔ بہر حال اصل مرکز محبت تو اللہ سبحان تعالٰی کی ذات ہے اس لیے کہ تمام اسباب محبت علیٰ وجہ الکمال اس میں پائے جاتے ہیں اور حضور علیہ وسلم چونکہ اللہ کی صفات کے پرتو ہیں اور اللہ تعالٰی کے کمالات کے مظہر ہیں اور دوسری تمام مخلوق کے مقابلہ میں اللہ سبحان تعالٰی سے اقرب ہیں اس لیے آپکی محبت بھی ضروری ہے اور پھر جو آپ کے اسوۃ حسنہ پر چلنے والے آپ کی صفات کے نقل کرنے والے ہیں اور آپکی ہدایات اور تعلیمات پر عمل کرنے والے ہیں ان کے ساتھ بھی علیٰ قدر المراتب اتنی ہی محبت ہوتی چاہیے (کشف الباری ۲/ ۳۰-۳۷)۔

Marfat.com

سالک راہِ حق کے لیے لمحہ فکر یہ ہے کہ سارے اعمال کو ظاہری ہوں یا باطنی بلکہ مقصد زندگی کو موثر بنانے کے لئے حضور اکرم صلی اللہ کے ساتھ محبت مِن ایثار ہے مساوات کے بعد ایثار کا درجہ ہے اور پھر اِس میں ترقی کی صورت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سا تھ ہی نہیں بلکہ آپ سے جو تعلق رکھنے والے حضرات ہیں اِن کے ساتھ بھی محبت ہونی چاہیے اور اِسی کے لئے امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے ''علامتہ الایمان حب الأنصار،، کا باب قائم کیا ہے۔

علامہ ابن المنیر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایمان کے لئے محض تصدیق قلبی کافی نہیں جب تک کہ اعمال میں اِس کی علامت نہ پائی جائے اور انصار کی محبت چونکہ تصدیق کی علامت ہے اِس لئے امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے انصار کی محبت ایمان کی علامت بتایا ہے۔ حضرت مولانا محمد یونس صاحب نے اس علامتہ الایمان کو ایک عجیب پیرائے میں پیش کر کے مزید سمجھنا آسان فرمادیا ہے فرماتے ہیں! دیکھئے حرارت آگ کی علامت ہوتی ہے، اب جتنی آگ ہوگی اتنی ہی گرمی ہوگی تو گرمی کی کمی بیشی آگ کی کمی بیشی کی علامت ہوئی اِسی طرح سمجھیے کہ حُبّ اَنصار ایمان کی علامت ہے لہذا حُبّ اَنصار میں جتنی کمی بیشی ہوگی ایمان میں بھی اتنی ہی کمی بیشی ہوگی مصنف رحمتہ اللہ علیہ نے بڑے لطیف طریقے پر ایمان کی کمی بیشی کی طرف اشارہ فرمایا ہے واللہ سبحانہٗ اعلم (کشف الباری ۲/۳۷)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت: حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمتہ اللہ نے ایک بات لکھی ہے کہ قرآن کریم میں جہاں جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر آتا ہے وہاں محسوس ہوتا ہے کہ محبت کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہو رہا ہے ایک جگہ تو صاف موجود ہے ''وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ،، لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں اِس قسم کا عنوان مجھے نہیں ملتا تھا اِس لئے قلب میں ایک قسم کی تشویش اور طلب تھی کیونکہ آپ کا مقام یقیناً حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اعلیٰ ہے۔

فرماتے ہیں کہ جب قرآن مجید کی آیت ''قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔۔۔،، سامنے آئی اور میں نے اس میں غور کیا تو میرا دل ٹھنڈا ہوگیا، کیونکہ اِس میں یہ کہا گیا ہے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھنے کا دعویٰ کرتے ہو تو میری اتباع کرو، یعنی اگر میری اتباع کروگے تو فقط یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے تمہاری محبت مقبول و معتبر ہو جائے گی بلکہ میری اتباع کا نتیجہ اور ثمرہ یہ ملے گا کہ تم خدا تعالیٰ کے محبوب بن جاؤ گے۔ اب ذرا غور کیجیے کہ جس کے پیچھے چل کر دوسرے لوگ محبوب بن جاہیں خود اُس کی محبوبیت کی کیا شان ہوگی۔ وَاللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم) (کشف الباری ۲/۳۷)

دودھ پینے کی دعا: حدیث شریف میں فرمایا ایک ایسی چیز جو بیک وقت کھانے اور مشروب کا کام دے وہ دودھ کے علاوہ کوئی نہیں اور جب دودھ جیسی عظیم نعمت استعمال کرو تو ''اَللّٰهُمَّ زِدْنَا مِنْهُ،، کی دعا کرو یعنی اے اللہ ہمارے لئے اِس میں اضافہ فرما۔ گویا دودھ سے بہتر چیز کی دُعا نہیں کی گئی (درس ۲۲۸/۱۱) الحمداللہ علیٰ ذالک۔

Marfat.com

محبت کا ثبوت زبان اور دعوؤں سے نہیں ہوتا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ میں وفات شریف ہونے سے کچھ دیر قبل حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ، کو جہاد کے لئے اپنے دستِ مبارک سے جھنڈا دیا ان کو جہاد کے لئے روانہ فرمایا اور اسی دوران آپ کی وفات ہوگئی۔ ہلچل مچ گئی۔ ارتداد کی نوبت آگئی۔ زکوٰۃ دینے والوں میں بعض نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ ادھر مہاجر اور انصار کے مشورے ہو رہے ہیں کہ قائم مقام کس کو کیا جائے۔ کیونکہ جب کسی ولی کا انتقال ہو جائے تو اس کی جگہ پر امور کے انتظام کے لئے کسی کو قائم ہونا ضروری ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، نے دیکھا کہ کشمکش تیز ہو رہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ ان کے بیعت کرتے ہی دیگر حضرات بھی بیعت ہونا شروع ہوگئے۔ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت پر اجماع ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ مانعین زکوٰۃ سے جہاد کرنے کے لئے لشکر بھیجنے کا بندوبست فرما رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے مدینہ میں قلت صحابہ کرام پیش آ رہی ہے۔ یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کی بڑی تعداد جہاد کے لئے مدینہ منورہ سے باہر بھیجی گئی تو مدینہ شریف میں صحابہ رضی اللہ عنہم بہت کم رہ جائیں گے۔ اس لئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، نے فرمایا کہ تھوڑا صبر کیجئے یا اگر ایسا ہی کرنا ہے تو اسامہؓ ابھی راستہ پر ہیں ان کو واپس بلا لیجئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں اے عمرؓ تمہیں کیا ہو گیا ہے تم زمانہ جاہلیت میں تو بڑے سخت تھے اور اس وقت آ کر نرم پڑ گئے۔ مقصد یہ ہے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ، کو یہ جھنڈا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے دیا ہے۔ اس کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تم مجھ کو اس کو کھولنے کی ترغیب دے رہے ہو۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ اگر تم سب کے

Marfat.com

سب میرا ساتھ چھوڑ دو تو میں تن تنہا چلا جاؤں گا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے شرح صدر ہو گیا۔

خیال فرمایئے محبت کتنی بڑی چیز ہے۔ اس ساری حقیقت بیان کرنے کا مقصود اور تفصیل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف ہو گئی جنہوں نے ایمان کی دعوت دی تھی اس دعوت کو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے قبول کیا تھا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز کو قائم کیا تھا حق عین حق توحید اس کی اشاعت کتنی اور کیسی ہوئی؟ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جس چیز کو آپ سے حاصل کیا تھا اور اس پر کتنی مشق کرائی۔ اشاعت اور پھیلاؤ کس عقیدت کے ساتھ کس محبت کے ساتھ کس اتباعیت کے ساتھ کیا۔ یاد رکھئے کہ محبت کا ثبوت اتباعیت سے ہوتا ہے۔ محبت کا ثبوت زبان اور دعوؤں سے نہیں ہوتا ہے۔ جس درجہ کی اتباعیت ہو گی اس درجہ کی محبت ہو گی۔ (خطبات ج ۳ ص ۱۴۰)

یہاں ایک بات کو سمجھ لیجئے کہ دو چیزیں ہوا کرتی ہیں۔ ایک وہ شخصیت جس کی طرف کسی چیز کی نسبت ہو۔ اور ایک وہ چیز کہ جس کو اس شخصیت نے قائم کیا۔ تو اس چیز کا بقاء اس پر موقوف نہیں کہ وہ شخصیت باقی رہے بلکہ شخصیت کے نہ ہونے کی صورت میں بھی وہ چیز باقی رہے گی۔ جو اس نے قائم کی تھی۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ چونکہ اس چیز کی نسبت ایک عظیم شخصیت کی طرف ہے۔ تو اس شخصیت سے محبت اور تعلق رکھنے والے اس کو قائم رکھنے اور آگے بڑھاتے رہتے ہیں۔ ایسا نہیں ہوتا کہ جب تک وہ شخصیت رہے تعلق والے اس چیز کو قائم رکھیں اور جب وہ نہ رہے تو اس چیز کو بھول جائیں۔

دیکھئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن جن چیزوں کو مقصد کے طور پر پیش کیا ان کو صحابہ کرام نے سینے سے لگا کے رکھا اور نہ صرف آپ کی حیات میں ان چیزوں کو باقی رکھا بلکہ وفات کے بعد بھی ان کو قائم رکھا اور آگے بڑھاتے رہے۔ نسبت اپنے حضرات کے سلسلہ کی بات ہے کہ اگر نسبت باطنی ان سے صحیح حاصل ہو تو اس کا حال بھی یہی ہوتا ہے۔ کہ جس شخصیت سے نسبت کے ہم نام لیوا ہیں اُس کی قائم کی ہوئی چیز کو سینے سے لگا کر رکھنا ہو گا اور ہر قسم کی مالی جانی اور اوقات کی

Marfat.com

قربانی کے لئے ہر وقت تیار اپنے آپ کو عملی طور پر پیش کرنا ہوگا۔

ڈھونڈھ کوئی تو راز دان اس کا جو دے تجھے نشان
گھر میں خزانہ ہے نہاں تجھ کو مگر پتا نہیں

الحمد للہ علیٰ کُل ذالکَ

صحابہ کرام سہولت دینے والے بنا کر بھیجے گئے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک اعرابی (دیہاتی) مسجد میں داخل ہوا حضور اقدس ﷺ تشریف فرما تھے اس نے نماز پڑھی جب فارغ ہوا تو اس نے (دعا مانگی) اے اللہ مجھ پر اور محمد (ﷺ) پر رحم فرما اور ہمارے ساتھ کسی پر رحم مت فرما۔ حضور ﷺ نے اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے فرمایا تو نے ایک وسعت والی چیز میں تنگی کی۔ پھر زیادہ دیر نہ لگی تھی کہ اُس نے مسجد میں پیشاب کرلیا۔ پس لوگ اس کی طرف دوڑ پڑے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس پر پانی کا ایک ڈول ڈال دو پھر فرمایا کہ تم لوگ سہولت دینے والے بنا کر بھیجے گئے ہو۔ سختی کرنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے۔

حضرت امام اعظم رحمہ اللہ نے حضور ﷺ کے اس ارشاد مبارک سے زمین پاک کرنے کے مسائل نکالے ہیں پہلے یہ کہ نجاست خشک ہونے سے کہ نجاست کا اثر نہ رہے پاک ہو جائیگی۔ (۲) ناپاکی کھود کر پھینک دینے سے بھی پاک ہو جائیگی۔ (۳) پانی بہا دینے سے بھی زمین پاک ہو سکتی ہے۔

دوسری چیز اس حدیث شریف سے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا آنے والی انسانیت کے لئے حضور کی طرف سے مبعوث ہونا ہے چونکہ حق تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام عالم کی ہدایت کے لئے قیامت تک کے لئے رسول بنایا ہے لیکن سب کو ایک ساتھ تبلیغ ممکن نہیں تھی اس لئے آپ نے ذریعہ ایک بے نظیر صلاحیتوں والی قوم کو بنایا اور پیغام پہنچایا تا کہ جب وہ اس کو قبول کرلیں تو اپنی وسعت و صلاحیتوں سے کام لے کر تمام عالم میں وہ پیغام پہنچادیں تو گویا حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے

Marfat.com

مبعوث ہیں اور آپ کے متبعین آپ کی طرف سے غیر متبعین کی طرف مبعوث ہیں۔ کہ آپ کے اسوۂ حسنہ کے مطابق وہ دنیا کے سامنے اسلام پیش کر کے اللہ کی حجت قائم کریں گویا یہ امت کا فرض ہے کہ دنیا کے سامنے۔ اقوال۔ اخلاق معاملات وغیرہ کا ایسا نقشہ پیش کرے جیسا آپ نے امت کے سامنے پیش کیا تھا۔

جس سرعت اور مضبوطی سے اسلام دنیا میں پھیلا کوئی مشن دنیا میں آج تک اتنا نہیں پھیلا یہ درحقیقت صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مبعوث بہ یُسر ہونے اور ان کی اس ذمہ داری کے احساس کا نتیجہ تھا لیکن جب سے امت نے یسر کی جگہ عسر اختیار کیا اور اس مبعوثیت کو بھلا دیا اسی وقت سے اس کا تنزل شروع ہوگیا (معارف مدینہ ۱/۲۸۸)

ادیان عالم اور مذاہب سماویہ کا خلاصہ:

پیغمبر آخر الزمان ﷺ کو نماز کی طرف دعوت دینے کا ایک ایسا طریقہ دیا گیا جو تمام مذاہب حق کا خلاصہ قدر مشترک اور جوہر ہے ''اذان'' مؤذن جب اذان دیتا ہے تو وہ ایسی ازلی و ابدی حقیقت کا اعلان کرتا ہے جس پر ابتدائے افرینش عالم سے لے کر پیغمبر آخر الزمان ﷺ تک تمام انبیاء و رسل متفق رہے ہیں۔ اسی لئے حدیث شریف میں اذان کو دعوت تامہ کہا گیا ہے اور اسی سے یہ کیفیت بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ اس سے زیادہ تام اور کامل دعوت اور پکار کیا ہو سکتی ہے جو تمام مذاہب حق کے قدر مشترک کی جامع اور ان کی بنیادی عقائد کے خلاصہ کی حامل ہو اسی سے یہ حقیقت بھی خود بخود ثابت ہو جاتی ہے کہ جسکی دعوت اتنی مکمل اور جامع ہوگی وہ صاحب دعوت بھی تمام انبیاء و رسل کی تعلیمات و ہدایات اور کمالات کا جامع ہوگا۔

اب آپ دوسرے مذاہب کے اعلانات کے طریقوں پر بھی ذرا نظر ڈال کر دیکھ لیجئے کہیں گھنٹی بجتی ہے کہیں بگل بولتا ہے کہیں گھنٹے بجتے ہیں مگر یہ خوبیاں اور یہ شان کہیں نظر نہیں آتی جو اذان میں ہے۔ بندوں کی سوچی ہوئی بات اور خدا تعالیٰ کی بھیجی ہوئی ہدایت میں یہ کھلا ہوا فرق ہے جو ہر شخص

Marfat.com

سمجھ سکتا ہے اور حضور اقدس ﷺ کا ایک معجزہ ہے جس کا جواب پیش کرنے سے دنیا عاجز ہے۔

وضو کے فضائل:۔

باوضو رہنا فیضانات الٰہیہ کے قبول کرنے کی استعداد رہتی ہے کیونکہ حق تعالیٰ کی صدقات کی بندوں پر بارش دن رات میں کسی وقت منقطع نہیں ہوتی ان کے قبول کیلئے تیار رہنا چاہیے جس شخص کو اللہ تعالیٰ بصیرت کی نگاہ مرحمت فرمائیں وہ علی الدوام ہر وقت اپنے کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے سامنے موجود پائے گا۔(انوارِ قدسیہ)

برکات اذان وفضائل

تاتاریوں کے ہلاکت خیز زمانہ میں جب خراسان، ماوراء النہر وغیرہ میں اسلامی سلطنت پارہ پارہ ہوگئی اور علماء اسلام کی زندگی دوبھر کردی گئی۔ایک بزرگ جن کا نام مولانا جمال الدین تھا اپنا وطن چھوڑ کر کاشغر سے تین سو میل بجانب مشرق ایک آبادی میں جس کا نام آق سو تھا داخل ہوئے یہاں اس زمانہ میں ایک تاتاری حکمران تغلق تیمور خان حکمران تھا۔ایک مرتبہ یہ شکار کیلئے نکلا۔ راستہ میں ایک جگہ قیام کیا مولانا جمال الدین اوران کے ساتھیوں نے نماز کے لئے اذان دلوائی۔ خان کی نیند میں خلل پڑا اس سے غضب ناک ہوکر حکم دیا اور یہ گوشہ نشین جماعت کشاں کشاں اس کے سامنے لائی گئی خان نے غصہ کی حالت میں مولانا سے پوچھا کہ تو اچھا ہے یا یہ کتا تجھ سے اچھا ہے مولانا نے فرمایا کہ اگر میرے اندر ایمان ہے تو میں اچھا ہوں ورنہ یہ کتا مجھ سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ نہ معلوم یہ الفاظ کس دل سے نکلے کہ یکا یک خان کا دل متاثر ہوا اس نے اپنے امیر کو حکم دیا کہ ان بزرگ کو اپنے گھوڑے پر سوار کر کے عزت کے ساتھ میرے خیمے میں لے آو۔مولانا جمال الدین جب اس کے خیمے میں پہنچے تو اس نے پوچھا وہ چیز کیا ہے جو انسان کو کتے سے بہتر بنا سکتی ہے تو مولانا نے فرمایا ''اسلام'' اور پھر اسلام کی حقیقت اس طرح بیان کی کہ خان بے اختیار ہوکر رونے لگا پھر تھوڑا سنبھل کر کہا۔ابھی میرے اختیارات محدود ہیں جب میں بادشاہ بنوں گا تو آپ ضرور میرے

Marfat.com

پاس تشریف لائیں میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس وقت مسلمان ہو جاؤں گا۔

خاقان کا قبول اسلام:۔

اس ملاقات سے کچھ دن پہلے مولانا نے خواب میں دیکھا تھا کہ آپ اپنے ہاتھ میں چراغ لئے کسی پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہیں جس کی روشنی سے تمام مشرق جگمگا رہا ہے۔ یہ خواب آپ نے اپنے بیٹے ارشد الدین کو سنایا اور کہا کہ اگر میں تغلق تیمور کی مسند نشینی سے پہلے انتقال کر جاؤں تو تم اسے قبول اسلام کا واقعہ ضرور یاد دلانا عجب نہیں کہ وہ تمہارے ہاتھ پر مشرب باسلام ہو جائے اس کے تھوڑے ہی عرصہ بعد مولانا جمال الدین اس دنیا سے رخصت ہو گئے ۱۳۴۷ء میں امرائے دولت کے متفقہ فیصلہ نے تغلق تیمور خان کو مغلستان کا خاقان تجویز کیا اور وہ بڑے کروفر سے مسند آرائے حکومت ہوا۔ مولانا ارشد الدین یہ خبر سنتے ہی پایہ تخت کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور خاقان سے ملنا چاہا مگر رسائی نہ ہوئی۔ تاہم مولانا اپنے عزم سے دست کش نہ ہوئے۔ آپ ہر روز صبح کے وقت خاقان کے خیمے کے قریب جاتے اور اس زور سے اذان دیتے کہ تمام وادی گونج اٹھتی۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ خود خاقان کی نیند اُچاٹ ہو گئی۔ آخر ایک دن اس نے حکم دیا کہ اس بے ادب شخص کو ہمارے سامنے پیش کیا جائے مغل چوب دار اسی وقت دوڑتے ہوئے گئے اور مولانا کو پکڑے ہوئے خاقان کے سامنے لائے۔ پوچھا تم کون شخص ہو۔ کہ جو ہر روز تڑکے ہی میں ہمارے خیمے کے قریب چلانے لگتے ہو۔ مولانا نے فرمایا کہ میں اسی شخص کا بیٹا ہوں جسے آپ نے ایک موقع پر اسلام قبول کرنے کا قول دیا تھا میرے والد انتقال کر چکے ہیں اور انکی وصیت کے مطابق اب میں حاضر ہوں۔ اس پر تغلق تیمور کا وعدہ یاد آ گیا اور مولانا کو پوری عقیدت سے اپنے پہلو میں جگہ دی پھر کہنے لگے کہ میں تخت نشینی کے وقت سے آپ کا منتظر تھا اب آپ آ گئے ہیں تو فرمایا میں کیا کروں۔ مولانا نے تغلق تیمور کو غسل کا حکم دیا پھر کلمہ پڑھایا اور اس کے ساتھ ہی مشرق کی تمام سرزمین نور اسلام کے استقبال کی تیار کرنے لگی۔ مولانا نے خاقان کو مشورہ دیا کہ سارے مغلستان میں اسلام کی اشاعت کرنی

Marfat.com

چاہیے اور قرار پایا کہ خاقان ایک ایک امیر کو الگ الگ بلا کر دین حق کی دعوت دے اور رفتہ رفتہ سب کو اپنے ساتھ ملا لیا جائے۔ کیونکہ سارے ملک کو تبدیلی مذہب پر آمادہ کرنے میں فساد کا احتمال تھا دوسرے دن پہلا امیر جو خاقان سے ملنے آیا۔ امیر تلیک تھا اس وقت مولانا ارشد الدین بھی خاقان کے پاس بیٹھے تھے۔ امیر تلیک نے ان پر مستفسرانہ نگاہ ڈالی تو خاقان نے ان کے تعارف کی رسم ادا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جن کے ذریعہ میں نے بت پرستی کو ترک کر دیا ہے کیا اچھا ہو کہ آپ بھی ایک خدا کے آستانہ پر جھک جائیں امیر تلیک یہ الفاظ سن کر زار زار رونے لگا اور آنسو جب ذرا تھمے تو کہنے لگا۔ جہاں پناہ میں پہلے ہی اس تیر کا گھائل ہوں۔ تین سال ہوئے جب کاشغر میں تھا تو چند بزرگوں نے مجھے بھی راستہ دکھایا تھا میں اسی وقت سے اسلام پر قائم ہوں۔ خاقان نے جونہی ماجرا سنا جوش مسرت سے بے تاب ہو گیا امیر تلیک کو گلے سے لگا لیا اور خدا کا شکر ادا کیا کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے اتنے بڑے اجر کا دست راست بنا دیا ہے۔ مغلستان کے تمام امیر اسی طرح ایک ایک کر کے اسلامی برادری میں داخل ہو گئے اور بالآخر ایک ہی روز میں ایک لاکھ ساٹھ ہزار مغل بت پرستی سے توبہ کر کے مشرف باسلام ہو گئے۔ (معارف مدینہ ۱/۳۲۵)

ہے عیاں فتنہ تاتار کے افسانے سے
پاسبان مل گئے کعبہ کو صنم خانہ سے

اوقات نماز:۔ نماز کے اوقات کا تعین پیش کرنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں یہ تو خدائے ذوالجلال کی حکمت بالغہ کا ہی ایک کرشمہ ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ سب جانتے ہیں۔ کہ نماز کا نظام کچھ اس قسم کا ہے کہ طلوع غروب زوال وغیرہ۔ سے اس کے اوقات کا تعین ہوتا ہے۔ چنانچہ صبح صادق طلوع ہونے کے وقت سے صبح کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے اور سورج نکلنے پر ختم ہو جاتا ہے سورج نکلنے کے تقریباً بیس منٹ بعد اشراق کا وقت شروع ہو جاتا ہے اس کے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ بعد چاشت کی نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے اس کے بعد سورج ڈھل جاتا ہے تو صلوۃ فی الزوال اور ظہر

Marfat.com

کا وقت شروع ہوتا ہے پھر جب ہر شے کا سایہ دو مثل ہو جاتا ہے۔تو عصر کی نماز پڑھی جاتی ہے پھر سورج غروب ہونے پر مغرب کا وقت ہوتا ہے اس کے ڈیڑھ گھنٹہ بعد عشاء کا اور نصف شب گزرنے کے بعد تہجد کا وقت ہو جاتا ہے۔

یہ دنیا کا حیرت انگیز نظام اور یہ بے پناہ عظیم اجرام جو کائنات کی غیر محدود فضا میں تیر رہے ہیں اور نہایت نظم کے ساتھ اپنے اپنے کام میں لگے ہوئے اور اپنے اپنے حلقہ میں گردش کر رہے ہیں اور قابو میں ہیں ایک لمحہ اور لحظہ کے لئے کوئی گڑ بڑ نہیں ہو سکتی۔اس مسئلہ کا کوئی حل اور اس سوال کا کوئی تسلی بخش جواب نہیں اس کے سوا کہ یہ تسلیم کیا جائے کہ ایک بڑی زبردست مافوق الفطرت طاقت یعنی خدائے بزرگ و برتر نے اس سب نظام کو قائم کیا اور چلا رکھا ہے اس کی ذات سے علم قدرت اور ارادہ کا کنکشن ہر وقت ان تمام اجسام میں چیزوں میں آ رہا ہے۔اور وہی ان سب کو پکڑے اور باندھے ہوئے ہیں اور اسی کے اشارے سے سب کچھ ہو رہا ہے جس وقت اسکی توجہ ہٹ جائے گی یہ سارا نظام تباہ ہو جائے گا۔اس لئے یہ دنیا اور اس سے منسلک ہر شے ہر آن اس کی توجہ کی محتاج ہے بس جب ہر آن دنیا پر اس کا جود عطا فیضان جاری ہے تو اسکا تقاضا یہ تھا انسان بھی ہر وقت اس کے شکریہ میں لگا رہتا تاکہ منعم کا اس کے احسان کے مطابق شکریہ ادا ہو جاتا لیکن یہ انسان کے بس کی بات نہیں۔

اللہ تبارک تعالیٰ کا احسان پر احسان،اور کرم بالائے کرم ہے کہ اس نے اپنی شکر گزاری کا ایسا حیرت انگیز طریقہ بھی خود ہی بتا دیا کہ ہر آن اس کے احسان کے فیضان کے مقابلہ میں ہر وقت اس کا ذکر و شکر ہوتا رہے اور وہ طریقہ یہی پانچ وقتہ فرض نمازوں کے ساتھ واجب اور نفل نمازیں اور اذکار مسنونہ اور ارکان اسلام اپنے اوقات پر حدود کے اندر ادائیگی جیسا کہ انکی تفصیل ائمہ دین نے کتب کے اندر نقل فرمائی ہے۔بہر حال خدائے قادر وعلیم کی بے پناہ قدرت اور اس کے مقابلہ میں بندوں کی بے انتہاء عاجزی کا تقاضا بھی یہی تھا کہ ادھر سے فیضان کا تسلسل ہو تو ادھر سے شکر گزاری میں بھی عاجزی ظاہر ہوتی رہے۔(معارف مدینہ ۴۳۹/۱)

Marfat.com

حسن اخلاق

ایک عالمگیر حقیقت یہ ہے کہ نفرت وعداوت کے خاتمہ اور الفت ومحبت کی اشاعت کے لئے حسن اخلاق ایک اکسیر کا حکم رکھتا ہے اور یہ وہ تلوار ہے جو دشمن کی بجائے دشمنی کا گلا کاٹ کر معاشرے کے اندر مستقل اجتماعی حیات کا سامان فراہم کرتی ہے۔ اور یہی چیز انسانی معاشرے کی بنیادی ضرورت ہے۔ اکثر گفتگو کے اندر لوگ اپنی بات منوانے کی کوشش کرتے ہیں اور اہل اللہ اور ان کی صحبت یافتہ اپنی بات سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں اور یہی ان کے خلوص وللّٰہیت کی دلیل ہے۔ ان حضرات کی پوری زندگیاں ان ہی نشیب وفراز خلوص وللّٰہیت سے مزین تھیں اور ہر قسم کی دینی خدمات اور اخلاقی فریضہ کے حیثیت سے حقائق حق کے فرض کو نبھایا

راہ الفت میں گو ہم پر بہت مشکل مقام آئے
نہ ہم نے راستہ بدلا نہ ہم منزل سے باز آئے
ہجوم غم میری فطرت بدل نہیں سکا
کروں میں کیا میری عادت مسکرانے کی

مولانا محمد آمین صفدر

اپنے اسلاف دیو بند کی تحقیقات پر بھر پور اعتماد ہونا ضروری ہے اور ان سے سرمو انحراف و انکار کے روادار نہ ہونا ضروری ہے مشائخ رائپوری حضرات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم نعمت اور نمونہ تھے۔ ان حضرات نے دین کی خدمت خصوصاً شعبہ اصلاح باطن یا تزکیہ نفس میں ان کا طرہ امتیاز تھا اور یہ حضرات فہم دین کے صحیح اصول جاننے والے اور اہل سنت والجماعت کے صحیح ترجمان تھے علم دو قسم کا ہوتا ہے:۔ علم نافع اور علم ضار۔ شریعت کا مطلوب وہ علم ہے جو بندہ کے اندر تواضع، انکساری اور خدا خوفی کے جذبات پیدا کرے۔ دوسرا علم وہ ہے۔ جو صرف روکھا پھیکا خاص علمی انداز اور حب مال کے جراثیم لئے ہوئے جس سے آدمی کے اندر عجب، تکبر اور خود رائی پیدا ہوتی ہے

Marfat.com

یہی وہ علم ہے جو آدمی کی عاقبت کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔اور فرمایا ہمارے اکابر کی کتاب پڑھو تو دل میں عجز و انکسار پیدا ہوتا ہے اور اپنے نالائق ہونے کا یقین بڑھتا ہے اور مظرف کی قیمت ظروف سے ہوتی ہے۔انسان کا جسم بھی ایک ظرف کی مانند ہے اگر اس کا تعلق مع اللہ سے بھرا ہوا ہو تو اسکو قیمتی سمجھو۔اہل اللہ کی زندگی زاہدانہ مجاہدانہ۔جہد مسلسل علم و عمل زہد و تقویٰ استغنا و توکل۔پاک بازی راست گوئی و حق گوئی کا نمونہ ہوتی ہے۔

طہارت کے انوارات:۔

قدرت نے ہر سلیم النفس انسان میں طہارت کی خصلت کی طرف میلان رکھا ہے چنانچہ اگر ایک شخص اپنی سلامتی فطرت پر رہے اور باہر سے کوئی اور چیز اس کے نفس میں خلل انداز نہ ہو تو لامحالہ وہ طہارت کی خصلت کا حامل ہو گا اور لفظ طہارت سے کہیں یہ غلط فہمی نہ ہو کہ اس جگہ طہارت سے ہماری مراد وضو اور غسل سے ہے۔طہارت سے دراصل یہاں مقصود وضو اور غسل کی روح اور ان سے انسان کو جو نور و انشراح حاصل ہوتا ہے اس سے ہے۔

انسان کے نفس کو جو ظاہری و باطنی ناپاکی کی تاریکی گھیر لیتی ہے تو اس کے اندر شیطانی وسوسے بیدار ہوتے ہیں چنانچہ وہ خوف ناک خواب دیکھتا ہے اور اس کے دل پر سیاہی ہجوم کر آتی ہے اور نور طہارت والوں میں بعض ایسے ہوتے ہیں کہ خواب میں نور کی بارش کی طرح برستا دیکھتے ہیں۔اس طرح ایسے سالک پر جنت کی کیفیات کی روح اور اس کی نعمتوں کی حاصل مقصود کا دروازہ کھل جاتا ہے۔اور ہر شخص کی جیسی استعداد ہوتی ہے۔اسی کے مطابق اسکو ان میں سے حصہ ملتا ہے اس طرح جو سالک اہل اصطلاح میں سے ہو گا اس کی طبیعت کا عام اندازہ یہ ہے کہ وہ اعضاء و جوارح کے اعمال اور دل و دماغ کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔عام طور پر ایسے لوگوں میں قلق و اضطراب کی کیفیت نہیں ہوتی۔اس طرح دنیا میں احکام شرع کے سب سے زیادہ فرمان بردار اہل اصلاح ہوتے ہیں ان میں سے جن لوگوں میں ملکی قوت شدید ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود اور اس

Marfat.com

کے دستوروں کے محقق اور ان کی حکمتوں کے جاننے والے ہوتے ہیں۔

مختصر یہ کہ دنیا میں بہترین لوگ وہ ہیں جن میں ملکی قوت شدید ہوتی ہے اب اگر یہ شدید ملکی قوت والے اہل اصلاح میں سے ہوں یعنی (وہ انبیاء کرام کے علوم حاصل کرنے کی استعداد رکھتے ہیں۔ کہ اس زندگی کے بعد دوسری زندگی میں جو کچھ پیش آئے گا اسکا علم ہوتا ہے۔اور فرشتوں کو دیکھتے ہیں اور عبادت کے اسرار سیاست کے رموز گھریا شہروں کے نظم ونسق کے اصولوں اور اخلاق و آداب کے اساسی مقاصد سے وہ واقف ہوتے ہیں اور شریعت کے احکام کے پابند ہوتے ہیں بس یہی لوگ قوموں کی قیادت اور امامت کے مستحق ہوتے ہیں۔الحمد اللہ علیٰ ذالک

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مصلحین کیلئے ایک عظیم ہدایت

عماد الدین حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (م ۷۷۵) ابن ابی حاتمؒ کی سند سے نقل کرتے ہیں کہ اہل شام سے ایک بڑا بارعب اور قوی آدمی تھا یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کرتا تھا کچھ عرصہ تک وہ نہ آیا تو آپ نے لوگوں سے اس کا حال پوچھا۔لوگوں نے کہا امیر المومنینؓ اس کا حال نہ پوچھئے وہ تو شراب میں بدمست رہنے لگا۔ فاروق اعظمؓ نے اپنے منشی کو بلایا اور کہا کہ یہ خط لکھو۔منجانب عمر بن خطاب بنام فلاں بن فلاں۔اسلام علیکم (علیک) اس کے بعد میں تمہارے لئے اس اللہ کی حمد پیش کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔وہ گناہوں کو معاف کرنے والا۔توبہ کو قبول کرنے والا۔سخت عذاب والا۔بڑی قدرت والا ہے۔اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

پھر حاضرین مجلس سے کہا کہ سب مل کر اس کے لئے دعا کرو کہ اللہ اس کے قلب کو پھیر دے اور اس کی توبہ قبول فرمائے۔جب اس کے پاس حضرت فاروق اعظمؓ کا خط پہنچا اور اس نے پڑھا تو بار بار ان کلمات کو پڑھتا اور غور کرتا رہا۔کہ اس میں مجھے سزا سے ڈرایا بھی گیا ہے۔اور معاف کرنے کا وعدہ بھی کیا گیا ہے۔پھر رونے لگا اور شراب خوری سے باز آ گیا ایسی توبہ کی کہ پھر اس کے پاس نہ گیا۔

حضرت عمر فاروق اعظمؓ کو جب اس اثر کی خبر ملی تو لوگوں سے فرمایا کہ ایسے معاملات میں تم سب کو ایسا

Marfat.com

ہی کرنا چاہیے کہ جب کوئی بھائی کسی لغزش میں مبتلا ہو جائے تو اس کو درستی پر لانے کی فکر کرو اور اسکو اللہ کی رحمت کا بھروسہ دلاؤ اور اللہ سے اس کے لئے دعا کرو۔ کہ وہ توبہ کرلے اور تم اس کے مقابلہ پر شیطان کے مددگار نہ بنو۔ یعنی اس کو برا بھلا کہہ کر یا غصہ دلا کر اور دین سے دور کردو گے تو یہ شیطان کی مدد ہوگی۔

قبلہ کی طرف تھوکنا بے ادبی ہے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبلہ کی طرف تھوکنے والے پر اظہار ناراضگی فرمایا (جواہر پارے ۲/۱۲۹) ترجمہ: حضرت ابو سہلہ سائب خلاد رضی اللہ عنہ جو بقول حضرت امام احمدؒ کے صحابہ کرام میں سے تھے ان سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے کچھ لوگوں کی امامت کروائی۔ دوران امامت انہوں نے قبلہ کی جانب تھوک دیا۔ رسول اکرم ﷺ یہ دیکھ رہے تھے جب وہ صاحب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ صاحب آئندہ تمہاری امامت نہ کروائیں۔ ان صاحب نے اس واقعہ کے بعد جب دوبارہ ان لوگوں کی امامت کرانے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے انہیں روک دیا۔ اور کہا حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے ان صاحب نے حضور ﷺ سے اسکا تذکرہ کیا کہ آپ نے فرمایا کہ تم نے اللہ اور اللہ کے رسول کو اذیت دی ہے۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جانب قبلہ محترم ہے اس کا انتہائی احترام کرنا چاہیے۔ نہ اسکی طرف تھوکنا چاہیے نہ اسکی طرف بلا عذر پاؤں پھیلانے چاہیے اور نہ اس طرف رخ کر کے یا پیٹھ کر کے بول و براز کرنا چاہیے ہمارے اسلاف نے اس رمز کو خوب سمجھا تھا وہ معمولی معمولی آداب کا بھی خیال رکھتے تھے اور ایسے لوگوں سے بچتے تھے جنہیں شعائر اللہ کے آداب کا خیال نہیں ہوتا تھا۔

امام قشیری رحمہ اللہ (م ۴۶۵ھ) سرخیل صوفیاء حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ (م ۲۶۱ھ) کا ایک واقعہ اپنی سند سے ذکر فرماتے ہیں کہ۔

"عمی بسطامی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ مجھ سے حضرت بایزید بسطامیؒ نے فرمایا چلو ذرا چل کر ان صاحب کی زیارت کر آئیں جنہوں نے اپنے بارہ میں مشہور کر رکھا ہے کہ انہیں ولایت حاصل ہے۔ زہد و عبادت میں بھی ان کی بڑی شہرت ہے۔ چنانچہ ہم ان کی زیارت کو چلے جب ہم وہاں پہنچے تو دیکھا وہ صاحب گھر سے مسجد میں آئے اور آتے ہی راستے میں انہوں نے قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوکا یہ دیکھ

Marfat.com

کر حضرت بایزید بسطامیؒ واپس چلے آئے اور اسے سلام تک نہیں کیا۔ فرمایا جو شخص رسول اکرم ﷺ کے آداب میں سے ایک ادب کا بھی خیال نہیں رکھ سکتا وہ اس چیز (ولایت) کا کیا خیال کرے گا جس کا وہ دعویدار ہے۔

ہمیں اس واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ اور سوچنا چاہیے کہ ہمارے اسلاف کیا تھے اور ہم کیا ہیں کہ ہم صریح حرام کاموں میں مبتلا اشخاص کو بھی اچھا سمجھتے ہیں اور انہیں مقتدا و پیشوا بنا لیتے ہیں۔

بے ادب بے نصیب

ہماری شریعت میں ہر چیز کے آداب سکھلائے گئے ہیں اور آداب بجالانے پر زور دیا گیا ہے جو آداب بجالاتا ہے وہ سعادت مند قرار پاتا ہے اور جو آداب بجا نہیں لاتا وہ بدنصیب اور محروم سمجھا جاتا ہے۔ اسی بات کو بتلانے کیلئے یہ محاورہ مشہور ہوا ہے ”باادب بانصیب“ ہم خدا سے ادب کی توفیق چاہتے ہیں کیونکہ بے ادب رب تعالیٰ کی لطف و کرم سے محروم ہوتا ہے (جواہر پارے ۳/۲۴۱)

دنیاوی زندگی کا مقصد

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت و شفقت سے انسان کو پیدا فرمایا اور اسکو ہمیشہ کی زندگی کا مقام بھی دیکھایا اور بتا دیا اس مقام کا دائمی و ابدی استحقاق خود تمہارے عمل سے تم کو حاصل ہو سکتا ہے۔ اور یہ دنیاوی زندگی اس لئے اسکو دی گئی کہ وہ اس زمانہ میں اس سدا بہار سرزمین کی ملکیت کو اپنے عمل کی قیمت سے خرید سکے پھر چونکہ انسان طبعاً کمزور، زود فراموش اور بھولنے والا بھی پیدا ہوا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی اسی مستعار زندگی میں بار بار اپنے سنبھلنے سدھرنے اور کامیاب بننے کے مواقع عنایت کیئے رسولوں کی بعثت اصلاح باطن کیلئے صوفیاء حضرات کا سلسلہ معلموں کی آمد، شریعت کی تعلیم پھر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا سلسلہ گناہوں پر جسمانی سزا اور تعزیر وعمل خیر پر روحانی لذت اور شر پر روحانی غبار و کدورت کے لوازم اسی لئے مقرر ہوئے۔ کہ اس کو تنبیہ اور اصلاح کیلئے حسب ذیل مراتب مقرر کیئے (۱) نیکی سے برائی کا کفارہ یعنی انسانی فطری کمزوریوں کی وجہ سے جو غلطی ہو۔ اسکا کفارہ نیک عمل اور اہل اللہ صوفیاء حضرات کی صحبت سے کرے کیونکہ عیوب نفس نیک اعمال کو تباہ کر دیتے ہیں۔ لہٰذا عمل میں اصلاح، فناء نفس کے بعد ہی پیدا ہوتی ہے جس کیلئے ریاضت و مجاہدات شیخ کی نگرانی میں ضروری ہیں۔ مسلمان کے ہر قسم کے کاموں کا اصل محرک صرف خدا کا حکم، خدا کا خوف۔ خدا کی اطاعت۔ خدا کی خوشنودی

Marfat.com

جو اہل اللہ کی صحبت کے بغیر حاصل نہیں ہوتی جس درجہ تک ایک مومن کی اس قلبی کیفیت میں ترقی ہو گی اس کے ایمان وتوحید کی تکمیل بھی پایہ کمال کو پہنچتی ہے۔(سیرۃ نبوی ج ۴ ص ۴۴۶) سالک کے قلب پر جو کیفیت وارد ہو اسکی قدر کیجائے اور عالم غیب والشہادہ کا احسان سمجھ کر شکر گزاری کیساتھ اسکا تحفظ کیا جائے اور تم میں سے زیادہ شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو۔(قرآن)

ذاتی زینت اور تکبر وتفاخر میں فرق:۔

جمال وزینت تو اپنا دل خوش کرنے کیلئے یا اظہار نعمت الٰہیہ کیلئے ہوتا ہے۔اور دل میں اپنے کو نہ اس نعمت کا مستحق سمجھتا ہے اور نہ دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے بلکہ منعم حقیقی کی طرف اسکا منسوب ہونا اس کے پیش نظر رہتا ہے۔اور جس میں دعوی استحقاق اور تحقیر اور اپنے اوپر نظر اور دوسروں کی نظر میں علوشان کا قصد ہو وہ تکبر اور حرام ہے(تشریح قرآن ص ۲۴۱)

اللہ کی نصیحت سے اعراض کرنے والے کا حشر۔

جو اللہ تعالیٰ کی نصیحت سے دنیا میں اعراض کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا جینا تنگ کر دیگا اور قیامت کے دن قبر سے اندھا کر کے اٹھایا جائے گا۔ معیشۃ ضنکا یعنی اس میں قلب کی تنگی کہ ہر وقت دنیا کی حرص میں ترقی کی فکر میں کمی کے اندیشہ میں بے آرام رہتا ہے(تشریع ص ۲۸۹ قرآن)

ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے
جو اس پر بھی وہ نہ سمجھے تو اس بت کو خدا سمجھے

خانقاہوں پر ایک شبہ کا جواب:۔

خانقاہوں میں تعلیم بھی ہوتی ہے اور تربیت بھی ہوتی ہے۔بدرجہ اکمال بدرجہ اتمام لیکن کس کی تربیت ہوتی ہے؟ سچے مخلص طالب کی کہ وہاں خانقاہ میں بھی ہر قسم کے آتے ہیں کہ حضور ﷺ کی خدمت میں بھی مختلف قسم کے تھے کیا وہاں منافق نہیں تھے؟ کیا حضور ﷺ کی خدمت میں حضور ﷺ کے دربار میں منافق نہیں تھے؟ چھوٹے بڑے ضرور تھے اسی طرح خانقاہ میں ایسے بھی ہوتے ہیں۔پھر کیا تعجب کی بات ہے ان ہی میں مخلص سچے بھی

Marfat.com

ہوتے ہیں وہی طالب کہلاتے ہیں۔ اگر اس کے برخلاف کوئی دوسری قسم کا نکل آوے تو خانقاہ پر کیا زد پڑی حضور کے دربار میں بھی صفہ میں بھی وحی کے لکھنے والے بھی نفاق والے تھے۔ گو اقل قلیل ہی صحیح مگر تھے ضرور۔ احادیث سے ثابت ہے۔ حالانکہ وہ زمانہ خیر کا زمانہ تھا ارشاد نبوی ﷺ ہے" بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے پھر ان کا جوان سے ملے ہوئے ہیں پھران کا جوان سے ملے ہوئے ہیں پھر جھوٹ پھیل جائے گا۔ تو زمانہ خیر میں جب ایسے لوگ موجود تھے تو اب کیا اعتراض ہے یہ تو قرب قیامت کا دور ہے۔ اب اگر خانقاہ میں رہنے والے اگر کچھ ایسے ایسے لوگ ہوں تو اسکا اثر طالبین پر کیا خانقاہ پر کیا؟ اور اگر خانقاہ پر اس وجہ سے کوئی اعتراض ہے تو پھر مدرسہ اور درس گاہوں کے اندر تو بہت ہیں۔ درس صحیح لینے والے کتاب کو صحیح افہام وتفہیم اکمال واتمام کیساتھ حل کر ینوالے سمجھنے والے پابندی رکھنے والے ہمارے اس زمانہ میں بہت کم نکلیں گے۔ طالب صادق بہت کم ہیں لہٰذا مدرسہ بند کردو جس درس کے اندر بیس ہیں تو شمار کرلو کہ طالب صادق وقت کی پابندی کیساتھ استاد کی طرف نگاہ جما کر حل کتاب کیساتھ تکرار کرنے کیساتھ تقریر سننے کے ساتھ کتنے ہیں اگر خانقاہوں میں دو چار ایسے ہیں تو مدرسوں میں درس گاہوں میں کتنے ہیں خود دیکھ لیا جائے شاید خیال شریف میں بات آئی ہوگی۔ پس اگر مدارس کی ضرورت ہے اور بالیقین ضرورت ہے تو خانقاہ کی بھی ضرورت ہے۔ اور اب تو بہت ہی زیادہ ضرورت ہے۔ کہ دہریت اور بے دینی کا زور ہے۔ جسکا مقابلہ کرنے کیلئے سالک طالب صادق اور تقویٰ اور طہارت رکھنے والوں کی ضرورت ہے۔ جو خانقاہ میں کسی صاحب دل کیساتھ تعلق کے بغیر مشکل ہے۔ (مسیح الامت ج ۲ ص ۲۱۴)

عورتوں کی بیعت:

اپنے بزرگوں سے اجنبی عورتیں بہت بیعت ہوئی ہیں۔ مگر طریقہ پردہ حسب شرع ان سے ہے آدمی شیطان کو دور نہ سمجھے اس ملعون نے بڑے بڑوں کو دے مارا ہے۔ ہم جیسے کمزور کس شمار میں بلکہ ہماری کمزوری ہی کے سبب وہ ملعون ہمارے درپے سے نہیں جاتا ہے۔ بس بھائی یہ ایک حفاظت الٰہی کا ظہور ہے اسی کی پناہ سے یہ سارا رنگ جما ہوا ہے اصل ہماری وہی ذات عالی بابرکات ہے اور پیر اسم ہادی کا مظہر ہے۔ اللہ دنیا کے مخمصوں سے فراغت نصیب کرے اب عمر آخر ہونے پر آئی ہے اور کام ادھورا رہا۔ اور کچھ صورت پورا ہونے کی نہیں معلوم ہور ہی اس درد کو کس کے سامنے روؤں اور اس مرض کا کیا چارہ کروں۔ مرید اگر پیر کو دیکھے کہ راہ مستقیم سے لغزش کر

Marfat.com

گیا ہے اس کیلئے دعا اور التجا جناب باری میں کرے اللہ تعالیٰ اس کو بلا سے نجات دے کیونکہ یہ راہ طریقت کا امداد و اعانت کا ہے اور معمولی بات یہ بدعقیدہ پیر سے ہونا اچھا نہیں اور یہ جو بزرگوں کی جائے پر سجادہ نشین ہوتے ہیں اصل میں یہ پیر نہیں۔ پیر ہمارے وہ بزرگان خاندان ہیں۔

نعت سید الابرار

وہ بارگاہ معلیٰ وہ مسند رفعت
جناب مالک تشریع حاکم اسلام
رسول ایسا کہ مرسل ہیں امتی اس کے
وہ بادشاہ کہ سب بادشاہ اس کے غلام
تمام تم نے کیا مکارم اخلاق
تمام خوبیوں کا آپ پر ہوا اتمام
یہ قرب ہے کہ ہوا ہی نہیں کسی کو نصیب
زبان آپکی اور اس پر ہے خدا کا کلام
شرف ہے حضرت عیسیٰ کا امتی ہونا
ہے ان کی ذات پہ امت کے اولیا کا ختام
بشارت آپ کے آنے کی پہلی دیدی تھی
اس ابتداء کا کریں گے وہ آن کر اتمام
اطاعت آپکی بالکل اطاعت حق ہے
ومن یطع میں کسی نوع کا نہیں ابہام
کہا نہ آپ کا مانے وہ کیوں نہ ہو کافر
کلام آپ کا ہے وحی اور خدا کا کلام
وہ سیر باغ نہ جانے جو ہووے نابینا
وہ بوئے گل سے محروم جسکو ہووے زکام
یہ اس طرح سے گذرتی ہے زندگی اپنی
کہ ایسے جینے کو ہے دونوں ہاتھ ہی سے سلام

انسان کی زندگی تین زمانے پر مشتمل ہے

ایک بزرگ سڑک سے گزر رہے تھے کہ ایک متکبر کے بدن کو ان کے جسم سے کچھ دھکا لگ گیا۔ کیونکہ زیادہ عمر کے سبب بینائی کمزور ہوگئی تھی اس متکبر نے اکڑ کر کہا اوندھے تجھے سوجھائی نہیں دیتا تو نہیں جانتا میں کون ہوں؟ ان بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ تو کون ہے۔ اگر تو کہے تو میں تجھے بھی بتا سکتا ہوں اس نے کہا اچھا بتایئے ارشاد فرمایا کہ ہر زندگی تین زمانے پر مشتمل ہوتی ہے ماضی، حال، مستقبل میں تیرے تینوں زمانے بتائے دیتا ہوں۔ ماضی میں تو باپ کا ناپاک نطفہ اور ماں کا خون حیض تھا۔ حال میں پیٹ کے اندر پاخانہ اور پیشاب اٹھائے پھرتا ہے۔ اور مستقبل میں تو قبرستان میں سڑی ہوئی لاش ہوگا۔ عجب وتکبر بیوقوفوں کو بہت ہوتا

Marfat.com

ہے۔ ورنہ ذرا بھی عقل سے کام لیا جاوے تو سمجھ میں آئے گا کہ انسان کو تکبر کبھی زیبا نہیں حدیث قدسی میں ہے کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بڑائی میری چادر ہے۔ جو اس میں گھسے گا میں اسکی گردن توڑ دونگا۔

عجب کی حقیقت

انسان کا اپنی کسی صفت پر اس طرح نگاہ کرنا کہ بجائے عطاء حق سمجھنے کے اسکو اپنا ذاتی کمال سمجھے جس کا لازمی اثر یہ ہوتا ہے کہ منہ سے بجائے شکر نکلنے کے میں ایسا ہوں میں ویسا ہوں نکلتا ہے اور دل ہی دل میں اپنے کو دوسروں سے اچھا سمجھتا ہے۔ اور یہی عجب ہے اور اللہ کی ناشکری ہے۔

تکبر کی حقیقت:۔

یہ ہے کہ اپنے کو بڑا سمجھے کسی کے مقابلے میں پس تکبر میں دوسرے کی تحقیر لازم ہوتی ہے اور عجب میں دوسروں کی تحقیر لازم نہیں آتی یعنی ہر متکبر میں عجب کا تحقق ضرور ہوتا ہے لیکن ہر عجب کے لئے تکبر لازم نہیں ہے کیونکہ انسان کبھی اپنی صفت پر نظر کر کے صرف اپنے ہی کو اچھا سمجھتا ہے۔ اور اس وقت کسی کی تحقیر سے خالی الذہن ہوتا ہے۔ قلب اور روح کے امراض میں سالکین کیلئے عجب اور تکبر دونوں مہلک بیماریاں ہیں۔ ان کی اصلاح میں تغافل نہ ہونا چاہیے۔ (معارف مثنوی ص ۳۵۱+۳۵۲)

فنائیت کیا چیز ہے

اپنے کو مٹا دینا اور فنا کر دینا یا فانی فی اللہ ہو جانا ان اصطلاحات کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ اپنی ان مرضیات اور خواہشات کو جو اللہ تعالیٰ کی مرضیات اور خواہشات کو جو اللہ تعالیٰ کی مرضیات اور احکام کے خلاف ہوں ترک کر دے پس اس کا نام فناء نفس ہے۔ ابتدا سلوک میں یہ عمل مجاہدہ اور ریاضت و مشقت سے ہوتا ہے اور انتہاء سلوک میں مرضیات الہیہ پر عمل کرنا طبیعت ثانیہ بن جاتی ہے (معارف مثنوی ص ۲۳۳)

لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے

حدیث شریف کا مضمون ہے کہ نیک لوگ یکے بعد دیگرے اٹھتے جائینگے اور (انسانیت کی) تلچھٹ پیچھے رہ جائے گی۔ جیسا کہ رڈی جو اور کھجور رہ جاتے ہیں حق تعالیٰ ان کی کوئی پروانہیں کرے گا۔

Marfat.com

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ اس علم کو اس طرح قبض نہیں کریگا کہ بندوں کے سینوں سے چھین لے بلکہ قبض علم کی صورت یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ علماء ربانی کو اٹھاتا رہے گا یہاں تک کہ جب ایک عالم بھی باقی نہیں چھوڑے گا تو لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے ان سے سوالات ہونگے۔ وہ بغیر جانتے بوجھتے فتویٰ دیں گے۔ خود بھی گمراہ ہونگے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ تقریباً نصف صدی پہلے کے فاسق فاجر جس بلند کردار کا مظاہرہ کرتے تھے وہ آج کے بہت سے "صالحین" میں مفقود ہے اور کچھ عرصہ پہلے کہ امی اور جاہل خدا ترسی و دین شعاری کا جو نمونہ پیش کرتے تھے وہ آج کے اہل علم و دانش وروں کے یہاں عنقا ہے

(مقالات یوسفی ص ۱۱)

اسلامی آداب زندگی:۔

خرچ میں اعتدال:۔ خرچ میں میانہ روی نصف معاش ہے (مشکواۃ شریف)

وعدہ کی اہمیت:۔

مومن کا وعدہ (قرض کی طرح) واجب الادا ہے (کنز العمال) اور عذر ایفائے عہد ہے۔ تھانویؒ

امانت کی اہمیت:۔

امانت سے رزق حاصل ہوتا ہے اور خیانت سے فقر (کنز العمال)

نماز قبول نہیں:

تین شخصوں کی نماز قبول نہیں ہوتی اور نہ انکی کوئی نیکی اوپر جاتی ہے۔ ان میں سے ایک وہ عورت ہے۔ جس کا خاوند ناراض ہو۔ (مشکواۃ)

ذیت:

مسلمانوں کو اذیت نہ دو انہیں عار نہ دلاؤ۔ ان کے عیب نہ ڈھونڈو اس لئے کہ جو شخص کسی کے عیب ڈھونڈتا ہے۔ خدا اس کے عیب ڈھونڈتا ہے اور جس کے عیب خدا ڈھونڈتا ہے خدا اسے رسوا کرتا ہے۔ خواہ وہ گھر

Marfat.com

کے اندر ہی چھپ کر بیٹھ رہے (ص ۴۸۶)

نعمت:

جو شخص اپنے پروردگار سے ڈرے اس کے لئے دولتمندی بُری چیز نہیں۔ اور پرہیزگاری کے لئے جسمانی تندرستی دولت سے بہتر ہے۔ اور خوشحالی خوش دلی خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ (ص ۴۸۷)

امت مسلمہ وحدت سے بنی ہے

امت کو علاقوں اور پارٹیوں میں تقسیم کرنے سے امت کی وحدت باقی نہیں رہتی یہ امت بڑی مشقت سے بنی ہے اس امت کو بنانے میں حضور ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے بڑی مشقتیں اٹھائی ہیں۔ اور ان کے دشمن یہود و نصاریٰ نے ہمیشہ اس کی کوششیں کی ہیں کہ مسلمان ایک امت نہ رہیں بلکہ ٹکڑے ٹکڑے ہوں۔ اب مسلمان اپنا امت پنا (یعنی امت ہونے کی صنعت) کھو چکے ہیں جب تک یہ امت بنے ہوئے تھے چند لاکھ ساری دنیا پر بھاری تھے ایک پکا مکان نہیں تھا مسجد تک پکی نہیں تھی مسجد میں چراغ تک نہیں جلتا تھا۔ مسجد نبوی میں ہجرت کے نویں سال چراغ جلا ہے سب سے پہلا چراغ جلانے والے تمیم داری ہیں وہ 90ھ میں اسلام لائے ہیں اور 90ھ تک قریب قریب سارا عرب اسلام میں داخل ہو چکا تھا مختلف قومیں مختلف زبانیں مختلف قبیلے ایک امت بن چکے تھے تو جب یہ سب کچھ ہو گیا اس وقت مسجد نبوی میں چراغ جلا لیکن حضور جو نور ہدایت لے کر تشریف لائے تھے وہ پورے عرب میں بلکہ اس کے باہر بھی پھیل چکا تھا اور امت کہ ان کا کوئی آدمی اپنے خاندان۔ اپنی برادری اپنی پارٹی اپنی قوم اپنے وطن اپنی زبان کا حامی نہ تھا مال و جائیداد اور بیوی بچوں کی طرف دیکھنے والا بھی نہ تھا بلکہ ہر آدمی صرف یہ دیکھتا تھا کہ اللہ اور رسول کیا فرماتے ہیں امت جب بنی ہے جب مسلمان ایک امت تھے تو ایک مسلمان کے کہیں قتل ہو جانے سے ساری امت ہل جاتی تھی۔ اب ہزاروں لاکھوں گلے کٹتے ہیں اور کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔

امت کسی ایک قوم اور ایک علاقے کے رہنے والے لوگوں کا نام نہیں ہے بلکہ سینکڑوں ہزاروں قوموں اور علاقوں سے جڑ کر امت بنتی ہے جو کسی ایک قوم اور علاقے کو اپنا سمجھتا ہے وہ امت کو ذبح کرتا ہے امت کو ٹکڑے

Marfat.com

ٹکڑے کر کے پہلے خود ہم نے ذبح کیا یہود ونصاریٰ نے تو اس کے بعد کٹی کٹائی امت کو کاٹا ہے۔ اگر مسلمان اب پھر امت بن جائیں۔ تو دنیا کی ساری طاقتیں مل کر ان کا بال بیکا نہیں کرسکیں گی۔ ایٹم بم اور راکٹ ان کو ختم نہیں کر سکیں گے لیکن اگر وہ قومی اور علاقائی عصبیتوں کی وجہ سے باہم امت کے ٹکڑے کرتے رہے تو خدا کی قسم تمہارے ہتھیار اور تمہاری فوجیں تم کو نہیں بچا سکیں گی۔

مسلمان ساری دنیا میں اس لئے پٹ رہا ہے۔ اور مر رہا ہے کہ اس نے امت پنے کو ختم کر کے حضور کی قربانی پر پانی پھیر دیا ہے میں یہ دل کے غم کی باتیں کہہ رہا ہوں ساری تباہی اس وجہ سے ہے کہ امت امت نہ رہی بلکہ یہ بھی بھول گئے کہ امت کیا ہے اور حضور نے کس طرح امت بنائی تھی امت کے لئے اور مسلمانوں کے ساتھ خدائی مدد ہونے کے لئے صرف یہ کافی نہیں ہے کہ مسلمانوں میں نماز ہو مدرسہ ہو مدرسہ کی تعلیم ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قاتل ابن ملجم ایسا نمازی اور ذاکر تھا کہ جب اس کو قتل کرتے وقت غصہ میں بھرے لوگوں نے اس کی زبان کاٹنی چاہی تو اس نے کہا سب کچھ لو لیکن مری زبان مت کاٹو تا کہ زندگی کے آخر سانس تک میں اس سے اللہ کا ذکر کرتا رہوں اس کے باوجود حضور نے فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ کا قاتل میری امت کا سب سے زیادہ شقی اور بد بخت ترین آدمی ہوگا۔ اور مدرسہ کی تعلیم تو ابوالفضل فیضی نے بھی حاصل کی تھی اور ایسی حاصل کی تھی کہ قرآن پاک کی تفسیر بے نقط لکھ دی۔ حالانکہ انہوں نے ہی اکبر کو گمراہ کر کے دین کو برباد کیا تھا تو جو باتیں ابن ملجم اور ابوالفضل فیضی میں تھیں وہ امت پنے کے لئے اور خدا کی غیبی نصرت کے لئے کیسے کافی ہو سکتی ہیں۔

حضرت شاہ اسماعیل شہید اور سید احمد شہید اور انکے ساتھی دینداری کے لحاظ سے بہترین مجموعہ تھے وہ جب سرحدی علاقے میں پہنچے اور وہاں کے لوگوں نے ان کو اپنا بڑا بنالیا تو وہاں کے کچھ مسلمانوں کے دلوں میں یہ بات آ گئی کہ یہ دوسرے علاقے کے لوگ۔ انکی بات یہاں کیوں چلے'' انہوں نے ان کے خلاف بغاوت کرائی ان کے کتنے ہی ساتھی شہید کر دیئے گئے اور اس طرح خود مسلمانوں نے علاقائی بنیاد پر امت کو توڑا اللہ نے اس کی سزا میں انگریزوں کو مسلط کیا یہ خدا کا عذاب تھا۔ یاد رکھو میری قوم اور میرا علاقہ اور میری برادری یہ امت کو توڑنے والی باتیں ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کو یہ باتیں اتنی ناپسند ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہؓ جیسے بڑے صحابی سے اس بارے میں جو اجتہادی غلطی ہوئی (جو اگر دب نہ گئی ہوتی تو اس کے نتیجے میں انصار اور مہاجر میں تفریق ہو جاتی) اس کا نتیجہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دنیا ہی میں بھگتنا پڑا۔ روایات میں ہے کہ ان کو جنات نے قتل کر دیا اور مدینہ منورہ

Marfat.com

میں یہ آواز سنائی دی اور بولنے والا کوئی نظر نہ آیا۔

اس واقعہ نے ثابت کر دیا اور سبق دیا کہ اچھے سے اچھا آدمی بھی اگر قومیت یا علاقے کی بنیاد پر امت پنے کو توڑے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو توڑ کر رکھ دے گا۔ امت جب بنے گی جب امت کے سب طبقے بلا تفریق اس کام میں لگ جائیں جو حضور دے کر گئے ہیں۔ اور یاد رکھو امت پنے کو توڑنے والی چیزیں معاشرت اور معاملات کی خرابیاں ایک فرد یا طبقہ جب دوسرے کے ساتھ ناانصافی اور ظلم کرتا ہے اور اس کا پورا حق اسکو نہیں دیتا یا اس کو تکلیف دیتا ہے یا اس کی تحقیر اور بے عزتی کرتا ہے تو تفریق پیدا ہوتی ہے اور امت پنا ٹوٹتا ہے اس لئے میں کہتا ہوں کہ صرف کلمہ اور تسبیح سے امت نہیں بنے گی امت معاملات اور معاشرت کی اصلاح سے اور سب کا حق ادا کرنے سے اور سب کا اکرام کرنے سے بنے گی بلکہ جب بنے گی دوسروں کے لئے اپنا حق اور اپنا مفاد قربان کیا جائے گا۔ حضور ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ نے اپنا سب کچھ قربان کر کے اور اپنے پر تکلیفیں جھیل کر اس امت کو امت بنایا تھا حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک دن لاکھوں کروڑوں روپے آئے ان کی تقسیم کا مشورہ ہوا اس وقت امت بنی ہوئی تھی یہ مشورہ کرنے والے کسی ایک ہی قبیلے یا ایک ہی طبقے کے نہ تھے بلکہ مختلف طبقے اور قبیلوں کے وہ لوگ تھے حضور ﷺ کی صحبت کے اعتبار سے بڑے اور خواص سمجھے جاتے تھے انہوں نے مشورہ سے باہم طے کیا کہ تقسیم اس طرح پر ہو کہ سب سے زیادہ حضور کے قبیلے والوں کو دیا جائے اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ کے قبیلے والوں کو پھر حضرت عمرؓ کے قبیلے والوں کو اس طرح حضرت عمرؓ کے اقارب تیسرے نمبر پر آئے جب یہ بات حضرت عمرؓ کے سامنے رکھی گئی تو آپ نے مشورہ لے کر قبول نہیں کیا اور فرمایا کہ اس امت کو جو کچھ ملا ہے اور مل رہا ہے حضور ﷺ کی وجہ سے اور آپ ﷺ کے صدقے میں مل رہا ہے اس لئے بس حضور کے تعلق کو معیار بنایا جائے جو نسب میں آپ کے زیادہ قریب ہوں ان کو زیادہ دیا جائے جو دوم۔ سوم۔ چہارم نمبر پر ہوں ان کو اسی نمبر پر رکھ جائے اس طرح سب سے زیادہ بنی ہاشم کو دیا جائے۔ اس کے بعد عبد مناف کو پھر قصی کی اولاد کو پھر کلاب کو پھر کعب کو پھر مرہ کی اولاد کو اس حساب سے حضرت عمرؓ کا قبیلہ بہت پیچھے پڑ جاتا تھا اور اس کا حصہ بہت کم ہو جاتا تھا مگر حضرت عمرؓ نے یہی فیصلہ کیا اور مال کی تقسیم میں اپنے قبیلے کو اتنے پیچھے ڈال دیا اس طرح بنی تھی یہ امت امت پنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ سب کی یہ کوشش ہو کہ آپس میں جوڑ ہو پھوٹ نہ پڑے حضور کی ایک حدیث کا مضمون ہے کہ قیامت میں ایک آدمی لایا جائے گا کیونکہ اس کی کسی بات نے امت کی وجہ امت کو نقصان پہنچایا اور ایک دوسرے آدمی ہوگا

Marfat.com

جس کے پاس نماز روزہ حج وغیرہ کی بہت کمی ہوگی اور وہ خدا کے عذاب سے ڈرتا ہوگا۔ مگر اس کو بہت ثواب سے نوازا جائے گا۔ وہ خود پوچھے گا کہ یہ کرم میرے کس عمل کی وجہ سے ہے اسکو بتایا جائیگا کہ تو نے فلاں موقع پر ایک بات کہی تھی جس سے امت میں پیدا ہونے والا ایک فساد رک گیا اور بجائے توڑ کے اتحاد پیدا ہوگیا یہ سب تیرے اسی لفظ کا صلہ اور ثواب ہے۔ امت کے بنانے اور بگاڑنے، توڑنے میں سب سے زیادہ دخل زبان کا ہوتا ہے یہ زبان دلوں کو جوڑتی بھی ہے اور پھاڑتی بھی ہے زبان سے ایک غلط بات اور فساد کی نکل جاتی ہے اور اس پر لاٹھی چل جاتی ہے۔ اور پورا فساد کھڑا ہو جاتا ہے اور ایک ہی بات جوڑ پیدا کر دیتی ہے۔ اور پھٹے ہوئے دلوں کو ملا دیتی ہے اس لئے سب سے زیادہ ضرورت اسکی ہے کہ زبانوں پر قابو ہو اور یہ اس وقت ممکن ہے جب خوف خدا موجود ہو (واللہ اعلم) مولانا محمد یوسف ابن مولانا محمد الیاسؒ (خطبات ۳/۲۱۳)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہمیت اور مخلوق سے تعرض نہ کرنے کے موضوع پر حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ کا مکتوب نمبر ۲۹ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے حضرتؒ نے فرمایا۔ اگر مخلوق سے کچھ تعرض نہ کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند تھا تو اس نے انبیاء علیہم اسلام کو کیوں مبعوث فرمایا اور دعوت دین السلام و بطلان ادیان دیگر کیوں کیا؟ امم سابقہ میں جن لوگوں نے ان انبیاء کی دعوت کو قبول نہیں کیا تو انکو عذاب ہائے گوناگوں میں کیوں گرفتار کیا؟ اور کیوں انکا استیصال کیا؟ چاہیے تو یہ تھا کہ انکو یوں ہی اپنے حال پر چھوڑ دیتا۔۔۔اور جہاد کس لئے فرض کیا؟ کہ وہ متضمن ایذائے قتل مسلمانان ہے اور اس میں ایذائے قتل کفار بھی ہے اور مجاہدین و شہدائے فی سبیل اللہ کی فضیلت جو نصوص قطعیہ سے ثابت ہے کہ کیوں بیان فرمائی گئی؟

اللہ تعالیٰ نے کمال رحمت سے انبیاء کو اصالۃً اور اولیاء اللہ کو تبعاً دعوت دین کے لئے مقرر فرمایا اور ان کے ذریعے سے لوگوں کو عذاب وثواب سے آگاہ کیا اور اس طرح مخالفین اسلام پر حجت قائم کی اور انکی زبان عذر کو بند کر دیا۔

پس آنحضرت محمد ﷺ کے سچے تابعدار دعوت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں آپ کے شریک ہیں اور جو شخص تارک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔وہ درحقیقت تابع رسول اللہ ﷺ ہی نہیں ہے۔ انصافاً غور کرنا چاہیے کہ اگر فساق و کفار مبغوض خدا نہ ہوتے تو بغض فی اللہ واجبات دین سے نہ ہوتا۔افضل قربات اور ایمان کا مکمل کرنے والا نہ قرار پاتا۔سبب وصول ولایت اور باعث رضا و قرب خداوندی نہ بنتا۔

حضرت عمرو بن الجموحؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ بندہ صریح ایمان نہیں پا سکتا تاوقتیکہ اللہ کے لئے بغض نہ کرے جس کسی میں یہ صفت پیدا ہوگئی کہ وہ اللہ کے لئے محبت رکھتا ہے اور اللہ کے لئے بغض رکھتا ہے تو وہ مستحق ولایت ہوگیا (رواہ احمد)

حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی نے اللہ کے لئے محبت کی اور اللہ ہی کے لئے بغض رکھا اور اللہ کے لئے عطا کیا اور اللہ کے لئے منع کیا اسکا ایمان کامل ہوگیا (رواہ ابوداؤد) (پھر اسی خط میں حضرت خواجہ صاحبؒ نے آگے چل کر فرمایا) عجیب تماشے کی بات ہے کہ جو لوگ مشرب کم آزاری اور

Marfat.com

مسلک صلح کل اختیار کئے ہوئے ہیں۔ وہ یہود جوگیہ، براہمہ، اور زنادقہ وغیرہ ہم کے ساتھ تو اچھے ہیں۔ ان سے صلح، محبت، انبساط محبت رکھتے ہیں۔ لیکن اہل سنت والجماعت سے جو کہ فرقہ ناجیہ ہے۔ غفلت اور عداوت کا معاملہ کرتے ہیں۔ انکی صلح دوسرے سے ہے۔ اس جماعت حقہ کو ایذاء و آزار پہنچاتے ہیں۔ اور اس کو بیخ و بن سے اکھاڑنا چاہتے ہیں۔ اچھی صلح کل پالیسی ہے محمدیوں سے عداوت اور غیر محمدیوں سے محبت و مودت خوب اچھی طرح سمجھ لیں کہ اگر ترک تعرض محمود ہوتا تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجبات دین سے نہ ہوتے اور اللہ تعالیٰ امر و نہی کرنے والوں کو خیر امت کا لقب نہ دیتا۔

انبیاء علیہم السلام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین، تابعین رحمہ اللہ و تبع و تابعین اور تمام سلف و صالحین نے کتنی کچھ کوششیں امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں صرف کی ہیں اور کتنی کچھ ایذائیں اور مصیبتیں اس کام کرنے میں جھیلی ہیں ایک عبث کام کے لئے اتنی جدو جہد کرنا (نعوذ باللہ) سراسر بے عقلی قرار پائے گا اگر ترک تعرض مستحسن فعل ہوتا تو منکر شرعی کو دیکھ کر انکار قلبی کرنے کو کیوں ضعف ایمان قرار دیا جاتا جبکہ حدیث شریف میں آیا ہے (ذالک اضعف الایمان) یہ ضعیف ترین ایمان ہے۔ پس تعمیل اوامر و نواہی دونوں جمع رکھنا ہی ایسا راستہ ہے جسکا صحیح ہونا ثابت ہے۔

چنانچہ سلف صالحین خدائے تعالیٰ سے قرب و حضوری کی نسبت اعمال شریعت امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ساتھ ذکر و اذکار۔ اشغال و مراقبہ کے سوا کسی اور ذریعہ سے حاصل کرنے کی سعی نہ فرماتے تھے اور یہ خدمت خلق کے اہم ترین اعمال میں سے ہیں اور اللہ کی رضا کا آسان راستہ اور اسکی خوشنودی کے حصول کا طریقہ یہی ہے کہ مخلوق خدا کی خدمت کی جائے ان کے دکھ درد میں شریک ہوا جائے اللہ تعالیٰ امت کو گمراہی لادینیت ولامذہبیت اور نئے نئے فتنوں سے اور ہر قسم کی آزمائشوں سے محفوظ رکھے (آمین)

اسلام میں بوقت ضرورت اصلاح بلا حسب ونسب

مسلمانوں کی پوری قوت کو جب ایرانی شہنشاہی سے ٹکر لینے کی ضرورت پڑی تو اسلامی لشکر کی قیادت کے لئے امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا انتخاب کیا (فاتح قادسیہ) اور اسلامی لشکروں کو مدینہ منورہ سے رخصت کرتے وقت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد اور

Marfat.com

لشکریوں کو یوں مخاطب ہوئے۔اے سعد رضی اللہ عنہ اس بات سے کہیں دھوکے میں نہ آجانا کہ میں رسول پاک ﷺ کا ماموں ہوں۔ان کا ساتھی ہوں صحیح بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ برائی کو نیکی سے مٹاتے ہیں نہ کہ برائی کو برائی سے اے سعدؓ اللہ تعالیٰ سے کسی کی کوئی رشتہ داری نہیں بندے کا اللہ سے تعلق صرف اسکی اطاعت کی وجہ سے ہے آدمی شریف ہوں یا غیر شریف اللہ کے بندے ہونے کے لحاظ سے برابر ہیں۔ان سب کا رب اللہ ہی ہے وہ اللہ دوسرے سے صرف تقویٰ اور اطاعت کے باعث برتری حاصل کرتے ہیں آپ رسول اللہ ﷺ کا نمونہ ہمیشہ پیش نظر رکھیے۔

مبارک لشکر روانہ ہوا جس میں ننانوے وہ صحابی تھے جنہیں غزوہ بدر میں شرکت کی سعادت ملی تھی اور تین سو سے زائد وہ جو بیعت رضوان کے وقت موجود تھے اور تین سو وہ جو فتح مکہ میں حاضر تھے اور سات سو وہ جو صحابہ کے جگر گوشے تھے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کے ساتھ قادسیہ میں قیام کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے برابر ہدایت لیتے رہے۔

ڈاکٹر حمید الدین لکھتے ہیں حضرت عمرؓ نے رستم کا مقابلہ کرنے کے لئے سعد بن ابی وقاص کی سپہ سالاری میں مجاہدین کی ایک تازہ دم فوج بھیجی۔اس فوج میں حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ جیسے معزز صحابہ بھی موجود تھے حضرات نے قادسیہ میں جا کر قیام کیا اور امیر المؤمنین کی ہدایت کے مطابق چودہ آدمیوں کو سفیر بنا کر یزدگرد کے پاس بھیجا۔بادشاہ نے پہلے اپنی شان وشوکت اور قوت وجبروت سے انہیں مرعوب کرنا چاہا پھر روپے پیسے کا لالچ دیکر کہا کہ تم اپنے ملک کو واپس چلے جاؤ مگر وہ نہ مانے اور کہا کہ یا تو مسلمان ہو جاؤ یا جزیہ دینا قبول کرو ورنہ ہم تم سے جنگ کریں گے یزدگرد نے غصہ میں آکر کہا جاؤ ہمیں تمہاری شرطیں منظور نہیں رستم آرہا ہے وہ تم سب کو قادسیہ کی خندق میں دفن کر دے گا۔

رستم کے پاس ایک لاکھ بیس ہزار فوج تھی مگر وہ مسلمانوں کا سامنا کرنے سے گریز کرتا تھا چنانچہ ایک عرصہ تک لڑائی کو ٹالتا اور مصالحت کی کوشش کرتا رہا۔مگر ناکامی ہوئی (حمید الدین تاریخ اسلام)

حضرت سعدؓ نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور سپاہیوں کو اسلام کی عزت قائم رکھنے اور اللہ کا نام بلند کرنے کی نصیحت کی اور اس راہ میں جان کی بازی لگانے پر آمادہ کیا آپکی اس تقریر نے مسلمانوں کے دلوں میں ایک آگ لگا دی۔محرم ۱۴ھ میں دونوں فوجیں صف آرا ہوئیں حضرت سعدؓ بیمار ہونے کی وجہ سے حرکت سے معذور تھے اس لئے ایک

Marfat.com

پرانے محل کی چھت پر بیٹھ کر فوجوں کو لڑا رہے تھے خالد بن عرفطہ کو نیچے کھڑا کر دیا تھا اور خود پرچوں پر حکم لکھ لکھ کر اور گولیاں بنا بنا کر نیچے پھینکتے جاتے تھے خالد ان ہدایت کے مطابق فوج کو احکام پہنچاتے تھے۔ اللہ اکبر کے نعروں سے جنگ شروع ہوئی دن بھر ہنگامہ محشر بپا رہا شام کو جب تاریکی چھا گئی تو دونوں حریف اپنے اپنے خیموں میں واپس آ گئے قادسیہ کا یہ پہلا معرکہ عربی میں اسکو یوم الارمات کہتے ہیں۔ اس روز بظاہر ایرانی غالب نظر آتے تھے اور اسکی وجہ ان کے ہاتھی تھے لڑائی شروع ہوئی تو بقول ڈاکٹر حمید الدین۔ ایرانی ہاتھیوں نے مسلمانوں کا بڑا نقصان کیا قبیلہ بنی اسد نے بڑی جانبازی سے ہاتھیوں کے ریلے کو روکا۔ لڑائی جاری تھی کہ رات ہو گئی اور دونوں فوجیں اپنے اپنے خیموں میں واپس آ گئیں۔ دوسرے دن عربوں نے بھی اونٹ کے کالے برقعے پہنا کر ہیبت ناک بنا دیا جس سے ایرانی گھوڑے بھکنے لگے آدھی رات تک جنگ جاری رہی۔ مولانا معین الدین لکھتے ہیں قادسیہ کی دوسری جنگ معرکہ غواث کے نام سے مشہور ہے۔ اس معرکہ میں مہم شام کی چھ ہزار فوجیں عین جنگ کے وقت پہنچی اور حضرت عمرؓ کے قاصد بھی جن کے ساتھ بیش قیمت تحائف تھے جنگ کے موقع پر پہنچے اور پکار کر کہا امیرؓ المومنین نے یہ انعام ان لوگوں کے لئے بھیجا ہے جو اس کا حق ادا کریں۔ اس نے مسلمانوں کے جوش و خروش کو اور بھی بھڑکا دیا۔ تمام دن جنگ ہوتی رہی شام تک مسلمان دو ہزار اور ایرانی دس ہزار مقتول و مجروح ہوئے لیکن فتح و شکست کا کچھ فیصلہ نہ ہوا۔

تیسرا معرکہ یوم العماس کے نام سے مشہور رہا اس میں مسلمانوں نے سب سے پہلے کوہ پیکر ہاتھیوں سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کی۔ کیونکہ ایرانیوں کے مقابلے میں مجاہدین اسلام کو ہمیشہ اس کالی آندھی سے نقصان پہنچتا تھا اگرچہ قعقاع نے اونٹوں پر سیاہ جھول ڈالکر ہاتھی کا جواب ایجاد کر لیا تھا تاہم یہ کالے دیو جس طرف جھک پڑتے تھے صف کی صف پس جاتی تھی حضرت سعدؓ نے ضخم و سلم وغیرہ پارسی نو مسلموں سے اس کے متعلق مشورہ طلب کیا۔ انہوں نے کہا ان کی آنکھوں اور سونڈ بیکار کر دئے جائیں حضرت سعد نے فوج کو مخاطب کر کے کہا میرے بہادرو ہماری فتح ان ہاتھیوں پر قابو حاصل کر لینے پر موقوف ہے کوشش کر کے ان ہاتھیوں سے نمٹ لو۔ بہت جلد فتح کا جھنڈا تمہارے ہاتھوں میں ہو گا نیز انہوں نے قعقاع حمال اور ربیع کو اس خدمت پر مامور کیا۔ انہوں نے ہاتھیوں کو نرغے میں لے لیا اور برچھے مار مار کے ان کی آنکھیں بیکار کر دیں۔ قعقاع نے آگے بڑھ کر سفید ہاتھی کی سونڈ پر ایسی تلوار ماری کہ مشک الگ ہو گئی ہاتھی جھری جھری لے کر بھاگا۔ اس کا بھاگنا تھا کہ تمام ہاتھی اس کے

Marfat.com

پیچھے ہوئے اس طرح دم کی دم میں یہ سیاہ بادل چھٹ گئے۔اب بہادروں کو حوصلہ افزائی کا موقع ملا گھمسان کا رن پڑا مجاہدین اسلام کے نعروں سے زمین دہل اٹھی رستم پامردی اور استقلال کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا لیکن آخر میں زخموں سے چور چور ہو کر بھاگ نکلا اور ایک نہر میں کود پڑا کہ تیر کر نکل جائے مگر بلال نامی مجاہد (سپاہی) نے اس کا تعاقب کیا اور ٹانگیں پکڑ کر نہر سے باہر کھینچ لایا اور تلوار سے کام تمام کر دیا۔رستم کی زندگی کے ساتھ سلطنت ایران کی قسمت کا بھی فیصلہ ہو گیا۔ایرانی سپاہیوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔مسلمانوں نے دور تک تعاقب کر کے ہزاروں نعشیں میدان میں بچھادیں۔

خدا کی شان دیکھئے کہ رستم مسلمانوں کو قادسیہ کی خندق میں دفن کرنے آیا تھا لیکن آج انہی ناتوانوں کے ہاتھوں اس کی طاقت کا خاتمہ ہو چکا تھا اس کی بے گور و کفن لاش قادسیہ کے میدان میں پڑی تھی قادسیہ کے میدان میں ایرانی عظمت ختم ہوئی اور وہ محلات، باغات چشمے، کھیت اور صحت افزاء مقامات جن میں خدا کے باغی رنگ رلیاں منایا کرتے تھے چھوڑ کر بھاگ گئے اور قرآن مجید کے بتائے ہوئے طریقے پر اپنی زندگیاں گذارنے والے مسلمان ان کے وارث بنے۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (سورۃ الدخان) ترجمہ: کافر بہت سے باغ اور چشمے اور کھیت اور عمدہ مکانات اور آرام کا سامان چھوڑ گئے جس میں وہ باتیں بنایا کرتے تھے یونہی ہونا تھا اور سب سامان ہم نے دوسری قوم کو عطا کر دیا نہ ان پر آسمان رویا اور نہ زمین اور نہ انہیں مہلت دی گئی۔ایران کی شکست فاش پر ایرانی محلات میں داخل ہوتے ہوئے فاتح ایران حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں آنسوں آگئے اور زبان پر بے ساختہ یہی مذکورہ آیات (سورۃ الدخان) جاری ہوگئیں۔حضرت سعدؓ نے شاہی محل میں نماز شکر ادا کی پھر وہیں صفر 140ھ کو جماعت کے ساتھ نماز جمعہ ادا کی گئی (الحسن ماہنامہ ماہ ذیقعد)

ترقی مدارج کا مدار نزول بلا پر ہے

ترقی مدارج ہمیشہ نزول بلا پر منحصر ہوتی ہے۔شیخ احمد فاروقی مجدد الف ثانی سرہندی دو سال قید رہے جہانگیر کو پشیمانی ہوئی۔اور مرید ہوا اور حضرتؒ کی ایماء سے احکام شرعی ملک میں جاری ہوئے اور اٹھ برس تک بادشاہ کے ساتھ رہے۔اور جہانگیر خاتمہ بالخیر کے لئے عرض کرتا رہتا تھا حضرتؒ نے فرمایا خاطر جمع رکھو جب تک تم کو نہ بخشوالوں گا جنت میں قدم نہ رکھوں گا۔جب حضرت مجددؒ کی نسبت یہ عام چرچا ہوا کہ آپ اپنے آپ کو

Marfat.com

حضرت صدیق اکبرؓ سے افضل جانتے ہیں تو ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دل میں یہ خیال لے کر آیا کہ اگر وہ ایسے ہی صاحب حال وقال ہیں تو میرے آباؤ اجداد کا نام خود بخود بتائیں اور میٹھے چاول کھلائیں جب یہ شخص ان کے پاس گیا تو حضرت اندرون خانہ جارہے تھے اسے دیکھ کر واپس آ گئے اور فرمانے لگے۔ کہ مجھے تو اس شخص کے مسلمان ہونے میں بھی شک ہے جو اپنے آپ کو کافروں سے بھی افضل جانے چہ جائیکہ حضرت صدیق اکبرؓ سے اپنے آپ کو بہتر جانے پھر اس کے آباؤ اجداد کا ذکر کیا اور خدام کو حکم دیا کہ ان کے لئے میٹھے چاول لاؤ ان کو بہت خواہش ہے یہ باتیں سنکر وہ شخص حضرت کے قدموں پر گیا اور معافی مانگ کر عقیدتمندوں میں داخل ہوا حضرت مجدد فرماتے انسان فرشتہ ہے۔ گرسنگی اور پیٹ کی آتش اس فرشتے کو پھر انسان بنادیتی ہے۔ اور یہ آتش اور حرص جب بڑھ جاتی ہے تو یہی انسان بھی شیطان بن جاتا ہے۔

اور فرماتے ہیں احوال تابع شریعت ہے نہ کہ شریعت تابع احوال ہے۔ اور فرماتے ان دنیا پرست قاضیوں اور مشائخ نے گروہ صوفیہ کو بڑی بڑی تکلیفیں پہنچائی ہیں اور فرماتے ہیں کہ علماء کیلئے دنیا کی صحبت زہر قاتل اور باعث فساد ہے۔ اور ایسے عالم سے کوئی توقع نہ رکھو جو اپنی تن پروری کے لئے ضمیر فروشی کا کام کرے۔ اور فرماتے اسلام سکھاتا ہے دین بھی رکھو اور دنیا بھی رکھو دین اسی حد تک جس حد تک کہ قرآن پاک اور شریعت مطہرہ سکھاتی ہے۔ اور دنیا بھی اسی حد تک یہ دونوں اجازت دیتے ہیں۔ ترک دنیا سے مطلب دنیا کے مکروہات کو ترک کرنے کا ہے اور شریعت کے پابند رہنے کا نام اصل اسلام ہے۔ (مظہری)

Marfat.com

اچھی خصلت اور عقل کا سرمایہ

آدمی اپنے حسن خلق کی وجہ سے شرف منازل اور عظیم درجات آخرت میں پالیتا ہے۔ اگرچہ وہ ضعیف العبادۃ ہوتا ہے اور سوء خلق سے جہنم کے درک اسفل میں چلا جاتا ہے۔ اگرچہ وہ عبادت گزار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے میرے خلیل اپنے اخلاق کو اچھا کرو اگرچہ کفار کے ساتھ کیوں نہ ہوں۔ تو ابرار کے مرتبہ میں داخل ہو جاؤ گے اور جس نے اپنے اخلاق اچھے کر لئے اللہ فرماتے ہیں میں اس کو اپنے عرش کے سایہ میں رکھوں گا۔ اور بے شک اموال میں اتنی وسعت ہے۔ کہ سب کو دے سکو لیکن کچھ کشادہ روئی اور حُسنِ اخلاق میں اتنی وسعت ہے کہ سب کو پہنچ سکتی ہے۔ کامل ترین مومن وہ ہے۔ جو سب میں زیادہ اچھے اخلاق والا ہے اور تم میں سے اچھا وہ ہے۔ جو اپنی عورتوں کے لئے (از روئے اخلاق) سب سے اچھا ہے۔ اچھی خصلت گناہوں کو اس طرح پگھلا دیتی ہے بہا دیتی ہے جس طرح پانی برف کو پگھلا دیتا ہے اور بُری خصلت نیک عمل کو اس طرح فاسد (خراب) کر دیتی ہے۔ جس طرح سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے اور بے شک آدمی اپنے حُسن خلق کی وجہ سے پالیتا ہے (عبادت میں) شب بیداری کرنے والے گرم دنوں میں روزہ رکھنے والے کے درجہ کو۔

عقل کا سرمایہ دین کے بعد لوگوں سے محبت کرنا ہے۔ اور ہر نیک و بُرے کے ساتھ بھلائی کا برتاؤ کرنا ہے۔ سعدی شیرازیؒ فرماتے ہیں۔ تم خود سمجھو کہ اگر تم سے کوئی شخص تکبر کے ساتھ پیش آئے تو عقل کی راہ سے تم بھی اس کو بزرگ ماننے کے لئے تیار نہ ہو گے۔ لیکن اپنے وقت پر تم بھی تکبر کی وجہ سے ایسا کام کرتے ہو۔ جیسا کہ تمہارے سامنے اہل تکبر کیا کرتے ہیں۔ نانا کہ تم عیب سے بَری ہو۔ لیکن دوسرے گنہگار پر تم کو طعن کرنے کا کیا حق ہے۔ اور اس عقل نے اپنی عبادت کا کچھ بھی پھل نہیں پایا یا کھایا جو کہ خالق کے ساتھ اچھا ہو لیکن مخلوق کے ساتھ بُرا ہو۔

یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ خوابوں سے نہ کوئی ولی بنتا ہے۔ اور نہ یہ اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ

Marfat.com

بنتے ہیں ۔اس لئے خواب کو کوئی اہمیت نہ دی جائے ۔ بلکہ بیداری کے اعمال اخلاق ۔عقائد کو درست کرنے اور اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق بنانے پر پوری توجہ اور ہمت لگانی چاہیے ۔اس کے لئے ضروری ہے کہ کسی شیخ متبع سنت سے اصلاحی تعلق قائم کرلیں ۔اور ان کی ہدایات کے مطابق زندگی گزاریں۔

پھر قسم ہے آپؐ کے ربّ کی یہ ایمان دار نہ ہوں گے جب تک یہ بات نہ ہو کہ ان کے آپس میں جو جھگڑا واقع ہو اس میں یہ لوگ آپؐ سے یعنی (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) تصفیہ کرالیں پھر آپؐ کے اس تصفیہ سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پاویں اور پورے طور پر تسلیم کرلیں (مسائل کا حل ج ۹ ص ۲۶۴)

بس عقل کے پوجاریوں کو یہ نکتہ فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ محض عقلی احتمالات پر حیرت وتعجب کے اظہار سے کسی حقیقت واقعہ کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ غفلت میں کوئی غیر محتاط لفظ زباں سے نکل جائے اور متاع ایمان برباد ہو کر رہ جائے ۔نعوذ باللہ من ذالک

لاحول ولا قوۃ کیا اُلٹا زمانہ ہے
عورت تو مردانی اور مرد زنانہ ہے
کیا میرے گناہوں کا اللہ ٹھکانا ہے
اور ہائے غضب اِک دن منہ تجھ کو دکھانا ہے
راہِ طلب میں اٹھیں پاؤں کس توقع پر
امید ملنے کی ہوتی تو جستجو کرتے

☆☆☆☆☆☆

یہ شکوہ بے وفائی کا یہ رونا کج ادائی کا
سزا ہے دل لگانے کی مزا ہے آشنائی کا
(مجذوبؒ)

Marfat.com

جو کھیلوں میں تو نے لڑکپن گنوایا
تو بد مستیوں میں جوانی گنوائی
جو اب غفلتوں میں بڑھاپا گنوایا
تو پھر یہ سمجھ زندگانی گنوائی

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ

سالک کو شیخ کا مزاج داں ہونا ضروری ہے اور مزاج دانی دلیل ہے طریق دانی کی۔ بس یہی سند ہے اس (راہ سلوک) جان راہ ہونیکی ہے۔ اور طریق کی تصریح یوں کی جاسکتی ہے۔ کہ حصول ایمان و السلام یہ طریق احسان ہے اور جو حدیث شریف میں احسان کی تعریف آئی ہے وہ عرفان کی جان ایمان کی بنیان اور اسلام کی روح رواں ہے سارے تصوف کی اور تفکرات کی بنیاد یہی گہردانہ حسین اور جوہر پارہ جمیل ہے جو محبت ہو جاتی ہے اس کے لئے مکان فناء ہے۔ مگر جو محبت کی جاتی ہے اس کی منزل بقاء ہے اور جو ہو جائے اس میں اضطرار ہے اور کئے جانے میں اختیار ہے۔ اور اختیار بھی ترقی کر کے صورۃً کیفیت اضطراری اپنے اندر ظاہر کرنے لگتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ استعداد تو ایک نعمت فطری ہے۔ لیکن اعمال میں اندازِ جمیل اور یہ اطوارِ حسین ترتیب ضروری ہے۔

اور ساتھ ہی ساتھ یہ جان لینا بھی ضروری ہے کہ اہلِ ایمان کی تعریف خود حضرت حق تعالیٰ نے یوں فرمائی ہے۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ۔ معلوم ہوا ایمان کی پہچان یہی ہے کہ سب سے زیادہ محبت اسی کو ہو جس نے فطرت بشری کو استعداد محبت سے مزین اور مہذت فرمایا ہے۔ اور اس طرح انسان اپنے فکر و شعور اور ذہنیت کا وہ ماحول بہ تدبیر و کوشش و ہمت سے پیدا کرتا ہے جس میں قصد و اختیاری وسعتیں اس درجہ محدود اور فانی ہو جائیں کہ محبوب کی مرضی کے تابع ہو جائیں اور صرف محبوب کی رضامندی مطلوب ہو۔

عرفی اور رسمی تصوف میں انسان ڈوب جائے تو صرف کیفیات اور احوال پر نظر ہوتی ہے۔ اور

Marfat.com

محبت نام وحقیقی نام ہے ہوش وعقل اور شعور کے ساتھ ترک اختیار وترک وہم اور ترک فکر وصول کا اور اس راہ میں بے راہ وہی نظر آئیں گے جو سوء تدبیر یا نقص تربیت کے شکنجے میں پڑ گئے ہوں یا اپنے مکانات سے زیادہ بلند پروازی شروع کردی ہو۔

سختی راہ سے نہ ڈر ہاں اِک ذرا ہمت تو کر
گامزن ہونا ہے مشکل راستہ مشکل نہیں
ابتداء کرنا ہے مشکل انتہا مشکل نہیں

بیعت سے مقصد اصلاح ہے:

اصلاح کا واجب شرعی ہونا واضح ہے اور مقدمہ واجب کا واجب ہوتا ہے اور سنت اللہ یہ ہے کہ آدمی صحبت سے بنتا ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو صحبت نبوی کا شرف حاصل ہوا تو کیا سے کیا بن گئے۔ تو متبع سنت شیخ سے تعلق ہوگا تو اس کی صحبت اپنا کام کرے گی۔ اس لئے حضرات صوفیاء کی اصطلاح میں بیعت کو ''سلسلہ صحبت'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ الغرض بیعت وارشاد کو بدعت سمجھنا صحیح نہیں۔ بلکہ یہ دین پر پابند رہنے کا ذریعہ ہے۔ واللہ اعلم

مسئلہ تقدیر کا خلاصہ:

کائنات کی ہر چھوٹی بڑی اور اچھی بری تقدیر الٰہی کے تابع ہے۔ چونکہ انسان کو یہ علم نہیں۔ کہ فلاں چیز کے بارے میں علم الٰہی میں کیا مقدر ہے۔ اس لئے اس کو یہ حکم دیا گیا ہے۔ کہ وہ اپنے ارادہ واختیار اور اپنے علم وفہم کے مطابق بہتر سے بہتر چیز کے حصول کی محنت وسعی کرے۔ مثلاً رزق مقدر میں جو لکھا ہے اس سے زیادہ ایک دانہ بھی کسی کو نہیں مل سکتا مگر چونکہ کسی کو معلوم نہیں کہ اس کے حق میں کتنا رزق مقدر ہے؟ اس لئے وہ رزق حاصل کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ سعی ومحنت کرتا ہے۔ لیکن ملتا اتنا ہی ہے جتنا مقدر میں لکھا ہے۔ ٹھیک یہی صورت شادی کے مسئلہ میں بھی پائی جاتی

Marfat.com

ہے۔ لہٰذا انسان کو چاہئے ہر معاملے میں کشادہ قلبی اور وسعت صدر کے ساتھ اختیار کرے تو بہت سی الجھنیں دُور ہو سکتی ہیں۔ اس طرح آپس میں تفرقہ ڈالنے والے دشمن کی کوششوں پر پانی پھیرا جا سکتا ہے۔

رزق بذریعہ اسباب طلب کرنے کا حکم فرمایا اور رزق بظاہر مشروط بہ اسباب رکھا ورنہ اس کی مشیت کے بغیر نہ اسباب، اسباب ہیں۔ اور نہ روزی کا حصول اسباب کا محتاج ہے۔ (مسائل ان کا حل ج ۱۰ ص ۲۸۲)

فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ محبت الٰہی خوف الٰہی سے افضل ہے اور یوں بھی اصل بالذات محبت ہی ہے۔ خوف تو آلہ ہے عدول حکمی سے رُکنے کا اور یہ ظاہر ہے کہ اصل مقصود ہی ہے اور آلہ مقصود نہیں ہوتا۔ اور مقصود اصل اور مقدم ہے۔ بہر حال محبت افضل ہے خوف سے (ص ۱۳۷ ج ۱ خطبات مسیح الامت)

سخاوت اور بخل کی تعریف اور ایثار کی فضیلت:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سخی گنہگار خدا کے نزدیک بخیل عابد سے اچھا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کی برائی چاہتا ہے تو ان پر ان میں سے بُروں کو حاکم کر دیتا ہے اور ان کا رزق ان کے بخیلوں کے ہاتھ میں دے دیتا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہٗ نے خطبہ میں فرمایا کہ عنقریب لوگوں پر ایک وقت ایسا آوے گا کہ ایماندار اپنے مال کو دانتوں سے پکڑے گا حالانکہ اس کا حکم اس کو نہیں روایت ہے کہ نوشیرواں عادل کے پاس دو حکیم ہند اور روم کے آئے اس نے ہندی حکیم سے کہا کچھ کہو۔ اس نے کہا آدمیوں میں سے بہتر وہ ہے جو ملاقات میں سخی ہو اور غصہ میں ہوشیار اور کہنے میں متامل اور رفعت تواضع کرنے والا اور سب قرابت والوں پر شفقت کرنے والا پھر حکیم رومی نے کہا کہ بخیل کا مال اس کے دشمن کو پہونچتا ہے اور چغلخور فقیر ہو کر مرتے ہیں اور جو شخص کسی دوسرے پر رحم نہیں کرتا خدائے تعالیٰ اس پر ایسے کو مسلط کرتا ہے جو اس

Marfat.com

پر رحم نہ کرے اور حضرت علیؓ کا قول ہے کہ واللہ کریم آدمی کبھی اپنا حق کامل نہیں لیتا۔ اور توانگر کی تاخیر ادائے حق میں ظلم ہے (حاشیہ صفحہ ۳/۱۶۶)

سخاوت کے درجات میں سب سے زیادہ ایثار ہے یعنی باوجود اپنی حاجت کے مال دے ڈالے اور سخاوت اس کا نام ہے کہ جس چیز کی اپنے آپ کو حاجت نہ ہو۔ اس کو کسی محتاج یا غیر محتاج کو دے دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ (علیہ السلام) اگر کسی شخص نے کبھی اپنی عمر میں ایثار پر عمل کیا ہوگا جب میرے پاس آوے گا تو مجھ کو اس کے حساب لینے سے شرم آوے گی۔ بغیر حساب اس کو جنت میں جہاں وہ چاہے گا جگہ دوں گا۔ اور روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن جعفر اپنی کسی زمین کے دیکھنے کو نکلے راہ میں کسی باغ میں ٹھہرے کہ وہاں ایک غلام حبشی کام کر رہا تھا جب اس غلام کا کھانا آیا اور اسی وقت ایک کتا بھی اسی احاطہ میں گھس کر غلام کے پاس چلا آیا اس نے ایک روٹی اس کو دے دی جب کھا چکا دوسری دے دی پھر تیسری دے دی اسی طرح اپنی غذا کل اس کو کھلا دی حضرت عبداللہ بیٹھے دیکھ رہے پھر اس غلام سے پوچھا کہ تیری غذا ہر روز کس قدر ہے اس نے عرض کیا کہ اسی قدر ہے جو آپ نے دیکھی فرمایا کہ پھر تو نے سب کی سب گتے کو کیوں کھلا دی آپ کیوں نہ کھائی اس نے عرض کیا کہ یہاں کوئی کتا نہیں رہتا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتا مسافر ہے دُور سے یہاں آیا تھا اور بھوکا تھا مجھ کو اس کا بھوکا رہنا اور اپنا شکم سیر ہونا بُرا معلوم ہوا آپ نے فرمایا کہ پھر دن بھر کیا کھاؤ گے اس نے عرض کیا کہ فاقہ کروں گا پھر آپ نے سوچا کہ میں اس کو سخاوت پر ملامت کر رہا ہوں یہ تو مجھ سے زیادہ سخی ہے پس آپ نے اس باغ اور غلام وہاں کے اسباب و سامان کو خرید کر اس غلام کو آزاد کر دیا اور باغ اس کو ہبہ کر دیا (احیاء العلوم ۳/۲۹۱) روایت ہے کہ جس رات یعنی شب ہجرت حضرت علی رضی اللہ عنہٗ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سوئے تو خدائے تعالیٰ نے حضرت جبرئیل اور میکائیل علیہا السلام کو ارشاد فرمایا کہ میں نے تم دونوں میں بھائی چارہ کر دیا اور تم دونوں میں ایک کی عمر زیادہ کی تو بتاؤ کہ کونسا تم میں کم زندگی چاہتا ہے اور زیادہ حیات دوسرے کے واسطے پسند کرتا ہے دونوں نے یہی چاہا کہ میری عمر زیادہ ہو یعنی ایثار کا مضمون کسی نے پسند نہ کیا ارشاد ہوا

Marfat.com

کہ کیا تم دونوں حضرت علی کے موافق بھی نہ ہوئے کہ میں نے اس میں اور اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں بھائی چارہ کیا تو آج رات اس کے بچھونے پر اس کی جان کے بدلے اپنی جان فدا کرتا ہے اور اس کا جینا اپنے جینے پر مقدم سمجھتا ہے اب تم زمین پر جاؤ اور علی (رضی اللہ عنہ) کی حفاظت اس کے دشمنوں سے کرو پس بموجب ارشاد کے حضرت جبرئیلؑ آپ کے سرہانے اور حضرت میکائیل علیہ السلام ان کے پیتانے کھڑے ہوئے حضرت جبرئیل علیہ السلام فرماتے کہ واہ واہ اے فرزند ابو طالب تجھ سا آج کوئی نہیں کہ خدائے تعالیٰ تجھ سے فرشتوں پر فخر فرماتا ہے (احیاء العلوم ۳/۲۹۱)

بخل سے بَری ہو گیا:

جو شخص واجب شرعی اور واجب مروت کو ادا کرے تو وہ بخل سے بَری ہو گیا اور جُود و سخا کی صفت سے جبھی موصوف ہو گا جب اس مقدار سے زیادہ خرچ کرے گا کہ فضیلت اور درجات اسی سے ملتے ہیں پس جس جگہ شریعت کی رُو سے اس پر کچھ واجب نہیں وہاں اپنا مال خرچ کرنے کو باتقاضہ مروت اس کا دل چاہتا ہے عادت کی رُو سے بھی اس پر کوئی ملامت نہیں آتی تو جس قدر کہ اس کے نفس میں گنجائش خرچ کی ہو گی اس قدر سخی ہو گا اور ظاہر ہیکہ اس کے درجات بے شمار ہو سکتے ہیں بہر حال ''جُود'' اس کا نام کہ جس قدر سلوک عادت و مروت کی جہت سے ضروری ہو اس سے زیادہ کیا جاوے مگر اس میں یہ شرط ہے کہ دل کی خوشی سے یہ سلوک ہو کسی طرح یا توقع خدمت یا تمنا و امکانات یا شکر و ثنا کے لئے نہ ہو کیونکہ جو شخص شکر و ثنا کی تمنا رکھتا ہے وہ سخی نہیں بلکہ اپنے حال سے ثنا کو مول لیتا ہے اسکو سوداگر کہنا چاہیئے کہ خرچ مال سے اس کا مقصود مدح ہے اور ''جُود'' اس خرچ کو کہتے ہیں جو بدوں غرض کے ہو۔

مال کا ہونا نہ ہونا نیت کے صحیح ہونے سے مضر نہیں:

مال کے لینے اور چھوڑنے اور خرچ و امساک میں نیت درست رکھے یعنی جو مال حاصل کرے اس میں نیت عبادت پر استعانت کی ہو۔ اور جو مال ترک کرے اس میں نیت زہد اور مال کی حقارت

Marfat.com

کی ہوا گر ایسا کرے گا تو مال کا ہونا اس کو ضرر نہ کرے گا اور اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر آدمی تمام زمین کی چیزوں کو لے لے اور نیت خدا ہی کے واسطے کی ہو تو زاہد ہی رہے گا اور اگر تمام چیزیں زمین کو چھوڑ دے مگر نیت خدا کے واسطے نہ ہو تو زاہد نہیں ہوگا۔ پس آدمی کو چاہیے کہ اپنی تمام حرکات وسکنات کو خدا کے واسطے منحصر کر دے یعنی حرکات وسکنات وہی کرے جو عبادت ہو یا عبادت پر معین و مددگار دیکھو عبادت میں سب سے زیادہ مبائن کھانا اور پاخانہ ہے مگر ان سے بھی عبادت پر اعانت ہوتی ہے پس اگر آدمی کھانا اور پاخانہ بہ نیت مدد عبادت کرے گا تو اس کے حق میں عبادت لکھا جاوے گا۔ اسی طرح جس چیز کی حفاظت کرنی پڑتی ہے مثلاً کرتہ پاجامہ بچھونا برتن سب میں یہی نیت رکھنی چاہیے۔ کیونکہ دین میں بھی ان چیزوں کی حاجت ہوتی ہے اور جو چیز کہ حاجت سے زائد ہو اس میں یہ نیت ہو کہ اس سے کسی خدا کے بندے کا کام چلے اسی بنا پر اگر کوئی حاجت مند ایسی چیز چاہیے تو انکار نہ کرے جو آدمی ان باتوں کو دستور العمل رکھے گا ''وہ'' وہ ہے کہ مال وزر سے اس کا جوہر اور تریاق نکال لیا اور زہر پھینک دیا ایسے آدمی کو مال کی کثرت سے نقصان نہیں پہنچتا۔ لیکن یہ بات اسی شخص کو حاصل ہوسکتی ہے جو دین میں پکا ہو اور علم دین سے بقدر ضرورت بخوبی آگاہ ہو اور کسی صاحب دل اللہ والے کی صحبت بھی اٹھائے ہو۔ کیونکہ دنیا کے مال کی تشبیہ سانپ سے دیتے ہیں کہ سانپ کا کاٹا ہوا معلوم ہو جاتا ہے کہ مر گیا۔ مگر مال کا کاٹا ہوا مرا ہوا بظاہر معلوم نہیں ہوتا۔

اب کچھ حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہ اجمعین کے دستور زندگی سے نور حاصل کرو۔ صحابہ کا یہ دستور تھا کہ مسکنت دوست تھے اور خوف وفکر سے مامون اور رزق کے باب میں اللہ تعالیٰ پر متوکل اور تقدیر الٰہی سے خوش اور بلا پر راضی اور نعمت میں شاکر اور ضرر میں صابر اور راحت میں ثنا خواں خدا کے واسطے تواضع کرتے اور فخر سے علیحدہ رہتے دنیا میں سے بجز مباح کے اور کچھ نہ لیا مدام بقدر حاجت پر راضی رہے۔ دنیا پر لات ماری اس کے مصائب پر صبر کیا۔ اور اس کی تلخی کا زہر مار کر کے نعمت کو چھوڑ دیا۔

Marfat.com

کی ہوا گر ایسا کرے گا تو مال کا ہونا اس کو ضرر نہ کرے گا اور اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا کہ اگر آدمی تمام زمین کی چیزوں کو لے لے اور نیت خدا ہی کے واسطے کی ہو تو زاہد ہی رہے گا اور اگر تمام چیزیں زمین کو چھوڑ دے مگر نیت خدا کے واسطے نہ ہو تو زاہد نہیں ہوگا۔ پس آدمی کو چاہیے کہ اپنی تمام حرکات وسکنات کو خدا کے واسطے منحصر کر دے یعنی حرکات وسکنات وہی کرے جو عبادت ہو یا عبادت پر معین و مددگار دیکھو عبادت میں سب سے زیادہ مبائن کھانا اور پاخانہ ہے مگر ان سے بھی عبادت پر اعانت ہوتی ہے پس اگر آدمی کھانا اور پاخانہ بہ نیت مدد عبادت کرے گا تو اس کے حق میں عبادت لکھا جاوے گا۔ اسی طرح جس چیز کی حفاظت کرنی پڑتی ہے مثلاً کرتہ پاجامہ بچھونا برتن سب میں یہی نیت رکھنی چاہیے۔ کیونکہ دین میں بھی ان چیزوں کی حاجت ہوتی ہے اور جو چیز کہ حاجت سے زائد ہو اس میں یہ نیت ہو کہ اس سے کسی خدا کے بندے کا کام چلے اسی بنا پر اگر کوئی حاجت مند ایسی چیز چاہیے تو انکار نہ کرے جو آدمی ان باتوں کو دستور العمل رکھے گا ''وہ'' وہ ہے کہ مال وزر سے اس کا جوہر اور تریاق نکال لیا اور زہر پھینک دیا ایسے آدمی کو مال کی کثرت سے نقصان نہیں پہنچتا۔ لیکن یہ بات اسی شخص کو حاصل ہو سکتی ہے جو دین میں پکا ہو اور علم دین سے بقدرے ضرورت بخوبی آگاہ ہو اور کسی صاحب دل اللہ والے کی صحبت بھی اٹھائے ہو۔ کیونکہ دنیا کے مال کی تشبیہ سانپ سے دیتے ہیں کہ سانپ کا کاٹا ہوا معلوم ہو جاتا ہے کہ مر گیا۔ مگر مال کا کاٹا ہوا مرا ہوا بظاہر معلوم نہیں ہوتا۔

اب کچھ حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہ اجمعین کے دستور زندگی سے نور حاصل کرو۔ صحابہؓ کا یہ دستور تھا کہ مسکنت دوست تھے اور خوف وفکر سے مامون اور رزق کے باب میں اللہ تعالیٰ پر متوکل اور تقدیر الٰہی سے خوش اور بلا پر راضی اور نعمت میں شاکر اور ضرر میں صابر اور راحت میں ثنا خواں خدا کے واسطے تواضع کرتے اور فخر سے علیحدہ رہتے دنیا میں سے بجز مباح کے اور کچھ نہ لیا مدام بقدر حاجت پر راضی رہے۔ دنیا پر لات ماری اس کے مصائب پر صبر کیا۔ اور اس کی تلخی کا زہر مار کر کے نعمت کو چھوڑ دیا۔

Marfat.com

غرضیکہ سلف کا حال اسطرح پر تھا بلکہ اس سے بھی اونچے اور اعلیٰ حال پر تھے کہ بے حد و بے شمار ہیں آج لوگوں کا حال ان کے حال کے برعکس ہے۔ علماء حضرات کا قول ہے کہ اگر ایک آدمی ایک روپیہ چھوڑ دے اس خوف سے کہ شاید حلال نہ ہو۔ یہ امر اس کے حق میں بہ نسبت ہزار اشرفیوں کے خیرات کرانے سے بہتر ہے۔ جو شبہ سے کمائی ہوں اور معلوم نہ ہو کہ حلال ہیں یا حرام۔ علماء اہل اللہ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کو کچھ لوگ اپنی نیکیاں طلب کریں گے تو ان سے کہا جائے گا تم کو یہ خبر نہیں کہ دنیا کی نعمت کے سبب آخرت کی نعمت سے محروم رہ گئے۔ اس سے زیادہ اور کونسی حسرت اور مصیبت ہوگی۔ خدائے تعالیٰ اپنے فضل سے معاف فرمائے اور دنیا اور آخرت کی ذلت و رسوائی سے محفوظ فرمائے (آمین) (احیاء العلوم ۳/۳۰۳)

ہر شئے ضد سے پہچانی جاتی ہے:

کسی شئے کا علم اس کی ضِد سے حاصل ہوتا ہے اگر کسی شئے کی ضِد موجود نہ ہو۔ تو اِس شئے کے معلوم ہونے کی کوئی صورت نہیں۔ دیکھو روشنی کا علم تاریکی کی بدولت ہے اگر دنیا میں روشنی ہی روشنی ہوتی تو روشنی کا ادراک ہرگز نہ ہوتا۔ شجاعت کا علم بزدلی کی وجہ سے ہوا اگر بزدلی کا وجود نہ ہوتا تو شجاعت کا علم مفقود ہو جاتا۔ پس جس نے اپنے کو متواضع ثابت کیا یا اپنے لئے تواضع کو ثابت کیا یعنی متواضع ہونے کا دعویٰ کیا تو اس کے متکبر ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ اگر اپنی پستی اور عاجزی سے اس کا نفس سرتا پا رنگین ہوتا تو اس پستی کا علم اور اس کا دعویٰ ہرگز نہ ہوتا اس لئے کہ اس کی ضِد یعنی کبر تو نفس میں موجود ہی نہیں۔ تو اپنی پستی کا علم ہوا تو کیسے ہوا۔ دیکھو جو شخص ہمیشہ تندرست ہی رہا ہو کبھی مرض اس کے پاس بھی نہ آیا ہو۔ وہ مرض کی حقیقت نہ سمجھے گا اور نہ تندرستی کو اپنے لئے ثابت کر سکے گا اس لئے کہ کبھی مریض ہوا ہو تو تندرستی اس کو ایک نئی شئے معلوم ہو اور پھر اس کا دعویٰ کرے۔

اسی طرح پستی اور عاجزی کے سوا اگر دوسری شئے اندر ہو گی یعنی کبر کی صفت ہو گی تو اس کو دیکھ کر دعویٰ پستی و تواضع کا کرے گا۔ اور اگر پستی ہی پستی ہے۔ تو پستی کا دعویٰ نہ کر سکے گا اس لئے اہل اللہ فرماتے ہیں کہ جب تواضع کا دعویٰ کیا تو اپنے مرتبہ کی بلندی اور بڑائی دیکھی اور بغیر اس کے تواضع کو ثابت

Marfat.com

غرضیکہ سلف کا حال اسطرح پر تھا بلکہ اس سے بھی اونچے اور اعلیٰ حال پر تھے کہ بے حد و بے شمار ہیں آج لوگوں کا حال ان کے حال کے برعکس ہے۔ علماء حضرات کا قول ہے کہ اگر ایک آدمی ایک روپیہ چھوڑ دے اس خوف سے کہ شاید حلال نہ ہو۔ یہ امراس کے حق میں بہ نسبت ہزار اشرفیوں کے خیرات کرانے سے بہتر ہے۔ جو شبہ سے کمائی ہوں اور معلوم نہ ہو کہ حلال ہیں یا حرام۔ علماء اہل اللہ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کو کچھ لوگ اپنی نیکیاں طلب کریں گے تو ان سے کہا جائے گا تم کو یہ خبر نہیں کہ دنیا کی نعمت کے سبب آخرت کی نعمت سے محروم رہ گئے۔ اس سے زیادہ اور کونسی حسرت اور مصیبت ہوگی۔ خدائے تعالیٰ اپنے فضل سے معاف فرمائے اور دنیا اور آخرت کی ذلت ورسوائی سے محفوظ فرمائے (آمین) (احیاء العلوم ۳/۳۰۳)

ہر شئے ضد سے پہچانی جاتی ہے:

کسی شئے کا علم اس کی ضِد سے حاصل ہوتا ہے اگر کسی شئے کی ضِد موجود نہ ہو۔ تو اِس شئے کے معلوم ہونے کی کوئی صورت نہیں۔ دیکھو روشنی کا علم تاریکی کی بدولت ہے اگر دنیا میں روشنی ہی روشنی ہوتی تو روشنی کا ادراک ہرگز نہ ہوتا۔ شجاعت کا علم بزدلی کی وجہ سے ہوا اگر بزدلی کا وجود نہ ہوتا تو شجاعت کا علم مفقود ہو جاتا۔ پس جس نے اپنے کو متواضع ثابت کیا یا اپنے لئے تواضع کو ثابت کیا یعنی متواضع ہونے کا دعویٰ کیا تو اس کے متکبر ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ اگر اپنی پستی اور عاجزی سے اس کا نفس سرتا پا رنگین ہوتا تو اس پستی کا علم اور اس کا دعویٰ ہرگز نہ ہوتا اس لئے کہ اس کی ضِد یعنی کبر تو نفس میں موجود ہی نہیں۔ تو اپنی پستی کا علم ہوا تو کیسے ہوا۔ دیکھو جو شخص ہمیشہ تندرست ہی رہا ہو کبھی مرض اس کے پاس بھی نہ آیا ہو۔ وہ مرض کی حقیقت نہ سمجھے گا اور نہ تندرستی کو اپنے لئے ثابت کر سکے گا اس لئے کہ کبھی مریض ہوا ہو تو تندرستی اس کو ایک نئی شئے معلوم ہو اور پھر اس کا دعویٰ کرے۔

اسی طرح پستی اور عاجزی کے سوا اگر دوسری شئے اندر ہوگی یعنی کبر کی صفت ہوگی تو اس کو دیکھ کر دعویٰ پستی و تواضع کا کرے گا۔ اور اگر پستی ہی پستی ہے۔ تو پستی کا دعویٰ نہ کر سکے گا اس لئے اہل اللہ فرماتے ہیں کہ جب تواضع کا دعویٰ کیا تو اپنے مرتبہ کی بلندی اور بڑائی دیکھی اور بغیر اس کے تواضع کو ثابت

Marfat.com

کرنا محال ہے اور اپنے کو بلند مرتبہ دیکھنا بھی تکبر ہے۔ اسی لئے تو تکبر ہوا۔

تواضع کی حقیقت یہ ہے کہ اپنی پستی اور خواری اپنی نظر میں اس درجہ ہو کہ اپنی رفعت شان و جاہ کا وسوسہ تک بھی نہ ہو۔ سر سے پا تک اپنے کو خوار و ذلیل دیکھے۔ اور جس کا یہ حال ہوگا وہ کبھی دعویٰ کسی بات کا نہ کرے گا۔ نہ تواضع کا اور نہ کسی صفت محمودہ کا۔

حقیقت میں متواضع وہ ہے کہ تواضع کا کام کر کے اس کام سے اپنے آپ کو پست اور ذلیل جانے۔ مثلاً فرش پر بیٹھا اور یہ جانے کہ میں تو ایسا خوار ہوں کہ اس فرش پر بھی بیٹھنے کی لیاقت نہیں رکھتا خالی زمین پر بیٹھنے کے لائق ہوں یا کسی کی خدمت یا مالی امداد کی اور قلب کی کیفیت یہ کہ اس کی خدمت قبول کر لینے کو یا مال قبول کر لینے کو اپنا فخر سمجھے اور اپنے آپ کو اس کا اہل نہ جانے اور حقیقی تواضع وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی صفت کی تجلی کے مشاہدہ سے پیدا ہو۔ اس وقت بندہ کا یہ نفس سرکش پگھل جاتا ہے اور کبر و سرکشی کی جڑ اس میں سے اکھڑ جاتی ہے اور اس کی باطل آرزوئیں فناء ہو جاتی ہیں اور اصل تواضع و عجز جو اللہ کو پسند ہے پیدا ہو جاتا ہے۔

جس معصیت سے مولیٰ حقیقی کے سامنے ذلت اور افتقار پیدا ہو وہ اس عبادت سے بہتر ہے جو نخوت اور تکبر پیدا کرے (اکمال الشیم ص ۱۷۹)

تشریح: طاعت وعبادات کا اذکار سے مقصود یہ ہے کہ بندگی اور اپنے مولیٰ کے سامنے ذلت و افتقار پیدا ہو اور نفس کی سرکشی اور کبر ٹوٹے تو اگر بشریت کی راہ سے گناہ ہو جانے کے بعد مومن کے اندر ذلت اور انکساری و ندامت اور اپنے نفس کی تحقیر اور اس گناہ سے اپنی ہلاکت جاننا یہ صفات پیدا ہوں۔ اور عبادت کر کے نفس کے اندر نخوت اور مسلمانوں کی تحقیر اور طعن اور اپنے کو عابد زاہد جاننا یہ صفات پیدا ہوں تو ایسی طاعت کے ثمرہ سے اس معصیت کا نتیجہ بہتر رہا۔ مگر اس کا مطلب کوئی بدفہم یہ نہ سمجھے کہ طاعت کو چھوڑ کر معصیت اختیار کرے۔ کیونکہ معصیت کا قبیح ہونا اور طاعت کا بہتر اور حسن ہونا بالکل بدیہی بات یہاں شیخ کو اس پر آگاہ کرنا مقصود ہے اور منظور ہے کہ اصل مقصود بارگاہِ عالی تک رسائی کے لئے ذلت و افتقار کا حاصل کرنا اور کبر و نخوت کو دور کرنا ہے۔

Marfat.com

درخت آب حیات

دانا لوگوں نے امتحان کے لئے کہا کہ درخت آب حیات کا جو میوہ کھالیتا ہے کبھی نہیں مرتا نادان بادشاہ نے سنا اور اپنے خاص خادم کو اس درخت کی تلاش کے لئے حکم کیا یہ خادم عرصہ دراز ہندوستان میں گھوما اطراف وجوانب میں سرگرداں پھرتا رہا اور کہیں وہ درخت نہ ملا جس سے بھی دریافت کرتا لوگ اس کو جواب دیتے کہ ایسے درخت کو صرف پاگل دیوانے ہی تلاش کرتے ہیں اور اس کا مذاق اُڑاتے جب اس شخص نے عاجز اور نامراد مایوس ہو کر واپس اپنے مقام کا عزم کیا تو بوقت واپسی راستے میں ایک قطب شیخ کے پاس اس کے حجرے میں چشم تر حاضری دی اور رویا اور عرض کیا کہ یہ وقت رحم ومہربانی کا ہے کہ میں ناامید ہوگیا ہوں۔ اپنے مقصد ومراد میں یہ آپ کی مہربانی کا وقت ہے۔ شیخ نے کہا کیا نامرادی ہے اور کیا مراد ہے تیری۔ اس نے عرض کیا کہ اپنے بادشاہ کے حکم پر ایسے درخت کی تلاش میں نکلا تھا کہ جس کا میوہ کھا کر آدمی ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ میں نے سالہا سال ڈھونڈا مگر اس کا نشان و پتہ نہ ملا سوائے اس کے کہ میرا مذاق اڑایا گیا اور مجھے پاگل سمجھا گیا۔

شیخ یہ سن کر ہنسا اور اس سے کہا کہ اے سلیم یہ درخت صرف علم نافع کی نعمت ہے کہ علم سے انسان دائمی زندگی پاتا ہے اور بے علم آدمی مردہ ہوتا ہے کہ دانا لوگوں نے علم کو درخت سے تشبیہ دی جس کا مقصد امتحان ہے پس علم کو علماء اہل اللہ ہی سے حاصل کیا جاسکتا ہے اور علماء ہی اس کے درخت ہیں۔ اور علم سے مراد صرف وہی علم ہے جو بندہ کو خدا تک پہنچا دے۔ اور جس پڑھنے پڑھانے کے ذریعہ سے معاش اور ملازمتیں ملتی ہیں، یا صنعت وحرفت کا ذریعہ بنتے ہیں وہ فنون کہلاتے ہیں۔ علم اپنے حقیقی معنی کے اعتبار سے صرف علم دین ہے جس کے ذریعے بندہ اپنے مالک کو راضی کر کے دونوں جہاں کی باعزت حیات حاصل کرتا ہے اور جس کے بغیر آدمی زندہ رہتے ہوئے مردہ ہوتا ہے، اسی مفہوم کے پیش نظر علم کو آب حیات سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور جو اللہ والوں کی صحبت سے نصیب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ علم صحیح (علم دین) ہم سب کو عطا فرمائیں اور عمل کی توفیق بخشیں۔ آمین۔ (مثنوی)

عزیزو! آج زمانہ کے حالات اور دنیا کے واقعات میں اس تیزی سے تبدیلی ہو رہی ہے کہ ان کے

Marfat.com

جانے اور سمجھے بغیر آپ مسلمانوں کی کوئی خدمت نہیں کر سکتے دنیا میں سیاسی اور اقتصادی خیالات ایسے چھائے ہوئے ہیں اور انقلاب کی گھڑیاں اس طرح پے در پے آ رہی ہے اور گزر رہی ہے کہ ایک عالم دین کے لئے اور دنیوی لحاظ سے ایک ذمہ دار جس کو مسلمانوں کا خدمت گزار ہونا ہے اس کو سمجھنا اور حل کی تدبیر سوچنا ضروری ہے صرف انگریزی طرز تعلیم کے معاون اور مددگار ہو کر حقیقی علم کو فروغ نہیں دے سکتے۔ بلکہ اپنے لئے اور جن لوگوں کو اس جدید تعلیمی راستے پر چلنے کے لئے تیار کرنے کی کوشش میں مصروف ہو ان کے لئے دنیا اور آخرت کی میراث کی تباہی کا ذریعہ بنو گے۔

حقیقی علم کا راستہ اسلام نے بتایا ہے اور اسلام وہ مذہب ہے کہ جس دن وہ دین بنا اسی دن سیاست بھی تھا اس کا منبر اس کا تخت، اس کی مسجد، اس کی عدالت، اس کی توحید، نمرودوں، فرعونوں اور کسراؤں کی شہنشاہی کے مٹانے کا پیغام تھی۔ موجودہ جدید تعلیمی طریقہ بھی انہی کی رسم کو زندہ کرنے کی کوشش ہے آج اگر نئی روشنی کے تعلیمی ادارے نئے سرے سے اپنا گھر بنانا چاہتے ہیں۔ اور غلطیوں کی تلافی چاہتے ہیں تو ضرورت ہے کہ ہم اسی نقش قدم پر چلیں جو ہمارے بزرگوں نے ہمارے لئے چھوڑا ہے اور اپنے اسلاف کے پچھلے سبق کو پھر دہرائیں اور دیکھیں کہ ان کا کام صرف علم حقیقی (قرآن وحدیث) جو بندہ کو اللہ سے ملانے کے لئے سعی عمل اور جدوجہد کرنا تھا۔ لہٰذا اس کے لئے پہلے خود اپنے نفس کی اصلاح کے لئے کسی صاحب دل اللہ والے کی صحبت میں رہ کر اپنے قلب کو آسمانی علوم کے نور سے منور کرنا ہے۔ پھر اس باطنی نور کو تعلیمی اداروں اور درس گاہوں کے ذریعے لوگوں تک پہنچا کر ان کے قلوب کو منور کرنا ہے۔ جاہلوں کو پڑھانا اور نادانوں کو سمجھانا، غریبوں کی مدد کرنا اور امیروں کو حق کا پیغام سنانا معذوروں کی خدمت کرنا بھولے بھٹکوں کو راستہ دکھانا ہے۔

آسمانی علوم جس کے بارے میں امام محمد علیہ الرحمت فرماتے ہیں لوگو! اس علم کی قدر کرو یہ پچاس ہزار سال کی مسافت سے تم تک پہنچا ہے اور اس کے لئے یہ بات خوب یاد رکھنے کی ہے کہ مسلمانوں اپنے دین کی باتوں سے واقفیت کے لئے انہیں بڑے علم وفضل کی ضرورت نہیں۔ عقیدہ اور عبادت اور دوسری مذہبی نیکیوں کے لئے دین کا معمولی علم کافی ہے جس سے ایک منٹ کے لئے بھی پہلو تہی نہیں کی جاسکتی۔ آج دنیا لڑائی کا میدان ہے۔ جس کے لئے علمی قوت سے زیادہ آج عملی قوت کی سرگرمی کی ضرورت ہے خیر وشر

Marfat.com

کی تمیز کے لئے قرآن وسنت کا علم ضروری ہے لیکن محض خیر وشر کی تمیز سے آپ کامیاب نہیں ہو سکتے جب تک خیر کی طلب اور اس کے لئے جدوجہد اور شر سے پرہیز آپ کا شیوہ نہ ہو جائے۔ اس مقصد کے لئے ذاتی تزکیہ اور روحانی صفائی ضروری ہے جس کے بغیر دوسروں کی اصلاح ممکن نہیں۔ بس اس کے لئے مقدور بھر اپنے نبی کریم ﷺ، صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین اور سلف صالحین کا نمونہ بننا چاہیے جس کے لئے صحبت صالحہ ضروری ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی رغبت اور ہمت وتوفیق نصیب فرمائیں (آمین)

(خطبات ج ۲ ص ۲۶۴+۲۶۶) الحمد اللہ علیٰ کل ذالک

انگریزی زبان کا سیکھنا:

غیر قوموں کی زبان سیکھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ لیکن زبان کو سیکھنے کے ساتھ ان کے طرزِ زندگی کو اپنانا جس سے اسلامی طریقہ زندگی معاشرت اور رہن سہن میں فرق آتا ہو انتہائی ممنوع اور امتِ مسلمہ کے لئے مضر اور زہرِ قاتل ہے اور اسی سے منع کیا جاتا ہے۔ اور گزشتہ انگریزی دور حکومت کی ترتیب جو تا حال جاری ہے۔ اس طرز تاریخ نویسی کو بدلنا ہے۔ جس کو انگریزی سیاست نے یہاں رائج کیا جس نے ملک میں تفریق کا بیج بویا اور جس سے انگریزی راج کے جاہ وجلال اور شان وشوکت کی تشہیر کا کام لیا گیا جس سے ملک خود اہل ملک کی آنکھوں میں ذلیل اور سات سمندر پار کے ملک کو ان کی نگاہوں میں معزز بنایا گیا۔ اور ملک کے پورے سابق عہد حکومت کو صرف تاریکی اور ظلمت ظاہر کیا گیا تاکہ انگریزی راج کا کارنامہ روشن نظر آئے، اور ان مکاریوں اور فریبوں پر پردہ پڑ جائے جس کے ذریعے سے بیرونی لوگوں نے اس ملک کی دولت وصنعت وحکومت پر قبضہ کیا۔ اور انگریزی حکومت کے ابتدائی دور میں جب خلافت عثمانیہ زوال پذیر تھی مدرسہ عالیہ کلکتہ کے انگریز پرنسپل نے خلافت عثمانیہ کو بُن وبیخ سے اکھاڑنے میں ہندوستانی مسلمانوں کو ورغلا کر شرکت پر آمادہ کیا جارہا تھا۔ انگریز پرنسپل نے حضرت مولانا محمد اسحاق صاحبؒ کو جواز خلافت کے خلاف فتویٰ دینے کے لئے بظاہر فرمائش کی اور درپردہ زور لگایا لیکن انہوں نے اس مکروہ استدعا اور فریب کو یک قلم ٹھکرا دیا۔

Marfat.com

دین کا سیکھنے والا طالب علم ہے:

طالب علم کے لئے دین میں سمجھ بوجھ پیدا کرنے کا حکم ہے۔ علماء حضرات نے محض تعلیم حاصل کرنا مقصود نہیں فرمایا اور دین میں سمجھ بوجھ پیدا کرنے کی تفسیر اس کو کہا جائے گا جب کہ اس کے علم کے ساتھ عمل بھی اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی منشا کے مطابق ہو جس علم کے ساتھ عمل نہ ہو اور اگر ہو تو وہ بھی گڈمڈ اور بے ساختہ ہو تو اس کو دین کی سمجھ بوجھ نہیں کہتے۔ ایسا علم تو شیطان کو بھی ہے۔ اور ابو جہل کو بھی تھا اور قرآن کا اعلان ہے کہ ان لوگوں نے جان بوجھ کر انکار کیا تھا۔ تو صرف کسی چیز کے جان لینے کا نام علم نہیں ہے بلکہ فقہ دین کی سمجھ بوجھ کا نام علم ہے جس کے پیچھے عمل ہونا چاہیے جس علم کے ساتھ صحیح عمل نہ آیا، جس علم پر عمل مرتب نہ ہوا وہ علم کہلانے کا مستحق نہیں۔ حدیث کے الفاظ میں اس کو جہل کہا گیا ہے۔ (ان مِنَ العِلمِ الجہلا) یعنی بعض علم جہل ہوتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کسب معاش بھی فریضہ ہے دوسرے فرائض کے بعد۔

ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے ۔ جو اس پر بھی وہ نہ سمجھے تو اس بُت کو خدا سمجھے

اقوال وحالات موت اور نزع کے وقت امراء اور صالحین نے فرمائے

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات قریب ہوئی تو کہا مجھ کو بٹھلا دو لوگوں نے بٹھلا دیا آپ نے خدا تعالیٰ کی تسبیح اور ذکر شروع کیا پھر روئے اور کہا کہ اے معاویہؓ بڑھاپے اور شکستگی کے وقت خدائے تعالیٰ کا ذکر سوجھا اس کا وقت تو جب تھا جب شاخ جوانی تر و تازہ تھی یہ کہہ کر اور زیادہ روئے تا آنکہ آواز رونے کی بلند ہوئی۔ اور کہا الٰہی اس بوڑھے کم بخت دل سخت پر رحم فرما الٰہی لغزش سے درگذر اور خطا کو معاف کر اور اپنے حلم سے اس بوڑھے شخص کو اپنی طرف کھینچ لے جو تیرے سوا کسی کی توقع نہیں رکھتا نہ غیر پر اعتماد کرے۔ اور موت کے وقت امیر معاویہ کہنے لگے کیا خوب ہوتا کہ میں ایک شخص قریش کا بھوکا ہوتا اور امر خلافت میں سے کسی چیز کا مالک نہ ہوتا۔

Marfat.com

اور جب امیر عبدالملک بن مروان کی وفات قریب ہوئی تو ایک دھوبی کو دیکھا کہ دمشق کے اطراف میں کپڑے کو اپنے ہاتھ میں لپیٹ کر پڑیے پر مار رہا ہے۔ عبدالملک نے کہا کہ بخدا خوب ہوتا جو میں دھوبی ہوتا اور اپنے ہاتھ کی کمائی ہر روز کھایا کرتا اور معاملات دنیا میں سے کسی چیز کا والی نہ ہوتا (ص ۶۱۸/۴ احیاء العلوم) فاطمہ بنت عبدالملک جو حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی بی بی تھیں فرماتی ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ اپنے مرض موت میں دعا مانگا کرتے کہ الٰہی میری موت کو لوگوں پر ظاہر مت کر گو دن میں سے ایک ہی گھڑی کے لئے ظاہر نہ ہو پس خدائے تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کی کہ کچھ دیر تک آپ کی موت ظاہر نہ ہوئی کہ میں بھی پاس نہ تھی۔ کسی نے سوال کیا کہ اے امیر المؤمنین کچھ وصیت فرمایئے آپ نے فرمایا کہ میں تم کو اپنے اس حال سے ڈراتا ہوں کہ تم کو بھی ایک روز ایسا ہی ہونا ہے اور منقول ہے کہ جب آپ سخت بیمار ہوئے تو آپ کے واسطے ایک طبیب بلایا گیا اس نے آپ کا حال دیکھ کر کہا کہ آپ کو زہر دیا گیا ہے اور ان کی موت سے میں مامون نہیں۔ آپؒ نے اپنی آنکھ اوپر کو اٹھا کر طبیب سے فرمایا کہ جب زہر میرے پیٹ میں پڑا تھا جبھی مجھ کو معلوم ہو گیا تھا طبیب نے کہا کہ پھر آپ علاج کیجئے ورنہ مجھے خوف ہے کہ آپ کی جان جاتی رہے گی۔ آپ نے فرمایا کہ جان میری پروردگار کے پاس جائے گی جو سب سے بہتر جانے کی جگہ ہے۔ بخدا کہ اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ میری شفاء میرے کان کی لَو کے پاس ہے تو اپنا ہاتھ کان تک اٹھا کر اس کو نہ لیتا۔ جب آپ کی موت قریب پہونچی تو روئے کسی نے کہا کہ اے امیر المؤمنین رونے کا کیا مقام آپ کو مژدہ ہو کہ خدائے تعالیٰ نے آپ کے باعث بہت سی سنتوں کو زندہ کیا اور عمل ظاہر فرمایا آپ نے رو کر فرمایا کہ کیا میں میدان محشر میں کھڑا نہیں کیا جاؤں گا اور اس خلق کے باب میں پوچھا نہ جاؤں گا بخدا کہ اگر میں بالکل عدل ہی کرتا جب بھی اپنے نفس سے خوف تھا کہ خدائے تعالیٰ کے سامنے اپنی حجت پیش نہ کر سکے گا (احیاء العلوم ۶۲۰/۴)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی موت قریب ہوئی تو فرمایا الٰہی میں تجھ سے ڈرا کرتا تھا اور آج تجھ سے توقع رکھتا ہوں۔ الٰہی تو جانتا ہے کہ میں دنیا کو اور اس میں بہت جینے کو اس لئے پسند نہیں کرتا تھا کہ نہریں جاری کروں یا درخت لگاؤں بلکہ گرمیوں کی دوپہر میں پیاسا رہنے اور زمانے کی آفات سہنے اور ذکر کے حلقوں میں دو زانو علماء کے پاس بیٹھنے کیلئے پسند کرتا تھا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کان میں موت کی

Marfat.com

اذان کی آواز پہونچی تو ان کی بی بی نے کہا کہ ہائے کیسا غم ہے انہوں نے فرمایا کہ نہیں بلکہ واہ کیسی خوشی ہے کہ کل کو ہم اپنے دوستوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی جماعت سے ملیں گے۔ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ مرنے کے وقت آنکھیں کھول کر ہنس پڑے اور فرمایا کمثل هذا فليعمل العاملون ترجمہ: ایسی چیزوں کے واسطے چاہیے محنت کریں محنت والے اور جعفر بن نصیر نے بکران دینوری۔ حضرت شبلیؒ کے خادم سے پوچھا کہ ان کے مرنے کے وقت تم نے کیا حال دیکھا بکران نے کہا کہ حضرت شبلیؒ نے یہ فرمایا کہ میرے اوپر ایک شخص کا ایک درھم ہے جو ظلماً اس سے میرے پاس آیا تھا۔ ہر چند میں نے اس شخص کی طرف سے ہزاروں صدقے دے ڈالے ہیں مگر میرے دل پر اس سے بڑھ کر کوئی شغل نہیں۔

حضرت کتانیؒ سے کسی نے مرتے وقت کہا کہ آپ کیا کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ اگر میری موت نزدیک نہ ہوتی تو میں ہرگز نہ بتلاتا میں اپنے دل کے دروازے پر چالیس برس کھڑا رہا جب اس میں غیر اللہ آتا تو میں اس کو اس کے پاس سے ہٹا دیتا۔ اور معمرؒ کہتے ہیں کہ جب حکم بن عبدالملک کو موت آئی تو میں بھی وہاں موجود تھا میں نے کہا کہ الٰہی تو اِس شخص پر موت کی سختیوں کو آسان فرما کہ جو شخص چنیل یا چنا تھا۔ اس کی بہت سی خوبیاں بیان کیں ان کو جو ہوش آیا تو پوچھا کون بولتا تھا میں نے کہا۔ کہ میں فرمایا کہ ملک الموت مجھ سے کہتے ہیں کہ میں ہر سختی پر نرمی کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر چل بسے۔

اَللّٰهُمَّ طهر قلبي عَنْ غيرك وَ نُور قَلْبِيْ بنُورِ مَعْرِفَتِكَ ابداً يَا الله يا الله يا الله . والحمدُ الله على ذالكَ (احیاء العلوم)

امارت کی صفات:

امارت کے لئے ایسا شخص موزوں ہو سکتا ہے جو بیدار مغز عالی دماغ، فرخ حوصلہ، کشادہ قلب، عالی ظرف، متحمل، سلیم الفہم۔ متوازن دماغ اور جوہر شناس ہو جس میں مختلف شعبوں اور کارخانوں کے چلانے اور متضاد طبائع کو ساتھ لے کر چلنے کی صلاحیت ہو۔ اپنے دینی مقاصد اور دین کی ترقی قوت عروج کے لئے ہر صلاحیت اور ہر جوہر اور ہر کمال کی قدر کرنے والا ہو ہر استعداد اور ہر سطح کے آدمی کی تربیت و ترقی کی قابلیت رکھتا ہو کسی سطح اور کسی استعداد کا آدمی اس کے پاس آ کر اپنے کو بیکار اور اپنی زندگی کو ضائع سمجھنے پر

Marfat.com

مجبور نہ ہو بلکہ اس کو یہ محسوس ہو کہ وہ اپنے اس ہنر اور خصوصی کمال سے دین کی ایک خصوصی خدمت انجام دے سکتا ہے وہ ہر قوم و علاقے کے باغوں کے پھولوں کو جمع کر کے ایک گلدستہ تیار کر سکتا ہے۔ جس گلدستہ کی مجموعی خوشبو سے مجلس معطر ہو، لوگوں کی استعدادوں کا نشیب و فراز اس کی طبیعت میں انتشار نہ پیدا کر سکے وہ ایک کی قدردانی کے لئے دوسرے کی دل شکنی اور ناقدری ضروری نہ سمجھے وہ انسانی فطرت سے کشمکش اور زور آزمائی نہ کرے۔ اس کے لئے اللہ والوں سے تعلق جوڑ کر اپنی اصلاح ظاہر و باطن ضروری ہے کہ اللہ والوں کے متبرک گروہ میں داخل ہو کر جس نے بیعت کی اسی وقت سے اس کو دنیا سے نفرت اور عاقبت کا خوف پیدا ہوا جاتا ہے اور روز بروز یہ کیفیت بڑھتی جاتی ہے اور شرک و بدعت سے محض پاک ہو جاتا ہے اور اللہ کی محبت اور عظمت، شرع کی تعظیم و توقیر نماز کا شوق سب اس کے دل میں جگہ پکڑتے ہیں اللہ تعالیٰ کے مخالف اس کو بُرے لگتے ہیں اگرچہ باپ دادہوں بیٹا۔ بیٹی یا پیر۔ استاد ہوں دل میں اللہ کا خوف کچھ ایسا آجاتا ہے کہ ان کی مروت ہرگز باقی نہیں رہتی۔

مخلوق سے کنارہ کشی اور گوشہ نشینی:

جانو کہ گوشہ نشینی اختیار کرنا اور مخلوق سے علیحدہ رہنا ایک مہم ہے تاکہ اطمینان کے ساتھ عبادت کرنے کا موقع ملے جیسا کہ یہ حکایت بیان کی جاتی ہے کہ مشائخ میں سے ایک بزرگ نے فرمایا کہ میں ایک جماعت کے پاس پہنچا جو تیراندازی کی مشق کر رہے تھے لیکن ایک شخص ان سے دور تنہا بیٹھا ہوا تھا میں نے چاہا کہ اس سے باتیں کروں اس نے کہا میرے نزدیک باتیں کرنے کی بجائے خدا کا ذکر اچھا ہے'' میں نے کہا تم تنہا کیوں بیٹھے ہو؟'' اُس نے کہا'' میرے ساتھ میرا پروردگار ہے اور دو فرشتے اور اٹھ کر چلا گیا اس طرح لوگوں سے میل ملاپ آدمی کو عبادت سے روک دیتا ہے اور یہی نہیں بلکہ آدمی کو ہلاکت و مصیبت میں ڈال دیتا ہے حاتم اصم رحمتہ اللہ علیہ سے حکایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے مخلوق سے پانچ چیزیں طلب کیں لیکن نہ پائیں (۱) میں نے لوگوں سے طاعت و زہد طلب کیا لیکن وہ اس پر آمادہ نہ ہوئے میں نے لوگوں سے کہا آؤ (۲) میری نیک کاموں میں مدد کرو کسی نے نہ کی (۳) میں نے لوگوں سے کہا جب میں نیک کام کروں تو تم مجھ سے راضی رہو۔ نہ رہے (۴) میں نے کہا مجھے میرے کاموں سے منع نہ

Marfat.com

کرو نہ مانے (۵) میں نے کہا مجھے ان کاموں کی طرف نہ بلاؤ جس میں خدا کی رضا نہیں ہے اور اگر میں وہ کام نہ کروں تو مجھ سے دشمنی نہ کرو، مگر وہ کرتے رہے پس میں نے ان کو ترک کر دیا اور اپنے آپ میں مشغول ہو گیا۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشہ نشینی کی تعریف فرمائی ہے اور عزلت پسندوں کو سراہا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ لوگ خدا کے ساتھ رہتے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آپؐ ہماری اور تمہاری مصلحتوں کے زیادہ جاننے والے اور ہم سے زیادہ ہماری بہتری چاہنے والے تھے تو جب ایسا زمانہ آجائے جیسا حضورؐ نے فرمایا ہے۔ اور اس کی نشانیاں بتائی ہیں تو آپؐ کا فرمان بجالاؤ اور آپؐ کی نصیحتوں پر عمل کرو۔ اگر ایسا نہ کرو تو اپنی ہلاکت و بربادی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا ہے وہ یہ ہے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا آپ فتنوں کا تذکرہ فرما رہے تھے آپؐ نے فرمایا جب تم دیکھو کہ لوگ اپنے قول و قرار اور وعدوں سے پھر جائیں اور امانتوں میں خیانت کرنے لگیں'' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس وقت کیا کروں؟ فرمایا اپنے گھر میں پڑے رہو اپنی زبان کو قابو میں رکھو جو کچھ جانتے ہو اس پر عمل کرو جو نہیں جانتے اُسے چھوڑ دو تمہیں اپنے کام سے کام ہونا چاہیے دوسرے کے کام سے واسطہ نہ رکھو حدیث میں آیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ وہ زمانہ ''ہرج'' ہوگا اصحابؓ نے پوچھا یا رسول اللہؐ ہرج کیا ہے؟ فرمایا وہ زمانہ جس میں انسان اپنے دوستوں اور ساتھیوں سے بھی بے خوف اور مطمئن نہ رہ سکے اور ایک دوسری حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ' سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث بن عمیرؓ سے کہ اگر تمہاری عمر طویل ہو تو تمہارے سامنے ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ خطیب اور واعظ زیادہ ہوں گے عمل کرنے والے کم۔ سائل زیادہ ہوں اور دینے والے کم وہ زمانہ علم کی ڈینگ مارنے والا ہوگا میں نے کہا کب آئے گا وہ زمانہ یا رسولؐ اللہ؟ آپؐ نے فرمایا اس وقت جب لوگ نماز قضا کریں رشوتیں قبول کریں گے اور دین کو دنیا کے تھوڑے داموں پر بیچ دیں گے۔ اے نیک بخت اس زمانے سے دُور رہنا تو اے بھائی جو کچھ اس حدیث شریف میں بیان کیا گیا ہے اپنے اس زمانے میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو اب غور کرو کہ تم کو کیا کرنا چاہیے (مکتوبات صدی ص ۵۷۳)

Marfat.com

دوزخ کے بیان میں:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا ہم سب نے ایک آواز سنی حضور ﷺ نے فرمایا جانتے ہو یہ کیسی آواز ہے میں نے کہا خدا اور اُس کا رسول ہی زیادہ جاننے والے ہیں ارشاد فرمایا یہ ایک پتھر ہے جسے ستر برس پہلے جہنم میں ڈالا گیا تھا آج اس وقت وہ اس کی تہہ تک پہنچا ہے) آگ میں جس قسم کا عذاب ایک شخص پر کیا جائے گا وہی عذاب اس پر بار بار دہرایا نہ جائے گا بلکہ ہر عذاب کی ایک حد مقرر ہو گی اس کے بعد دوسری قسم کا عذاب کیا جائے گا۔ اور وہ اس کے جرم و گناہ کے اندازے کے مطابق ہو گا لیکن ادنیٰ درجہ کا عذاب بھی اتنا شدید ہو گا کہ اس کے مقابلے میں اگر ساری دنیا کی نعمت اور آرام پیش کیے جائیں تو سب ہیچ ہو جائیں اور نقل ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم خدا کی پناہ مانگتے ہیں غم کے کنویں یا غم کی وادی سے) صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ غم کی وادی یا غم کا کنواں کیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ میں ایک وادی ہے جس سے دوزخ بھی ستر بار پناہ مانگتی ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے دکھاوے کے عالموں اور قاریوں کے لئے بنایا ہے دوزخ کے طبقوں اور اُس کی وادیوں کا یہ حال ہے اس کے شمار کا اندازہ دنیا کی آرزو اور اُس کی خواہشوں کی تعداد پر ہے اور اس کے طبقات کی تعداد بدنِ انسان کے ساتوں بند کے مطابق ہے کہ آدمی انہیں جوارح کے ذریعہ گناہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمادیں اور اپنے نیک اور صالح بندوں میں داخل فرما کر اپنی رضا والی زندگی نصیب فرمائیں اور اپنے اپنے وقت پر خاتمہ بالخیر فرمادیں۔ وصلی اللہُ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد وَ آلہٖ وَ اَصحابِہٖ اَجمَعِین بِرَحمَتِکَ یَا اَرحَمَ الرّٰاحِمِین (مکتوبات صدی ص ۱۰۶)

Marfat.com

نظریہ پاکستان

انسان کی ایک مذہبی عصبیت ہوتی ہے

ایک حیوان دنیا میں کھاتا پیتا ہے۔اُس سے نر مادہ کے ملنے سے بچے پیدا ہوتے ہیں اِس طرح زندگی گزار کر اس دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔لیکن جانور کی نہ کوئی ثقافت ہوتی ہے نہ وہ کسی متمدن معاشرہ سے وابستہ ہوتا ہے۔اور نہ اُس کا کوئی دین یا نظریہ ہوتا ہے اور نہ تشخص ہوتا ہے نہ ملی وقومی شعار اور وہ مذہبی عصبیت سے بھی وابستہ نہیں ہوتا۔چنانچہ اس کی حیات بھی محض مادی ہوتی ہے اور موت بھی۔لیکن انسان کی ایک ثقافت ہوتی ہے ایک متمدن معاشرہ میں انسان زندگی گزارتا ہے اور جس دین ومعاشرہ سے وہ منسلک ہوتا ہے اس کے کچھ شعار ہوتے ہیں اور اِن شعار کی حفاظت اِس کی قومی حفاظت ومذہبی عصبیت کہلاتی ہے چنانچہ قوم ''انسان'' اس وقت زندہ کہلاتی ہے۔جب وہ اپنے مذہب وقومی شعار کی حفاظت کرتی رہے اور اِس کے اندر مذہبی وملی عصبیت زندہ رہے جس قوم میں مذہبی عصبیت ختم ہو جاتی ہے۔وہ قوم مردہ ہو جاتی ہے چنانچہ مذہبی وملی عصبیت وغیرت کا تقاضہ ہے کہ اِن ہونیوالے حملوں کو روکا جائے اور اِس پر کئے جانے والے اعتراضات کا جواب دیا جائے۔(یعنی مذہب پر ہونے والے حملوں کو)

قرآن کریم میں ان لوگوں سے کہ جو ایمان وعمل صالح کی زندگی اختیار کریں گے زمین میں اقتدار کا وعدہ کیا گیا ہے تاریخ اِس بات کو ثابت کرتی ہے کہ جب تک مسلمانوں کا ایمان پختہ ومضبوط اور اِن کا کردار وعمل بلند رہا کامیابی اور فتح ونصرت اللہ کی طرف سے اِن کو بغیر مادی اسباب کے دی جاتی رہی۔اِس کی عملی صورت ایک طرف خلفاء راشدین کے زمانہ کی فتوحات کو دیکھ لیجئے اور دوسری طرف ترکوں کی خلافت عثمانیہ کو دیکھ لیں کہ کس طرح مصطفیٰ کمال کے ہاتھوں کہ جس کا مذہب سے کوئی تعلق نہ تھا جو سیاست ومعاشرت کو دین سے جدا سمجھتا تھا۔

افغانستان مسلمانوں کی بہت بڑی طاقت تھی وہاں بھی جب مذہبی تشخص ختم ہوا ملی شعار سے لوگ بیگانہ ہوئے تو اِس کے نتیجہ میں جن حالات کا سامنا افغانوں کو ہے وہ محتاج بیان نہیں۔لبنان اور فلسطین جن

Marfat.com

حالات سے دوچار ہیں ہر صاحب بصیرت آدمی اِن کو سمجھ سکتا ہے۔ اسی طرح مشرقی پاکستان میں جب نظام تعلیم کمیونسٹوں اور ہندو اساتذہ کے ہاتھ میں آیا اور انہوں نے قوم سے ملّی تشخص ختم کرنے کی مہم شروع کی اس کا جو تلخ نتیجہ ہمیں دیکھنا پڑا وہ بھی تاریخ میں ثبت ہے یہ ایسے تاریخی حقائق ہیں کہ جن کا کوئی ذی عقل صاحب بصیرت اور صاحب حواس آدمی انکار نہیں کرسکتا چنانچہ زمین پر حکومت (استخلاف فی الارض) کے لئے ایمان اور عمل صالح لازم ہے۔

استخلاف فی الارض (زمین پر حکومت) کے حصول کا مقصود محض حصول جاہ منصب نہ ہونا چاہیئے کیونکہ روایات سیرت سے یہ بات ثابت ہے کہ مکہ مکرمہ کے تمام سردار متفقہ طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بادشاہ و اقتدار اور دولت وعزت کی پیشکش کر چکے تھے لیکن ان پیش کشوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھکرایا اور مدینہ منورہ ہجرت کی کیا یہ ہجرت حصول اقتدار کے لئے تھی کیا یہ ہجرت مسلمانوں کے اقتصادی و معاشی مسائل کے حل کے لئے تھی؟ ہرگز نہیں! اگر یہ دو چیزیں مقصود ہوتیں تو یہ دونوں چیزیں مکہ میں پیش کردی گئی تھیں بلکہ ہجرت کا مقصود تمکین دینی تھا یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ترجمہ: جن لوگوں کو زمین میں اقتدار دیا جاتا ہے اِس کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ وہ نماز قائم کریں۔ زکوٰۃ ادا کریں اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا نظام قائم کریں۔ قیامِ پاکستان کا مقصود بھی یہی خطوط تھے ۱۸۵۷ء جنگ آزادی میں اہل ہند کی ناکامی کے بعد انگریز کے قدم برصغیر میں مضبوط ہو گئے تھے چنانچہ مسلمانوں اور ہندوؤں نے مل کر قومی آزادی کی ایک مہم شروع کی جس کا مقصود انگریز کے طوقِ غلامی سے نجات حاصل کرنا تھا۔ یہ تحریک خراماں خراماں اپنا سفر طے کرتی ہوئی بیسویں صدی میں داخل ہوئی۔ اِس صدی میں دارالعلوم دیوبند کے فضلا میدانِ عمل میں آئے اور دیوبند کے بہت علماء اس تحریک کے ساتھ منسلک ہوئے۔ اس تحریک سے وابستہ علمائے کرام کو قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں چونکہ تحریک انگریزوں کے خلاف تھی اور ہندو مسلم مِل کر اس تحریک کو چلا رہے تھے ہندو تعداد میں زیادہ بھی تھے لیکن مسلمانوں کے لیڈروں کو خاص طور پر ظلم وستم کا نشانہ بنایا جارہا تھا چنانچہ اس تحریک پر اور تحریک کے حوالہ سے مسلمانوں کے ذہنوں پر ہندو چھانے لگے حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ جب مالٹا کی اسارت سے رہا ہو کر بمبئی کی بندرگاہ پر پہنچے تو ایک عظیم الشان جلوس شیخ الہند کے استقبال کے لئے موجود تھا جلوس میں منجملہ اور نعروں کے ایک نعرہ یہ بھی لگایا جارہا

Marfat.com

تھا" شیخ الہند کی جئے ہو۔ شیخ الہندؒ ان نعروں کو سُن کر چونکے اور پوچھا (استفسار کیا) کہ یہ بیکار الفاظ میں کیا سُن رہا ہوں مولانا محمد علی جوہر اور حکیم اجمل خان میاں وغیرہ ہمراہ تھے عرض کیا کہ اِس کا مطلب یہ ہے کہ شیخ الہند کی فتح ہو۔ آپ نے اِس پر فرمایا کہ لفظی ولغوی مفہوم تو مجھے بھی معلوم ہے میں حیران اس ذہنی انقلاب پر ہوں کہ جواس دوران رونما ہو چکا ہے اگر جئے ہو کہنے میں کوئی نقصان نہیں تو مسلمان کو "اللہ اللہ" کی بجائے رام رام کہنے میں بھی کوئی مضائقہ محسوس نہ کرنا چاہیے۔

حضرت سید سلیمان ندوی اس بات کو ایک مثال کے ذریعہ واضح فرماتے تھے۔ فرماتے کہ دو بھائیوں نے چلنا شروع کیا ایک کچھ آگے تھا دوسرا پیچھے۔ پیچھے والے بھائی نے کچھ قدم تیز بڑھا کر آگے والے کو پیچھے کر دیا مراد یہی تھی کہ ہندو سیاست کے میدان میں مسلمانوں سے پیچھے تھا۔ مگر بعد میں آگے نکل گیا۔ تحریک کے اس مرحلہ تک تمام علمائے دیوبند جس میں مولانا قاسم نانوتویؒ شیخ السلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ مولانا عبیداللہ سندھیؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا ظفر احمد عثمانیؒ، مولانا مفتی محمد شفیع متفقہ طور پر تحریک کے ساتھ وابستہ تھے لیکن ۱۹۳۷ء میں مولانا اشرف علی تھانویؒ اور مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے یہ محسوس کرنا شروع کر دیا کہ ہندوؤں کے شانہ بشانہ اس تحریک میں شمولیت مسلمانوں کو انگریزی کی غلامی سے نجات دلائے گی تو وہ ہندوؤں کی غلامی میں مبتلا کر دے گی چنانچہ مولانا اشرف علی تھانویؒ نے مسلم لیگ پٹنہ کے اجلاس میں جو ۱۹۳۸ء میں منعقد ہوا ایک وفد روانہ کیا جس میں مولانا ظفر احمد عثمانی بھی شامل تھے پٹنہ کے اِس اجلاس میں مولانا اشرف علی تھانویؒ کا پیغام پڑھ کر سنایا گیا تو قومی آزادی کی اِس تحریک میں مذہبی روح نمایاں اور اُجاگر ہو گئی جبکہ اس سے قبل قومیت کی روح نمایاں تھی اس موقع پر حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور اُن کے رفقاء نے اِس بناء پر کہ مسلمان علیحدہ اور ہندو علیحدہ تحریک چلائیں گے تو طاقت منتشر ہو جائے گی۔

مسلمانوں کی ہندوؤں سے علیحدگی کی مخالفت کی لیکن حقیقت میں نظریہ پاکستان کی یہ مخالفت قبل قیامِ پاکستان تھی، لیکن قیام پاکستان کے بعد اس مخالفت کا رُخ تبدیل ہوا۔ ۱۹۴۸ء میں قیامِ پاکستان کے بعد مولانا سید حسین احمد مدنیؒ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل تشریف لائے راقم یعنی (مولانا محمد مالک کاندھلویؒ) ان دِنوں وہاں موجود تھا اِس مجلس میں مولانا سے پاکستان کے بارہ میں سوال کیا گیا تو جو الفاظ (مولانا محمد

Marfat.com

مالک کاندھلویؒ) میرے کانوں نے اِس وقت سنے اور میرے حافظ نے اب تک محفوظ رکھے ہیں روایت بالفظ کے طور پر بیان کرتا ہوں۔فرمایا۔

''کسی مقام پر مسجد کی تعمیر سے قبل یہ اختلاف کیا جاسکتا ہے کہ یہاں مسجد تعمیر کی جائے یا نہ کی جائے فقہی اعتبار سے اِس اختلاف میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن مسجد کی تعمیر کے بعد اب ہر مسلمان پر اس کی حفاظت واجب ہے اور ضروری ہے۔اب جبکہ مسجد کی تعمیر ہو چکی ہے اس کی حفاظت ہم سب مسلمانوں کا فریضہ بھی ہے اور اس کی بقاء ہم سب کی تمنا بھی، چنانچہ علمائے کرام کی اِس شمولیت نے اِس ''قومی تحریک'' کو ایک ''مذہبی تحریک'' بنایا۔

اب جبکہ تحریکِ پاکستان سے ناواقفیت کی بناء پر قومی عصبیت وغیرت ختم ہوتی چلی جارہی ہے استحکام پاکستان کے ضمن میں کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔

(۱) چنانچہ نظریہ پاکستان کا تحفظ کیا جائے۔اس کی اشاعت کی جائے۔اور اس میں من مانی تحریفات کرنے والوں کی سرکوبی کی جائے۔

(۲) زمین میں اقتدار ملنے کے بعد جو فرائض مسلمانوں پر عائد کئے گئے ہیں۔اقامت الصلوۃ ادائے زکوٰۃ اور نظام امر بالمعروف ونہی عن المنکر قائم کیا جائے۔

(۳) ملک کا نظام قرآن وسنت کے فراہم کردہ بنیادوں پر قائم کیا جائے۔

(۴) ملکی معیشت کو اسلامی سانچہ میں ڈھالنے کے لئے ٹھوس عملی اقدامات کئے جائیں۔

(۵) نظریہ پاکستان کے مخالفین کی اصلاح کی جائے اگر اصلاح کے قابل نہ ہو تو اِن کی بیخ کُنی کی جائے۔

(۶) تعلیمی اداروں کو ایسے معلمین سے پاک کیا جائے کہ جو قرآن اور حدیث کے مخالف اور نظریہ پاکستان کے مخالف ہیں۔اور بنیادی اور اساسی نظریہ پاکستان کے خطوط پر استوار کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس ملک کی حفاظت کی ہمت وقوت عطا فرمائے جو ایک امانت کے طور پر ہمیں ملا ہے (خطبات ۳/۳۱۴ شیخ الحدیث مولانا محمد مالک کاندھلویؒ) واللہ المستعان علیٰ ماتصفون

Marfat.com

دین اسلام کے اصول ثلاثہ

مکمل دین میں مادی وروحانی عروج ہے:

خدام الدین کے لئے بیک وقت حامل شریعت اور طریقت یعنی تعلق مع اللہ اور انقیاد احکام کا ملکہ لئے ہوئے جس سے راہ پر چلنے کی اخلاقی قوت پیدا ہوتی ہے۔ اگر چلنے کی طاقت نہ ہو تو محض راہ کی استقامت سے کیا ہوتا ہے۔ اور سیاست سے راہ کے روڑے صاف ہوتے ہیں اگر راستہ پُر خار اور سنگِ راہ سے لبریز ہو تو طاقت بھی کیا کام دے سکتی ہے؟ اگر پھر بھی کام لیا جائے تو ساری طاقت راستہ پر ہی صَرف ہو کر رہ جائے گی مقصود تک رسائی ہی مشکل ہو جائے گی۔ تزکیہ یا تہذیب الاخلاق جس کے معنی دِلوں کی کلیں درست کر دینے کے ہیں کہ تمام باطنی کیفیات و مقامات کو سامنے لانا جس پر قلوب کی استقامت موقوف ہے اور اس طرح طریقت سے راہ پر چلنے کی اخلاقی قوت پیدا ہوتی ہے۔ پس شریعت راہ ہے طریقت قوت رہروی ہے اور سیاست تصفیہ راہ ہے۔

قوت ہمیشہ مخفی چیز ہوتی ہے۔ راستہ ہمیشہ نمایاں ہوتا ہے۔ اور راستہ کی صفائی کا کام کافی شور شغب (یعنی سیاست) بھی لئے ہوتا ہے۔ اِس لئے قدرتی چیز ہے کہ طریقت اور تصوف کی بنیاد یکسوئی اور انفرادیت پر ہو چنانچہ وہ اپنے انہی بنیاد اور اصول اور معنی و فروغ کے لحاظ سے انسان کو طبعاً تخلی وخلوت اور یکسوئی کی طرف کشاں کشاں لے آتی ہے۔ صوفی بحیثیت ایک صوفی کے ساری دنیا سے الگ تھلگ اور یکسو ہو جاتا ہے۔ اسے صرف اپنی ذات اور اصلاح وفلاح پیش نظر ہوتی ہے۔ وہ دوسروں سے ملتا بھی ہے تو انہیں بھی اپنا ہم مذاق بنا کر مخلوق سے منقطع کر دیتا ہے۔ بہر حال خلوت پسندی سے اسے کوئی طاقت نہیں ہٹا سکتی جب تک اس پر طریقت کا غلبہ ہو۔ لیکن شریعت کی بنیاد تعلقات کی کثرت اور ادائے حقوق پر ہے۔ ہدایت وارشاد کی خاطر مخلوق میں گھسنا ان کی اڑی کڑی جھیلنا اور طریقت میں مخلوق سے کنارہ کشی کی جاتی ہے۔ شریعت میں اسی مخلوق سے رابطہ جوڑا جاتا ہے اور سیاست کے دائرہ میں تعلقات کی نوعیت اور بھی زیادہ شدید و مدید و ہمہ گیر ہو جاتی ہے۔ اس میں دفاع مظالم الگ۔ حدود وتعزیرات الگ ہیں۔ رشتوں کا زور توڑ کر حق والوں کو مدد دینا۔ غرض یہ کہ مادی اور روحانی قوتوں سے طرح طرح کے انقلابات

Marfat.com

کر کے سارے عالم پر ایک شوکت قائم کرنا ہے جس کے لئے ایک مکمل ایمان والے کے اندر شریعت۔ طریقت اور سیاست تینوں بنیادی اصول موجود ہوں کہ دوسرے الفاظ میں ''مسئلہ تلقین حکمت'' جس کے معنی شارع علیہ الصلوٰۃ السلام کی مجموعی زندگی ''اسوۂ حسنہ'' امت کے سامنے لے آنے کا ہے۔ اور یہ جب ہی ممکن ہے کہ یکسوئی خزانہ ''طریقت'' کے ساتھ اور شریعت و سیاست سے ''دِل بیار و دست بکار ے'' کا وجود موجود ہو۔ لیکن بظاہر موجودہ صورتِ حال میں ان تینوں عنصروں کو ایک دوسرے سے جُدا کر دینا ایک مخصوص نقصان میں پڑ جاتا ہے۔ کیونکہ دین نے اِن سب کو جمع کر کے اپنا نام ''دین'' رکھا ہے۔ جیسا کہ حدیث جبرئیل علیہ السلام سے واضح ہے کہ اس طرح سے خلافت الٰہی نمایاں ہو کر نفسانی ظلم و جبر فناء ہو جاتا ہے اور اس قوم کے مادی و روحانی عروج کا نقشہ خود بخود قائم ہو جائے گا جس کے مجموعہ کو دین کہتے ہیں۔ اِس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ دین بغیر اِن تینوں عنصروں کے جمع کئے ہوئے مکمل نہیں ہوتا اور خُدام الدین اِس وقت تک صحیح معنی میں خدمتِ دین نہیں کر سکتے جب تک وہ بیک وقت حامل شریعت صوفی اور سیاسی مزاج نہ رکھتے ہوں۔ اسلامی نقطہ نظر سے کامیابی کا منہ بھی نہیں دیکھ سکتے۔ قانون محض اور کوری سیاست سے دنیا کبھی امن وچین کا منہ نہیں دیکھ سکتی اور نہ ہی عالمِ بشریت کی اصلاح تنظیم ہو سکتی ہے۔

یورپ میں قوانین سیاست کی دفعات برساتی کیڑوں کی طرح ہرگز کم نہیں اگر ایسا ہو سکتا تو آج یورپ سب سے زیادہ صالح اور باہم مربوط اور ساری دنیا سے زیادہ پُر امن ہوتا لیکن اس کے برخلاف رقابتوں اور عداوتوں میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے اور یورپ کی ساری دنیا قتل و غارت گری اور ہَوا ہوس کا ایک جہنم زار بن رہی ہے۔ جب آدمی ایک بے شعور درندہ بن جائے تو محض سیاست اسکے دل و دماغ کو تبدیل نہیں کر سکتی یہ انقلاب ذہنیت صرف تہذیب الخلاق اور تعلیم کتاب اللہ سے ممکن ہے۔ جو مجموعہ دیانت ہے اور دیانت بلا سیاست اور علم و اخلاص بلا شوکت بے بس بے کس اور عام نگاہوں میں بے وقعت ہو جانے کے سبب قبول عام اختیار نہیں کر سکتے۔ اِس لئے یہ نتیجہ صاف ہے کہ جب تک دیانت کے ساتھ سیاسی طاقت اور سیاست کے ساتھ علم و اخلاق کی دیانت نہ ہو دنیا کبھی امن و چین کا سانس نہیں لے سکتی حدیث شریف میں آیا ہے ''ملک اور دین دو جڑواں بھائی ہیں۔ میں نرم اور سخت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ ہنسنے والا اور لڑنے والا ہوں۔

Marfat.com

یہ شکوہ بے وفائی کا یہ رونا کج ادائی کا
سزا ہے دِل لگانے کی مزا ہے آشنائی کا
تمہاری قوم کی تو ہے بنا ہی دین و ایمان پر
تمہاری زندگی موقوف ہے تعمیلِ قرآن پر
تمہاری فتح یابی منحصر ہے فضلِ یزداں پر
نہ قوت پر نہ کثرت پر نہ شوکت پر نہ ساماں پر

(عزیز الحسنؒ مجذوب)

منفعت ایک ہے اِس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبیؐ دین بھی ایمان بھی ایک
حرمِ پاک بھی اللہ بھی قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
آدم کی اولاد علم سے پاتی ہے کمال
نہ کہ دبدبہ اور مرتبہ اور مال و اسباب

(حکیم السلام حضرت قاری طیب قاسمی صاحبؒ)

الحمد اللہ علیٰ کلِ ذالک

Marfat.com

دنیوی نقصان سے پریشان ہونے کا سبب

دنیوی نقصان سے پریشان ہونے کا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ مال وجاہ کو مقصود بالذات سمجھنے لگے اس لئے اس کے فوت ہونے کے وقت اس کے نعم البدل پر نظر نہیں جاتی کیونکہ مقصود بالذات کا بدل نہیں ہوتا اگر مال وجاہ کو مقصود بالذات نہ سمجھا جاوے (جبکہ مقصود بالذات ہے بھی نہیں) تو اس کے بدل ملنے پر قناعت ہو جاوے علماءِ اہل اللہ اس کو مطلوب بنانے سے منع کرتے ہیں اور کسب حلال کو تو علماء فرض کہتے ہیں کیونکہ حدیث شریف میں اس کا امر ہے۔ اس لئے ترقی سے منع نہیں کیا جاتا بلکہ ایسی ترقی اور مال کے درپے ہونا کہ دین برباد ہو جائے منع ہے۔ اور یاد رکھیں ایسے آدمی کا دِل کبھی خوش نہ ہوگا جو دنیا کی خاطر اپنے دین کو کھو دیتا ہے۔

اگر مال کے ساتھ دین پوری طرح محفوظ رہے تو پھر تم کو ترقی دنیا سے کون روکتا ہے جتنی چاہو ترقی کرو۔ مگر حدود کے اندر رہو۔ لیکن تجربہ سے یہ ثابت ہو چکا حدود کی تمیز آپ کو خود نہ ہوگی۔ اس کے لئے آپ کو اوّل کسی عالم دین سے رابطہ رکھنے کی ضرورت ہوگی جو مسائل واحکام سے آپ کو واقف کرے پھر محقق شیخ کے پاس کچھ عرصہ رہنے کی ضرورت ہوگی۔ وہ آپ کو پڑھائے گا کچھ نہیں بلکہ اس کی صحبت سے آپ کو حدود کا امتیاز ہو جائے گا۔ اکبر الٰہ آبادی جج مرحوم فرماتے ہیں۔

دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

اور اہلِ اللہ کی صحبت کے لئے ضروری نہیں کہ آپ اپنی ملازمت وغیرہ کو ترک کر کے اِن کے پاس رہیں۔ بلکہ اپنی تعطیلات کا کچھ حصہ ان کی خدمت میں گزارو۔ اتنا اگر کرتے رہو تو کافی ہے۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو یوں کہا جائے گا کہ آپ کو دین کی طلب ہی نہیں ہے۔ (فضائل صبر وشکر واعظ ص ۲۸۴+۲۸۵)

صحبت بزرگاں:

اگر کسی میں فطری قوت ہو کہ مادرزاد ولی ہو ابتداہی سے خدا کے ساتھ تعلق ہو تو مبارک ہو ورنہ اگر کسی میں یہ قوت فطری نہ ہو تو جس طرح ورزش سے جسم میں قوت آجاتی ہے واللہ اسی طرح یہاں بھی بزرگوں کی صحبت سے اور ان کی تعلیم پر عمل کرنے سے دل میں قوت اعمال خیر کے کرنے کی آجاتی ہے۔ مگر صحبت کا نام

Marfat.com

سُن کر ڈرمت جانا چاہیے وہ تم کو چکی نہ پسوائیں گے بے فکر رہو۔ بلکہ آسان و سہل طریقوں سے دل میں خدا کی محبت پیدا کر دیں گے۔ پھر دل میں ایسی قوت ہوگی کہ نہ بیماری سے گھبرائے گا نہ فقر و فاقہ سے نہ کسی دنیوی نقصان سے اور نہ کسی عزیز کے مرنے جینے سے بس ادھر اُدھر کی باتیں چھوڑو۔ مردِ حال بن جاؤ اور کسی کامل کے آگے گھٹنے ٹیک کر پامال ہو تب کام بنے گا شیخ رومیؒ فرماگئے۔

قال را بگذار و مردِ حال شو

پیشِ مرد کاملے پامال شو

چنانچہ حضرت ایوب علیہ السلام بیماری میں بھی خوش تھے حالانکہ بیماری ایسی سخت تھی کہ تمام جسم میں کیڑے پڑ گئے تھے اعزہ و اقارب سب نے چھوڑ دیا تھا صرف آپ کی بی بی حضرت رحمت علیہ السلام خدمت گزار تھیں اور اسی حالت میں تمام اولاد مرگئی مویشی اور غلام بھی مرگئے پہلے بڑے مالدار تھے اب مفلس ہوگئے۔ تو حضرت رحمت نے عرض کیا کہ اے حضرت اب تو بہت تکلیف ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے تو بی بی سے فرمایا کہ اے رحمت یہ تو بتلاؤ کہ ہم راحت و آرام میں کتنی مدت رہے۔ فرمایا اسی سال فرمایا اسی سال تو کم از کم کلفت برداشت کرلیں۔ پھر؟ حق تعالیٰ سے عرض کریں گے ورنہ یہ کیا کہ جس خدا کی نعمتیں اسی سال کھائیں، چار دن کے لئے اگر وہ آزمائے تو اس سے گھبرا جائیں اور اس کی آزمائش کا تحمل نہ کریں۔ بھلا آپ حضرات بتلائے پھر اس سے بڑھ کر کیا راحت ہوگی کہ کلفت بھی کلفت نہ رہے راحت ہو جائے۔

بہر حال خلاصہ یہ کہ دنیا میں مومن کو جس قدر تکالیف پہنچتی ہین سب کا نعم البدل اس کو دونوں جہان میں ملتا ہے۔ پس درحقیقت یہ ایک تجارت ہے کہ ایک چیز دی گئی اور ایک چیز لی گئی اس حقیقت کو پیشِ نظر رکھا جائے تو انشاء اللہ رنج و غم کو ترقی نہ ہوگی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم کو فہم سلیم عطا فرمائیں اور عملِ صالح کی اور صبر کی توفیق ہو۔ وصلی اللہ علیٰ سیدنا و مولانا محمد وعلیٰ آلہٖ اصحابہٖ اجمعین۔ الحمد اللہ رب العالمین

تو محترم آپ کی پریشانیوں کا علاج تو حاضر ہے مگر ممکن ہے کہ ان جوابات سے آپ کی تسلی نہ ہو کیونکہ آپ کے شبہات اور پریشانیاں تو برسوں کی پرانی ہیں اور آپ تشفی چاہتے ہیں ایک جلسہ میں یہ ٹھیک نہیں۔

Marfat.com

بلکہ ضرورت اس کی ہے کہ آپ کم از کم چھ مہینے تقریباً ہر روز تھوڑی دیر کے لئے میرے پاس تشریف لایا کریں اور صرف خاموشی سے بیٹھا کریں اگر کوئی سوال کیا جائے تو مختصر جواب دے دیا کریں تو امید ہے کہ آپ کی تسلی ہو جائے۔ انشاء اللہ۔

اور اگر کسی کو یہ ڈر ہو کہ ہم متقی بن جائیں گے تو دنیا کے مزے اور آزادی جاتی رہے گی تو میں کہتا ہوں کہ آپ یہ نیت کر لو کہ متقی نہ بنیں گے۔ مگر خدا کے لئے علماء و مشائخ کی صحبت میں رہ کر ایک دفعہ دین کو سمجھ تو لو۔ اس کا یہ اثر ہوگا کہ آپ کو متقی بننے اور قناعت کے دائرہ میں زندگی گزارنے کے لئے کوئی دقت پیش نہ آئے گی۔ بلکہ آپ خود بخود عمل خیر کے مشتاق ہو جاؤ گے میرے عزیزو اس کے علاوہ اس کا کوئی علاج نہیں اللہ کریم ہمیں اس فانی دنیا میں آنے کے مقصد کو سمجھنا نصیب فرمائے (آمین)

کثرت مال کا اثر:

اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندہ کے ساتھ دو قسم کا معاملہ ہوتا ہے، کبھی ابتلاء یا پریشانی کا کبھی نعمت کا خواہ انعام کہہ لیجئے۔ چنانچہ انسان پر کبھی صحت کی حالت ہے کبھی مرض کی۔ صحت انعام ہے اور مرض ابتلاء بہر حال جو حالت بھی انسان کو پیش آتی ہے وہ یا انعام ہے یا ابتلاء۔ ان کے متعلق انسان سے غلطی ہوتی ہے کہ حالت انعام میں اُسے منفعت محضہ خیال کرنے لگتا ہے اور اس میں مضرت کے احتمال کو بھول جاتا ہے جس سے یہ نعمت غفلت و عجلت و کبر اور حق تعالیٰ سے بے فکری اور ناز و معصیت کی طرف مائل ہو جاتی ہے گویا یہ حالت سبب ہے بہت سے گناہوں کا مثلاً کسی کو اولاد مل گئی یا بہت سارا مال مل گیا اور اس کو محض نعمت سمجھ کر بے فکر ہو گیا۔ اور جو مضرتیں اس میں ہیں اُن کا احتمال ہی نہیں ہوا۔ مثلاً مال میں یہ مضرت ہے کہ اس سے غفلت عن اللہ پیدا ہوتی ہے۔ بہت کم لوگ ایسے دیکھے جن کو مالی فراغت نصیب ہو پھر بھی توجہ الی اللہ کی فکر ہو الا ماشاء اللہ مال کے ساتھ تو زیادہ تر خدا سے غفلت بے پرواوئی، غرباء کی تحقیر، بے رحمی اور ظلم ہی کی زیادت ہوتی ہے حق تعالیٰ فرماتے ہیں كَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰٓى اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰى (پ۳۰) ترجمہ: انسان اس لئے سرکشی کرتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو مستغنی دیکھتا ہے۔ اب وہ حد سے ہی نکل جاتا ہے اس کے ساتھ اگر عقل اور تہذیب میں بھی کمی ہو تو بندوں کا مقابلہ کرتے کرتے خدا کا بھی مقابلہ کرنے لگتا ہے فرعون

Marfat.com

کی سرکشی کی یہی وجہ تھی اُس نے کبھی مصیبت اور بلا کی صورت نہ دیکھی تھی یعنی مال و دولت اور ساز و سامان کی کثرت کا انجام یہ ہوا کہ وہ سرکشی اور طغیانی میں مبتلا ہو گئے اور اپنے ساتھ اوروں کو بھی گمراہ کیا۔ محض اکل تھا یعنی کھانے پینے، عیش اُڑانے کے سامان اس کے پاس تھے۔ اگر اسی کا نام عقل ہے تو سب سے زیادہ عقل ہاتھی کو ہونا چاہئے کہ یہ خوب کھاتا ہے تو معلوم ہوا عقل اور ہی چیز ہے۔ تو جاننا چاہیئے کہ عقل ایک قوت ہے جو انسان کو مضرت سے روکتی ہے تو اصلی عقل دنیا کی مضرت کو آخرت کی بڑی منفعت کے لئے گوارا کرے گی اور ایسی ہی عقل والا انسان دونوں جہان میں کامیاب ہوتا ہے۔ مگر آج کل لوگوں نے دنیا کمانے کا نام عقل رکھ لیا ہے اگر اسی کا نام عقل ہے تو فرعون سب سے بڑا عاقل ہوگا اس کا جاہل ہونا اور احمق ہونا تمام مسلمانوں کو مسلّم ہے۔ بس دنیا کے اندر صرف منفعت کا اعتقاد رکھنا غلطی ہے جب نعمت کے ساتھ خدا سے غفلت ہوئی تو اس کے ساتھ اس سے زیادہ مضرت ملی ہوئی ہے۔ بس اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی شکر گزاری یہ ہے کہ اوامر کی پابندی کی جائے اور نہی سے بچا جائے اور اس کے ساتھ تدبر اور تفکر سے کام لے اور سوچے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر محض اپنا فضل فرمایا ہے۔ ورنہ میں بالکل نااہل تھا مجھ میں کوئی کمال بھی نہ تھا بلکہ اپنے گناہوں پر نظر کر کے سوچے کہ میں تو سزا کا مستحق تھا اور اگر بالفرض مجھ میں کوئی کمال بھی تھا۔ تو مجھ سے بہت زیادہ کمال رکھنے والے پریشان حال پھرتے ہیں پھر اس کا فضل ہی تو ہے جو اس نے مجھے ان نعمتوں سے سرفراز فرمایا۔

اگر روزی بدانش بر فزودے
زناداں تنگتر روزی نبودے

ترجمہ: اگر روزی عقل کے ساتھ بڑھتی تو بے عقل سے زیادہ تنگ دست کوئی نہ ہوتا (فضائل صبر و شکر ص ۴۰۳)

حمد اپنی خود لکھی ہے خالق کونین نے
پھر چلا ہے حمد گوئی کا جہاں میں سلسلہ
حمد گوئی صرف ہوتی ہے خدا کی شان میں
اس لئے ہے حمد گوئی کا بھی اعلیٰ مرتبہ

Marfat.com

حمد لکھتے وقت صرف اتنا تبسم سوچ لو
آخرت میں کام آئے گی یہی حمد وثنا
اہل دل لاکھ چھپیں جان لئے جاتے ہیں
دور سے دیکھ کے پہچان لئے جاتے ہیں

الحمدللہ علیٰ ذالک

مراقبہ مضرۃ معاصی:

آپ نے جن امور کو معاصی سمجھا ہے وہ معاصی نہیں بلکہ کسل فی الاعمال مستجبہ ہے کسل کا علاج ہمت سے کام لینا ہے اور اس کے علاوہ معاصی سے بچنے کا علاج یہ بھی ہے مراقبہ مضرۃِ معاصی کیا جائے جس طرح ٹیپ ریکارڈر الفاظ کو اپنے اندر جذب کرتا ہے اور دوسرے وقت میں ان کو ظاہر کرتا ہے اس طرح ہمارا ہر عضو جو گناہ یا طاعت کرتا ہے اس کو وہ جذب کرتا ہے۔ اور یوم الحساب میں مشیتِ الٰہی کی سوئی جب ان اعضاء کو لگ جاتی ہے تو وہ ان اعمال کو ظاہر کر دیتے ہیں اور اس آواز کو ہم بند بھی نہیں کر سکتے۔ بہر صورت تصور اعمال اور معصیت پر جو سزا نا رمرتب ہے وہ سوئی کے ناکہ کے برابر بھی ہم برداشت نہیں کر سکتے اور اس تصور کو ازالہ کسل وسستی اور تیاری آخرت میں کافی دخل ہے یہی وجہ ہے کہ قیامت کا بیان قرآن مجید میں بتکرار سے کیا گیا ہے تاکہ استحضاء ہو اور تیاری آخرت اور مضرت معاصی میں سستی نہ برتی جائے (مکتوب افغانی ص ۵۵+۵۶)

لیکن اس راہ معصیت سے بچنے کے لئے اول خود ہمت کرنا ضروری ہے اور پہلی بار ہمت کرنے میں تکلیف محسوس ہوگی لیکن بتکرار ہمت تسلسل پیدا ہوگی (یعنی سہولت ہو جائیگی) اور دوسری چیز ہمت کے لیے خود بھی خداوند تعالیٰ سے دعا کریں اور بزرگوں سے بھی دعا کرائیں۔ احقر بھی دعا سے دریغ نہیں کرے گا۔

راہ تفویض کا اختیار کرنا:

دوستوں کی طرف سے عزیز واقارب کی طرف سے بعض معاملات میں ناگواری پیش آتی ہے تو یہ

Marfat.com

خلاف تو قع دوستوں سے بدتمیزی بھی خلقِ الٰہی کے تحت ہے اور خلق الٰہی مبنی بر حکمت ہے۔ پھر نا گواری کا کیا معنی نا گواری کا اصلی سبب اپنے دوست یا عزیز و اقارب کے متعلق اور اس کے برتاؤ کی نسبت اپنی طرف سے ایک خاص تجویز دل میں بھی کرنا اس کی توقع رکھنا ہے۔ پھر جب اس تجویز کردہ صورت کیخلاف کوئی بات اس سے ظہور میں آتی ہے تو صدمہ ہوتا ہے۔ تو اس کا علاج یہ ہے کہ راہِ تفویض اختیار کر کے اپنی تجویز سے دست بردار ہو جائے تا کہ صدمہ کی جڑ کٹ جائے (جس کی حقیقت یہ ہے کہ اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دینا کہ جو وہ چاہیں تصرف کریں) (افوض امری الی اللہ) یعنی اموال۔ املاک اولاد و اقارب خواہ امور نفسیہ معنویہ میں جیسے قبض و بسط ہیبت و انس محبت شوق کیفیت سلب۔ کیفیات اور ایسی صورت میں تدبیر جاری رہے ایسی طبیعت کی تربیت کیلئے ایک چلہ تک کرنا مناسب ہوگا۔ اور اس آیت کا تصور بلا تلفظ ہو۔ پھر جو خدا کے عاشق ہوتے ہیں وہ تو (بوقت سحر) رہٹ کی آواز سن کر بھی مست ہو جاتے ہیں اور مسائل سن کر ان پر عمل کرنے کی کوشش فرماتے ہیں۔

راہِ سلوک میں استقامت مطلوب ہے اور واردات غیر مطلوب اور اگر اب تک تہجد کی برکات سے محرومی ہے تو یہ نہایت افسوس کی بات ہے اور استقامت نصیب نہیں ہوئی ایسی صورت میں واردات اور کیفیات کی کوئی قیمت نہیں اصلاح نفس کی طرف ہر وقت توجہ ضروری ہے۔ خاتمہ بالایمان اور استقامتہ علی الشریعتہ کے لئے دعائیں بھی کرتے رہنا چاہیئے۔ (ص ۶۴)

اللہ تعالیٰ انجام بالخیر کرے۔ راہِ سلوک میں کیفیات غیر اختیاری طور پر وارد ہوتے ہیں۔ ان کو احوال کہتے ہیں۔ مگر یہ دین میں مقصود نہیں۔ سلوک سڑک پر چلنا ہے۔ اردگرد پھول اور درخت نظر آئیں یا نہ آئیں سڑک بہر حال قطع ہو گی لہذا ان کے فقدان سے پریشان نہ ہوں بلکہ استقامت بدون الاحوال زیادہ کمال ہے کہ مجاہدہ اتم ہے اصل مقصود ذکر و فکر، نماز و تلاوت سے حصول نسبت ہے اسی کو وصول إلی اللہ کہتے ہیں۔ جس کی علامت استقامت علی الطاعتہ۔ رقت قلب لذت فی الطاعت یا دِ حسی جیسے بھوکے کو روٹی پیاسے کو پانی کی یاد ہوتی ہے۔ غیر مقصود ہے۔ ان چیزوں کو مقصود سمجھنا اس راہ میں مضر ہے اور خواب بھی مبشرات میں سے ہے لیکن مقصود نہیں خواب کے بارے حضرت تھانوی کا شعر ہے۔

Marfat.com

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم
کہ غلام آفتابم ہمہ زِ آفتاب گویم

ترجمہ: میں نہ رات ہوں نہ رات کو پوجنے والا کہ خواب کی باتیں کروں۔
میں تو آفتاب نبوت کا غلام ہوں اسی کی بات بتلاؤں گا (صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) توفیق قیام اللیل سب سے بڑی بشارت ہے اور یہی توفیق رضاء وقبولیت حق کی دلیل ہے اور شرمندگی وندامت قبول توبہ کی دلیل ہے۔ انوارات الٰہی چاہتے ہو تو رضائے حق کو مطلوب بناؤ اور انوار وکیفیات کو غیر مطلوب پھر انوار حاصل ہونے کی امید ہے۔ اگر اعمال مفروضہ۔ واجبہ مستحبہ تک کی توفیق مل رہی ہو تو کیفیات کی طلب جو کہ غیر مقصود ہیں کی سعی لا حاصل ہے یعنی اگر اصل مقصد حاصل ہو تو پریشان نہ ہونا چاہیے۔

(مکتوب افغانی ص ۴۸+۴۹)

Marfat.com

صغائر اور کبائر کی تقسیم حق کی عنایت ہے

سُبْحَا ن اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم :

حدیث شریف میں آتا ہے کہ دن میں سو مرتبہ پڑھنے سے اس کے پڑھنے والے کے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں مگر مراد صغائر ہیں۔ اس واسطے کہ کبائر بلاتوبہ کے معاف نہیں ہوتے اور یہ صغائر کبائر بھی حق تعالیٰ کی عنایت ہے کہ دو قسمیں کردی ہیں گناہوں کی ورنہ نافرمانی چھوٹی بھی ہونا نافرمانی ہے۔ یعنی مقدمات حرام وہ صغائر کہلاتے ہیں۔ فعل حرام وہ کبیرہ ہیں۔ جھوٹ بولنا کبیرہ ہے اور بہت بولنا اور بک بک کرنا یہ صغیرہ ہے۔ اس لئے بکواس سے ہی جھوٹ کی طرف پہنچ جاتا ہے۔ بہت بولنے والا نہیں بچتا ہے خطاء سے لغزش سے جھوٹ سے کتنی شریعت نے سکوت کی تعریف کی ہے۔ سکوت کی ترغیب دی ہے زیادہ نہ بولو زیادہ خاموش رہا کرو۔ ضرورت سے بولو سمجھ کے بولو انسان کوئی بات نہیں بولتا مگر اس کے پاس تیار ہے لکھنے والا نگہبان۔ قرآن میں تسبیح کا بہت امر ہے۔ اور بہت اہتمام ہے اور ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ جو سب عیبوں سے پاک ہے اس کے برابر کوئی نہیں وہ تھکتا نہیں وہ سوتا نہیں۔ وہ عاجز نہیں۔ کمزور نہیں۔ وہ قادر ہے اور وہ سب کا خالق اللہ کو اس کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ کسی دم کو کسی کے حوالے کر کے بیٹھ جائے۔ ''نہیں'' وہ کام لیتا ہے اور کام کراتا ہے۔ فرشتے کام کرتے ہیں اللہ کی مشیت سے اللہ کی مرضی سے بلا اس کی مشیت بلاء رضا الٰہی کے کوئی بھی کچھ نہیں کرسکتا۔

فقر و فاقہ کا علاج:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو یہ تعلیم دی کہ سورج کے غروب سے پہلے پڑھ لیا کرو۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم استغفر اللہ۔ سو مرتبہ۔ وہ ایک دو ہفتہ کے بعد آئے اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا دیا کہ رکھنے کی جگہ نہیں۔ وہ صحابی تھے وہ ہر بات کے اوپر یقین کرنے والے تھے۔ یہی صفت یقین ہم میں کم ہوگئی ہے۔ اب نہیں سمجھتے کہ تقویٰ سے برکت ہوگئی۔ تقویٰ سے ترقی ہوگی۔ اب تو سمجھتے ہیں جھوٹ بول کے رشوت کے سودے سے ترقی ہوگی۔ اللہ کی بات پر یقین نہیں رہا۔ مسلمانوں کو ترقی ہوتی اللہ

Marfat.com

کے راستے پر چلنے سے اور اللہ کی باتوں پر یقین کرنے سے اور یہ کیمیائے درویشاں ہے سو مرتبہ ہر نماز کے بعد میں پڑھتا رہے تیسرا کلمہ مکمل لاحول ولاقوۃ الا باللہ ۔ بشرطیکہ اعتقاد درست ہو۔ (خطبات ج ا ص ۱۹۵ مولانا ظفر احمد عثمانیؒ)

دنیا سے معاملہ ضرورت تک رکھو:

یہ دور ایسا نہیں اور نہ اس قابل ہے کہ کسی اپنے عزیز کی غمخواری کی امید رکھی جائے۔ اگر غور کرو تو ہر کسی کو طالب اپنی غرض کا پاؤ گے اور جو آدمی کسی کی طرف متوجہ ہے۔ حقیقت میں اپنی غرض کی طرف متوجہ ہے۔ سوائے پاک پروردگار کے اس کی طرف سے نعمائے ظاہری اور باطنی جو ہر دم بے حد وحساب آدمی پر بطور مینہ برس رہی ہیں مبنی کسی غرض پر نہیں۔ آدمی اس کی طرف دل لگاوے۔ اور اسی کی رحمت پر خیال جماوے اور اسی سے اگر بن سکے بات بناوے تو البتہ اپنا مطلب پاوے۔ اور اگر یہ نہ ہو سکے تو جب سب کچھ اور سب کو دیکھ چکا اور ہر کسی کو آزمالیا اور سب کی قلعی کھل گئی۔ اب چاہیے کہ ان کی طرف اپنے کو نہ پھنساوے۔ ضرورت زندگی کے قدر ہر چیز اور ہر کسی سے علاقہ رکھے۔ اس کی مثال پاخانہ کی سی ہے۔ جب بلا پیٹ میں زور کرتی ہے۔ اس کا دفعہ کرنا ضروری ہے۔ اب برابر ہے۔ کسی جنگل میں پہاڑ پر۔ کسی زمین پر دفع کردے یا کسی عمدہ مکان۔ مرصع چوکی پر کسی طشت زریں میں ڈالدئے۔ ضرورت برابر دفع ہے۔ اور راحت برابر حاصل ہے۔ اور دنیا میں زینت ظاہری اور صورت کا فرق بھی ضروری ہے۔ مگر دل کسی طرف نہ لگاوے۔ اور خلق کے ردوقبول سے نظر اٹھالو کام دین اور خدا کا سمجھ کر کرو اور اگر ملازمت یا دوسری کوئی ذمہ داری کہ بے تمہاری سعی کے آپ تم پر سے یہ خدمت یا نوکری دُور ہو جائے اس کا فکر مت کرو۔ اور شکر الٰہی بجالاؤ کہ اچھی نجات ملی کہ سالک کے لئے استقامت کرامت سے بڑھ کر ہے۔ اور درود، وظائف کی کثرت خوب نہیں ہوتی۔ تھوڑی مقدار ہر چیز کی نبہ جاتی ہے اور زیادہ میں طبیعت اُکتا جاتی ہے اور پھر گھبرا کر چھوٹ جاتی ہے۔ حضرات مشائخ رحمہم اللہ سے ملتے رہنا باعثِ برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ایمانی اوصاف کے ورثہ سے ہم کو محروم نہ رکھے۔ (آمین)

Marfat.com

آئمہ اربعہ کی اتباع:

حضرت شیخ الہندؒ فرماتے ہیں کہ شریعت دو چیزوں کا نام ہے۔ایک الفاظ اور ایک معنی کا۔تو فرمایا مقصود معنی ہے اور الفاظ مقصود کا ذریعہ ہیں اور کہا کہ اطاعت مقصود ہے اور وہ معنی پر عمل کرنے سے ہوتی ہے اور معنی سے سمجھی جاتی ہے جو فقہاء نے سمجھا ہے اس لئے ان کا اتباع کرنا ہوگا اور الفاظ روایت کرتا ہے ان کا اتباع نہیں کرنا ہوگا تو چونکہ معنی میں قول امام ابوحنیفہؒ کا معتبر ہے۔اس لئے امام بخاریؒ وغیرہ کا قول ان کے مقابلے میں معتبر نہ ہوگا۔(خطبات ج ا ص ۱۲۳)

مقربین الٰہی دو قسم کے ہوتے ہیں

ایک وہ جن کو پہلے سے چھانٹ لیا گیا یعنی بذریعہ جذب قرب حاصل کرنے والے۔دوسرے جن کو کثرت ریاضت و مجاہدات سے بڑائی حاصل ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ مخلص کو گناہ ہی سے نہیں بلکہ شائبہ گناہ سے بھی بچایا جاتا ہے۔

شقی اور تقی میں فرق:

شقی وہ ہے جو گناہ کرتا ہے توبہ نہیں کرتا اور تقی وہ ہے جو گناہ کرتا ہے یا ہو جاتا ہے مگر اس کو چین نہیں آتا تاوقتیکہ توبہ نہ کرلے۔اور بجز نبی کے دوسرا کوئی متکلم (اللہ تعالیٰ) کی مراد ظاہر کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو انسانوں کو سدھارنے کے لئے بھیجا تھا محض تبلیغ کے لئے نہیں پیدا کیا تھا۔اس لئے صرف تبلیغ تو فرشتوں سے بھی ہوسکتی ہے۔اشتہارات آسمان سے برسائے جاسکتے تھے مگر اس سے انسانیت سدھاری نہیں جاسکتی تھی وہ اسی وقت ممکن تھی کہ کوئی معلم خود قوم میں نمونہ بن کر موجود ہو۔اور اپنے عمل و کردار سے اس کو سدھارے اس لئے انبیاء علیہم السلام صرف کہنے کے لئے نہیں بلکہ کام کرنے اور کرانے کے لئے بھیجے گئے۔اور یہی کام ہے جس کو حضرات صوفیاء اہلِ اللہ نے اختیار کیا اور اپنے متبعین سے مجاہدات اور ریاضتیں کرائیں۔اور تقویٰ کے حامل ہوئے اسی لئے سالکین ذاکرین کے لئے ضروری ہے کہ جب تک ذکر کی تکمیل نہیں ہو جاتی ذکر کے آثار ظاہر ہو کر طبیعت کا رُخ نہیں بدل جاتا آخرت سے محبت

Marfat.com

اور دنیا سے نفرت ظاہر نہیں ہو جاتی ذکر اذکار اشغال اور ریاضت مجاہدات جو تعلیم کیے گئے ہوں اِن کے علاوہ اپنے معمولات میں کوئی نئی چیز داخل نہ کرنا چاہیے ۔ اور نہ معروف مشائخ کی کتب کے علاوہ کوئی چیز آپ لوگوں کے سامنے آنی چاہیے کہ انتہائی مضر ہے ۔ اور نہ ہر قسم کے لوگوں کے پاس بیٹھنا چاہیے کہ نقصان دہ ہے ۔ اس کے علاوہ دل و دماغ کو خراب کر دینے والی ، ماؤف کر دینے والی چیزیں مضر ہیں ۔ ادعیہ ماثورہ کا اہتمام کرو اور غیر متعلق چیزوں سے پرہیز رکھو ۔ ماحول بڑا شر انگیز ہے خصوصاً طلباء حضرات اپنے اسباق کے علاوہ کسی چیز کو دھیان میں نہ رکھیں اور دار العلوم کی چار دیواری کے اندر رہتے ہوئے ہرگز نظر نہ ڈالنا کہ باہر کیا ہو رہا ہے ۔ بس اپنی توجہ اپنی حدود کے اندر رکھو اور اپنی تعلیم اور درس و تدریس ذکر اشغال میں صحیح طور پر صَرف کرو ۔

قیامت کے دن میزان قائم ہوگا:

انسان کے اقوال کا بھی وزن ہوگا اعمال کا بھی وزن ہوگا صحف کا وزن بھی ہے ، صحیفے بھی وزن کیے جائیں گے اور بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کا بھی وزن ہوگا ۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ بعض لوگوں کے گناہ زیادہ ہوں گے لیکن ہلکے پڑ جائیں گے کیونکہ نابالغ (معصوم بچے) بھی اعمال میں داخل ہیں ان کے نابالغ بچے آ کر میزان میں بیٹھ جائیں گے اور کہیں گے اب وزن کرو ۔ فرشتے کہیں گے ارے بھائی یہ تو اعمال کا وزن ہے ۔ وہ کہیں گے "نحن من کسب آبائنا" (ہم بھی اپنے باپ کے اپنی اماں کے کسب میں سے ہیں ۔ ہم بھی ان کے عمل کا نتیجہ ہیں ۔ ہم بھی ان کے اعمال میں داخل ہیں ہم کو وزن کرو ۔ ملائکہ سے بحث ہوگی حق تعالیٰ فیصلہ فرماویں گے کہ بھائی یہ معصوم بچے ہیں ضد ان کی پوری کرو ۔ ہم بھی ضد پوری کرتے ہیں ان کی تم بھی پوری کرو ۔ وزن کرو ان کے ساتھ تو ان کے ماں باپ کا حسنات کا پلہ بھاری ہو جائے گا ۔ تو یہ معصوم بچے بھی آپ کے اعمال میں داخل ہیں ۔ گو بالغ بچے بھی اعمال میں داخل ہیں ۔ مگر بالغوں کو اپنی اپنی پڑی ہوگی ۔ نفسی نفسی یہ معصوم بچے بے فکر ہوں گے ۔ کہ بخشے بخشائے ہیں ۔ اسی لئے نماز جنازہ کے اندر جو بچوں کی دعا ہے وہاں بچوں کے لئے دعاءِ مغفرت نہیں ۔ اپنے لئے دعا ہے ۔ اے اللہ اس کو ہمارے لئے ذخیرہ بنا دے ثواب بنا دے ۔ اور اس کو ہماری شفاعت کرنے والا اور شفاعت قبول کیا ہوا

Marfat.com

بنادے۔ باقی ان کی قبر پر جا کر ثواب پہنچاتے ہو اس واسطے کہ آپ کے اعمال میں اضافہ ہوگا وہ بھی آپ کا عمل ہے جو آپ پڑھیں گے۔ اس سے وہ خوش ہوتے ہیں۔ لیکن اہل اللہ متنبہ کرتے ہیں کہ اپنے اعمال اپنے اقوال اپنے افعال کے اندر کوشاں رہو۔ یہ مت سمجھو کہ ہم نے جو کچھ کہہ دیا وہ اڑ گیا ہوا کے اندر نہیں تمہارے اقوال بھی وزن ہوں گے تمہارے اعمال بھی وزن ہوں گے اور یہ یاد رکھو کہ شریعت کے اندر کوئی بات خلاف عقل نہیں ہے۔ مگر یہ ہو سکتا ہے کہ عقل کی رسائی سے آگے ہو خلاف عقل کوئی بات نہیں ہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہماری فہم سے بالا ہے۔ صحیح ہے اگر تمہاری فہم سے بالا نہ ہوتے تو پھر رسول کی ضرورت کیا تھی؟ وحی کی ضرورت کیا تھی۔ وحی تو اسی واسطے بھیجی گئی انبیاء علیہم السلام پر کہ بہت سی باتیں عالم آخرت کی ہیں وہ تمہاری عقل میں نہیں آسکتی عقل وہاں تک نہیں پہنچتی۔ اب جو بات آپ کی عقل میں نہ آئے اس کا انکار کر دو یہ بڑی زیادتی ہے بڑی غلطی ہے۔ (خطبات ج ا ص ۱۷۳)

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا هَنِيْٓـًٔا بِمَآ اَسْلَفْتُمْ فِي الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ

مزہ کے ساتھ کھاؤ پیوان اعمال کے بدلہ میں جو تم نے (ایام خالیہ) یعنی گزرے ہوئے زمانہ میں کئے ہیں)

حضرت ابن عمرؓ اور ایک چرواہا:

حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے جا رہے تھے خدام ساتھ تھے کھانے کا وقت ہو گیا خدام نے دستر خوان بچھایا۔ سب کھانے کیلئے بیٹھے۔ ایک چرواہا بکریاں چراتا ہوا گزرا۔ اس نے سلام کیا حضرت ابن عمرؓ نے اس کی کھانے کی تواضع کی۔ اس نے کہا میرا روزہ ہے۔ ابن عمرؓ نے فرمایا اس قدر سخت گرمی میں جبکہ سخت لو چل رہی ہے تو جنگل میں روزہ رکھ رہا ہے۔ اس نے عرض کیا میں ایام خالیہ کو وصول کر رہا ہوں یہ اس اوپر والی آیت کریمہ کی طرف اشارہ تھا۔ ترجمہ: ''گزرے ہوئے زمانہ میں کئے ہوئے اعمال کے بدلہ میں مزہ کے ساتھ کھاؤ پیو۔'' ابن عمر رضی اللہ عنہ نے امتحان کے طور پر اس سے کہا ہم ایک بکری خریدنا چاہتے ہیں اس کی قیمت بتا دو اور لے لو ہم اس کو کاٹیں گے اور تمہیں بھی گوشت دیں گے کہ افطار میں کام دے گا اس نے کہا یہ بکریاں میری نہیں ہیں میں

Marfat.com

تو غلام ہوں یہ میرے سردار کی بکریاں ہیں۔ابن عمرؓ نے فرمایا ''سردار کو کیا خبر ہوگی۔اس سے کہہ دینا کہ بھیڑیا کھا گیا۔غلام نے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور کہا ''فاین اللہ'' اللہ کہاں چلے جائیں گے۔جب وہ دیکھ رہے ہیں تو میں کیسے کہہ سکتا ہوں کہ بھیڑیا کھا گیا۔حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہٗ بار بار تعجب سے مزے لے لے کر فرماتے تھے ''ایک چرواہا بھی کہتا ہے فاینَ اللہ۔فاینَ اللہ۔اس کے بعد ابنِ عمر رضی اللہ عنہٗ شہر میں تشریف لائے تو اس غلام کے آقا سے اس کو اور بکریوں کو خرید کر غلام کو آزاد کر دیا اور وہ بکریاں اسی کو ہبہ کر دیں (درِمنثور) یہ اس وقت کے چرواہوں اور عوام کا حال تھا کہ ان کو جنگل میں بھی فکر تھا کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ دیکھ رہے ہیں (فضائل صدقات)۔(معارف مدینہ ج ا ص ۳۹۱)

امدادِ باہمی کے کرشمے:

نماز کے ذریعہ جہاں اجتماعیت وشرکت کا جذبہ اُبھارا جاتا ہے ان اوصاف وخصائل کی پرورش بھی کی جاتی ہے جن کے سہارے ایمان داری اور معاملات کی درستی اجتماعیت وشرکت کی یہ گاڑی کامیابی سے منزلِ مقصود تک پہنچ سکتی ہے۔اور وہ ہیں انتہائی ایمان داری،معاملات کی پاکیزگی،باہمی اعتماد وتعاون، کریکٹر کی مضبوطی،خوف وخشیت خداوندی بلاشک وشبہ جن لوگوں میں یہ خوبیاں پائی جائیں گی وہ شرکت کے ذریعہ بڑے بڑے فوائد سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔نماز کے ذریعہ ان کے حصول کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ایمان لانے سے نفس انسانی میں نیکی کا ایک بیج بو دیا جاتا ہے اس کے بعد طہارت کے تصور سے بُرائیوں سے پاکی کا ایک عزم پیدا ہوتا ہے اور ظاہر بدن سے اس کا عملی آغاز بھی ہو جاتا ہے بعد ازاں مسجد میں حاضری کے تصور سے بُرائیوں سے نفرت خطاؤں پر ندامت اور نیکیوں کے حصول کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔ پھر اس ماحول میں سب ساتھیوں کو اسی فکر میں سرگرداں دیکھ کر اس میں مزید تقویت ہوتی ہے اس حالت میں جب نماز شروع ہوتی ہے۔تو گویا انسان حقیقتاً بارگاہِ خداوندی میں پہنچ کر اس کے سامنے پیش ہو جاتا ہے۔

آگیا عین لڑائی میں اگر وقت نماز
قبلہ رو ہو کے زمیں بوس ہوئی قوم حجاز

Marfat.com

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز
تری درگاہ میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے
بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
(اقبال)

پھر نماز کی تربیت سے سوسائٹی میں جب مذکورہ بالا خوبیاں پیدا ہو جاتی ہیں تو ان سے خود بخود امداد باہمی کا سبق ملتا اور اس کی عادت پڑتی ہے جو انسان کی کامیابی و ترقی کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہے انسان فطرتاً مدنی الطبع واقع ہوا ہے اور اجتماعی طور پر ہی زندہ رہ سکتا ہے جانوروں کی طرح نہیں کہ اِدھر اُدھر پھر کر قدرتی اشیاء سے اپنا گزارہ کر لے۔ یہ ایک روٹی بھی کھانا چاہے تو جب تک پہلے سے ایک پوری دنیا موجود نہ ہو اس کو روٹی نہیں مل سکتی کیونکہ روٹی حاصل کرنا چاہے گا تو اس کے لئے آٹے کی ضرورت ہو گی۔ آٹا پیسنے کے لئے چکی کی ضرورت۔ چکی بنانے کے لئے پتھر توڑنے کی۔ پتھر توڑنے کے لئے اوزاروں کی۔ اوزاروں کے لئے لوہے وغیرہ کی لوہا نکالنے کے لئے کانیں کھودنے کی۔ اس کے لئے آلات بنانے کے لئے کارخانوں کی نیز مستریوں کی اُن کی تعلیم کے لئے درسگاہوں کی۔ ان کی تعمیر کے لئے اینٹوں کی۔ اینٹوں کے لئے پزاووں کی ضرورت ہو گی وغیرہ وغیرہ۔ غرض کوئی ذراسی چیز لے لیجئے۔ اس کا حصول پوری آبادی کے تعاون کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لئے انسان اپنی کامیاب زندگی گزارنے کے لئے ایک دوسرے سے تعاون پر مجبور ہے۔ جس چیز میں بھی انسان باہمی امداد و تعاون کا طریقہ اختیار کرتا ہے زبردست کامیابیاں حاصل کرتا ہے قدرت نے انسان کی بے شمار نئی اور بدلتی ہوئی ضروریات پوری کرنے کے لئے اس کو باہمی امداد سے کام کرنے کے طریقے بتا دئے ہیں جو پیش آنے والے مسائل ہی کی طرح بے شمار ہیں اور نئی نئی شکلوں میں ظہور پذیر ہو کر نئے نئے نتائج پیدا کرتے رہتے ہیں۔

گویا مدنی الطبع ہونے کی بناء پر افراد کے اجتماع کی وجہ سے جو لاتعداد ضروریات پیش آتی ہیں ان کے حل کرنے کے لئے امدادِ باہمی کے بھی لاتعداد ہی طریقے پیدا کر دئے گئے ہیں۔ اس لئے کوئی بھی قوم امداد باہمی کے طریقوں کو جتنا زیادہ اختیار کرے گی اتنی ہی زیادہ اپنے مسائل حل کرنے میں کامیاب ہو گی

Marfat.com

اور اس میں جتنی سستی ہوگی اتنی ہی ترقی و کامیابی میں بھی سستی و کمزوری آجائے گی۔ چنانچہ موجودہ دور کے مادی ترقی یافتہ ممالک میں یہ عام بات ہے کہ ایک کمپنی قائم ہوتی ہے اس میں بہت سے لوگ اپنی اپنی گنجائش کے مطابق حصے خرید لیتے ہیں چند مناسب آدمی اعلیٰ کردار والے منتظم بنا دیئے جاتے ہیں۔ اور وہ کاروبار کرتے ہیں جو نفع ہوتا ہے وہ ہر ایک کے حصہ کے مطابق اس کو پہنچتا رہتا ہے اس طرح گھر بیٹھے آرام سے سینکڑوں ہزاروں روپیہ اُن کو ملتے رہتے ہیں۔ اور ان کا کام چلتا رہتا ہے اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک آدمی کئی کئی کمپنیوں میں حصہ دار ہوتا ہے اور ہر ایک سے اس کو منافع حاصل ہوتے رہتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ اس میں یہ بھی خوبی ہے کہ ایک فقیر مسکین چند روپیہ لگا کر اس میں حصہ لے سکتا ہے اور بالآخر دولت مند بن جاتا ہے۔ اسی طرح ناتجربہ کار آدمی۔ بیوہ اور یتیم بھی اس سے اپنی بے کسی اور ناتجربہ کاری کے باوجود پوری طرح فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

غرض وہ سوسائٹی کبھی ذلیل فقیر پریشان حال نہیں رہ سکتی جو امداد باہمی کے اصول پر پوری طرح عمل پیرا ہو۔ بلکہ دوسروں کی مدد دستگیری کرنے کے بلند مقام کی بھی مالک ہو جائے گی مگر شرط یہی ہے کہ سوسائٹی کے افراد میں امانت داری وخوف خداوندی کارفرما ہو ایک دوسرے کی ہمدردی اور تعاون کا جذبہ دِلوں میں رچا بسا ہوا ہو اور باہمی امداد و تعاون کے ذریعہ کسی اللہ والے صاحب دل کی صحبت میں رہ کر نمازوں کی پابندی اور کثرت ذکر آداب کے ساتھ عرصہ دراز کرنے سے یہ خوبیاں حاصل کی جاسکتی ہیں۔

انسانیت کا کمال اور انسانیت کے عروج کی آخری منزل کسی قوم کو حکومت و بادشاہت مل جائے نہیں ہے اور حکومت اس بات کی ضمانت نہیں ہے کہ وہ حکومت باقی بھی رہ جائے۔ بلکہ انسانیت کا کمال یہ ہے کہ قوم کے افراد میں وہ بہترین اوصاف اعلیٰ ترین اخلاق پیدا ہو جائیں جن کی بدولت ایک طرف خالقِ عالم ان سے راضی ہو تو دوسری جانب دنیا کی ترقیات۔ دولتیں اور حکومتیں ان کے قدموں میں خود بخود آپڑیں صوفیاء حضرات کا سلسلہ اصلاح باطن اسی مجاہدے اور ریاضت کی کڑی ہے جو کثرت ذکر اور صحبت شیخ کے ساتھ جب نماز صحیح طریقہ سے پڑھتے رہنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان کے اندر ایک خاص کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جس کو خشوع و خضوع اور حضور کہتے ہیں۔ خشوع و خضوع کے معنی اللہ تبارک و تعالیٰ کے سامنے اپنے کو انتہائی عاجز اور ذلیل سمجھنے کے ہیں اور حضور کے معنیٰ میں اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ ہر وقت حاضر ناظر اور موجود

Marfat.com

سمجھنا۔

سالک ذکر میں اور نماز سے کیفیت اس طرح حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے کہ نماز میں مسجد میں اپنے تنہائیوں کے لسانی اور قلبی ذکر نفی اثبات کے ہر لمحہ خدائے تعالیٰ کو موجود۔ حاضر ناظر تصور کرنے کی مشق کر لیتا ہے جو کہ نماز کی روح ہے۔ تو رفتہ رفتہ اس کا یہ تصور دوام کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ پھر نماز کے باہر بھی اور معمول کے ذکر کے علاوہ بھی ہر وقت وہ یہی محسوس کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سامنے ہے اس کو دیکھ رہے ہیں اس کے پاس موجود ہیں۔ یہ تصور سالک کے قلب میں جب جاگزین ہو جاتا ہے۔ تو اس سے برائیوں کا صدور بہت مشکل بلکہ بسا اوقات ناممکن ہو جاتا ہے سب بُرائیوں کا سرچشمہ انسان کا دل ہے اگر دل میں خیال آتے ہی ہیبت وعظمت کا غلبہ موجود ہو تو وہ بُرائی کا خیال وجود ہی میں نہیں آسکتا اور اس سے نجات آسانی سے مل سکتی ہے اللہ تعالیٰ ہمت نصیب فرمائے (آمین)

Marfat.com

دوسروں کے حقوق ادا کرو اپنے حقوق اللہ سے مانگو

اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں۔(وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذَالِکَ لَمِنْ الْاُمُوْرِ ط)
ترجمہ: اور جس نے صبر کیا اور معاف کیا بے شک یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔ اور ہمارے بزرگ اور بڑے ایک اصول کی بات بتا گئے۔ اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ کے خطبات اور اکثر بیانات میں ہے اور اصل میں یہ حدیث پاک سے ہی لیا گیا ہے فرماتے'' آدمی کو یہ نہیں دیکھنا چاہیئے کہ دوسرے ہمارے ساتھ کیا کر رہے ہیں بلکہ یہ دیکھنا چاہیے کہ مجھے شریعت کے عرف وعقل وقرابت کے اعتبار سے کیا معاملہ کرنا چاہیے ہمارے بزرگوں نے قرآن و حدیث سے متنبط کر کے جو بات دو فقروں میں فرمادی ہے۔ اس پر عمل کرنے سے دنیا و آخرت سنورتی ہے اور دونوں جگہوں میں چین وسکون ہوگا اگر کوئی شخص تم کو گالیاں بکے اور غیبتیں کر رہا ہو۔ وہ تمہیں اپنی نیکیاں دے رہا ہے۔ اگر اس کے پاس اپنی نیکیاں نہیں ہیں۔ تو تمہارے گناہ اپنے سر لے رہا ہے۔ اور حدیث میں یہ بھی آیا ہے۔ کہ زیادتی کرنے والے سے حق تلفی کرنے والے سے قصاص ضرور لیا جائے گا حتیٰ کہ بے سینگ والی بکری کو قصاص دلایا جائے گا بھائی اور عزیزو کام ہے تو بڑا مشکل اور کٹھن مگر اصول بڑا اعلیٰ ہے۔ تھوڑی ہمت کرنے سے دونوں جہان بنتے ہیں۔ اور راحت اور چین کا جینا نصیب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی رضا جس کا دوسرا نام جنت ہے۔ نصیب ہوگی۔ اور اگر تمہارے ذمہ کسی کا ایک دانق (عربی سکہ ہے) ہوگا۔ تو اس کے عوض میں سات سو مقبول فرض نمازیں آخرت میں کاٹ لی جائیں گی (شامی) خطبات ج ۳ ص ۱۰۶)

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے پانچ لاکھ احادیث میں سے صرف پانچ کا انتخاب فرمایا ہے اس کے بعد امام ابوداؤدؒ نے پانچ لاکھ احادیث کے مجموعہ میں سے صرف چار کا انتخاب فرمایا کہ انسان کو اپنے دین پر عمل کرنے کے لئے کافی ہے چار تو وہی ہیں جن کو امام اعظمؒ نے منتخب فرمایا ہے اور ایک کو نہیں لیا ہے کیونکہ اس کا مضمون ان میں آگیا ہے۔ امام اعظم صاحبؒ کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی ہے اور امام ابی داؤد کی

Marfat.com

ولادت ۲۰۲ھ میں ہوئی۔ گویا امام صاحب فرماتے ہیں کہ ان چار حدیثوں میں سارا دین آگیا ہے۔

وہ چار حدیثیں حسب ذیل ہیں: (۱) انما الاعمال بالنیات۔ تمام اعمال کی مقبولیت کا دارو مدار صرف نیتوں پر ہے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ فرماتے ہیں کہ بزرگوں کے ہاتھوں میں ہاتھ دینا ضائع نہیں جاتا اور فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے کہ معاصرت کی وجہ سے کسی کے ہاتھوں میں ہاتھ نہیں دیا وہ ضائع ہوگئے۔ اور بعض لوگ کہتے کہ جو بات پہلے بزرگوں میں تھی ان میں نہیں ہے۔ بھائی جو بات اکابر میں تھی وہ اصاغر میں کہاں؟ لیکن جب یہ چلے گئے تو کفِ افسوس ملنا پڑتا ہے بعد میں یہ بھی نہیں ملیں گے اگر کوئی مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھے اسی کے ساتھ اعتکاف کی بھی نیت کرے وغیرہ وغیرہ تو اس کو ثواب میں نیت کے لحاظ سے بہت زیادہ اضافہ ہو جائے گا۔ (خطبات ج ۳ ص ۱۰۸) (۳) حدیث شریف (من حسن السلام المرء ترکه مالا یعنیه) انسان کے اسلام کا حسن یہ ہے کہ وہ لایعنی باتوں کو چھوڑ دے لایعنی میں مشغول ہونے سے نہ دین کا نفع ہے نہ دنیا کا یہ دنیا تفریح کی جگہ نہیں یہ آخرت کی کھیتی ہے جو اب بوئے گا مرنے کے بعد کاٹو گے۔ اخبار و ریڈیو پڑھ لو اور سن لو مگر یاد رکھو قبر میں منکر نکیر سوال کریں گے ''ما دینک؟ تمہارا دین کیا تھا حضرات صوفیاء کے ہاں پاس انفاس کی مشق اسی لئے کرائی جاتی ہے کہ اگر آدمی کچھ نہ کر سکے کوئی کام نہ ہو تو کم از کم ہر سانس میں اللہ کا ذکر تو کرے (۴) چوتھی حدیث شریف ''الحلال بین و الحرام بین'' حلال و حرام واضح ہیں۔ مگر ان کے درمیان بعض مشتبہ و مشکوک چیزیں ہیں۔ جو ان سے بچے گا وہ اپنے دین اور اپنی عزت کو محفوظ کرے گا اس کا نام تقویٰ ہے۔ جس میں کہ شک ہو۔ بعض علماء جائز کہتے ہیں ان کو چھوڑ دینا چاہیے کیوں جھگڑے میں پڑے۔ یعنی جو چیز تم کو شبہہ میں ڈالے اس کو چھوڑ دو اور اس کو اختیار کرو جس میں شبہہ نہ ہو اسی کو تقویٰ کہیں گے اور اسی کا نام تصوف یا تزکیہ نفس ہے یعنی ہر موقعہ پر احتیاط پیشِ نظر رہے۔ اور صوفیاء حضرات یہ سارے مجاہدے اور ریاضتیں اسی لئے کراتے ہیں کہ تقویٰ پر عمل آسان ہو جائے۔ (۲) دوسری حدیث: لا یکون المؤمن مومنا حتی یرضی لاخیه مایرضی لنفسه۔ مومن حقیقی مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہی بات پسند نہ کرے جس کو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اگر اس حدیث پر آدمی عامل بن جائے تو سارے باہمی جھگڑے ختم ہو جائیں۔ خود تو چاہے سوا سیر اور دوسرے کے لئے سیر۔ تو جھگڑے کیسے ختم ہوں اس حدیث

Marfat.com

میں حقوق العباد آگئے چونکہ ''المسلم من سلم المسلمون من لسانہٖ ویدہ ''جس کی زبان و ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں اِس حدیث شریف کا مضمون اوپر آگیا اس کو امام اعظم نے مستقل شمار کیا ہے اور امام ابوداؤد نے ترک کردیا ہے۔ (خطبات ج ۳ ص ۱۰۸)

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نور اللہ مرقدہ کا ارشاد گرامی ہے کہ چار حدیثوں کے کافی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دین کے مشہورات وقواعد کلیہ جاننے کے بعد جزئیات دین کو معلوم کرنے کے لئے کسی مجتہد کی ضرورت باقی نہیں رہتی چونکہ حدیث اول عبادت کی درستگی کے لئے کافی ہے اور حدیث ثانی سے حقوق کی معرفت حاصل ہوتی ہے کہ اپنے رشتہ داروں اور پڑوسیوں متعارفین اور اہل معاملہ کے ساتھ کس طرح پیش آنا چاہیے۔ تیسری حدیث میں عمر عزیز کے اوقات کی محافظت کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ اور چوتھی حدیث شریف میں ایسے مسائل ہیں جن میں علماء کو شک وتردد سے ایک واضح راستہ پیش کرتی ہے۔ غرض کہ یہ چاروں حدیثیں ایک عاقل آدمی کے لئے استاد و شیخ کا درجہ رکھتی ہیں (خطبات ج ۳ ص ۱۰۶ ابستان ص ۱۲۹)

نہ گل اپنا نہ خار اپنا نہ ظالم باغباں اپنا
بنایا آہ کس گلشن میں ہم نے آشیاں اپنا

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے کلام مبارک کی تشریح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حضرت شاہ صاحب الدار الثمین میں فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے دل میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایصالِ ثواب کا خیال آیا' (ہم لوگ اس کی طرف دھیان نہیں دیتے) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے دو پیسے کے چنے خیرات کئے اور ایصال ثواب کیا رات میں خواب میں زیارت ہوئی کہ آپ صلعم اپنے دستِ مبارک میں ان چنوں کو لے کر حرکت دے رہے ہیں غور کرو دو پیسے کے چنے کی کیا حیثیت؟ مگر وہ آپؐ کے ہاں اخلاص کی وجہ سے مقبول ہوگئے۔ (خطبات ج ۳ ص ۱۱۱)

ذکر کی دو ہی جگہ ہیں

ایک زبان ایک دل۔ خواہ ذکرِ لسانی یا ذکر قلبی۔ ذکر لسانی کے ساتھ ذکر قلبی۔ ذکر قلبی کے ساتھ ذکر

Marfat.com

لسانی جامعیت یہی ہے کہ ذکر لسانی کے ساتھ ذکر قلبی بھی ہو۔ بعض دفعہ دھوکہ ہو جاتا ہے کہ ذکر قلبی ہے۔ حالانکہ قلب خالی ہوتا ہے ذاکر نہیں ہوتا زبان کے ذکر میں یہ دھوکہ نہیں ہوتا اس لئے ذکر قلبی کے ساتھ زبان کا ذکر یہ اچھی چیز ہے یعنی یہ محسوس چیز ہے اس لئے کہ بعض اوقات غفلت ہو جاتی ہے۔ اس لئے بعض لوگ ہاتھ میں تسبیح رکھتے ہیں تا کہ یاد رہے۔ تسبیح رکھنے میں اس کا خیال نہیں کرنا چاہیے کہ ریاء ہو جائے گی۔ حضرت جنید بغدادیؒ ہاتھ میں تسبیح رکھتے تھے۔ کسی نے پوچھا آپ تو پہنچے ہوئے ہیں۔ ہر وقت دل میں اللہ کی یاد ذکر۔ اب اس کی کیا ضرورت ہے فرمایا یہ تو ہماری محسنہ ہے۔ یہ ہمارے لئے باعث بنی۔ اللہ کے قرب کا لہذا یہ احسان فراموشی ہے کہ اسے چھوڑ دوں۔

تعلق مع اللہ:

صحیح معنی میں جب تعلق مع اللہ ہو جاتا ہے۔ پھر اسے کسی چیز کا اور کسی سے اندیشہ نہیں ہوتا اسے پھر جان و مال کی بھی پرواہ نہیں ہوتی۔ اسی تعلق کو جوڑنے کے لئے انبیاء کرام دنیا میں تشریف لائے تاکہ تعلق کا سلسلہ قائم رہے اور یہ تعلق مع اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کا نام ہے جس کو حضرات صوفیاء کے گروہ نے اختیار کیا۔ روحیں پہلے عالم ارواح میں تھیں۔ اور اللہ تعالیٰ کو دیکھتی تھیں مگر ان کا یہ دیکھنا غیر اختیاری تھا جب اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں، تمام مخلوق سے سوال کیا ''الست بربکم'' کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو سب نے باتفاق جواب دیا۔ ''قالوا بلیٰ'' کیوں نہیں۔ تو یہ تعلق مع اللہ ہی ہے۔ جس سے خود بخود غیر اللہ سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا واقعہ ہے کہ شاہ چین نے آپ کو ہدیہ میں ایک شیشہ (آئینہ) بھیجا آپ نے اس کو اپنے گھر میں رکھوا دیا جب آپ گھر میں داخل ہوتے تو خود بخود شیشہ کی طرف نظر پڑتی حالانکہ آپ کو شیشہ دیکھنے کا شوق نہ تھا لیکن بجائے توجہ مع اللہ کے شیشہ کی طرف نظر پڑنے سے اپنی شکل وصورت نظر آتی ہے۔ ایک دن وہ شیشہ آپ کے خادم کے ہاتھ سے گر کر ٹوٹ گیا۔ اب تو خادم بہت گھبرایا کہ آپ ناراض ہوں گے۔ جب آپ تشریف لائے اس نے ڈرتے ہوئے کہا۔

Marfat.com

از قضا آئینہ چینی شکست

آپ یہ سن کر بہت خوش ہوئے کیونکہ اتنی دیر اللہ کی طرف سے دھیان ہٹا رہتا تھا جس کا اللہ تعالیٰ نے خود ہی انتظام کر دیا آپ نے فوراً فرمایا:

؎ خوب شد اسباب خود بینی شکست، یعنی بہت اچھا ہوا کہ خود بینی کے اسباب ٹوٹ گئے (خطبات ج ۳ ص ۲۵)

سر رکھ کے ہتھیلی پر میدان میں آنا ہے
اکھڑے ہوئے قدموں کو عاشق کے جمانا ہے
کیا میرے گناہوں کا اللہ ٹھکانا ہے
اور ہائے غضب اِک دن منہ تجھ کو دکھانا ہے
اگر اہلِ ذکر و تصوف نہ ہوتے
کبھی بھی خدا کا تعارف نہ ہوتا

وصلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ وبارک وسلم فالحمد للہ علیٰ ذالک

Marfat.com

درویش کے لئے کمبل اور گدڑی ضروری نہیں

مجاہدہ کے معنی نفس کو اس کے حقوق سے محروم کر کے خواہ مخواہ مصیبت میں ڈالنے کے بالکل نہیں۔ بلکہ جہاں تک ہو سکے بلا ضرورت نفس کو مشقت میں ڈالنے کے بجائے سہولت اور راحت کا راستہ اختیار کرنا چاہیے اور درویش کے لئے کمبل اور گدڑی کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ دے تو دوشالہ ہی میں بھی درویشی حاصل ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ طریقہ سے کسی کی نگرانی میں حاصل کی جائے۔ اور مجاہدات و ریاضات مقصود تھوڑا ہی ہیں۔ ہاں مقصود کے معین ہیں اصل چیز تو مقصود تک پہنچنا ہے جس کیلئے ترک لذات بھی نہیں صرف تعلیل لذت کافی ہے۔ یعنی لذات میں گھسا رہے اور انہماک نہ ہو کہ رات دن اسی فکر میں رہے کہ نفیس نفیس کھانوں اور کپڑوں کی فکر میں لگے رہنا یہ البتہ زہد کے منافی ہے اور اگر بلا مشقت لذت میسر آجائے تو یہ حق تعالیٰ کی نعمت ہے شکر کرنا چاہیے۔

مشہور مجاہدات چار ہیں۔ قلت طعام۔ قلت منام۔ قلت خلط مع الانام (کم کھانا۔ کم سونا۔ کم بولنا۔ لوگوں سے کم ملنا جلنا) ان میں بھی اوّل تو مقصود تقلیل ہی ہے۔ یعنی اسراف نہ ہو، بہت کم کھانا بھی مقصود نہیں۔ نہ یہ زہد ہے۔ ہاں اتنا بھی نہ کھائے کہ پیٹ تن جائے۔ بزرگوں کا مذاق تو یہ تھا کہ نفس کو خوب آرام سے رکھے لیکن اس سے کام بھی خوب لے۔ ''مثل مشہور ہے کہ خوش دل مزدور زیادہ کام کرتا ہے۔'' یعنی مزدوری وافر ملنے کی امید پر یا اچھا کھانے کو ملے گا۔ تو خوب کام ہوتا ہے اور عام طور پر بھی تجربہ ہے کہ نفس کے واسطے کوئی ابھارنے والی چیز ضرور ہونی چاہیے۔ ان چار مجاہدات میں بھی تقلیل محض توسط و اعتدال رکھے کہ نہ اس قدر کثرت کرے۔ جس سے غفلت و قساوت و کاہلی پیدا ہو۔ نہ اس قدر قلت کہ جس سے صحت و قوت زائل ہو جائے کہ بڑی دولت اس طریق میں قلب کی جمعیت و یکسوئی ہے۔ اس لئے قلب کو تشویش و پریشانی سے بچانا بہت ضروری ہے۔ لہٰذا صحت کی بہت حفاظت کرے۔ دماغ و قلب کی تفریح و تقویت ہمیشہ غذاء و دواء کرتا رہے غذا میں حد سے زیادہ کمی اور اس قدر افراط کہ ہضم میں فتور ہو جائے۔

Marfat.com

مضر ہے۔ کھانا رغبت ہونے پر کھائے اور کچھ تھوڑی سی اشتہا باقی رہنے پر چھوڑ دے اسی طرح سونے میں اعتدال رکھے کہ اتنا زیادہ سوئے کہ کسل ہو۔ اور نہ بہت کمی کرے کہ خشکی ہو جائے۔ اسی طرح لوگوں سے زیادہ دوستی بڑھانا جیسا مضر ہے۔ اسی طرح خواہ مخواہ دشمنی خریدنا بھی بڑا ہے اور بعض دشمنی مضر بھی نہیں۔ مثلاً کسی شرعی ضرورت سے کام کیا۔ اور اس کام میں جس سے واسطہ پڑا وہ دشمن ہو گیا تو یہ مضر نہیں۔ ایسے موقعہ میں حق تعالیٰ پر نظر و توکل رکھے وہ مدد فرمائیں گے۔ اور اگر کوئی تکلیف ہی پہنچے تو حکمت الٰہیہ سمجھ کر راضی رہے۔ وہ اس کے لئے زیادہ موجب قرب ہے۔

اور مجاہدہ صرف اس مخالفت نفس کا نام نہیں جو قصد و اختیار سے یا صوفیانہ مروج طریقوں سے کی جائے۔ بلکہ دنیا میں بلا ہمارے قصد و اختیار کے ہمارے خلاف دن رات جو واقعات۔ حادثات پیش آتے رہتے ہیں اور ان سے ہم کو جو رنج و غم اضطراب طبعاً لاحق ہوتا رہتا ہے وہ سب سے بڑا مجاہدہ ہے۔ **(معارف صوفیہ ص ۵۰۳)**

بس عزیز و اور صوفیاء حضرات کے طریق کے طلبگار اس طریق کا مقصد اور اس کا منتہیٰ تمام مشائخ کے طریقوں کا مرجع ایک ہیئت (کیفیت) نفسانی کی تحصیل ہے جس کو صوفیاء حضرات نسبت کہتے ہیں جس کے ذریعہ بندہ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ نسبت اور ارتباط حاصل ہو جاتا ہے۔ اسی نسبت کا نام سکینہ ہے اور اسی کو نور بھی کہا جاتا ہے اور اس نسبت کی حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک کیفیت ہے جو انسان کے نفس ناطقہ میں حلول کر جاتی ہے جس کے سبب نفس انسانی کے اندر ایک ملکی (فرشتگی) شان پیدا ہو جاتی ہے اور عالم بالا سے باتیں اخذ کرنے کا ایک ملکہ پیدا ہو جاتا ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ انسان جب طاعت، طہارت اور اذکار وغیرہ پر مداومت کرتا ہے تو اس کی وجہ سے اس کے نفس میں ایک ایسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے اس کو ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرنے کا ایک ملکہ راسخہ پیدا ہو جاتا ہے اسی ملکہ کا نام نسبت اور سکینہ ہے اور حصول نسبت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ بندہ کو حق تعالیٰ کی طرف توجہ تام ہو جاتی ہے۔ (واللہ اعلم) معارف صوفیہ ص ۲۸۸)

اور جس طرح یہ نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلسل چلی آرہی ہے اسی طرح سے اخلاق حسنہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متوارث چلے آرہے ہیں۔ یعنی آپؐ کے اخلاق سے صحابہؓ متخلق ہوئے

Marfat.com

اور پھر ان سے تابعین اسی طرح مسلسل چلا آرہا ہے۔لہذا جس طرح نسبت کی تحصیل ضروری ہے اسی طرح سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اور بتائے ہوئے اخلاق کیساتھ اتصاف بھی ضروری ہے (معارف صوفیہ ص ۲۹۲)

مجذوب عقل سے باہر ہوتا ہے سالک کی عقل ٹھکانے رہتی ہے:

جو کام اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کرنے کو نہیں کہا یا نہیں کیا انکو کرنا اور مصلحتیں بیان کرنا من وجہ خدا اور رسول پر اعتراض ہے سو اس کا بیان کہ بعض بدعتیں بھی بوجہ مصالح مطلوب ہوئیں تو گویا اس شخص کے نزدیک کتاب و سنت کی تعلیم ناتمام ہوئی کہ بعض مصالح ضروریہ کی تعلیم میں فروگذاشت ہوگئی کیا کوئی اس کا قائل ہوسکتا ہے اور اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر بدعت کو ضلالت فرمایا۔ پھر اگر ایسا کوئی کام جائز ہوتا یا سنت ہوتا تو سلف میں اس کی نظیر ضرور ہوتی ۔اور حضور کا ارشاد عین ارشاد حق ہے تو ایسے امر کا التزام اور اس میں مصلحتیں نکالنا خدا اور رسولؐ پر اعتراض بھی ہے اور خدا اور رسولؐ سے مزاح بھی ہے۔

بعض ایسے ہی کاموں میں اہل علم حضرات کی لغزشوں کی وجہ سے کہ اس امر کی حقیقت کو نہیں سمجھتے یہ کہا جاتا ہے کہ تربیت کے لئے ہے حالانکہ حکمت فہمی اور اجتہاد ہر شخص کا کام نہیں ہے کہ جس کا جی چاہے چند اصطلاحات یا ذکر کے مسند ارشاد پر متمکن ہو جاوے ۔(دعوت عبدیت ۲/۱۴۷)

دین کے لئے فہم دین کے کامل عقل کی ضرورت ہے اس میں ظاہر بینی اور بھولا بھالا ہونے سے کام نہیں چلتا اور یہی وجہ ہے کہ تمام انبیاء علیہ السلام کامل عقل ہوئے ہیں کوئی نبی بھی بھولا نہیں ہوا اکثر لوگ بزرگوں کی تعریف میں کہا کرتے ہیں کہ فلاں بزرگ بہت بھولے ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ بھولے ہونے سے اگرچہ بعض اوقات انسان بہت سی برائیوں سے بچ جاتا ہے اور اس لئے بھولا ہونا بھی گونہ فضیلت ہے لیکن فی نفسہ بھولا ہونا کوئی کمال نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے آدمی بہت سے فضائل سے محروم رہتا ہے۔ اسی لئے کوئی نبی بھولا نہیں ہوا تمام انبیاء کرام کامل العقل ہوئے ہیں اور واقع میں عقل ہے بھی بڑی نعمت ۔

حضرت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی صاحب ؒ تھانوی کی موجودگی میں ایک صوفی بزرگ سے کسی نے

Marfat.com

سوال کیا کہ سالک کا مرتبہ بڑا ہے یا مجذوب کا انہوں نے اس کا عجیب جواب دیا حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں مجھے وہ جواب بہت ہی پسند آیا فرمانے لگے کہ اتنا تو ہم جانتے ہیں کہ عقل اتنی بڑی نعمت ہے کہ شریعت نے شرب خمر (شراب پینا) کو حرام کر دیا جس سے وہ زائل ہوتی تھی اور ظاہر ہے کہ سالک کی عقل ٹھکانے رہتی ہے اور مجذوب عقل سے باہر ہوتا ہے اب تم خود سمجھ لو کہ سالک کا درجہ بڑا ہے یا مجذوب کا (اکمال الصوم والعید ۲/۱۴۷)

ایک واقعہ حدیث شریف میں آیا ہے اس سے بھی سرور حاصل کرتے جاؤ۔ شرح الصدور علامہ سیوطیؒ کی ایک کتاب ہے۔ کہیں ملے تو ضرور دیکھیں وہ اس میں ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ اے عمرؓ اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی کہ جب تم قبر میں تن تنہا رکھے جاؤ گے اور دو نہایت عجیب الخلقت فرشتے تم سے آ کر توحید و نبوت کے بارے میں سوال کریں گے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اور کس قدر پیارا جواب عرض کیا اور اگر وہ بھی یہ جواب نہ دیتے تو کون دیتا۔ عرض کیا یا رسول اللہؐ یہ فرمایئے کہ اس وقت ہماری عقل رہے گی یا نہیں حضورؐ نے فرمایا کہ ہاں عقل باقی رہے گی۔ بلکہ عقل میں اور ترقی ہو جاوے گی۔ (کیونکہ ہیولانی حجاب اس وقت باقی نہ رہیں گے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہؐ اگر عقل باقی رہے گی تو کوئی خوف کی بات نہیں۔ انشاء اللہ سب معاملہ درست ہوگا۔

دیکھئے یہ حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عقل کی کس قدر عزت کرتے تھے اور اس کو کتنی بڑی نعمت سمجھتے تھے ایک ہم ہیں کہ ذہاب عقل (یعنی عقل خراب ہونے) کو امارات بزرگی سے سمجھتے ہیں (اکمال الصوم ۲/۱۴۹)

غرض یہ سارا اطمینان بقاء عقل ہی کے ساتھ ہو سکتا ہے اس لئے اس صوفی بزرگ نے یہ کہا کہ بھائی سالک کا رتبہ بڑا ہے کیونکہ اس کی عقل باقی رہتی ہے جس کی بدولت اس کو سینکڑوں مصیبتوں سے نجات ہو جاتی ہے۔ اب اس پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ انبیاءؑ تو سب کے سب کامل العقل ہوئے اور صوفیاء میں جو کہ انبیاء علیہ السلام ہی کے نائب ہیں کچھ سالک یعنی کامل العقل اور کچھ مجذوب جن کی عقل غلبہ حالات سے مغلوب ہوگئی ان میں یہ دو قسمیں کیوں ہوئیں؟ سو اس کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام تو سب کے

Marfat.com

سب ارشاد و تربیت کی غرض سے بھیجے گئے تھے اس لئے ان کا کامل العقل ہونا ضروری تھا کیونکہ اس کے بغیر تربیت نہیں کر سکتے تھے اور اولیاء اللہ بعضے تو ارشاد خلق کی غرض سے پیدا ہوتے ہیں ان کو تو سلوک کا مرتبہ عطا ہوتا ہے تاکہ بقاء عقل کے ساتھ تربیت کا کام انجام دے سکیں اور یہی لوگ ہیں جن کو ورثۃ الانبیاء کہا جاتا ہے اور بعضے محض اپنے ہی کام کے لئے پیدا ہوتے ہیں ان کے متعلق تربیت نہیں ہوتی مجذوبین ان ہی میں ہوتے ہیں۔ گو بعض غیر مجذوبین بھی ایسے ہوتے ہیں ان کی یہ شان ہوتی ہے۔ (دعوات عبدیت ۲/۱۵۰)

احمد تو عاشقی بہ مشیخت تراچہ کار

دیوانہ باش سلسلہ شد شد نشد نشد

ہاں مجذوبین سے بھی ایک قسم کا فیض ہوتا ہے جو بلا ان کے اختیار کے محض وجود باوجود کی بدولت ہے سو اس کے لئے عقل کی ضرورت نہیں عقل کی ضرورت اس فیض کے لئے ہے جو باختیار ہو غیر اختیاری فیض کی مثال آفتاب کا نور ہے کہ گو آفتاب قصد نہ کرے لیکن اس کا نور عالم کو پُر نور ضرور کرے گا اسی طرح اللہ کے نیک بندے جہاں کہیں ہوتے ہیں ان کی برکات عالم کو منور ضرور کرتی ہیں اسی برکت نسبت ارشاد خداوندی ہے۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ط (الآخر) (سورۃ الانفال ۳۳) اور اللہ تعالیٰ ایسا نہ کریں گے کہ ان میں آپ ﷺ کے ہوتے ہوئے اُن کو ایسا عذاب دیں) جیسا کبھی اس کا عکس بھی ہوتا ہے کہ بدکاروں کی بدولت اچھے لوگ تباہ و ہلاک ہو جاتے ہیں لیکن یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ اس سے پہلا قاعدہ ٹوٹ گیا کیونکہ وہ اچھے لوگ جو کہ ان بدکاروں کی وجہ سے تباہ و برباد ہوئے یا تو وہ صورۃً اچھے ہوتے (یعنی اندر کی اصلاح نہیں ہوئی ہوتی) ہیں یا واقع میں اچھے ہی نہیں ہوتے ورنہ ایک دفعہ تعلق مع اللہ مضبوط ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرماتے ہیں اور تباہی کے راستہ سے بچائے رکھتے ہیں۔ (دعوات عبدیت ۲/۱۵۰)

چنانچہ ایک حدیث شریف میں ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ فلاں شہر کو الٹ دو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ تعالیٰ اس شہر میں فلاں شخص رہتا ہے جس نے کبھی آپ کی نافرمانی نہیں کی۔ کیا اس کو بھی سب کے ساتھ اُلٹ دوں ارشاد ہوا کہ گو ظاہراً اس نے نافرمانی نہیں کی مگر دوسروں کی نافرمانی دیکھ کر اس میں کبھی تغیر پیدا نہیں ہوا لہذا اس کو بھی اُلٹ دو۔

Marfat.com

دیکھئے یہ شخص ظاہری حالت میں ایسا بزرگ تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھی دھوکا ہو گیا لیکن واقع میں ایک بہت بڑے گناہ میں مبتلا تھا کہ اس کو خدا تعالیٰ اور اس کے احکام کے ساتھ محبت کا جوش ذرا نہیں تھا اور نہ یہ ممکن نہیں کہ خدا اور رسول کی محبت ہو اور ان کی مخالفت و نافرمانی دیکھ کر یا شریعت کا استخفاف سن کر اس کے دل میں مخالفین سے غیظ و غضب پیدا نہ ہو یا اس کو ان کی حرکات ناگوار نہ ہوں۔

آج کے دور میں اگر کسی دین دار کو ایسے امور ناگوار ہوتے ہیں تو اس کو متعصب اور بدمزاج کہا جاتا ہے اور یہ رائے دی جاتی ہے کہ صاحب نرمی سے جواب دینا چاہیے تھا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ کسی شخص سے یہ کہا جائے کہ ہم نے تمہاری ماں کو بازار میں بیٹھے ہوئے اور بازاری عورتوں کی حرکات میں مبتلا پایا ہے تو کیا یہ شخص اپنی ماں کی نسبت ٹھنڈے دل سے یہ الفاظ سن لے گا اور کہنے والے پر حملہ کرنے کو آمادہ نہ ہو جاوے گا کیا اس کے اس جوش کو تعصب کہا جاوے گا۔ اس کو بھی ایسی ہی نرمی کی رائے دی جاوے گی۔ مگر دین داروں پر الزام بڑی جلدی لگا دیا جاتا ہے کہ یہ بہت جلد خفا ہو جاتے ہیں اور ان کی ناک پر غصہ دھرا رہتا ہے یہ بڑے متعصب ہیں۔ بھائی ذرا غور سے کام لیں اور انصاف سے کام لیں۔ اصل چیز یہ ہے کہ دین داروں کے ساتھ استہزاء اور خدا و رسول ﷺ کے احکام پر اعتراض بطور عناد کیا جاتا ہے تو ضرور وہ بیتاب ہو جاتے ہیں اور یہ غصہ یا بیتابی تعصب نہیں ہے یہ دین کی حمیت ہے جو ضروری ہے۔

بھائی محض الفاظ کے سننے سے پوری طرح سمجھ میں نہیں آ سکتا کہ یہ دین کے ساتھ محبت کیونکر ہو جاتی ہے وجہ یہ ہے کہ دین کے لئے مال کی جان کی اور عزیز چیزوں کی قربانی نہیں دی اور اپنے اوپر یہ حالت گذری نہیں میں جو کچھ کہہ رہا ہوں تقلیداً ہی کہہ رہا ہوں لیکن خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ جن حضرات کی تقلید اختیار کی ہے ان کو سچا سمجھتا ہوں۔ (۲/۱۵۱ دعوات عبدیت)

سالک راہِ حق کی تو یہ حالت ہوتی ہے کہ اگر شیطان کے وسوسہ سے کسی ضعیف درجہ میں بھی ان کے قلب کو میلان الی الدنیا ہو جاتا ہے تو فوراً متنبہ ہوتے ہیں اور ایسا قلق ہوتا ہے کہ گویا ہفت اقلیم کی سلطنت ان کے قبضہ سے نکل گئی بلکہ سچ تو یہ کہ ہفت اقلیم کی سلطنت نکل جانے سے بھی اتنا صدمہ نہیں ہوتا جو ان حضرات کے قلب پر اس معمولی میلان الی الدنیا سے ہوتا ہے۔

بہر حال ان عاشقانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان کہ دونوں عالم بھی ان کے نزدیک خدا تعالیٰ

Marfat.com

کی رضا یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لقاء کی برابر نہیں ہے صحابہ رضی اللہ عنہ کی تاریخ ایسے واقعات سے بھری پڑی ہے بھائی محبت اور غیرت کی تو خاصیت ہی یہ ہے کہ جب یہ بڑھ جاتی ہے تو سب کچھ چھوٹ جاتا ہے حضرت ابراہیم بن ادہمؒ نے غیرت ہی میں سلطنت چھوڑ دی تھی کہ دونوں طرف توجہ کرنی پڑتی ہے اور یہ ممکن نہیں اس واسطے مجبوراً ایک طرف کی توجہ کو ترک کر دینا پڑے گا لہذا توجہ الی اللہ کی دولت تو قابل ترک نہیں اس لئے دنیا ہی پر لات مار دیتے ہیں۔

غرض محبانِ حق غیر حق کی طرف متوجہ ہونے سے غیرت کرتے ہیں اور اسی صفت غیرت سے ان مین جوش دین پیدا ہوتا ہے۔ جس کو لوگ تعصب کا غصہ سمجھتے ہیں اور وہ ایسا مطلوب ہے۔ جس کے نہ ہونے سے وہ شخص اُلٹ دیا گیا پس یہ شخص ظاہر میں نیک تھا اور واقع میں نیک نہ تھا پس وہ قاعدہ نہ ٹوٹا یا اگر واقع میں نیک ہوں تو وہ صورتاً ہلاک ہوتا ہے اور معنی رحمت ہوتے ہیں۔

عملیات کا تصوف کے ساتھ تعلق:

عملیات کا تصوف و تزکیہ نفس اور اصلاح باطن کے ساتھ کوئی تعلق نہیں یہ عوام کی غلط فہمی ہے کہ عاملوں کو پیر سمجھ لیتے ہیں اور پیر کو عامل سمجھتے ہیں بعض بزرگوں کا قول ہے کہ عملیات میں بعض دفعہ نسبت کو نقصان ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ نسبت سلب ہو جاتی ہے یہ بھی سُنا ہے کہ لاہوریؒ نے اپنی اولاد کے لئے وصیت چھوڑی ہے کہ نہ تو کیمیا میں اپنا وقت لگائیں اور نہ عملیات میں باقی جائز عملیات بھی ہیں یعنی یہ فن ہے۔ جس کا اچھا بُرا ہونا اس کے حاصل کرنے کے طریقے اور استعمال پر منحصر ہے مثلاً کسی بُرے عامل نے کسی کو نقصان پہنچایا ہو تو اس کو اس عامل کے شر سے بچانا یہ اعلیٰ درجے کی خدمت ہے اور اگر اخلاص کے ساتھ ہو تو اس پر بڑے اجر کی توقع ہے اسی طرح وہ عملیات جن میں عقیدہ کا فساد لازم ہو اس کا کرنے والا ایمان سے نکل جاتا ہے جبکہ بعض عملیات میں ستاروں کا اثر مان لیا جاتا ہے یہ شرک ہے۔

روحانی اصلاح کے لئے اپنے شیخ سے تعلق:

روحانی اصلاح کے لئے صرف اپنے شیخ سے تعلق رکھیں کبھی کسی اور پر اپنا حال ظاہر نہ کریں اس سے بعض دفعہ سخت نقصان ہو سکتا ہے اس کو توحید مطلب کہتے ہیں اس کی مثال ایسے ہے کہ بیماری کا علاج بھی

Marfat.com

ممکن ہوتا ہے کہ صرف ایک ہی ڈاکٹر سے علاج کرایا جائے کثرت رائے باعث تشویش ہونے کی وجہ سے قابل عمل نہیں رہتی۔

چار حق مرشد کے ہیں رکھ ان کو یاد
اطلاع و اتباع و اعتقاد و انقیاد
(مجذوبؒ)

اکتفاء بر ضروریات:

اصطلاح فن سلوک میں ایسے شخص کو جو عبادات جوارح میں سے محض ضروریات پر کفایت کرے باقی اوقات ذکر وفکر مراقبہ میں مشغول رکھے قلندر کہتے ہیں کیونکہ اکتفاء علیٰ الضرورت تو حدیث شریف میں منصوص ہی ہے اور دوام ذکر وفکر صحابہ رضی اللہ عنہم کا قرآن سے معلوم ہے (التکشف ص ۴۵۸)

ذکر میں ضرب کی حکمت:

حضرت ابی بن کعبؓ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری یہ حالت دیکھی جو مجھ پر غالب ہو رہی تھی (یعنی وسوسہ تکذیب) آپؐ نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا میں پسینہ پسینہ ہو گیا۔ (مسلم شریف) ذکر میں ضرب کی حکمت یہی ہے کہ قلب میں اثر پہنچے حدیث شریف میں بھی اس ضرب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی غرض تھی اور اس میں کوئی معتدبہ فرق نہیں کہ اپنی ضرب سے قلب میں اثر پہنچے یا دوسرے کی ضرب سے۔

قیامت کے دن کا طول:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دن کی نسبت جس کی مقدار یا طول پچاس ہزار سال ہوگی (مراد قیامت کا دن) براہِ تعجب پوچھا گیا کہ اس دن کا کس قدر طول ہوگا آپؐ نے فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ وہ دن اہلِ ایمان پر ایسا ہلکا ہوگا کہ فرض نماز جو دنیا میں پڑھتا ہے اس سے بھی ہلکا ہوگا (بیہقی التکشف ص ۴۶۲)

Marfat.com

شجرہ پڑھنے کا فائدہ:

جس طرح تمام مخلوقات میں شیخ سالک کے لئے سب سے زیادہ مفید ہوتا ہے اس طرح اپنا وہ سلسلہ جس کے ذریعہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملتا ہے سالک کے لئے انتہائی مفید ہوتا ہے کیونکہ شیخ کا محسن اس کا شیخ اور پھر اس کا محسن اس کا شیخ ہوتا ہے تو جب سالک اپنا شجرہ پڑھتا ہے تو اس کے ذریعے اپنے رب سے محبت اور نسبت طلب کرتا ہے جو انتہائی مقبول دعا بن جاتی ہے یعنی یہ سلسلہ اس کے لئے ہدایت کا وسیلہ ہے تو یہی سلسلہ اس کے لئے رب سے مانگنے کا بھی وسیلہ ہو سکتا ہے۔

دجال کا خروج:

نواس بن سمعان سے ذکر دجال میں روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ دجال کے زمین میں رہنے کی کتنی مدت ہے۔ فرمایا چالیس دن ایک دن برس روز کے برابر ہوگا اور ایک دن مہینہ کے برابر اور ایک دن ہفتہ کے برابر اور باقی ایام تمہارے معمولی دنوں کے برابر ہوں گے۔ (مسلم شریف ص ۴۶۱)

Marfat.com

فریادِ مجذوبؒ

اُدھر تو دَر نہ کھولے گا اِدھر میں دَر نہ چھوڑوں گا
حکومت اپنی اپنی ہے کہیں تیری کہیں میری
جو ہارا ہوں کسی سے میں تو ہارا ہوں مقدر سے
جو ٹوٹی ہے کہیں ہمت ٹوٹی ہے یہیں میری
تمنا ہے کہ اب ایسی جگہ کوئی کہیں ہوتی
اکیلے بیٹھے رہتے یاد ان کی دلنشین ہوتی
ذرا دیکھ تو تم انصاف سے مجذوب کی ہیت
محبت کے ریاکاروں کی یہ صورت نہیں ہوتی
یہ عالم عیش وعشرت کا یہ حالت کیف ومستی کی
بلند اپنا تخیل کر یہ سب باتیں ہیں پستی کی

☆☆☆☆☆

تکیہ جائز ہے جب اس قصد سے آرام کریں
تازہ دم ہو کے جو اٹھیں تو بہت کام کریں
نہیں جائز جو یہ نیت ہو کہ بس سوسو کر
شام سے صبح کریں صبح سے پھر شام کریں
سونے والے کبھی مرقد میں بھی سُونا ہوگا
کہ جہاں کوئی نہ تکیہ نہ بچھونا ہوگا
وہ بارگاہ عالی خود سب سے ہے مستغنیٰ
آئے جسے آنا ہے جائے جسے جانا ہے

Marfat.com

جو آگ کی خاصیت وہ عشق کی خاصیت
اِک سینہ بہ سینہ ہے اِک خانہ بہ خانہ ہے
کر فضل کہ نسبت ہے سرکار دو عالم ﷺ سے
اور اس سے میں بیعت ہوں جو قطب زمانہ ہے

☆☆☆☆☆

دشمن کی تباہی کے لئے:

سورۃ یٰسین ٥ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ تک پڑھو پھر . شَاهَتِ الْوُجُوْهُ . شَاهَتِ الْوُجُوْهُ شَاهَتِ الْوُجُوْهُ

تین بار یہاں دل میں اپنے دشمنوں کا خیال رکھے کہ تباہ ہو جائیں۔ حاجت پوری ہونے تک دوام سے پڑھے۔

بچوں کی تعلیم و تربیت کے اوقات

(۱) دودھ چھڑانے کی عمر: دو برس

(۲) مکتب میں بیٹھانے کی عمر: چار برس

(۳) نماز سکھانے کے لئے عمر: سات برس

(۴) روزہ رکھنے کی تعلیم و عادت: دس برس

(۵) بلوغ اور نکاح کے لئے عمر: پندرہ برس

تفکر:

ایک گھڑی کا فکر سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے اس سے وہ فکر مراد ہے جو مشاہدہ تک لے جانے کا ذریعہ بنے کہ سالک کو تقویٰ اور مزید ذکر پر آمادہ کرے۔ اور جو سالک بگڑ گئے ہیں وہ واقع میں مقصود تک

Marfat.com

پہنچے ہی نہ تھے گو بظاہر نظر میں واصل سمجھے جاویں۔اور ظاہر بدوں باطن کے قابل اعتماد نہیں اور مقصود اعمال سے ان کے حقائق و معانی ہیں۔(ص ۲۵۷) اور دوسرے کے نفع کے لئے اپنے کو دینی ضرر پہچانا یا ایسا دنیوی ضرر برداشت کرنا جس کا انجام دینی ضرر ہو یہ ممنوع ہے (تشریح قرآن) حضرت رائے پوریؒ فرماتے زمانہ کے انقلاب کا بہانہ ہے اخلاص اور کمال کہیں مخفی و مستور نہیں رہ سکتے جب یقین کامل نصیب ہو جاتا ہے اس وقت ایمان تقلیدی سے نکل جاتا ہے اور مشاہدہ کا ایمان نصیب ہوتا معرفت حاصل کرنے کے لئے صحبت صالحین کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کی محبت کو فرض قرار دیا گیا ہے جس کے لئے کثرت ذکر اور اہل اللہ کی صحبت ضروری ہے۔(رائے پوریؒ)

علوم اشیاء کے احکام اغراض سے منسلک ہیں:

عارفانہ اور عالمانہ عقیدہ اگر مشاہدہ کی طرح بن جائے تو اس سے بڑھ کر مستحکم ایمان اور کونسا ہوتا ہے ہاں اگر علوم دینوی اور مباحث دینی کو حصول دولت کا ذریعہ یا مکروفریب کا جال یا فحاشی اور عیاشی کا آلہ یا محض تفریحی مشغلہ بنالیا جائے تو یقینا نا قابل عفو جرم ہے اسی طرح ہر وہ علم جس کو اصطلاح خاص میں دینوی کہا جاتا ہے دینی ہے بشرطیکہ اُس کی غرض دینی ہو۔اشیاء کے احکام اغراض کے اختلاف سے مختلف ہو جاتے ہیں۔دینوی یا دینی ہونے کا فیصلہ نصب العین پر مبنی ہے اور ظالم کو کسی حکمت کی وجہ سے مہلت دیئے رکھی ہے۔اللہ تعالیٰ کے قبضہ سے کوئی چیز باہر نہیں۔اللہ حکیم ہیں لہذا مہلت کسی حکمت پر مبنی ہے اور جنت میں رویت باری تعالیٰ کے لئے نظر کو دنیا میں تیار کرنا ہے۔دنیا میں جس قلب نے مجاہدات سے نور اور بصیرت حاصل کر لی ہے اس کی نظر جنت میں روایت باری تعالیٰ کرے گی کہ حدیث شریف سے ثابت ہے اور رہے وہ لوگ جنہوں نے دنیا میں بصیرت قلبی حاصل نہیں کی وہ تو دنیا میں بھی اندھے ہیں اور آخرت میں بھی راستہ سے دُور بھٹکے ہوئے ہوں گے۔

اصل کیفیت یقین کا پیدا ہو جانا ہے:

اصل کیفیت یقین ہے ایک دفعہ فرمایا کمرے میں اندھیرے میں شیر ہے۔نظر نہیں آتا ایک آدمی وہاں ہے وہ بے خبری میں بے فکر بیٹھا ہے اچانک روشنی ہوئی۔شیر اس کو نظر آ گیا اس پر خوف طاری ہو جائے گا

Marfat.com

اسی طرح یقین نصیب ہونے کے بعد خوف خدا آجاتا ہے اور یہ خوف خدا بنیاد ہے تمام اعمال حسنہ کے کرنے کی اور تمام اعمال بد سے بچنے کی حضرت کے نزدیک استدلال یقین کا وجدانی اور ذوقی یقین میں تبدیل ہو جانا اصل چیز تھی اس کا نتیجہ پھر یہ ہو جاتا ہے کہ ساری دنیا بھی خدا کی ہستی کا انکار کرے تو یہ وجدانی یقین والا شخص کبھی بھی انکار نہیں کرتا۔ (رائے پوری" ص ۳۲۳) اور اخلاق میں سب سے بدتر عیب عجب و خود پسندی ہے اور کبر ہے جس کو مصلحین اُم الا امراض قرار دیتے ہیں اور اس کے برعکس تواضع ہے جو کبر کی ضد ہے تمام اخلاق حمیدہ اور اوصاف حسنہ کا منبع ہے اور اپنی ہمت اور کوشش کو مصروف کرنا مال وجاہ کی کثرت کی طرف یہ اصل تمام برائیوں کی ہے اور مال وجاہ کا محبت رکھنے والا دل وزبان کے گناہوں کے چھوڑنے پر قادر نہیں ہوتا اور بدوں طلب اور حرص کے مال وجاہ کا زیادہ ہو جانا اور اگر وہ جاتا رہے تو اس کا غم نہ ہونا ایسے مال وجاہ کا کچھ مضائقہ نہیں (احیاء العلوم ۳/۳۴۶) اور جو بندہ اپنے بھائیوں کے پاس جانے کے وقت اپنے آپ کو بنالیتا ہے اللہ اس کو اچھا جانتا ہے (الحدیث) ایسا کرنا عبادت ٹھہرا۔ (احیاء العلوم ۳/۳۴۶)

شیخ کے ارشادات کی اتباع:

شیخ کے فرمانے پر (یعنی اجازت ہونے پر) کہ کوئی اللہ کا نام سیکھنے آئے یعنی توبہ کرنے کے لئے آئے تو توبہ کرادیا کرو بلا کسی خیال کے اور جھجک کے توبہ کرادینا چاہئے ورنہ تمہاری ترقی رُک جائے گی۔ اس طرح توبہ کرانے والے کی بھی توبہ ہو جاتی ہے توبہ کرانے والا بزرگی کا ٹھیکیدار نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے جس کو توبہ کرائی جارہی ہے وہ توبہ کرانے والے سے بڑھ جائے بس اپنی توبہ کے خیال سے فوراً توبہ کرادینی چاہئے یا اور یہ بات تاکیداً فرمائی (رائے پوری" مکتوبات ص ۱۷) اور اسلام کی نگاہ میں بدتری و برتری کا مدار انجام پر ہے اور کون کسی کافر فرنگ یا کتے کے مقابلہ میں یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ میرا انجام اس سے بہتر ہوگا اور دلوں کو متقی بنانا دین کا کام ہے انسان کا نہیں۔ اور غرور۔ بے جا غصہ۔ حسد۔ کینہ۔ نفاق۔ بدخلقی دنیا کی محبت اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ میں کمی دوسروں سے دل کی لگاوٹ اور اسی طرح کی دوسری نفسانی خباثتیں بہر حال ہر وقت حرام ہیں اور اللہ کا طریقہ یوں جاری ہے کہ امراض باطنی سے تزکیہ (رفتہ رفتہ) اہل دل

Marfat.com

اور مقدس نفوس والوں کی صحبت اور مختلف ریاضتیں کرنے سے ہوتا ہے یکدم نہیں ہوتا اور جو شخص ازالۂ امراج کے طریقہ کی جستجو میں لگا رہے گا اور اندرونی بیرونی خباثتوں کو دور کرنے کی امکانی کوشش کرتا رہے گا خواہ وہ درجہ کمال تک نہ پہنچا ہو مگر چونکہ ادائے فرض کر رہا ہے اس لئے امید ہے کہ اللہ اس کمی کو معاف کردے گا جس کو پورا کرنا اختیار سے باہر ہے (مظہری ۲/۳۱۸) دعا: اے اللہ اپنے مقدورات میں ہم پر لطف فرما (مہربانی فرما) اور ہمیں حسنِ تدبیر سے راہ پر لگا۔ (آمین)

حیات انبیاء علیہ السلام:

حیات انبیاء علیہ السلام کا مسئلہ بالکل واضح بے غبار اور امت کا اجماعی عقیدہ رہا ہے۔ لیکن ناس ہو۔ خودرائی وخودروی اور اسلاف بیزاری کا کہ اس نے تحقیق کے نام پر جہالت اور سنت کے نام پر بدعت کو رواج دیا۔ اور برا ہو اختلاف اور فتنوں کا یہ دنیا ہے اور دنیا کے مزاج میں داخل ہے کہ یہاں ہر دور میں کج فہم۔ کجرو، کج بحث موجود ہوتے رہتے ہیں زبان بند کرنا تو اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت میں ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے جسد اطہر کے سلامت زمین پر آنے سے حیات بعد الوفات کا جو بھی انکار کرتا وہ قرآن کے معارف اور علوم سے ناواقف ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر اس کو حرام قرار دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہ السلام کے جسموں کو کھائے۔

مراقبہ:

اپنی خلوتوں اور اپنی جلوتوں میں اپنے رب عز وجل کا مراقبہ رکھو۔ اللہ کا ہر وقت تم کو دیکھتے رہنے کا دل سے دھیان رکھنا مراقبہ ہے۔ ذاکر وہی ہے جو اپنے قلب سے اللہ کا ذکر کرے اور جو قلب سے ذکر نہ کرے وہ ذاکر نہیں ہے۔ زبان تو قلب کی غلام اور خادم ہے۔ (اور اعتبار آقا کا ہے نہ غلام کا) (فیوض یزدانی ص ۱۲۷)

Marfat.com

مسٹر اور مُلا کی نوک جھونک

مسدس از حضرت عزیز الحسن مجذوبؒ

کہاں اب حق پرستی نیچریت آگئی سب میں
کسی کا کفر مخفی ہے کوئی کافر ہے اعلانی
تیری دوکان اونچی ہے مگر پکوان پھیکا ہے
میرا سودا کھرا ہے گو نہیں ہے اوج دکانی
میرا مذہب ہے قرآن و حدیث اور تیرا خودرائی
تیری ہے ناپ آنکل کی میری ہے تول میزانی
تیرا مذہب ہے دنیا تو مقلد اہل یورپ کا
میرا مسلک ہے تقلید رسول پاک عدنانی
نظر بر عاقبت یہ سب میرے سامان راحت ہیں
تیری شکستہ خاطری مردہ دلی، افسردہ ارمانی
قناعت نے مجھے اسودہ قلبی بخش رکھی ہے
ترقی کر ترقی کر مگر حد سے نہ بڑھ مسٹر
نظر ہے صرف دنیا پر تیری اِک آنکھ کانی ہے
جو غیرت دار ہوتا ڈوب مرتا ایک چلو میں
نہیں تجھ پر اثر گو سر سے اونچا ہو گیا پانی
یہی دُھن ہے ترقی کی پھر کیا ہے ڈکیتی ہے
نہیں جب خوف ربانی تو کیوں ہو خوف سلطانی
لگالے زور جتنا جس میں ہو اور جس کا جی چاہے
ذرا میں بھی دیکھوں پہلوانی پہلوانوں کی

Marfat.com

والدین کی فرمانبرداری:

فرمایا جو فرماں بردار اپنے والدین کی طرف رحم و (شفقت) کی نظر سے دیکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر بار کے عوض اس کے لئے ایک حج مقبول کا ثواب ضرور لکھ دیتا ہے۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین نے عرض کیا خواہ ہر روز سو بار دیکھے (فرمایا ہاں) اللہ اس سے بھی بڑا اور پاک ہے۔ اور جس گناہ کو اللہ چاہتا ہے قیامت پر اس کے عذاب یا مغفرت کو ٹال دیتا ہے۔ سوائے ماں باپ کی نافرمانی کے۔ ماں باپ کی نافرمانی کی سزا تو مرنے سے پہلے اسی زندگی میں فوراً دے دیتا ہے (الحدیث)

حضرت ابن عباسؓ راوی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن جن کو جنت کی طرف سب سے پہلے چلایا جائے گا وہ وہی لوگ ہوں گے جو دکھ سکھ ہر حالت میں اللہ کی بہت زیادہ حمد و ثنا کرتے ہیں (الحدیث)

مقام بدلنے کی وجہ سے نماز کی فضیلت:

رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنے گھر کے اندر آدمی کی نماز ایک نماز کے برابر ہے اور محلہ کی مسجد میں ایک نماز پچیس نمازوں کے برابر ہے۔ اور جامع مسجد میں پانچ سو نمازوں کے برابر ہے اور مسجد اقصیٰ میں ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے اور میری مسجد میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے اور مسجد حرام میں ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے (ابن ماجہ مظہری ۲/۳۰۰) جو شخص دونوں حرموں میں سے کسی میں مرے گا قیامت کے دن دوزخ سے بے خوف اٹھے گا (مظہری ۲/۳۰۳) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی موقوف روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرو جیسا حق ڈرنے کا ہے (مطلب یہ ہے) کہ حق تقویٰ کا یہ مطلب ہے کہ (۱) اللہ کے احکام کی اطاعت کی جائے (۲) نافرمانی نہ کی جائے۔ شکر کیا جائے۔ ناشکری نہ کی جائے (۴) اس کو یاد رکھا جائے فراموش نہ کیا جائے اور امراض باطنہ سے نفس کو پاک صاف کرنے اور مکارم اخلاق کا اہتمام کیا جائے اور خشیۃ اللہ اور ذکر دوامی سے قلب و نفس کو آراستہ کرنے کا حکم پورا کیا جائے۔ اور حضرت انسؓ کا قول ہے کہ بندہ اس وقت تک حق تقویٰ ادا نہیں کرتا جب تک اپنی زبان کی نگہداشت نہ کرے (ص ۲/۳۱۷)

Marfat.com

حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب نور اللہ مرقدہٗ

حمد باری تعالیٰ

باطن میں میرے یا رب بس جائے یاد تیری
ہر دم رہے حضوریٔ دل ہو مقام تیرا
دل کو لگی رہے دُھن لیل و نہار تیری
مذکور ہو زباں پر ہر صبح و شام تیرا
سینہ میں ہو منقش یا رب کتاب تیری
جاری رہے زباں پر ہر دم کلام تیرا
دنیا سے اس طرح ہو رخصت غلام تیرا
ہو دل میں یاد تیری ہو لب پہ نام تیرا
رگ رگ میں مرتے دم ہو صدق یقین کے باعث
تیرے نبیؐ کی وقعت اور احترام تیرا
منکر نکیر آکر دے جائیں یہ بشارت
تجھ کو رہے مبارک حُسنِ ختام تیرا
رحمت سے بخش دینا میرے گناہ سارے
روزِ جزا نہ دیکھوں میں انتقام تیرا
اپنے کرم سے کرنا مجھ کو بھی ان میں شامل
جن پر عذاب یا رب ہوگا حرام تیرا
دینا جگہ مجھے بھی بندوں میں خاص اپنے
جب منعقد ہو یا رب دربار عام تیرا

Marfat.com

محشر میں ہو پہنچ کر اس تشنہ لب کو حاصل
تیرے نبیؐ کے ہاتھوں کوثر کا جام تیرا
لئے جاؤں گا عمر بھر نام تیرا
ہے سننا نہ سننا کام تیرا
دونوں جہاں کا دکھڑا مجذوب رو چکا ہے
اب آگے فضل کرنا یا رب ہے کام تیرا

نعت

سوئے مدینہ جانے کا مقدور ہو گیا
سامانِ راحت دل رنجور ہو گیا
جس کا خدا کو بخشنا منظور ہو گیا
اس کو مدینہ جانے کا مقدور ہو گیا
جس دم تصورِ رخ پُر نور ہو گیا
سینہ تمام نور سے معمور ہو گیا
خطۂ عرب کا نور سے معمور ہو گیا
سارا اندھیرا کفر کا کافور ہو گیا
کیا فیض تھا کہ پڑ گئی جس پر بھی اِک نظر
رشک جنید و شبلی و منصور ہو گیا
ہر قول و فعل حضرت محبوب کبریا
تا حشر خلق کے لئے دستور ہو گیا
یا جان لینے آیا تھا قاتل حضورؐ کی
یا اپنی جان دینا بھی منظور ہو گیا

Marfat.com

کیا حد ہے فیض شافع محشر تو دیکھئے
مجھ سا گنہگار بھی مغفور ہو گیا
سارا بدن حضورؐ کا جب نُور ہو گیا
پھر دُور کیا ہے سایہ اگر دُور ہو گیا
وہ نورِ حق جو قبر میں مستور ہو گیا
ہر ذرہ زمین لحد طُور ہو گیا
حضرتؐ کا جس مقام پر مذکور ہو گیا
ہر سُو ملائکہ سے وہ محصور ہو گیا
دشمن بھی مان لینے پر مجبور ہو گیا
بے اختیار خم سرِ مغرور ہو گیا
اِک دم نظر جو گنبدِ خضرا پہ جا پڑی
سارا سفر کا رنج و تعب دُور ہو گیا
سب نعت ہی ہے جس کی بھی تعریف کیجئے
صلی علیٰ جو کہنے کا دستور ہو گیا
اب بعد نعت ہرزہ سرائی کا منہ نہیں
مجذوب شعر کہنے سے معذور ہو گیا

Marfat.com

اَلْحَمْدُ اللهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

علمائے دیوبند اصلی سلفی ہیں:

حضرت مفتی محمود صاحبؒ فرماتے کہ میں نے بندوق کے شکار کی حلت وحرمت پر تحقیق کی! تو بہت سارے حلت کے دلائل میرے سامنے آگئے میں نے اِن کو تحریری شکل میں جمع کر لیا لیکن ہمارے اکابر کی تحقیق یہ ہے کہ بندوق کا شکار حرام ہے۔اس لئے میں نے اپنے تحریر کردہ دلائل جلاڈالے۔تاہم مسلسل غور وفکر کے ساتھ۔ بعد میں حقیقت منکشف ہوئی تو پتہ چلا کہ میں جن کو دلائل سمجھتا رہا وہ اصل دھوکہ تھے۔ جو مزید غور وفکر کرتا رہا۔ دُور ہوگئے۔اس لئے اصلی سلفی تو ہم ہیں کہ ہماری تحقیق کی بنیاد اسلاف سے بدگمانی و بداعتمادی اور ذہنی آوارگی نہیں۔ بلکہ اسلاف کے ساتھ موافقت اور نظریاتی وابستگی اور اعتماد علی السلف ہے اس لئے ہر دیوبندی اعتماد علی السلف کی وجہ سے سلفی ہے اور جو اس معنی میں سلفی نہیں وہ دیوبندی بھی نہیں

(الخیر بحوالہ مولانا محمد امین صفدرؒ)

لہذا اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہم جو تصوف اور اصلاح باطن کے کام کو اپنے بزرگوں کی اجازت سے عوامی سطح پر جو شروع کیا ہے تو اپنی طرف سے پوری کوشش ہوتی ہے کہ رائے پوری حضرات کے مسلک سے ذرہ برابر بھی اِدھر اُدھر نہ ہو جس پر سلسلہ کے اکابر اور ان کے متبعین خصوصا شیخ المشائخ سند الاولیاء حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب (چک گیارہ ایل) حضرت سید میر گوہر علی صاحبؒ اور حضرت اقدس حلم وقار کے پیکر مولانا عبدالرحمان صاحبؒ (دریا خاں ضلع بھکر) والے اپنی مبارک زندگیاں گزار گئے۔ اس کی اپنی ہمت وسعت اور معلومات کے ادارے میں ترجمانی اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے حفاظت کروں۔ تاہم مزید قلبی اطمینان کے لئے سرپرستی کی عنایات کے لئے حضرت سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے ہاں حاضری دیتا ہوں اور ان ہی گدڑیوں سے ہیرے جواہرات نصیب ہوتے ہیں۔ بھائی تصوف یا علم الحسان ہی اصل مغز ہے سارے دین کا اور ذریعہ ہے قرآن وحدیث پر عمل کرنے کا اور اسی طریق کو اختیار کر کے اہل اللہ صوفیاء حضرات نے اللہ تعالیٰ اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے منشاء کو پایا۔ حُب جاہ ومال کے جراثیم جس کو لگ جائیں اس کی عاقبت تباہ برباد ہو جاتی ہے اور اس مادی دور میں

Marfat.com

ان بیماریوں سے بچنا اہل اللہ کی صحبت کے بغیر ناممکن ہے۔مذہب کا معنی راستہ ہوتا ہے۔اور راستہ خود مقصود نہیں ہوتا بلکہ کسی مقصد تک پہنچنے کے لئے بنایا جاتا ہے اور صراط و مذہب وہ راستہ ہے جو رات دن چلے ہمارا مذہب (مسلک) حنفی اور منزل رضائے الٰہی کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

گمراہی کی پہلی سیڑھی علماء سے وحشت ہے جب انسان گناہ کرتا ہے تو اس کو علماء سے وحشت ہونے لگتی ہے اور علماء سے دور رہنا شروع ہو جاتا ہے اور علماء سے دور رہنا یہ پہلی منزل ہے اللہ والوں سے دوری کی اللہ والوں سے دور رہنا یہ منزل ہے گمراہی کی۔

جب علماء سے نفرت ہو جائے تو یہ نفرت بڑھتے بڑھتے عداوت کی صورت اختیار کر لیتی ہے یہ انتہائی خطرناک ہے۔پھر اللہ والوں کے قریب ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا حتیٰ کہ ایسے شخص کو صحابہ کرامؓ اور فقہاءؒ و صوفیاء حضرات سے عداوت ہو جاتی ہے اس عداوت کے بعد ایسے شخص کو علماء فقہاء اور صوفیاء میں خامیاں نظر آتی ہیں خوبیاں نظر نہیں آتیں۔یہ گمراہی کی آخری حد ہے۔آج یہی تعصب، حسد۔نفرت اور بغض و کینہ اصل بگاڑ کا ذریعہ ہے، گمراہی سے واپسی میں پہلا قدم توبہ و استغفار ہے یعنی اللہ والوں کی طرف لوٹنا ان سے رجوع کرنا اور پھر بزرگوں کی عقیدت دل میں پیدا کرنا ہے پھر عقیدت پختہ ہوتی جائے گی اور ہدایت پختہ ہوتی جائے گی۔راہ ہدایت پر استقامت کے لئے دلائل کافی نہیں بلکہ اہل اللہ سے روحانی تعلق بھی ضروری ہے۔

بڑے وثوق سے دنیا فریب دیتی ہے
بڑے خلوص سے ہم اعتبار کرتے ہیں
نہ گل اپنا نہ خار اپنا نہ ظالم باغباں اپنا
بنایا آہ کس گلشن میں ہم نے آشیاں اپنا
یاد رکھو تو دل کے پاس ہیں ہم
بھول جاؤ تو فاصلے ہیں بہت

(الخیر مولانا محمد امین صفدر)

فالحمد اللہ علی ذالک

Marfat.com

دیو بندیوں کو دیکھنے سے بھی دوسرے پر اثر ہوتا ہے۔

چونکہ قرآن میں یہ اثر ہے کہ خالی الذہن کو اس کی طرف خواہ مخواہ کشش ہوتی ہے۔ (بشرطیکہ سننے والا عربی جانتا ہو) اس لئے کفار قرآن سنتے ہی نہ تھے کہ کہیں ہدایت نہ ہو جائے بلکہ جب قرآن پڑھا جاتا وہ لوگ شور وشغب کرنے لگتے یا کانوں میں انگلیاں دے دیتے اسی طرح اہل باطل اپنے لوگوں کو ہماری جماعت کے اختلاط سے روکتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ان دیو بندیوں کے تو پاس جانے اور ان کی صورت دیکھنے سے بھی دوسرے پر اثر ہوتا ہے۔ اور دیو بندیوں کا رنگ ایسا پختہ ہوا ہے کہ اس پر دوسرا رنگ چڑھتا ہی نہیں ہے اور یہ ہر رنگ پر جلدی سے چڑھ جاتا ہے اسی لئے اہل باطل اپنی جماعت کو دیو بندیوں سے روکتے ہیں ان لوگوں کی ایسی مثال ہے جیسے مریض یوں کہے کہ ہمیں تو صحت مرغوب نہیں بلکہ مرض ہی مرغوب ہے اسی طرح لوگوں کی طاعات میں لگ جانے سے ڈرتے ہیں تو آسان طریقہ اسکا یہ ہے کہ اپنے اندر محبت پیدا کرلو پھر طاعت میں لگنا اور معاصی سے بچنا آسان ہو جائے گا یعنی مالک سے محبت ہو جانے سے یہ خود ہی سب معاصی کو چھڑا دے گی اور یہ بھی لازم نہیں کہ پہلے معاصی کو چھوڑ دو تب محبت حاصل کرو بلکہ تم جس حال میں ہو اسی حال میں آ جاؤ۔ اور بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کرو انشاء اللہ اس حال میں بھی محبت پیدا ہو جائے گی۔ پھر یہ خود ہی معاصی کو بھی جلا کر رکھ دے گی حضرت شیخ حاجی امداد اللہ مکی کا یہی طرز تھا کہ وہ اول طالب کے اندر محبت پیدا کرتے تھے پھر اعمال وغیرہ کی اصلاح کرتے تھے یہی طرز حکیم الامت حضرت تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے اختیار کیا تو محبت قائد ہے اس سے انسان خود بخود بہت جلد حق تعالیٰ تک کھینچا چلا جاتا ہے اور خوف سائق ہے وہ پیچھے سے ہانکتا ہے کہ گو جی نہ چاہے مگر زبرستی چلنا پڑتا ہے جسے کافروں کے بارے قرآن میں آیا ہے کہ وہ جہنم کی طرف باوجود کراہت کے پیچھے سے ہانک کر لے جائے جائیں گے جیسے جانوروں کو لیجایا کرتے ہیں۔ بس محبت اور شوق پیدا کرو اس سے پریشانیاں دفع ہو جائیں گی تو محبت پیدا کرنے کے لئے دو چیزیں ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کی نعمتیں یاد کیا کرو (نعمتوں کا مراقبہ) اس سے محبت پیدا ہوگی۔ کیونکہ نعمت کا خاصا ہے جذب کا منعم کے احسانات کو یاد کر کے خواہ مخواہ اس طرف کشش پیدا ہوتی ہے دوسری بات یہ ہے کہ اہل محبت کی صحبت اختیار کرو اس کو دخل عظیم ہے محبت حق کے پیدا ہونے میں اس کے بعد پھر انشاء اللہ موت کا خوف دل میں اصلاً نہ رہے گا بلکہ کسی وباء و بیماری وغیرہ کا فکر بھی نہ رہے گا اس لئے کہ غلبہ محبت کے بعد موت کا اشتیاق بھی غالب ہو جاتا ہے بس اصل محبت ہو جانے کے بعد طاعات اور ترک معاصی کا کام آپ خود کریں گے۔

Marfat.com

حقیقت موت:۔

لوگوں کو موت کی حقیقت معلوم نہیں۔اگر حقیقت موت کا بار بار مراقبہ کیا جائے تو یہ خوف بہت کم ہو جائے۔اور یاد رکھو موت صرف جسم عنصری کو آتی ہے روح کو موت نہیں آتی اور اب سمجھو کہ لذات سے متمتع ہونے والا کون ہے کیا آپ کے نزدیک یہ بدن ہے ہرگز نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ روح متمتع ومتلذذ ہوتی ہے اور جسم اس کا بمنزلہ آلہ ومرکب کے ہے اور یہ روح موت کے بعد اس عالم کے لذات سے متلذذ ہوتی ہے تو اصل میں انسان کے جسم کے اجزاء "میں" نہیں اصل "روح" ہے اور حقیقت میں روح ہی ہے سب کچھ ہے۔اور اس پر موت نہیں آتی بلکہ وہ بجنسہ موت کے بعد اپنے حال پر رہتی ہے اور اب بجائے اس جسم کو جو موت کے بعد فناء اور شکستہ ہو جاتا ہے روح کا مرکب دوسرا جسم بنتا ہے جسکو جسم مثال کہتے ہیں اب اس جسم کے ذریعے سارے فائدے اور نقصان حاصل کرتی ہے۔تو یہ بات حقیقت ہوئی انسان کی کہ موت کے بعد بھی وہ اپنے حال پر رہتا ہے اسکی قوت وصفات میں کچھ کمی نہیں آتی بلکہ پہلے سے بھی کچھ ترقی ہی ہوتی ہے اور موت کے بعد جسم مثالی مرکب بنتا ہے جو اس جسم عنصری سے لطیف اور قوی تر ہے وہ سب لذات سے منقطع ہوتا ہے جس کے مقابلہ میں یہاں کی لذات ہیچ ہیں (موت کا مراقبہ) موت کا تصور کر کے کہ مرنے کے بعد اس عالم میں تو نعمتیں ملیں گی کھانا بھی پینا بھی سیر وتماشا بھی ملاقات احباب بھی مکانات اور بلغات بھی اس حقیقت کا مراقبہ کر کے موت کا دھیان کرو تو انشاء اللہ موت سے وحشت نہ ہوگی۔بلکہ اس کا شوق پیدا ہو جائے گا اور موت تو تحفۃ المومن ہے (الحدیث) یعنی موت رغبت کی چیز ہے گھبرانے کی چیز نہیں البتہ موت کی ایک فکر ہے کہ اپنے گناہوں سے اندیشہ ہوتا ہے یہ فکر اچھی ہے یہ تو ضرور ہونا چاہیے۔اور موت کے طبعی فکر کو مغلوب کرنے والی دو چیزیں ہیں ایک تو عقل ہے۔اس سے کام لو دوسری چیز دین ہے اسکو غالب کرو۔اگر دینداری حاصل ہو تو پھر موت سے بجائے وحشت کے محبت کے اثرات عجیب ہیں حق تعالیٰ نے حضور ﷺ کو یہ مراقبہ تعلیم فرمایا ہے "واصبر لحکم ربک فانک باعیننا" ترجمہ: اپنے رب کے فیصلے پر صبر کیے رہو۔اور استقلال سے جے رہو کیونکہ آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے بتلا دیا ہے کہ جو کچھ آپ کے ساتھ برتاؤ ہو رہا ہے ہم سب دیکھ رہے ہیں اس مراقبہ کا یہ اثر لازمی ہے کہ کلفت مبدل بہ

Marfat.com

لذت وراحت ہو جائے گی۔

ڈونگی نظرے مڑ مڑ دیکھو لگھ نہ جاوے ترکے ❊ جے کوئی سہو خطائی ہوئے بخشو تے بخشاؤ (میاں محمد بخش)

معتقد فیہ کی عظمت کا حق ادا کرنا ضروری ہے:

جب کسی نے ایک شخص کو اپنے اعتقاد میں معظم سمجھ لیا ہے تو پھر وہ اب اپنے اعتقاد و عظمت کا حق کیوں نہیں ادا کرتا اپنے اعتقاد کے خلاف اس کے ساتھ کیوں معاملہ کرتا ہے مجھ کو تو واللہ اس تصحیح معاملہ کی تعلیم کرتے ہوئے بھی نہایت خجلت ہوتی ہے مگر بضرورت اصلاح کرنا پڑتی ہے کہ اسی لئے جمع ہوتے ہیں۔ اور موت سے پہلے اصلاح ہو جائے کہ موت کے بعد والی ذلت و رسوائی سے بہت بہتر ہے پھر بعض شخص کے عرصہ تک بزرگوں کی صحبت میں رہنے کے باوجود مجلس کے آداب اور خاص کر سالک کے لئے آداب اہمیت کے خلاف ہی کرتے رہنے سے دوسروں کے لئے مضر اور نقصان دہ ہوتا ہے جس کی اعلانیہ اصلاح کی ضرورت ہوتی ہے پھر یہ بات بھی عرض کردوں کہ شیخ کے پاس رہنے سے اصلاح نہیں ہوتی بلکہ مناسبت پیدا ہوتی ہے اصلاح کے لئے اپنے امراض کو پیش کرنا اور شیخ کے جوابات سمجھ کر ان پر عمل کرنے کا سلیقہ پیدا ہوتا ہے شیخ کے پاس محض ملاقات کے لئے آئیں تو جس طرح چاہئیں چلے آئیں لیکن اگر اصلاح کے ارادہ سے آئیں تو مجموعی طور پر نہ آئیں بلکہ ہر شخص تنہا آئے ورنہ نفع نہ ہوگا کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ ہر شخص کے ساتھ اس کے مناسب حال برتاؤ کرنا چاہیے اگر کسی کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنا ضروری ہوا تو اس کو اپنے ساتھیوں میں شرمندگی ہوگی بس انفرادی اصلاح کے لئے الگ الگ آنا ہی ٹھیک ہے۔

بھائی آنے والوں کی تسلی کے لئے اور اشاعت طریق کے لئے اللہ والے حریص رہے ہیں بشرطیکہ سچے طالبین کا مجمع ہو اور شیخ کو اشاعت طریق کا حریص ہونا ہی چاہیے اور جب تک شیخ یا استاد سے دلی محبت و تعلق نہیں ہوگا اس کی چھوٹی سے چھوٹی بات پر بھی اعتراض ہوگا اور بزرگوں نے عقیدت سے زیادہ محبت کو پسند فرمایا ہے کہ عقیدت خیالی چیز ہے ذرا میں زائل ہو جاتی ہے اور محبت زائل نہیں ہوتی۔ شیخ کی مجلس میں آپس میں بات چیت کرنا خلاف آداب مجلس ہے اور سالک کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ قلب کی اوّل ہی

Marfat.com

کھٹک پر عمل کرنا چاہیے کیونکہ قلب کا یہ قاعدہ ہے کہ پہلی دفعہ میں اس کو جس قدر کراہت ونفرت ہوتی ہے دوسری مرتبہ میں ویسی نفرت نہیں ہوتی اور اس میں جو کھٹک پہلی دفعہ میں پیدا ہوتی ہے اور اس پر عمل نہ کیا گیا بلکہ اس کو دبا دیا گیا تو پھر یہ کھٹک کمزور ہو جاتی ہے۔

اعمال سے محبت حق پیدا ہونی چاہیے:

اکثر سالکین برکات ذکر سے محروم رہتے ہیں اس کی یہ بھی ایک بڑی وجہ ہے کہ نفع اور برکت کی نیت سے ذکر نہیں کرتے بلکہ ایک عادت کے طور پر کرتے ہیں۔ اور اعمال سے جو محبت حق پیدا نہیں ہوتی اس کا سبب بھی یہی ہے کہ محبت حق کی نیت سے اعمال نہیں کئے جاتے خالی الذہن ہو کر کئے جاتے ہیں اور ذکر لسانی ضروری ہے ذکر قلبی کافی نہیں کیونکہ اس سے اکثر سالک کو ذہول ہو جاتا ہے کہ میں ذکر قلبی میں مشغول ہوں اس لئے ذکر لسانی بھی اس کے ساتھ ضروری ہے اور اپنے معمول کو ضرور پورا کر لینا چاہیے خواہ عذر کی حالت میں بے وضو ہی سہی یا چلتے پھرتے ہی سہی کیونکہ معمول کو مقرر کر لینے کے بعد ناغہ کرنے میں بڑی بے برکتی ہوتی ہے حدیث شریف میں اس کو پسند نہیں فرمایا اور طالب علم کے لئے اصل وظیفہ تو اپنے اسباق ہی ہیں جو تحصیل علوم دینیہ میں مشغول ہیں کہ ذکر وشغل سے تعلیم میں حرج واقع نہ ہو لیکن چونکہ اصلاح اعمال بہر حال فرض ہے اور اس میں کوئی حرج اوقات نہیں بلکہ ترک فضولیات کی وجہ سے وقت اور بچ جاتا ہے اس لئے شیخ کو ملتے رہنا مشورہ اور خط وکتابت سے تعلق قائم رہتا ہے اور اپنی اصلاح کے متعلق مشورے انشاء اللہ دیکھو گے کہ بہت نفع ہوگا۔ اور اصل اس طریق کا حاصل فنا وعبدیت ہے بس جہاں تک ممکن ہو اپنے آپ کو مٹایا جاوے تعلیم کے دوران میں اپنے اعمال پر کڑی نگرانی کے ساتھ اپنی ساری عمر فناء اور عبدیت کی تحصیل ہی میں گزار دینی چاہیے۔

ذکر میں توجہ کا طریقہ:

ذکر میں توجہ رکھنے کے لئے دوران ذکر میں اگر بسہولت ہو سکے تو مذکور کی طرف ورنہ ذکر کی طرف توجہ رکھے اور اس میں زیادہ کاوش مضر ہے معتدل توجہ کافی ہے اور ذکر کرتے وقت تصور ذات حق سارے مراقبات سے افضل واصل مقصود ہے بشرطیکہ بسہولت ہو سکے اور اہل اللہ یہ بھی تاکید فرماتے کہ توجہ استحضار

Marfat.com

میں زیادہ کاوش نہ کی جاوے ورنہ قلب و دماغ ماؤف ہو جاویں گے اور یکسوئی فوت ہو جائے گی زیادہ کاوش سے تعب و پریشانی ہوتی ہے جس سے نفع بند ہو جاتا ہے اسی معتدل توجہ سے شدہ شدہ ملکہ تامہ حاصل ہو جاتا ہے۔

مشورہ کے جواز کی مصلحت

مشورہ کی حقیقت تو اصل میں دوسرے کی محض اعانت کے لئے ہوا کرتا ہے کہ مشورہ لینے والے کو رائے قائم کرنے میں سہولت ہو۔ لیکن آج کل لوگ عموماً مشورہ کے مضر ہونے پر یا مفید ہونے پر خود مشیر کو ذمہ دار قرار دیتے ہیں جو ٹھیک نہیں۔

Marfat.com

اکابر علمائے حق (دیوبند) کا جلوس کی ناپسندیدگی کا ایک واقعہ

غالباً ۱۹۲۸ء کا واقعہ ہے لکھنو میں دُشمنانِ صحابہ رضی اللہ عنہما کی شرارت سے غالباً ایام محرم میں مدح صحابہ کرام علیہم الرضوان پر انگریز حکومت نے پابندی لگادی تھی حضرت شیخ الاسلام استاد الہند والحجاز سیدنا حضرت مولانا سید حسین احمد المدنی قدس سرہ اسے برداشت نہ کرسکے دار العلوم سے چھٹی لے کر لکھنو پہنچے اور ہفتہ میں دوشب جلسہ عام میں مدح صحابہ رضی اللہ عنہ' کرتے اور کراتے سول نافرمانی شروع کرائی۔ عاشقانِ صحابہؓ نے جیلیں بھردیں اور تین ہفتہ میں حکومت نے اپنا حکم واپس لے لیا۔

استقبال اور جلوس پر برہمی:

مدح صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے جلسوں پر سے انگریز نے جب پابندی اٹھالی اور جلسے کھلے عام ہونے لگے۔ تو استاد الہند والحجاز قدس سرہ نے واپسی کا عزم کیا۔ جس گاڑی سے دوسرے دن دیوبند پہنچ رہے تھے۔ تو دار العلوم کے طلباء اور دیوبند کے شہری ہزاروں کی تعداد میں شہر اسٹیشن پر شاید پون میل شہر سے دُور تھا، موجود تھے اور حضرت کو دیکھتے ہوئے نعرۂ تکبیر اور زندہ باد کے نعرے لگانے لگ گئے آپ نے دیکھ کر بہت ہی برہمی کا اظہار فرمایا آپ کی نظر شیخ الفقہ والادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحبؒ پر پڑی تو سخت الفاظ میں فرمایا تم بھی ساتھ آئے ہو اور چھوٹے اسعد زمان جو اس وقت ساتھ تھے کو بازو سے پکڑ کر تانگہ میں ڈالا اور خود بھی صرف انہی کو لے کر تانگہ کو جلوس کے مخالف سمت پر دوڑا دیا۔ جلوس تتر بتر ہو کر پریشان حالت میں واپس آیا۔ رات کے جلوس میں جو حضرت ہی کے لئے جامع مسجد دیوبند میں بلایا گیا تھا حضرت نے اس جلوس پر پھر ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ جس پر جامع مسجد کے اس وقت کے امام غالباً مولانا عبدالشکور صاحب نام کے تھے۔ اپنی تقریر میں انتہائی عقیدت مندانہ لہجہ میں عرض کیا صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بخیریت مدینہ منورہ پہنچنے پر جو جلوس نکالا تھا ان پر تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراضی کا اظہار نہیں فرمایا تھا تو حضرت نے بیٹھے بیٹھے ہی نرم لہجہ میں فرمایا بھائی آپ قیاس مع الفارق کر رہے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصحابہ وسلم معصوم تھے حسین احمد کے دل میں آپ کے رویہ سے بڑائی پیدا ہو جاتی تو کیا کرتا سب برباد نہ ہو جاتا۔ (اسعد مدنی نمبر ص ۲۱۰)

Marfat.com

آپ نے اس اجلاس میں ایک خاص بات یہ بھی فرمائی کہ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ حسین احمد ملک کی سیاسی جماعت کا ایک بڑا سیاسی لیڈر ہو کر مذہب کے ایک جزوی مسئلہ پر سول نافرمانی کی سرپرستی کر رہا ہے۔ دو ایک مسلمان لیڈروں کا نام لے کر آپ نے فرمایا میں ان جیسا سیاسی لیڈر نہیں ہوں۔ مذہب کے خلاف جو بھی تحریک چلے گی حسین احمد سب سے پہلے اس کی سرپرستی کرنے کو اپنا مذہبی اور ملکی ہی فریضہ سمجھے گا اس واقعہ میں زیب عنوان اسعد زمان حضرت شیخ کے پسر عزیز ساتھ تھے۔ حضرت شیخ الاسلام ہزاروں کے اجتماع کو چھوڑ کر اس معصوم بچے کی رفاقت میں گھر پہنچے۔

ان حضرات کی زندگی کا ہر پہلو سلیم الطبع اور متواضع تھا ان کے ہاں بوریائے فقر زینت خانہ کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ اور اسی میں مست ہوتے ہیں انہوں نے کبھی اپنی بے بسی کا رونا نہیں رویا اور نہ کبھی ہمت و حوصلہ کو چھوڑا۔ انہوں نے اپنے زمانے کے امراء اور حکما سے فائدہ حاصل نہیں کیا۔ ان کی خودداری اور استغناء کا یہ حال تھا وہ اپنے پڑوسی کے تنور سے آگ مانگنے کو بھی عار تصور کرتے لیکن اس کو سمجھنے کے لئے کسی فقیر کے جوتے سیدھے کرنے پڑتے ہیں اور اصول فطرت بھی یہی ہے کہ نباتات میں دیکھئے شاخ ثمر بار مائل بہ پستی ہوگی۔ آب طرب سے لبریز صراحی گردن جھکا کر پیالہ بھرنے کو آمادہ نہ ہو تو کوئی قدح خوار قریب بھی نہ پھٹکے۔

انسانی استعدادیں الگ الگ ہیں یعنی انسان کان (کی طرح ہے) مثل سونے اور چاندی کے کانوں کے کہ کسی جگہ سے سونا حاصل ہوتا ہے اور کسی جگہ سے چاندی اور کسی جگہ سے لوہا (الحدیث بحوالہ ارشاد الطالبین) قرب الٰہی کے لئے عبادت اور انسان کامل کی صحبت ضروری ہے۔ طلب مقصود ہے وصول مقصود نہیں (یعنی تم طلب کے وقت طلب پر نظر رکھو وصول پر نظر نہ کرو۔ کہ فائدہ ہوا یا نہیں (کار کن کار) اپنے کام میں لگو دوسرے کے کام میں دخل نہ دو تمہارا کام طلب ہے تم یہ کرو وصول حق تعالیٰ کا کام ہے وہ خود کریں گے۔ اس تحقیق کے بعد سالک کو پریشانی نہیں ہوسکتی (جواہرات یعقوبی ص ۳۲)

دنیا نے اپنے آپ کو بدلا گھڑی گھڑی
ایک اہلِ عشق ہیں کہ جہاں تھے وہیں رہے

وصلی اللہ علیہ محمدٍ و آلہ وعلیٰ اصحبہ و سلم

Marfat.com

کھانے سے پہلے ہاتھ کا دھونا فقر کو دُور کرتا ہے:

آداب صوفیہ سے یہ ہے کہ منعم یعنی اللہ تعالیٰ کو نعمت پر دیکھے اور کھانے سے پہلے ہاتھ دھوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ کا دھونا فقر کو دُور کرتا ہے اور یہ عمل نفی فقر کا موجب اس واسطے ہے کہ کھانے سے پہلے ہاتھ کا دھونا ادب کا استعمال ادب کے ساتھ ہے اور یہ ایک شکر نعمت سے ہے اور شکر نعمت زیادتی نعمت کو واجب کرتا ہے پس ہاتھ کا دھونا نعمت کا کھینچنے والا اور فقر کا دُور کرنے والا ٹھہرا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھ صحابہؓ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے تو ایک اعرابی آیا اور دو لقموں میں وہ سب کھانا نوش کر گیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اعرابی اگر بسم اللہ کہتا تو یہ کھانا سب کو کفایت کرتا۔ سو جب کوئی تم میں کھانا شروع کرے تو چاہیے پہلے بسم اللہ کہے اور اگر وہ بھول گیا بسم اللہ کہنا تو کہنا چاہیے بسم اللہ اوّلہٗ وآخرہٗ۔ اور پانی تین سانس میں پیے پہلی سانس میں الحمد للہ کہے جبکہ پانی پی چکے اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرے کہ اس غذا کو طاعت کا معین بنائے حضرت جابر رضی اللہ عنہٗ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین کھانا وہ ہے جس پر ہاتھوں کی کثرت ہو اور صوفیہ کی عادت سے ہے کہ دستر خوان پر کھانا کھاتے ہیں اور یہ سنت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے لقمہ چھوٹا بنایا جائے اور کھانے کو اچھی طرح چبایا جائے اور اپنے سامنے نظر رکھے اور کھانے والوں کا منہ نہ دیکھے اور اپنے بائیں پاؤں کے اوپر بیٹھے اور داہنے پاؤں کو کھڑا رکھے اور کھانے کی ابتداء نہ کرے جب تک کہ مقدم یا شیخ ابتداء نہ کرے اور داہنے ہاتھ سے کھائے داہنے ہی ہاتھ سے پانی پیے اور لینے دینے میں داہنا ہاتھ استعمال کرے اس واسطے کہ شیطان اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور بائیں ہاتھ سے پیتا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب دستر خوان پھیلا دیا جائے تو کوئی شخص نہ اٹھے جب تک کہ دستر خوان نہ اٹھایا جائے اور نہ کوئی ہاتھ اپنا اٹھائے اگرچہ پیٹ بھر گیا ہو یہاں تک کہ قوم فارغ ہو جائے اور دستر خوان پر جب روٹی رکھی جائے تو دوسری چیز کا انتظار نہ کرے کہ روٹی کی تعظیم کرو اور ضروری

Marfat.com

یہ ہے کہ کھانا نہ کھائے مگر جب کہ بھوک لگے اور کھانا بند کردے پہلے اس سے کہ پیٹ بھرے اور کھانے سے فارغ ہو تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔

(ص ۳۹۸+۴۰۱ عوارف المعارف تا ۴۰۶)

اور کھانے کی چیز میں گٹھلی اور چھلکا وغیرہ جو چیز پھینکی جاتی ہے طبق اور رکابی میں جمع نہ کرے اس کو اپنے موقع پر پھینک دے کھانا جب سامنے رکھا جائے تو اس کے اردگرد سے لو درمیان چھوڑ دو کہ اس کے بیچ میں برکت نازل ہوتی ہے اور طعام کو عیب نہ لگائے چاہو تو کھاؤ ورنہ چھوڑ دو لقمہ جب گر پڑے تو اُسے اٹھا کر صاف کر کے کھالو اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑو اپنی انگلیوں کو چاٹ لے اور پیالہ یا رکابی کو انگلی سے صاف کرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیوں سے صاف کرنے کا امر فرمایا ہے اور کھانے میں پھونک نہ مارے کہ کھانے کو پھونکنا برکت کو دور کرتا ہے اور برتن میں سانس نہ لے اور سرکہ اور ساگ سبزی دسترخوان پر سنت ہے اور کہا گیا ہے کہ ملائکہ دسترخوان پر نازل ہوتے ہیں جبکہ اس پر سبزی ہوتی ہے اور فرمایا سرکہ بہت اچھا سالن ہے کھانے سے اپنے ہاتھ کو نہ روکے جب تک جماعت نہ کھا چکے۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا کھا چکتے تو کہتے الحمد للہ الذی اطعمنا و سقٰنا وجعلنا من المسلمین اور فرمایا خلال کرو تم اس واسطے کہ وہ نظافت ہے اور نظافت یعنی پاکی ایمان کی طرف بلاتی ہے اور ایمان اپنے صاحب ایمان کے ساتھ بہشت میں ہے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھوئے اس واسطے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی سوئے اور اس کے ہاتھ میں چربی لگی ہو جس کو نہ دھویا ہو تو اس کو اذیت کچھ پہنچے گی پس وہ ملامت نہ کرے گا مگر اپنے نفس کو اور ایک طشت میں ہاتھوں کا دھونا سنت ہے اور وضو میں آنکھوں کا مسح ہاتھ کی تری سے مستحب ہے فرمایا جب تم وضو کرو تو اپنی آنکھوں کو پانی پلاؤ یعنی تر کرو اور اپنے ہاتھوں کو نہ جھاڑو اس واسطے کہ وہ شیطان کے مورچھل ہیں ابو ہریرہ سے پوچھا گیا کہ وضو اور غیر وضو میں؟ کہا ہاں وضو میں اور غیر وضو میں اور ہاتھ کے دھونے میں داہنے ہاتھ کے اندر اشنان اور صابون لے۔ اور خلال میں جو کچھ دانتوں سے خلال کے ساتھ نکلے گلے کے نیچے نہ اتارے لیکن جو کچھ زبان کے سہارے سے نکلے اس کا مضائقہ نہیں کہ نگل جائے۔ اور دکھانے میں تصنع اور بناوٹ سے پرہیز کرے اس کا کھانا جماعت کے

Marfat.com

اندر ایسا ہو جیسا کہ وہ تنہا کھائے اس واسطے کہ ریاء اور دکھلاوٹ ہر ایک شئے پر داخل ہوتی ہے اور کسی قوم کے پاس کھانا کھانے کے وقت نہ جائے اس واسطے کہ ہر آئینہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص ایسے کھانے کی طرف جائے جس کے لئے وہ نہ بُلایا گیا ہو تو وہ شخص فاسق ہو گیا اور حرام کھانا کھایا اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ وہ سارق بن کر داخل ہوا اور مغیر یعنی لوٹیرا خارج ہو۔ الا اس صورت میں کہ اس کا آنا ایسی قوم کے پاس ہو جن سے اُن کی مزاحمت اس کے ساتھ کھانا کھانے سے ہو اور آدمی کا اپنے مہمان کے ساتھ گھر کے دروازہ تک جانا مستحب ہے اور مہمان بلا اجازت صاحب ِ خانہ کے باہر نہ نکلے اور میزبان تکلف سے اجتناب کرے مگر اس وقت کہ اس کی نیت کھانے میں زیادہ خرچ کرنے کی ہو اور یہ بات شرم اور تکلف سے نہ کرے اور جب ایک جماعت کے ساتھ کھانا کھائے تو بعد از فراغ کہے اور احسن یہ ہے کہ روزہ دار تمہارے یہاں روزہ افطار کریں اور ابرار لوگ تمہارا کھانا کھائیں اور فرشتے تمہارے اوپر درود بھیجیں اور ادب سے ہے کہ جو کھانا پیش کیا جاوے اس کا استحقار نہ کرے اور حقیر نہ سمجھے اور بعض اصحاب رضی اللہ عنہٗ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے کہ ہم نہیں جانتے کہ ان میں سے کون شخص زیادہ گنہگار ہے آیا وہ شخص جو حقارت اس کی کرے جو اس کے سامنے کھانا لایا جائے یا وہ شخص جو حقارت اس چیز کی کرے جو اس کے پاس ہے کہ اسے پیش کرے اور نمود کا کھانا مکروہ ہے۔ ایک شخص اپنے بھائی کے حال کو جانتا ہو کہ وہ خوش اس انبساط سے ہوتا ہے کسی چیز میں تصرف اس کے کھانے میں کرے تو کچھ حرج نہیں ہے کہ اس کے کھانے میں سے بغیر اس کی اجازت کے کھائے۔

روایت کیا کہ ہارون رشید نے ابی معاویہ نابینا کو بلایا اور امر کیا کہ اس کے لئے کھانا لایا جائے پھر جب وہ کھانا کھا چکے تو رشید نے پانی اس کے ہاتھ پر طشت میں گرایا پھر جب وہ فراغ ہوا تو کہا یا! ابا معاویہ تو جانتا ہے کہ تیرے ہاتھ پر کس نے پانی ڈالا، کہا نہیں کہا کہ امیر المؤمنین نے۔ کہا اے امیر المؤمنین اس کے سوا نہیں کہ تو نے علم کا اکرام واعزاز واجلال کیا ہے اللہ تعالیٰ تیرا اجلال کرے اور تیرا اکرام کرے جیسا کہ تو نے علم کا اکرام کیا۔ (عوارف ص ۴۰۹)

Marfat.com

کھانے میں سالکین کی ریاضت:

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مومن ایک ننھی سی بکری کی طرح ہے جس کو ایک ہتھیلی بھر گھاس ایک مٹھی بھر جَو اور گھونٹ پانی کافی ہے اور منافق ایک درندے کی طرح ہڑپ ہڑپ کھاتا اور نگلتا ہے۔ اس کا پیٹ اپنے پڑوسی کی خاطر نہیں سکڑتا۔ حضرت ابو یزید بسطامیؒ فرماتے مومن ایک انتڑی میں کھاتا ہے اور منافق سات انتڑیوں میں کھاتا ہے شیخ امام ابو محمد سہلؒ نے اس کی وضاحت فرمائی۔ سات انتڑیوں میں کھانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ۔ حرص۔ طمع۔ لالچ۔ رغبت۔ غفلت اور عادت کے طور پر کھاتا ہے۔ یعنی منافق ان اغرض کے اعتبار سے کھاتا ہے اور مومن صرف فاقہ وزہد کے ایک مفہوم کے لحاظ سے کھاتا ہے۔ اسی لئے اہلِ اللہ فرمایا کرتے اگر ساری دنیا تازہ خون (یعنی حرام ہوتی) ہی ہوتی تو مومن کی اس میں سے خوراک صرف حلال حصہ ہوگی۔ اسلئے کہ مومن تو صرف ضرورت زندگی کے باعث کھاتا اور لیتا ہے کہ زندہ رہے اور عبادت کرتا رہے اور حضرت شیخ امام سہل بن عبداللہ تستریؒ نے فرمایا جسم ایک صنعت ہے جب اس میں خرابی آجائے تو اسے اس صانع کے پاس لوٹا دے اور فرماتے مومن کو دن رات میں دو روٹیوں سے زیادہ نہ کھانا چاہیے اور ان دو کے درمیان بقدر ضرورت ایک بار ذرا چھوٹا وقفہ رکھے عادت وشہوت کے طور پر اپنے آپ کو غذا نہ دے اور روٹی سے مراد چھتیس نوالے ہیں۔ یعنی ہر گھڑی میں تین نوالے زندگی برقرار رکھنے کے لئے ہوئے جب اس انداز سے روٹی کھانا چاہیے تو ہر تین نوالوں کے بعد ایک گھونٹ پانی پی لے۔

حضرت ابو جحیفہؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ثرید اور گوشت کھا کر ڈکار لیا اور کہا کہ میں نے یہ کھایا تھا آپ ﷺ نے فرمایا اپنا ڈکار ہم سے روک رکھو تم میں دنیا کے اندر زیادہ سیر ہونے والا قیامت کے روز تم میں زیادہ بھوکا ہوگا۔

Marfat.com

قرض کا معاملہ بڑا سنگین اور اس کے بارے میں سخت وعیدیں ہیں

انسان کی فطری ساخت ایسی ہے کہ وہ اپنی اس مستعار زندگی میں باہمی تعاون اور معاملاتی ۔لین دین کے محتاج ہیں ہر فرد اور طبقہ کی ضرورت دوسرے سے وابستہ ہے ۔مثلاً ایک مزدور جس کی زندگی کی ضرورتیں بہت مختصر ہیں جو صبح سے شام تک محنت مزدوری کر کے بس گذارہ کے پیسے حاصل کرتا ہے اسے بھی ضرورت ہے اس آدمی کی جس سے وہ اپنا اور بچوں کا پیٹ بھرنے کے لئے غلہ وغیرہ خرید سکے ۔اور غلہ پیدا کرنے والے کاشتکار کو ضرورت ہے اس مزدور کی جس سے وہ اپنی کھیتی باڑی کے کاموں میں مدد لے سکے اسی طرح مزدور اور کاشت کار دونوں کو ضرورت ہے اس آدمی کی جوان کے لباس کی ضرورت پوری کرنے کے لئے کپڑا تیار کرے اور یہ اس سے بلا واسطہ یا بالواسطہ کپڑا خرید سکے اسی طرح سوت یا ریشم اور صنعت کی دوسری ضروریات نقد یا قرض ادھار خرید کے پھر رہنے کے لئے مکان تعمیر کرانا ہو تو اس کی ضرورت ہوگی ۔تعمیری ضروریات خریدنے کی اور اس کے بنوانے کے لئے معماروں کی اور مزدوروں کی الغرض اشیاء کی خرید وفروخت اور تجارتی مبادلہ قرض وعاریت وغیرہ معاشی معاملات اس دنیا میں انسانی زندگی کے لوازم ہیں اور کبھی تنازعات کی صورت میں عدل وانصاف کے نظام کا ہونا بھی ضروری ہے۔

اور یہ جو کچھ عرض کیا گیا کوئی فلسفہ یا منطق کا مسئلہ نہیں سب مشاہدہ اور ہم سب کا روزمرہ کا تجربہ ہے۔پھر اگر کوئی شریف آدمی ازراہِ ہمدردی اور خیر خواہی کسی کی ضرورت پوری کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے اور اپنی ضروریات مختصر کر کے اور وسائل میں کچھ اضافہ کر کے ضرورت مند کی حاجت روائی پوری کر دیتا ہے تو قرضہ لینے والا بجائے اس کے کہ اپنے اخراجات کنٹرول کرے اور مختصر کر کے قرضہ جلدی سے جلدی ادا کرنے کی کوشش کرے بلکہ غیر ضروری اور اسراف میں مبتلا ہو کر دنیا اور آخرت کے عذاب کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتا ہے جو انتہائی نادانی ہے جو دوسروں کے لئے پریشانی کا باعث بنتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض لینے والوں کو آگاہی دی کہ وہ جلد سے جلد قرض ادا کرنے اور اس کے بوجھ سے سبکدوش ہونے کی فکر اور کوشش کریں ۔اگر خدانخواستہ قرض ادا کئے بغیر اس دنیا سے چلے گئے تو آخرت میں اس کا انجام ان کے حق میں بہت برا ہوگا کبھی کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو

Marfat.com

سنگین ترین اور ناقابل معافی گناہ بتلایا اور کبھی ایسا بھی ہوا کسی میت کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ اس پر کسی کا قرضہ ہے۔ جس کو اس نے ادا نہیں کیا ہے تو آپ ﷺ نے اسکا نماز جنازہ پڑھنے سے انکار فرما دیا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ راوی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان کبیرہ گناہوں کے بعد جن سے اللہ تعالیٰ نے سختی سے منع فرمایا ہے۔ (جیسے شرک اور زنا وغیرہ) سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اس حال میں مرے کہ اس پر قرض ہو اور اسکی ادائیگی کا سامان نہ چھوڑ گیا ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن بندہ کی روح اس کے قرضہ کی وجہ سے بیچ میں معلق اور رکی رہتی ہے جب تک وہ قرضہ ادا نہ کر دیا جائے جو اس پر ہے (سنن ابی داؤد + جامع ترمذی شریف)

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ' سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہید ہونے والے مرد مومن کے سارے گناہ (راہِ خدا میں جان کی قربانی دینے کی وجہ سے) بخش دیئے جاتے ہیں بجز قرض کے (صحیح مسلم) یعنی اگر اس کے ذمے کسی کا قرضہ تھا تو وہ قرضہ ادا نہ ہونے کی وجہ سے گرفتار بلا رہے گا۔ قرض کا بدلہ یہ ہے کہ ادا کیا جائے اور قرض دینے والے کی تعریف اور شکر یہ ادا کیا جائے۔ (معارف الحدیث ۷/۵۰۲)

ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے
جو اس پر بھی وہ نہ سمجھے تو اس بُت کو خدا سمجھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ

بڑے وثوق سے دنیا فریب دیتی ہے
بڑے خلوص سے ہم اعتبار کرتے ہیں

☆☆☆

Marfat.com

تنگی اور پریشانیوں کا علاج

ایسے وقت میں کثرت استغفار اور دعائے عفو زیادہ کرنی چاہیئے اور جتنا ممکن ہو ہر آدمی بقدر حیثیت تصدق کرے اور راضی قضا الٰہی پر ہو۔ وہ حکیم مطلق ہے۔ جو کچھ کرتا ہے وہی عین مصلحت ہے ہم بیچارے نادان کیا جانے کہ ہمارا بھلا کس صورت میں ہے۔ اور جو تنگی یا تکلیف پیش ہو اس کو کشادہ پیشانی سے منظور کرے اور کچھ جزع وفزع نہ کریں اور سمجھیں کہ ہم اس سے بھی زیادہ عتاب کے لائق ہیں اور التجا اور استدعا صبر کریں الٰہی تو نے ہی بلا بھیجی ہے اور تو ہی صبر عنایت فرما۔ بھائی وہی رازق مطلق ہے۔ جس طریق سے رزق پہنچادے سبحان اللہ کیا قدرت کاملہ ہے اس کی۔ غرض بندہ اپنے مالک کی طرف متوجہ رہے رزق کی کمی بیشی سے یا دوسرے حالات سے متغیر نہ ہو غرض کہ اسی قسم کے دھیان رکھے۔

معاش کے لئے کوئی معمولی دھندا کر لینا چاہئے کہ جس کا حق ذمہ میں رکھ دیا ہے جو کچھ بن پڑے ادا کرنا ہے ورنہ توکل خدا پر کر کے بیٹھ رہو اس کے فضل سے انشاء اللہ سب حوائج جاری رہیں گے مگر طمع کسی سے نہ رکھو۔ اور امید بھائی باپ، دوست قریب سے قطع کردہ اور کسی طرف سوائے ذات پاک خداوند پر بھروسہ نہ کرو اور اگر کوئی کچھ دیوے اس پر بھی نظر نہ کرو۔ بلکہ عنایات مالک حقیقی کا گنو۔ بھائی کام اپنے کار وافعال پر نہیں۔ بلکہ رحمت پر ہے۔ اور رحمت بے سبب ہے۔ یہ سب صورت جو اختیار کی جاتی ہے سوال کی صورت ہے۔ کھٹکا در کریم کا ہے اور عافیت ظاہری جسم کا صحیح وسالم ہونا اور عافیت باطنی گناہوں سے بچا رہنا تا کہ قدورت قلب پیش نہ آوئے۔ کسی کو بھی اپنے بنانے میں جلدی نہیں کرنی چاہئیے۔

بھروسہ کچھ نہیں اس نفس امارہ کا اے زاہد
فرشتہ بھی یہ ہو جائے تو اس سے بدگمان رہنا
(مسیح اللہؒ)

نفاق عام ہو چکا ہے۔ اور ہمت پر مدد موعود ہے جیسی جیسی ہمت ویسی ویسی مدد اور عاشق محض ضروریات پر اکتفا نہیں کرتا۔ بلکہ وہ تو یہ چاہتا ہے کہ فرض منصبی کے علاوہ بھی میں کوئی کام کروں جس سے محبوب کی توجہ مجھ پر زیادہ سے زیادہ ہو عاشق کو جس بات کا علم ہو جائے کہ حق تعالیٰ کو ناپسند ہے تو اس سے

Marfat.com

کوسوں دُور بھاگتے اور اس کی تحقیق میں نہ پڑتے کہ یہ زیادہ ناپسند ہے۔ یا کم عاشق کو تو اتنا جان لینا ہی کسی کام سے روکنے کے لئے کافی ہے کہ یہ محبوب کو ناپسند ہے۔ بھائی عاشق تو اس کو بھی ہرگز گوارا نہیں کرسکتا کہ محبوب اس سے کچھ بھی کبیدہ خاطر یا بے رُخ ہو جائے بھائی خدا تعالیٰ کے ساتھ صرف ضابطہ کا تعلق رکھنا یعنی صرف فرائض واجبات کو بجالانا اور ان کے علاوہ جو باتیں اور کام خدا تعالیٰ کو خوش کرنے والے ہیں ان کو چھوڑ دینا ضعف تعلق کی علامت ہے۔

مستحبات کے برکات وثمرات بے شمار ہیں۔ مثلاً جو شخص تہجد، اشراق، چاشت، اوّابین کا ذکر اذکار صبح وشام کا پابند ہوگا وہ بہ نسبت اس شخص کے معاصی سے زیادہ بچے گا جو محض پانچ وقت کے فرائض کا پابند ہوگا اور علاوہ اس خاصیت کے ایک طبعی راز یہ بھی ہے کہ مستحبات کی پابندی سے یہ شخص تہجد گزار دیندار مشہور ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے گناہوں کے ارتکاب سے وہ خود بھی شرمانے لگتا ہے اور دوسری برکت یہ ہے کہ بعض وقت کوئی فعل مستحب حق تعالیٰ کو ایسا پسند آ جاتا ہے کہ وہی نجات کا ذریعہ بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت (مغفرت کیلئے) بہانہ تلاش کرتی ہے۔ وہ کسی قیمت کی طلب گار نہیں ہے۔

بعض شریف طبیعتوں پر انتقام نہ لینے سے ندامت زیادہ غالب ہوتی ہے۔ اور انتقام لینے سے ندامت کم ہو جاتی ہے۔ اسی بناء پر جنگ احد کے موقعہ پر صحابہ رضی اللہ عنہ کو تھوڑی سی مصیبت اس لئے دے دی تاکہ بدوں سزا کے معافی دے دینے سے ان پر ندامت اور رنج کا اثر زیادہ ہوتا۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ یہ کہنا غلط ہے کہ سزا ہمیشہ رنج دینے کے لئے ہی ہوتی ہے بلکہ بعض دفعہ رنج ہلکا کرنے کے لئے بھی دی جاتی ہے۔ (ص ۳۹ جلد ا، مسیح الامت)

سُکھ دیویں یا دُکھ دیویں میں کون جو حضرت دم ماراں
جو دُکھ دی لذت جان گئے او سُکھ دے کولوں نسدے نے
مرض لا علاج کی دوا کس سے چاہوں
تُو ہے شافی اور میں بیمار تیرا
ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے
جو اس پر بھی وہ نہ سمجھے تو اس بت کو خدا سمجھے

Marfat.com

کہاں جائے جس کا نہ تجھ بن ہو کوئی
کسے ڈھونڈے جو ہو طلبگار تیرا

بُری عادتوں کی اصلاح:

انسان کو ہمیشہ خدا کی بندگی بجالانے میں اور اخلاق کو پاکیزہ کرنے اور بُری عادتوں کو نیک اور پسندیدہ بنانے کے لئے کوشش بلیغ کرنے کی ضرورت ہے اس کو بہت بڑا کام سمجھنا چاہیے کیونکہ اس کے ترک وغفلت کے سبب سخت بلاؤں کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ دنیا میں جتنے درندے وحشی جانور اور حیوانات ہیں ان کی ہر صفت انسان میں موجود ہے اور جو صفت غالب ہوگی قیامت میں اسی صفت کی بناء پر اس کا معاملہ ہوگا یعنی اس کی شکل وصورت اسی طرح کی بنادی جائے گی مثلاً اگر کسی شخص میں غصہ وغضب کی صفت غالب ہے تو قیامت کے دن اس کا حشر کتوں کی صورت میں ہوگا۔ اگر کسی میں بُری شہوت اور ہوس بد کا غلبہ ہے تو اس کا حشر سُور کی شکل میں کیا جائے گا بس ہر صفت کو اسی پر قیاس کرلو حدیث شریف میں ہے کہ کل قیامت کے دن حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام آذر کو دیکھیں گے کہ اسے دوزخ کی طرف لے جا رہے ہیں آپ کہیں گے اے خداوند پاک اس سے بڑھ کر بھی کوئی فضیحت ہوسکتی ہے کہ میں عرفات محشر میں کھڑا ہوں اور میرے باپ کو دوزخ میں لے جا رہے ہیں میں نے تو دنیا میں دعا کی تھی وَلَا تُخْزِنِی یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ۔ ترجمہ: قیامت کے دن تو مجھے غمگین نہ کرنا) اسی وقت آذر کی انسانی صورت مسخ ہوکر بجو کی شکل بن جائے گی کیونکہ دنیا میں بجو کی صفت اس میں غالب تھی پھر حضرت خلیل اللہ سے پوچھا جائے گا بھلا تم کو بجو سے کیا واسطہ اور کونسی قرابت داری یا کام ہوسکتا ہے؟ بس اسی طرح جنہیں آج تم انسانی شکل وصورت میں دیکھ رہے ہو کل قیامت کے دن انہی کو درندے اور وحشی جانوروں کی صورت میں کھڑا دیکھو گے اور سگِ اصحاب کہف کو صفت وسیرت کے لحاظ سے اس کی طلبی ہیئت بدل کر آدمیوں کی صفت میں کھڑا کردیں گے اسی طرح بزرگوں نے فرمایا ہے کہ کوہِ اُحد کو حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا (اُحد پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اُسے چاہتے ہیں) عرصہ حشر میں اس کا سنگی چولا اتار کر انسان کی صورت میں صدیقوں کی صفت کے درمیان کھڑا کریں گے چونکہ اس میں صدیقوں کی صفت کا غلبہ تھا اس لئے انہیں کی

Marfat.com

صورت دی گئی۔ یہاں پر اگر کوئی اعتراض کرے کہ کوہِ احد تو جماد (پتھر) ہے اور پتھر میں محبت وعداوت کی صفت درست نہیں کیونکہ محبت وعداوت کی تمیز کرنے کے لئے ذی روح ہونا لازم ہے اس کا یہ جواب ہے کہ ایک صاحب دل یعنی حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" کہ اُحد وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اسے چاہتے ہیں اور اہل دل پتھر اور غیر ذی روح کی باتیں اس طرح سنتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ دوسروں کو اس کی مطلق خبر نہیں ہوتی جس کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے اس کو چراغ کی روشنی سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا اور کہا جاتا ہے کہ کشف والے ہر چیز کی تسبیح سنا کرتے ہیں اگر چہ پتھر ہی کی زبان سے کیوں نہ ہو اور قرآن میں آیا ہے کہ آسمان وزمین میں جتنی چیزیں ہیں سب خدا کی تسبیح کرتی ہیں۔ (مکتوب صدی ص ۴۵۳)

ولی کی پہچان:

مشائخ رضوان اللہ علیہم ولی کے بارے فرماتے ہیں کہ اس کے معمولات میں ہمیشہ طاعتیں وجود میں آئیں اور گناہ سرزد نہ ہوں۔ ولی مستور رہتا ہے مشہور نہیں ہوتا یعنی اپنی شہرت سے گریز کرتا ہے اس کے معنی یہ ہوئے کہ شہرت جس میں فتنہ ہو اس سے محفوظ ہو۔ یعنی شہرت بغیر فتنہ کے ہو حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرید سے پوچھا تم چاہتے ہو کہ اللہ کے ولی ہو جاؤ مرید نے عرض کیا ہاں آپ نے فرمایا دنیا اور عقبیٰ کی طرف رغبت نہ کرو اور خداوند تعالیٰ کی دوستی کے لئے اپنے نفس کو جملہ علائق سے فارغ کرو اور اللہ تعالیٰ کی طرف پورے پورے متوجہ ہو جاؤ جس وقت یہ اوصاف تم میں موجود ہو گئے تم ولی ہو گئے (مکتوب صدی) اور شر سے سلامت رہنا بغیر ریاضت کے ممکن نہیں۔ اَللّٰھُمَّ انی اَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَ اَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّار ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور دوزخ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

Marfat.com

توبہ کے معانی:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا گذشتہ گناہوں سے توبہ کرنے کے چھ معانی ہیں نمبر ا: فرائض کے ضائع کر دینے پر پشیمانی نمبر ۲: فرائض کو دوبارہ ادا کرنا نمبر ۳: حقوق کا ادا کر دینا نمبر ۴: جس طرح نفس کو گناہوں میں گھلایا ہو اسی طرح نفس کو طاعت میں پگھلانا نمبر ۵ جیسے پہلے نفس کو گناہوں کی لذت چکھائی ہو اسی طرح نفس کو طاعت کی تلخی چکھانا نمبر ۶: جیسے پہلے ہنسنا تھا اسی طرح اب رونا مظہری ج ۱۰/۲۸۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دوران گفتگو میں ایک بدوی آیا اور عرض کیا۔ قیامت کب ہوگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امانت ضائع کر دی جائے تو اس وقت قیامت کا انتظار کر اس نے عرض کیا امانت کے ضائع کرنے کا کیا مطلب ہے فرمایا جب معاملات (حکومت) ایسے لوگوں کے سپرد کر دیئے جائیں جو اہل نہیں ہیں تو قیامت ہونے کا منتظر رہ (بخاری) مظہری ۱۰/۲۸۲۔

بد نظمی کی شکایت کا علاج

کریم اپنی کریمی کی شان دکھلا دے
وہ دے مجھے کہ کبھی حاجت سوال نہ ہو

اگر کوئی بد انتظام ہو جس سے نباہ کر کام نہ ہوتا ہو یعنی عبادات میں دوام نہ ہو سکتا ہو کبھی توجہ الی اللہ زبان پر ہوتی ہے کبھی کچھ بھی نہیں ہوتا۔ معمولات بھی پابندی سے ادا نہیں ہوتے وہ گھبرائے نہیں یہ بد نظمی بھی ایک بیماری ہے جس کا علاج بھی کسی صاحب دل سے کرایا جا سکتا ہے اس میں بھی گھبرانے کی ضرورت نہیں بلکہ علاج جو بتایا گیا ہو دھیرے دھیرے نفس کو بہلاتے ہوئے اس سے کام لیتا رہے اس کے لئے بھی شیخ سے رابطہ رکھے کہ بعض کو جسمانی ضعف اور کثرت مشاغل کے سبب حسب طاقت تعلیم فرماتے اس طرح دوام کی صورت بھی ہر ایک کی جدا ہے۔ مثلاً دوام یہی ہے دس دن کام کر لیا دس دن کام چھوڑ دیا یا دس دن کام کر لیا بیس دن چھوڑ دیا اگر یوں کرتا رہا تو اس کا دوام یہی ہے۔ مثلاً مثنوی شریف میں ہے۔

دوست دارد دوست این شفتگی
کوشش بیہودہ از خفتگی!

Marfat.com

ترجمہ: دوست آشفتگی کو دوست رکھتا ہے۔ ترکِ کوشش سے کوشش بیہودہ بہتر ہے۔ یعنی ترک کلی سے کوشش بیہودہ ہی اچھی ہے۔ بلکہ اہلِ اللہ تو یہ فرماتے ہیں کہ بدنظمی اور عدم دوام ہی کا کیا ذکر بلکہ اگر گناہ بھی ہو جائے تو جب بھی یہ نہ سمجھو کہ مردود ہو گئے پھر بھی اللہ تعالیٰ ہی کو لپٹو اور یہ سمجھو کہ گناہ کا علاج بھی وہی کر سکتے ہیں۔ (دنیا و آخرت ص ۵۶۹)

حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایک بار وحی آئی کہ موسیٰ (علیہ السلام) میرا محبوب بندہ وہ ہے جو مجھ سے ایسا تعلق رکھے جیسا بچہ ماں سے رکھتا ہے۔ پوچھا الٰہی۔ یہ تعلق کیسا ہوتا ہے فرمایا کہ ماں بچہ کو مارتی ہے اور بچہ اسی کو لپٹتا ہے گناہ کر کے بھی ان کو نہ چھوڑو بلکہ انہی سے لپٹو۔ اب بتلائے اس سے بھی زیادہ کوئی آسان طریقہ کامیابی کا ہوگا اس میں تو کوئی دشواری نہیں۔ اس کو اختیار کیجئے۔ اس سے طاعت پر استقامت اور حرام سے بچنا سہل ہو جائے گا۔ کیونکہ اس سے آپ کو حق تعالیٰ سے محبت پیدا ہو گئی اور طلب و محبت تو وہ چیز ہے کہ ایک بازاری عورت طوائف کا طالب اس پر جان و مال فدا کر دیتا ہے پھر کیا خدا کا طالب اس کے لئے جان و مال سے دریغ کرے گا۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ وہ آپ کی جان و مال تباہ بھی کرنا نہیں چاہتے بلکہ سب کو صحیح سلامت رکھ کر اس میں برکت و ترقی کا وعدہ فرماتے ہیں اگر۔ اور کچھ بھی نہ ہو سکے تو کم از کم یہ آسان کام اختیار کر لیا جائے کہ آخرت کا دھیان اور دُھن رکھا جائے۔ مگر افسوس عوام تو کیا صاحب علم حضرات میں بھی اس کی کمی ہے۔ نماز، روزہ تو ہے مگر دھیان اور دُھن اور اللہ تعالیٰ سے باطنی تعلق محبت میں گھلنا یہ نہیں ہے اور یقینی بات ہے بدوں اس کے کام نہیں چلتا کیونکہ بدوں اس کے نماز روزہ پر استقامت خطرہ میں رہتی ہے یعنی رسم پارسائی سے مراد زہد خشک ہے اور راہِ قلندر سے مراد طریق عشق ہے۔ مثنوی شریف میں شیخ رومیؒ اس کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

قمار خانہ رفتم ہمہ پاکباز دیدم
جو بصومعہ رسیدم ہمہ یافتم ریائی

میں جوئے خانہ میں پہنچا تو سب کو اخلاص والا پایا۔ عبادت خانے میں گیا تو سب کو خلوص سے خالی پایا یعنی اہلِ عشق میں امراض قلب تکبر و ریا وغیرہ نہیں ہوتا عشق سب کو جلا پھونک کر فناء کر دیتا ہے اور زہد خشک میں تکبر و عجب و ریا وغیرہ بہت ہوتا ہے بس اس طریق میں مر مٹنے کی ضرورت ہے جو محبت کے بغیر ممکن

Marfat.com

نہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق دیں۔' (آمین) (وعظ دنیا و آخرت ص ۵۶۷)

اس سے تو انکار نہیں ہو سکتا کہ ہم میں بہت سی کوتاہیاں ہیں بہت سی باتوں سے اہل اسلام مرکز اسلام سے ہٹے ہوئے ہیں اور اپنی ذاتی پسند میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور اہل اسلام کی تخصیص نہیں یعنی مطلب نہیں کہ کوتاہیاں صرف اہل اسلام ہی میں دوسری قوموں میں نہیں ہے جیسا کہ بعض اہل مذاق جدید کا خیال ہے اسی لئے وہ جس وقت اہلِ اسلام کی مذمت بیان کرتے ہیں تو دوسری قوموں کی مدح کرتے ہیں کہ فلاں قوم میں فلانی صفت نہایت اچھی ہے مگر مسلمانوں میں نہیں اس میں بعض مدائح ہیں کہ غیر قوموں کی وہ صفات بیان کی جاتی ہیں کہ جو واقع میں قابل مدح ہی نہیں بلکہ اس سے مقصود صرف مسلمانوں پر طعن اور عیب کھولنا ہوتا ہے یہ امر مسلمانوں کے لئے سخت محل شکایت ہے کہ اس طرز سے ان لوگوں کا مقصود محض اہانت ہوتی ہے مسلمانوں کی۔ پھر لطف یہ کہ جن مدائح کی مسلمانوں سے نفی کی جاتی ہے وہ واقع میں مدائح بھی نہیں یعنی شریعت مطہرہ کے نزدیک مطلوب نہیں ہیں اگر چہ دنیا میں کسی درجہ میں مطلوب ہوں۔ چنانچہ انہی مدائح میں ایک مدح ترقی کرنا بھی ہے جس کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے۔ حالانکہ شریعت نے ان کو مدح کے قابل سمجھا ہے یا نہیں۔

ترقی نہایت خوبصورت لفظ ہے لیکن اس وقت اس کا ماحصل محض طول حرص ہے جس کی شریعت مطہرہ نے جڑ کاٹ دی ہے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نمونہ تھے اور کامل انسان تھے انہوں نے اس کو اپنے خیال میں کبھی جگہ نہیں دی جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اس کی تعلیم نہیں فرمائی آپ علیہ السلام کی سیرت کو دیکھ جایئے ابتداء سے انتہا تک آپ کو یہ تعلیم نہ ملے گی غرض حدیث شریف کا مطالعہ کیجئے تو اس سے معلوم ہوگا کہ آپ کا طرز زندگی کیا تھا اور وہی طرز بعینہٖ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا تھا تو صحابہ کے یہاں طولِ حرص کا نام و نشان بھی نہیں تھا ان کی ترقی دین تھی اگر چہ اس کے تابع ہو کر ان حضرات کو دنیا کی بھی وہ ترقی حاصل ہوئی کہ آج لوگوں کو خواب میں بھی نصیب نہیں لیکن مطمع نظر صرف ترقی دین تھا۔

چنانچہ ان حضرات کی اسی شان کو خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ترجمہ: کہ اگر تم ان کو زمین پر قبضہ دے دیں تو یہ لوگ اس وقت بھی نمازیں قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اچھی باتوں کی ترغیب دیں اور بری

Marfat.com

باتوں سے روکیں یہ ہے ان کے خیالات کا نقشہ جس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہو سکتا اب ان کے ساتھ اپنے خیالات کو انطباق کیجئے آپکو اپنی حالت خود معلوم ہو جائے گی جو کبھی بھی ان جیسی راحت والی زندگی ہمارے موجودہ طرز زندگی میں حاصل ہونے کو نہیں ہے۔

اس ترتیب کو اختیار کرنے کے لئے حکماء امت نے عوام الناس سے صرف اسی قدر کو کافی سمجھا ہے کہ وہ اپنی صورت ظاہری شریعت کے موافق بنالیں اور صورت عبادت کے پابند ہو جائیں تو انشاء اللہ ایک دن یہ صورت ہی مبدل بحقیقت ہو جائے گی۔ چنانچہ ہمارے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مکی نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر عبادت میں ریا بھی ہو تو اس کو کئے جاؤ کیونکہ ریا! ہمیشہ ریا! نہیں رہتا چند روز میں عادت ہو جاتی ہے۔ پھر عادت سے عبادت ہو جاتی ہے پھر وہ ذریعہ قرب بن جاتی ہے۔ اور یہی مقصود ہے جو حاصل ہو گیا۔! الحمد للہ ثم الحمد للہ (دنیا و آخرت ص ۵۸۳)

حب دنیا و نسیان آخرت:۔

حق تعالیٰ کے کلام کی یہ نشان ہے کہ اس میں مرض کی تشخیص بھی ہوتی ہے اسباب امراض بھی بیان کئے جاتے ہیں۔ اور اسباب مرض کا علاج بھی کیا جاتا ہے اس مطب میں کسی کو مایوسی نہیں ہونے دی جاتی افسوس! ایسا کامل مطب اور اس کی ایسی بے قدری کہ ہم اس کے لکھنے پڑھنے کا ذرا اہتمام نہیں کرتے۔

اس مقام پر حق تعالیٰ کفار کے انکار و اعراض کا سبب بتلاتے ہیں کہ یہ باوجود قیام دلائل و اظہار معجزات کے ایمان نہیں لاتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ یہ لوگ محض دنیا کو جانتے ہیں یعنی ان کو دنیا کی طرف خاص توجہ ہے اور ان کو آخرت سے غفلت ہے۔ تو خلاصہ سبب دو باتیں ہیں ایک توجہ الی الدنیا دوسرے غفلت عن الآخرت اب آپ اپنے ذہنوں کو ٹٹول کر دیکھئے کہ ان دو چیزوں کو کوئی مرض سمجھتا ہے پہلے تو یہ کہ آج ان مہلک امراض کو کوئی مرض سمجھتا نہیں اگر کوئی مرض سمجھتا ہے تو معمولی مرض سمجھتا ہے اور جس مرض کو معمولی سمجھا جائے وہ سخت خطرناک ہے حالی کا شعر اس موقعہ کے لئے کافی ہے۔

کسی نے یہ بقراط سے جا کے پوچھا
مرض تیرے نزدیک مہلک ہیں کیا کیا

Marfat.com

کہا دکھ نہیں کوئی دنیا میں ایسا
کہ جس کی دوا حق نے کی ہو نہ پیدا
مگر وہ مرض جس کو آسان سمجھیں
کہے جو طبیب اس کو ہذیان سمجھیں

حقیقت میں اگر سخت سے سخت مرض کا علاج اہتمام سے کیا جائے تو وہ آسان ہو جاتا ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے ما من داء الا و انزل الله له دواء (ط) حق تعالیٰ نے ہر مرض کے لئے دوا نازل کی ہے اور یہ عام ہے امراض ظاہرہ کو بھی باطنہ کو بھی البتہ اگر کسی مرض کو معمولی سمجھ کر ٹال دیا جائے اور اس کا علاج نہ کیا جائے تو وہی سخت خطرناک ہے کیونکہ وہ اندر اندر جڑ پکڑے گا پھر آخر میں توجہ کرنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا ہم نے بھی اس بے دینی کے مرض کو معمولی بات سمجھ لیا ہے حالانکہ یہ اتنا بڑا مرض ہے کہ کفر کی جڑ ہے اور کفر کی منشاء وسبب ہے کفار کے ایمان نہ لانے کا سبب بھی توجہ الی الدنیا اور غفلت عن الآخرۃ ہے جن کو ہم معمولی بات خیال کرتے ہیں۔ رضی الله عنه و نفعنا به (آمین) الحمد لله علیٰ ذالک

توبہ کی حقیقت

حضرت خواجہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عوام کی توبہ گناہ سے باز آنا ہے خواص کی توبہ غفلت سے باز آنا ہے انبیاء علیہم السلام کی توبہ اس مقام سے ہے جس مقام میں وہ فی الحال موجود ہیں اور دوسرے نبی کو اس سے برتر مقام مل چکا ہے۔

حقیقت توبہ کے متعلق حضرات خواجہ سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ اور بہت سے لوگ یہ خیال رکھتے ہیں کہ توبہ کی تعریف یہ ہے کہ اس گناہ کو تم نہ بھولو اور ہمیشہ اس کی ندامت باقی رہے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اگر بہت سے بہت بھی عمل صالح تم سے ہوں گے تو عجب پیدا نہ ہوگا حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا (توبوا الی الله جمیعا ایتها المومنون لعلکم تفلحون) یعنی اے ایمان والو تم سب اللہ کی طرف توبہ کرو شاید تمہاری بہتری ہو جائے یہ آیت شریف صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان میں نازل ہوئی وہ حضرات ہمہ

Marfat.com

تن تائب تھے کفر سے سخت بیزار ایمان سے نہایت رغبت و عبادت میں مشغول تھے پھر سہو کو توبہ کا حکم ہوتا ہے اس کے معنی کیا ہوئے ایک بزرگ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا آپ نے جواب دیا کہ توبہ ادنیٰ اعلیٰ سب پر فرض ہے ہر آن وہ ہر ساعت مگر ہر محل میں توبہ کی صورت بدل جاتی ہے کافر پر کفر سے توبہ کرنا اور ایمان لانا فرض ہے عاصیوں پر معصیت سے توبہ کرنا اور عبادت میں مشغول ہونا فرض ہے محسنون پر فرض ہے کہ افعال حسن احسن کا قصد کریں اور واقفان راہ پر فرض ہے کہ وہ ایک مقام پر ٹھہرے نہ رہ جائیں۔ روشِ سالکانہ اختیار کریں مقیمان آب و خاک پر فرض ہے کہ صرف عالم اجسام کی سیر کافی نہ سمجھیں طیر کی قوت (اڑنے کی قوت) حاصل کریں اور اڑ کر اوج علوی پر پہنچیں خلاصہ یہ ہے کہ سالک کا کسی مقام پر ٹھہرنا گناہ ہے۔ اس مقام سے اس کو توبہ کرنا چاہیے اور آگے قدم بڑھانا چاہیے کیونکہ جس مرتبہ میں سالک پہنچتا ہے اس سے اعلیٰ مرتبہ موجود ہے مرتبہ اسفل سے ترقی کرنا اور مرتبہ اعلیٰ پر پہنچنا فرض راہ ہے ورنہ سلوک ناتمام رہے گا اسی لئے شرع شریف میں حکم ہے کہ ''سیروا سبق المفردون'' (یعنی مفردوں کے آگے سیر کرو) توبہ اگر صرف گناہ ظاہری سے ہوتی تو پیغمبروں کو توبہ کی حاجت کیا تھی وہ گناہ صغیرہ و کبیرہ سے پاک ہیں مگر ان حضرات سے بھی توبہ ثابت ہے اور وہ معناً اپنی جگہ پر ٹھیک ہے مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جب تجلی ربانی ہوئی عالم بے خودی کے بعد جب ہوش آیا تو آپ نے فرمایا تبت الیک (یعنی میں نے تیری طرف توبہ کی) یہ ظاہر توبہ کا محل نہ تھا اور یہ آپ ہی پر موقوف نہیں خود حضرت رسالت پناہ ﷺ فرماتے ہیں ''انی لا ستغفر اللہ فی کل یوم سبعین مرۃ (میں ہر روز ستر بار استغفار کرتا ہوں) اس کا سبب یہ تھا کہ آپ کو ہر ساعت ترقی مقام ہوتی تھی ایک مرتبہ سے دوسرے مرتبہ پر پہنچتے تھے (مکتوبات صدی ص ۵۹) توبہ کے اصلی معنی رجوع کرنے کے ہیں۔ اور جس حال جس مقام کا آدمی ہوگا اسی لحاظ سے توبہ ہوگی عوام کی توبہ اس لئے ہوتی ہے کہ ہم نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے نافرمانی کی ہے اللہ تعالیٰ سب گناہوں کو معاف کرے تاکہ عذاب سے بچیں خاص الخاص لوگوں کی توبہ اس لئے ہوتی ہے کہ ہم اپنے کو صاحب قوت و طاقت کیوں سمجھے ہم نے اپنے کو موجود کیوں خیال کیا عاجز و نیست کیوں نہ سمجھا قوی ہے تو وہی ذات حق ہے اور موجود ہے تو وہی ہے۔

مسئلہ توبہ کے لئے ہمیشگی شرط نہیں یعنی جب کسی گناہ سے آدمی توبہ کرلے تو اس کے یہ معنی نہیں ہوئے کہ

Marfat.com

وہ گناہ اس سے عمر بھر سرزد نہ ہو نیت البتہ صحیح ہونا چاہیے جب توبہ کرے تو سچے دل سے قصد رکھے کہ اب یہ گناہ ہم نہ کریں گے تو بہ ہو جائے گی۔ (مکتوبات صدی ۶۱)

سنتا ہوں نکیرین کراتے ہیں زیارت
نکلے گا مگر قبر میں ارمان محمد ﷺ
میں اور میرے ماں باپ ہوں قربان محمد ﷺ

حرام کمائی کے ساتھ توبہ قبول نہیں ہوتی:۔

غلطیوں اور گناہوں سے توبہ کرنے کیلئے صرف مستقبل میں احتیاط کرنا ہی کافی نہیں بلکہ تمام ناجائز مال و دولت سے دستبردار ہونا ضروری ہے یہ ممکن نہیں کہ عمر بھر حرام اور ناجائز دولت جمع کی اور آخر میں توبہ کرلی۔ جب کہ مال سب قبضہ میں رکھا ہے۔ حقداروں کے حقوق غصب کیے پھر توبہ کرلی۔ مال اب بھی اپنا سمجھا ہے۔ ایسی صورت مین توبہ قابل قبول نہیں اور کوئی دعا مقبول نہیں ہوگی۔ کیونکہ مال حرام و ناجائز طور پر ملکیت میں موجود ہے کسی شخص نے رشوت سے سرمایا جمع کرلیا یا لوگوں کو دھوکہ دے کر حقوق غصب کر کے رقم حاصل کرلی تو ظاہر ہے کہ یہ اس کی حلال کمائی نہیں ہے۔ یا کسی نے سودی کاروبار سے سرمایا حاصل کرلیا یا کسی یتیم اور مسکین کی دولت کا ناجائز مالک بن بیٹھا اور آخر عمر میں توبہ کرلی تو یہ سب ناجائز اور حرام کمائی اس توبہ سے جائز نہیں ہو جائے گی نہ یہ توبہ قبول ہوگی اور نہ ہی اس کے ذریعے حاصل ہونے والی کوئی نیکی نامہ اعمال میں درج ہوگی۔ ایسے شخص کی تمام عبادت، نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور خیرات وغیرہ سب اس کے منہ پر ماری جائے گی۔ کیونکہ یہ سب کام اسی ناجائز کمائی کے ذریعہ انجام دیے جائینگے واضع رہے کم تولنا کم ناپنا چوری کا مال خریدنا اچھا مال دیکھا کر خراب دینا وغیرہ وغیرہ سب اسی ضمن میں آتے ہیں۔

ناجائز کمائی اور خلاف شرع آمدنی کسی صورت میں بھی کار خیر میں خرچ نہیں کرنی چاہیے اور اگر کرے گا تو قبول نہیں ہوگی۔ بلکہ مزید عذاب وعتاب کی موجب ہوگی۔ یہ چھوٹے چھوٹے حادثات انتباہ کے لئے ہوتے رہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی گرفت کو ظاہر کرتے رہتے ہیں۔ ابھی وقت ہے مہلت ملی ہوئی ہے۔ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ کر ہی نجات دنیا اور آخرت کی حاصل کی جاسکتی ہے۔ ورنہ یاد رکھو

"تمہاری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں"

Marfat.com

حلال چھوڑ کر حرام کھانے والے

فرمایا حضور ﷺ نے میں نے دیکھا کہ خوان رکھے ہیں جن پر پاکیزہ گوشت رکھا ہے مگر ان پر کوئی شخص نہیں اور دوسرے خوانوں پر سڑا ہوا بدبودار گوشت رکھا ہے۔ ان پر بہت سے آدمی بیٹھے کھا رہے ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو حلال کو چھوڑ کر حرام کو کھاتے ہیں۔

سود کھانے والے:

آگے دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جن کے پیٹ کوٹھریوں جیسے ہیں۔ جب ان میں سے کوئی شخص اٹھنا چاہتا ہے تو فوراً گر پڑتا ہے جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ سود کھانے والے ہیں

نماز فرض سے روگردانی کرنے والے:

پھر فرمایا ایک قوم پر گزر ہوا جس کے سر پتھر سے پھوڑے جاتے ہیں اور جب وہ کچلے جا چکتے ہیں تو پھر پہلی حالت پر ہو جاتے ہیں اس کا سلسلہ ذرا بند نہیں ہوتا جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو فرض نماز سے روگردانی کرتے ہیں (دلائل نبوت ج ۲ ص ۲۹۸ نشر الطیب ششم کے ذیل میں)

زکوۃ نہ دینے والے:۔

فرمایا پھر ایسی قوم پر گزر ہوا جن کی شرمگاہوں پر آگے پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے تھے اور وہ مویشیوں کی طرح چر رہے تھے اور زقوم اور جہنم کے پتھر کھا رہے تھے آپ ﷺ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مالوں کی زکوۃ ادا نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا اور آپ ﷺ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱۰ ص ۵۴۴)

قبر والوں کو عذاب کے اسباب کا خلاصہ:

جو حضرات علماء اہل اللہ نے لکھا ہے اس کو (آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۱۰ ص ۵۴۹) اور کچھ مزید

Marfat.com

نقل کرتا ہوں) مختصراسباب تو یہ ہیں کہ اہل قبور کو عذاب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کے جہل پر۔ اس کے حکم کو ضائع کرنے پر اور اسکی نافرمانیوں کے ارتکاب پر۔ پس اللہ تعالیٰ ایسی روح کو عذاب نہیں دیتے جس کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو۔ اور جو اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتی ہو۔

اس کے حکم کی تعمیل کرتی ہو۔ اور اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے پرہیز کرتی ہو۔ کیونکہ قبر کا عذاب اور آخرت کا عذاب بندے پر اللہ تعالیٰ کے غضب اور ناراضی کا اثر ہے۔

نورِ ایمان سے قلب کو منور کرنا ہی علاج ہے

ذکر اللہ کا خاصہ یہ ہے کہ جو اس کو اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے تو پھر وہ اس کو اپنے ماسوا سے منقطع کر دیتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے ذکر سے قلب نورِ ایمان سے منور ہو جاتا ہے پھر وہ نور بڑھتا ہی رہتا ہے۔ اور پھر اس کے ذریعہ کشف اور توحید حقیقی حاصل ہوتی ہے۔

عہد بیعت کی محافظت:۔

بیعت ہونا گذشتہ امور سے توبہ کرنا ہے۔ اور آئندہ کے لئے اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا ہے۔ اور توبہ کے بعد اسکی محافظت کرنا ہے جس کا عہد کیا ہے۔ اور حقوق العباد کا ادا کرنا یا معاف کرانا ہے۔ اور صاحب حق کے لئے دعا کرنا اور استغفار کرتے رہنا ہے۔

دعا:۔

اے اللہ اس کام کے لئے ہم کو فارغ کر جس کے لئے تو نے ہمیں پیدا کیا اور ہمیں ان امور میں مشغول نہ فرما جن کی کفالت ہمارے لئے آپ نے خود ہی فرمالی ہے۔ اور اے اللہ ہم سوال کرتے ہیں اس میں ہمیں محروم نہ فرما اور ہم کو عذاب نہ دے اور ہماری توبہ اپنی رحمت سے قبول فرما (آمین)

انسان میں نفس کی اقسام

شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ ایک مجلس میں تصوف کے عام ہونے پر فرمایا تصوف دنیا کے عام قاعدوں سے کچھ انوکھی بات نہیں۔ انسان کے اندر نفس کی موٹی قسمیں تین ہیں۔ نفس امارہ یعنی سرکش، اس صورت

Marfat.com

میں انسان اپنی لذتوں میں عقل کے تمام قاعدوں کو توڑ کر چین حاصل کرنا چاہتا ہے۔ مگر خدائے تعالیٰ کا نظام عالم توڑنے کی کوشش اور ایسے طور پر لذت نفسانی پر ٹوٹ پڑنا اور نادم نہ ہونا انتہائی عذاب کی چیز ہے دوسری قسم نفس کی نفس لوامہ ہے یعنی برائی کرنا اور کبھی بھلائی کرنا برائی پر نادم ہونا۔ یعنی اپنے کرتوت پر اپنے آپ کو ملامت کرنا۔ اس میں بہت صورتیں ہیں اور یہ صورت بین بین ہے۔ تیسری قسم نفس کی مطمئنہ ہے جس کے حق میں آیا ہے (یا ایتھا النفس المطمئنة ارجعی) یہ خدا کے خاص بندوں اور جنتیوں کا نفس پس اپنے نفس امارہ کو مطمئنہ بنانے یا لوامہ کو اطمینان تک پہنچانے کا راستہ سلوک کہلاتا ہے۔ اس میں آسان راستہ یہ ہے کہ جن کا نفس مطمئنہ ہو ان کی صحبت اختیار کی جائے کیونکہ یہ کلیہ ہے کہ جیسے آدمی کے پاس بیٹھو گے اس کے اثرات ضرور آئینگے تو شیخ کی صحبت کی ضرورت ہوئی اور بیعت کا نفع صحبت شیخ کے بغیر نہیں (ارشادات رائپوریؒ ص ۲۴۵)

Marfat.com

اہل معاصی کا عذاب قبر میں مبتلا ہونا

عذاب قبر کا سبب کبیرہ گناہوں کا ارتکاب ہے۔ جو شخص کسی سنگین کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو اور توبہ کئے بغیر مر جائے وہ قبر کے ہولناک عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ خصوصاً جو شخص کسی اعلانیہ گناہ کا بغیر کسی جھجک کے مرتکب ہو۔ احکام شرعیہ کی تحقیر کرے یا کمزوروں کے حقوق پامال کرے اس کے بارے میں زیادہ اندیشہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اپنی پناہ میں رکھیں۔

چند واقعات نقل ہیں:۔

چغل خوری اور پیشاب سے پرہیز نہ کرنا

بہت سی احادیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے فرمایا ان دونوں قبروں والوں کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔ اور کسی بڑی بات پر عذاب نہیں ہو رہا (کہ جس سے بچنا مشکل ہوتا) ایک تو چغلی کیا کرتا تھا اور دوسرا پیشاب سے پرہیز نہیں کرتا تھا (چھینٹوں سے نہ بچنا اور آڑ نہ کرنا)

کسی مسلمان کو ناحق قتل کرنا:۔

متعدد احادیث میں یہ واقعہ منقول ہے کہ ایک جہاد میں ایک صاحب نے (جس کا نام معلم بن جثامہ تھا) کسی شخص کو باوجود اس کے کلمہ پڑھنے کے قتل کر دیا چند دن کے بعد قاتل کا انتقال ہو گیا تو دفن کرنے پر زمین نے اس کی لاش اگل دی۔ متعدد بار دفن کیا گیا لیکن زمین ہر بار اس کی لاش کو اگل دیتی تھی۔ حضور ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو ارشاد فرمایا کہ زمین تو اس سے برے لوگوں کو بھی چھپا لیتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ منظر تم کو اس لئے دکھایا تا کہ تم کو آپس کی چیزوں (جان و مال اور عزت و آبرو) کو پامال کرنے کے بارے میں نصیحت و عبرت ہو (دلائل نبوت ج ۶ ص ۳۰۹)

Marfat.com

حضور ﷺ کے نام پر جھوٹ بولنا:۔

متعدد احادیث میں آیا ہے کہ جن لوگوں نے حضور ﷺ کے نام پر جھوٹ بولا تھا ان کی لاش کو بھی زمین نے قبول نہیں کیا بلکہ باہر اگل دیا (صحیح بخاری ج ا ص ۵۱۱)

جھوٹی افواہیں پھیلانا:۔

صحیح بخاری شریف میں حضور ﷺ کا ایک طویل خواب مذکور ہے۔(انبیاء علیہم اسلام کا خواب بھی وحی ہوتا ہے) جس میں برزخ کے بہت سے مناظر دکھائے گئے ہیں اسی میں ہے۔کہ جھوٹی افواہیں پھیلانے والے کے بارے میں آپ ﷺ نے دیکھا کہ زنبور سے اسکا ایک گلا گدی تک چیرا جارہا ہے پھر دوسرے گلے کے ساتھ بھی یہی ہوتا ہے۔اتنے میں پہلا گلا ٹھیک ہو جاتا ہے۔اس کو پھر چیرتے ہیں قیامت تک اس کے ساتھ یہی ہوتا رہے گا۔

قرآن کریم سے غفلت:۔

قرآن کریم سے غفلت کرنے والوں کے بارے میں دیکھا کہ وہ لیٹا ہوا ہے ایک شخص بڑا بھاری پتھر لئے اس کے سر پر کھڑا ہے وہ پتھر سے اس کے سر کو اتنے زور سے پھوڑتا ہے کہ وہ پتھر لڑھک کر دور جا گرتا ہے وہ شخص دوبارہ وہ پتھر اٹھا کر لاتا ہے اتنے میں اسکا سر ٹھیک پہلے کی طرح ہو چکا ہوتا ہے قیامت تک اس کے ساتھ یہی کیا جاے گا

زناکار

زناکار مردوں اور عورتوں کو ایک غار میں دیکھا جو تنور کی طرح نیچے سے فراخ اور اوپر سے تنگ ہے۔ اس میں آگ جل رہی ہے۔جب آگ کے شعلے بھڑکتے ہیں تو وہ لوگ تنور کے منہ تک آجاتے ہیں اور جب آگ نیچے بیٹھتی ہے۔تو وہ لوگ بھی نیچے چلے جاتے ہیں قیامت تک ان کے ساتھ یہی ہوتا رہے گا۔

Marfat.com

سود کھانا:۔

سود خور کو اس حال میں دیکھا کہ وہ خون کی نہر میں کھڑا ہے۔اور ایک شخص نہر کے کنارے پر کھڑا ہے جس کے سامنے بہت سے پتھر ہیں۔ جب وہ سود خور خونی نہر کے کنارے پر آنا چاہتا ہے تو کنارے پر کھڑا شخص ایک پتھر اٹھا کر زور سے اس کے منہ پر مارتا ہے اور وہ پھر اپنی جگہ چلا جاتا ہے قیامت تک اس کے ساتھ یہی معاملہ ہوتا رہے گا۔

تمہاری قوم کی تو ہے بنا ہی دین و ایمان پر
تمہاری زندگی موقوف ہے تعمیل قرآن پر
تمہاری فتحیابی منحصر ہے فضل یزداں پر
نہ قوت پر نہ کثرت پر نہ شوکت پر نہ سامان پر

(مجذوبؒ)

خطا کا بہانہ بیکار ہے:

موجودہ دور میں اکثر لوگوں کی عادت بن گئی ہے کہ ہوش وحواس قائم ہوتے ہوئے اور مکمل شعور ہوتے ہوئے بعض اوقات کسی ایمان والے کے خلاف گستاخی اور بے ادبی کا برتاؤ کرتے ہیں اور خطا کا بہانہ کرتے ہیں حالانکہ جو کچھ کہتے ہیں یا کرتے ہیں جان بوجھ کر کرتے ہیں۔اس کی کئی وجوہات ہیں۔

اوّلاً اس لئے کہ خطا لاشعوری میں ہوتی ہے خطا کرنے والے کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ اس نے کیا کہہ دیا کیا کر دیا۔اور جہاں کرنے والے کو کہنے والے کو شعور ہو اور غلطی بھی سمجھ رہا ہو۔تو مطلب یہ کہ جو کچھ کہتا ہے جان بوجھ کر کہتا ہے۔

ثانیاً یہ کہ خطا لمحہ دو لمحہ رہتی ہے سارا دن یا مہینوں نہیں رہتی۔ خطا کی یہ شان نہیں ہے کہ ساتھ جمی رہے

ثالثاً: یہ کہ اگر خطا پر مواخذہ نہیں تو اس سے کب یہ ثابت ہوتا ہے کہ کلمات کفریہ یا بے ادبی کے بکنے والے کا دعویٰ خطا بہر حال قبول ہے۔قاضی عیاض کی کتاب الشفاء قاضی عیاض میں لکھا ہے کفر میں نادانی و جہالت اور زبان بہکنے کا دعویٰ کرنے سے کوئی شخص معذور نہیں سمجھا جاتا اور فقہ کی کتابوں ''بزازیہ اور

Marfat.com

ردالمختار'' میں تصریح ہے کہ اگر کوئی شخص کلمہ کفریہ بکے اور پھر خطا اور زبان کے بہک جانے کا دعوٰی کرے اور عذر کرے تو قاضی اس کی تصدیق نہ کرے اور یہ بھی کہ لفظ صریح میں تادیل کا دعوٰی قبول نہیں کیا جاتا اور اگر باوجود صراحت کے کوئی تاویل کرے گا تو وہ تاویل فاسد ہوگی۔

نصیحت:

یہ تمام نصیحت ان لوگوں کے لئے کی جارہی ہے جو اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں کیونکہ وہ ہی اس نصیحت سے فائدہ اندوز ہونے والے ہیں اور انہی کو نصیحت کرنی مقصود ہے۔

شر کا حکم غالب ہوتا ہے:

جب خیر اور شر یعنی اچھا اور برا مل جاتا ہے تو بموجب اس قول کے کہ بچہ خسیس اور ذلیل کے تابع ہوتا ہے ماں باپ سے یعنی ماں اور باپ میں جو کمینہ اور بدخصلت ہوتا ہے بچہ اس کی عادت سیکھتا ہے تو معلوم ہوا کہ شر کا حکم غالب ہوتا ہے اور خیر کا حکم مغلوب جس طرح شریعت میں مقرر ہے کہ جو بچہ حلال اور حرام جانور سے مل کے پیدا ہووے تو وہ حرام ہوتا ہے اسی طرح سے جو مال حلال کہ حرام میں مل کر یکساں ہوگیا تو یہ سب حرام ہے۔ اس کا کھانا کسی طرح درست نہیں ہے۔ اور جس جاہل سے توقع نہ ہو کہ سمجھائے پر لگے گا اس سے کنارہ ہی بہتر ہے اور دنیا میں بے جا عذر کرنے والے نقصان میں ہیں (تشریح ص ۶۵ اور ۴۷۹)

حُسن اخلاق:

حسنِ خلق یہی نہیں ہے کہ کسی کو ایذا نہ دے بلکہ یہ ہے کہ اور کی ایذا برداشت کرے اور بعض کا قول ہے کہ سفر کو اسی لئے سفر کہتے ہیں کہ وہ آدمیوں کے اخلاق کو ظاہر کردیتا ہے۔ سفیان ثوریؒ نے فرمایا ہے کہ جو شخص حج میں فحش بکے اس کا حج خراب ہوجاتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھی گفتگو کرنے اور کھانا کھلانے کو حج کے قبول ہونے کے لئے ہے اور بات کاٹنا طیب کلام کے مخالف ہے اس لئے ضروری ہوا کہ آدمی حج کی راہ میں اپنے ساتھی اور یاروں دوستوں پر بہت اعتراض نہ کرے بلکہ جتنے بیت اللہ کے جانے والے ہوں سب سے حسنِ خلق کو اپنے اوپر لازم کرے، فسوق خدائے تعالیٰ کی طاعت سے

Marfat.com

باہر نکلنا ہے کسی طرح کا ہو اور جدال اس کو کہتے ہیں کہ خصومت اور بات کاٹنے میں مبالغہ کرے کہ کینہ کا موجب ہو۔

غالب برا نہ مانئے گر برا کوئی کہے
ایسا بھی ہے کوئی کہ سب اچھا کہیں جسے

دینی طالب علموں کی مدد:

ایک یہودی مسلمان طالب علموں کی مالی اعانت کیا کرتا تھا جب طالب علموں نے یہودی سے دریافت کیا کہ بھلاتم غیر مذہب ہو کر ہمارے مذہب کو امداد پہنچا رہے ہو اس کی کیا وجہ ہے۔ یہودی نے کہا کہ اے دینی علم کے طالب علموں میں نے توریت میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ سب سے افضل اور بہتر وہ صدقہ اور خیرات ہے جو علم اور اہل علم پر کی جائے کہ وہ معاش کی طرف سے مطمئن ہو کر خدمت علم میں مصروف ہوں نیز میں نے اپنی قوم یہود میں کسی ایک کو بھی نہیں دیکھا کہ اپنے کام کو چھوڑ کر محض دینی خدمت میں مصروف ہوا ہو جیسا کہ تم لوگ اپنے تمام کاروبار چھوڑ کر محض دینی علم کی خدمت میں مصروف ہوئے ہو۔ لہٰذا تم مذہب کی خدمت کرو میں تمہاری خدمت کروں تا کہ کچھ نہ کچھ اس کا اجر مجھے بھی مل جائے۔ (معجزات مسیح علیہ السلام ص ۱۱۳)

عَرَّفَ بَعْضَہٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ ترجمہ: اللہ تعالیٰ گناہ گار کے تمام گناہوں کو ظاہر نہیں کرتا۔ اور مثل مشہور ہے کریم آدمی کبھی احاطہ کل نہیں کرتا۔

دنیا کی محبت ہر خطا کی جڑ ہے

دنیا کی محبت جس قلب میں جگہ پکڑ جاتی ہے اس کا تقویٰ جاتا رہتا ہے اور وہ دنیا جمع کرنے لگتا ہے خواہ حلال ہو یا حرام اس جمع کرنے میں اس کی تمیز اٹھ جاتی ہے اور حق تعالیٰ سے اور اس کے ملاحظہ سے شرمانا زائل ہو جاتا ہے بس قلوب کی اصلاح کے لئے قرآن پڑھنا موت کو یاد رکھنا۔ کثرت ذکر واعظ کی مجلسوں میں حاضر ہونا ان کی صیقل ہے اپنی خلوتوں اور اپنی جلوتوں میں اپنے رب عزوجل کا مراقبہ رکھو اور اس کا ہر وقت تم کو دیکھتے رہنے کا دل سے دھیان رکھنا (مراقبہ ہے) ناصح کے لئے ضروری ہے کہ دنیا کی محبت کو اپنے

Marfat.com

قلب سے نکال دے تب منصب امامت ونصیحت (ناصح بنتا) حاصل ہوتا ہے حدیث شریف میں آیا ہے ''کہ دنیا کی محبت ہی جڑ ہے ہر خطا کی'' لیکن منتہی بن کر قرب خداوندی تک پہنچ جائے گا تو دنیا جس قدر حصہ بھی تیرے مقسوم میں لکھا گیا ہے اس کی محبت تیرے اندر پیدا کی جائے گی اور غیر کے مقسوم کا بغض ڈالا جائے گا تا کہ تو اس پر قانع بن جائے اور دوسرے چیزوں کی التفات بھی نہ کرے کہ اگر تو کوئی ارادہ کرتا ہے تو اسی کے ارادہ سے کرتا ہے اور اس کی تقدیر کے ساتھ گھومتا رہتا ہے اور اپنے دل سے خدا کے سوا ہر چیز سے الگ رہے پس اپنے نفاق کے ساتھ اہل اللہ کی صف میں مت گھس دل سے سچی توبہ کرے۔ اپنے نفس اپنی خواہش اور اپنی طبیعت کو چھوڑ دے۔ قلب کا علم وفہم تجھ کو حق تعالیٰ کے قریب لے جائے گا اور زبان کا علم وفہم مخلوق کے دروازے پر لے جائے گا۔ کیا تو جانتا نہیں کہ جس ہاتھ میں تیری باگ ہو گی اسی کا تو بندہ ہوگا۔ اگر تو اپنا علاج چاہتا ہے تو اپنے قلب کی باگ حق تعالیٰ کے قبضہ میں رہنے دے اور اسی پر توکل کر۔ وہ تیری مصلحت کو تجھ سے زیادہ جانتا ہے۔

قیامت کی متوسط علامتیں

آخر زمانہ میں عابدوں کا جاہل ہونا عالموں کا فاسق ہونا۔ فحش افعال کا بکثرت ہونا۔ گالیاں بہت بکنا قرابت داروں سے قطع تعلق کرنا دیانت دار لوگوں کو خائن سمجھنا اور خائن لوگوں کو امانت دار جاننا۔ ('' ابو نعیم و الحاکم ''عن انس الطبرانی)

بارش کی کثرت پیداواری کی قلت قرآن شریف پڑھنے والوں کی کمی مسئلہ جاننے والوں کی زیادتی ہو گی۔ (الطبرانی عن عبدالرحمٰن) جیسے آج کل جاہل سے جاہل شخص مسئلہ بتانے کے لئے تیار ہو جاتا ہے مر جانا صلحا کا باقی رہنا نکمے لوگوں کا۔ جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا تصور کرنا (بخاری)

ایماندار آدمی کا اپنے کنبہ میں بھیڑ کے بچے سے بھی زیادہ ذلیل ہونا۔ خاص خاص لوگوں سے سلام علیک کرنا اور عام طور سے مسلمانوں میں سلام کا ترک ہونا۔ خوشنویسی کا زیادہ چرچا ہونا علم دین کا چرچا کم ہو جانا جھوٹے گواہوں کا ظاہر ہونا سچے گواہوں کا چھپ رہنا۔ شراب کا نام ماء اللحم رکھنا۔ سُود کو منافع رشوت کو ہدیہ نذرانہ کہنا زکوٰۃ کو مزدوری میں دینا (نوٹ) جیسا کہ اکثر لوگ زکوٰۃ نوکروں کو یا بعض مدرسے میں مال زکوٰۃ سے مدرسین کی تنخواہیں دیتے ہیں۔ علم دین کو دنیا تحصیل کرنے کے لئے پڑھنا۔ مرد کا بیبیوں کی

Marfat.com

اطاعت کرنا اور ماں کی نافرمانی کرنا۔ یاروں سے محبت اور اخلاق اور باپ سے بداخلاق وعداوت رکھنا۔ مسجدوں میں شوروغل مچانا۔ آواز سے بولنا۔ افسری اور سرداری کا ذلیلوں۔ جاہلوں کو ملنا۔ لوگوں کا اس کی سرداری کے خوف سے اس کی عزت کرنا (ترمذی شریف) مالداروں کی تعظیم کرنا نوعمر لڑکوں کا امیر کبیر اور مالدار ہونا۔ بھوکے ننگے لچے محتاج چرواہوں کا بڑے بڑے محل اور مکانات کا تعمیر کرنا (بخاری ومسلم) علماء امیروں کی طرف جھکیں گے۔ قرآن مجید کو تجارت یا ذریعہ معاش بنائیں۔ یعنی قرآن اجرت پر پڑھیں گے خدا کے لئے نہیں۔ قتل۔ قتال بہت ہو۔ اولاد والی عورتیں بوجہ نافرمانی اولاد کے غم میں رہیں اور بانجھ عورتیں خوش رہیں۔ لوگ زبان زوری کو ذریعہ معاش بنائیں اور قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تین چیزیں نایاب نہ ہو جائیں۔ ایک تو پیسہ حلال کا۔ دوسرے علم دین سے فائدہ حاصل کرنا تیسرے کسی بھائی مسلمان سے محض اللہ کے لئے محبت رکھنی یہ تینوں چیزیں ڈھونڈھے سے نہ ملیں گی۔ (قیامت کا سچا فوٹو ص ۱۰ تا ۱۲)

ہم موت سے کیوں گھبراتے ہیں:

حضرت ابو حازمؒ کا اصل نام سلمہ ہے والد کا نام دینار ہے آپ جلیل القدر تابعی بہت بڑے محدث، فقیہ۔ واعظ اور عابد و زاہد تھے محمد بن اسحاقؒ بن خزیمہؒ کا کہنا ہے کہ ''آپ کے زمانہ میں کوئی آپ کا مثل نہ تھا۔ آپ مدینہ طیبہ کے قاضی اور شیخ تھے۔

اس وقت کے اموی حکمران سلیمان بن عبدالملک (م ۹۹ھ) کے سوال پر کہ ہم موت سے کیوں گھبراتے ہیں؟ فرمایا۔

ابو حازمؒ: وجہ یہ ہے کہ آپ نے اپنی آخرت کو ویران اور دنیا کو آباد کیا ہے اس لئے آبادی سے ویرانے میں جانا پسند نہیں۔

سلیمان نے تسلیم کیا اور پوچھا کہ کل اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری کیسے ہوگی؟

ابو حازمؒ: فرمایا نیک عمل کرنے والا تو اللہ تعالیٰ کے سامنے اس طرح جائے گا جیسے کوئی مسافر سفر سے واپس اپنے گھر والوں کے پاس جاتا ہے۔ اور برے عمل کرنے والا اس طرح پیش ہوگا جیسے کوئی بھاگا ہوا غلام پکڑ کر آقا کے پاس حاضر کیا جائے۔ سلیمان یہ سن کر رو پڑے۔ اور کہنے لگے کاش ہمیں معلوم ہوتا کہ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے کیا صورت تجویز کر رکھی ہے۔

ابو حازمؒ: فرمایا اپنے اعمال کو اللہ کی کتاب پر پیش کرو تو پتہ لگ جائے گا۔ اور سلیمان نے پوچھا کونسا عمل افضل ہے۔؟ ابو حازمؒ نے فرمایا فرائض وواجبات کی ادائیگی اپنے اوقات کے اندر اور حرام سے بچنے کے ساتھ (جواہر پارے ۳/۱۴)

عبداللہ بن مبارکؒ کی فراخدلی

ایک شخص سات سو درہم کا مقروض تھا اس نے ابن مبارکؒ سے درخواست کی کہ مجھ کو اس بار سے سبکدوش فرما دیجئے انہوں نے ایک خط لکھ کر اس کو دیا کہ میرے وکیل کے پاس لے جاؤ وکیل نے خط پڑھا تو اس میں بجائے سات سو کے غلطی سے سات ہزار لکھا ہوا تھا اس نے خط لکھ کر اطلاع کی اور لکھا کہ سات ہزار دینے سے تو ساری موجودہ آمدنی ہی فنا ہو جائیگی۔ انہوں نے جواب میں لکھا کہ تحریر میں بے شک غلطی ہو گئی ہے مگر اب تو جو کچھ لکھا گیا ہے وہی دے دو۔ باقی اگر آمدنی فنا ہو جائے گی تو عمر بھی فنا ہی ہو چکی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ کسی مسلمان سے اس کے بھائی کو اچانک وہم وگمان کوئی مسرت وشادمانی حاصل ہو جائے تو اس مسلمان کی مغفرت ہو جائیگی۔ لہذا میں چاہتا ہوں کہ اس مقروض کو مجھ سے ایک نہیں بلکہ دو غیر متوقع مسرتیں حاصل ہوں۔

پہاڑ کی مانند قرض کی ادائیگی

حضرت ابو وائل کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ کی خدمت میں ایک مکاتب غلام آکر کہنے لگا کہ میں اپنا بدل کتابت ادا کرنے سے عاجز ہوں لہذا آپ میری مدد کیجئے حضرت علی ؓ نے فرمایا کیا تمہیں میں وہ دعا نہ بتا دوں جو رسول اکرم ﷺ نے مجھے سکھائی تھی (جسکی برکت سے) اگر تمہارے اوپر پہاڑ کی مانند بھی قرض ہو تو اللہ تعالیٰ تمہارے ذمہ سے ادا کر دے گا (وہ دعا یہ ہے اسکو) پڑھ لیا کرو۔ **اللھم اکفِنِی بحلالک عن حرامک واغننی بفضلک عمن سواک** ترجمہ: اے اللہ مجھے اپنے حلال مال کے ذریعہ حرام مال سے بے نیاز کر دے۔ (یعنی مجھے رزق حلال عطا فرما تا کہ اس وجہ سے حرام سے مستغنی ہو جاؤں) اور اپنے فضل وکرم کے ذریعہ اپنے ماسوا سے مجھے مستغنی کر دے (ترمذی ج ۲ جواہر پارے ۷۷/۳)

Marfat.com

امام احمد بن حنبلؒ کا تقویٰ :۔

آپؒ زہد و تقویٰ کی بنا پر خلیفہ کے ہدایا وغیرہ سے نہایت احتیاط برتتے تھے ایک دفعہ آپ نے اپنے دونوں بیٹوں اور چچا اسحاق کو خلیفہ کی طرف سے مالی تحائف و ہدایا لینے سے منع کیا انہوں نے اپنی ضرورت و حاجت کا عذر پیش کیا (کہ ہم بامر مجبوری ضرورت کی وجہ سے وظائف و تحائف لیتے ہیں) تو آپ نے ان تینوں سے ایک ماہ کے لئے ان وظائف کے لینے کی وجہ سے بالکل بولنا ترک کر دیا (طبقات) (جواہر پارے ۲/۲۳۷)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دل فتنہ زدہ

حضرت حذیفہ یمانی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے خود رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ فتنے دلوں میں اس طرح یکے بعد دیگرے گھستے اور گھر بناتے رہیں گے جس طرح چٹائی میں (بنتے وقت) ریشے اور تنکے گھستے اور گھر بناتے رہتے ہیں۔ اب اگر کسی نے ان فتنوں کا اثر قبول کر لیا اور اپنے دل میں انہیں بسا لیا اور ان پر دل کو راضی کر لیا تو ہر فتنے کے عوض اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ مرتسم ہوتا رہے گا اور جس دل نے ان فتنوں سے سمجھوتہ نہ کیا اور ان کو اپنے اندر جگہ نہ دی اور رد کر دیا تو اس کے صلہ میں اس پر ایک روشن (سفید) نقطہ لگا دیا جائے گا اور ایسے ہر عمل پر ایک ایک نقطہ کا اضافہ ہوتا رہے گا تا آنکہ واضح طور پر دل دو قسموں میں منقسم ہو جائیں گے۔

ایک سنگ مرمر کے طرح صاف شفاف اور چمکدار کہ اسے اب رہتی دنیا تک کوئی فتنہ نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ دوسرا سیاہ اور خاکستر رنگ الٹے ہوئے کوزہ کی مانند (کہ جس پر پانی کی بوند بھی نہ ٹھہرے ایسے دل میں خیر و بھلائی کی کوئی بات بھی جگہ نہ پائے گی)

ایسا دل اپنے میں رچی بسی خواہشات کے علاوہ کسی بھی نیکی کو نہ نیکی شمار کرے گا اور نہ برائی کو برائی (اس کے نزدیک اللہ و رسول کے فرمان نیکی بدی کا معیار نہیں رہیں گے اس کی اپنی خواہشات معیار خوب و زشت ہوں گی) او کما قال مسلم شریف)

ایسے مصائب میں اور فتنوں کے دور میں جو شخص جو چاہے کہ اس کا ایمان سلامت رہے اور وہ جنت کا مستحق ہو اور دوزخ سے بچ سکے تو اسے چاہیے کہ وہ آخری دم تک اللہ پر اور یوم آخرت پر اپنا ایمان مضبوط و پختہ رکھے اور لوگوں سے وہی معاملہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہو۔ اور جس شخص نے کسی امام کی بیعت کر لی اور ایسے عہد و پیمان دیدیا ہو (یا کسی حکومت کے زیر اثر رہتا ہو) تو ممکنہ حد تک اس کی فرمانبرداری کرے

Marfat.com

شورش ہنگامہ آرائی اور بے وفائی سے بچے (درمنشور)

اللہ کی زمین جب تنگ ہو جائے گی

حضرت ابو ہریرہ راوی ؓ ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا دنیا کے آخری دور اور زمانہ میں میری امت پر ان کے فرمانرواؤں، حاکموں کی طرف سے اتنے سخت اور زیادہ ظلم اور مصائب توڑے جائینگے کہ ان کے لئے زندگی دشوار اور اللہ کی زمین تنگ ہو جائے گی ان کے لئے مظالم سے بچنے کا کوئی چارہ اور مقام نہ رہے گا تب اللہ تعالیٰ میری اولاد میں سے ایک شخص کو صاحب اقتدار بنا کر کھڑا کریں گے جو اپنے طریق حکومت اور طرز عمل سے زمین کو عدل و انصاف سے ایسا بھر دے گا جیسا کہ اس سے پہلے وہ ظلم و عدوان اور مصائب سے بھری ہوئی تھی۔ خزانے اور پیداوار اگل دے گی۔ آسمان سے خوب رحمت کی بارش ہوگی وہ ان میں سات اٹھ یا نو سال رہے گا۔ (ترمذی شریف اقراء ماہنامہ شوال حجری ۱۴۰۷)

انسان کے جسم میں شیطانی دل

مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد کچھ امراء اور مقتداہوں گے جو نہ میری سیرت کو اپنا ئیں گے اور نہ میری سنت پر عمل کریں گے انہیں میں کچھ لوگ ایسے نکلیں گے جن کے دل انسان کے جسم میں شیطانی دل ہوں گے حضرت حذیفہ ؓ کہتے ہیں اس پر میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اگر یہ برا وقت مجھ پر گزرے تو میں اس وقت کیا کروں آپ ﷺ نے فرمایا۔ (امیر اسلام اگر کوئی ہو) کے احکام کی پوری طرح بجا آوری۔ وہ اگر تیرا مال غصب کرے۔ تیرے کوڑے مارے تب بھی اس کی اطاعت سے نہ نکلنا مثل خیر القرون کے طرز کی کوئی امامت کہیں پائی جائے۔ تموجودہ وقت کی جابر و ظالم اور غاصب غیر اسلامی حکومت نہیں (ص ۵۶۔ اقراء شوال ۱۴۰۷ء)

جنتر منتر اور شگون بد زمانہ جاہلیت کی رسوم ہیں

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں سے ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے وہ ایسے بندگان خدا ہونگے جو منتر نہیں کراتے اور شگون بد نہیں لیتے اور اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں (بخاری و مسلم شریف) عربوں میں زمانہ جاہلیت کی دوسری

Marfat.com

بہت سی چھوٹی بڑی قابل اصلاح برائیوں کے علاوہ یہ دو برائیاں بھی عام طور پر رائج تھیں کہ خود یا بچوں کے کسی بیماری اور دکھ درد میں مبتلا ہوتے تو منتر کرنے والوں سے جنتر منتر کراتے کہ یہ دکھ اور بیماری کو بھگانے کی آسان تدبیر ہے جو عموماً جاہلیت کے زمانہ ہی کے تھے اور دوسرے کسی کام کی نفع نقصان یا ہار جیت دونوں کا اہتمام ہوتا تو شگون لیتے۔ پھر اگر شگون برا نکلتا تو سمجھتے کہ یہ کام ہم کو راست نہیں آئے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں چیزوں کی مذمت فرمائی ہے۔ اور فرمایا کہ یقین رکھا جائے کہ بیماری اور تندرستی اور نفع نقصان سب کچھ اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ لہٰذا اس پر بھروسہ کیا جائے اور اپنے مقصد اور ضروریات کے لئے صرف وہی اسباب اور تدابیر استعمال کی جائیں جو اس کی مرضی کے خلاف نہیں ہیں بلکہ اصل کار فرما اور موثر اسباب نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات اور اس کا حکم ہے لہٰذا کسی مقصد کے لئے ایسے اسباب استعمال کرنا جو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہیں سخت حماقت کی بات ہے (معارف الحدیث ۲/۱۹۷) جائز اسباب کا اختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں۔

حضرت اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کی نصیحت اور وصیت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کی درخواست پر یہ مختصر خط لکھا سلام ہو تم پر۔ اما بعد میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے جو کوئی اللہ کو راضی کرنا چاہے لوگوں کو اپنے سے خفا کر کے، تو اللہ مستغنی کر دے گا اس کو لوگوں کی فکر اور بار برداری سے اور خود اس کے لئے کافی ہو جائے گا اور کوئی بندوں کو راضی کرنا چاہے گا اللہ کو ناراض کر کے تو اللہ اس کو سپرد کر دے گا لوگوں کے والسلام (معارف الحدیث ۲/۱۵۴)

اس حدیث مبارکہ میں یہ رہنمائی کی گئی ہے کہ بندہ اگر اللہ تعالیٰ کی رضا والا رویہ اختیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی ضروریات و حاجات کا خود کفیل ہو جائے گا۔ اور بندوں سے جن منافع کی وہ امید رکھتا ہے۔ وہ سب اس کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہوتے رہیں گے لیکن اگر اس نے رضائے الٰہی کی فکر و تلاش کو چھوڑ کر بندوں کو راضی رکھنا چاہا اور ان کی منشا کے مطابق چلا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی عنایت و نصرت سے محروم کر دیں گے۔ اور ان بندوں ہی کے حوالے کر دیں گے۔ جو اپنی ذات سے خود بھی اس بندہ کی طرح محتاج اور بے بس ہیں (معارف الحدیث ۲/۱۵)

Marfat.com

انسان کو بھی غیر فانی بنا دیا جائے گا:

ہماری یہ دنیا جس طرح ایک عالم ہے اسی طرح آخرت بھی مرنے کے بعد سامنے آجانے والا ایک حقیقی اور بالکل واقعی عالم ہے۔ ہمارا اس پر ایمان ہے اور نقل وعقل کی روشنی میں ہم کو اس کے بارے میں الحمد للہ پورا وثوق اور اطمینان ہے۔ پھر دنیا کے بارے میں ہم کو یقین ہے کہ یہ اور اس کی ہر چیز فانی ہے بہ خلاف آخرت کے کہ وہ غیر فانی اور جاودانی ہے اور وہاں پہنچنے کے بعد انسان بھی غیر فانی بنا دیا جائے گا۔ یعنی اس کو کبھی نہ ختم ہونے والی دوامی زندگی عطا فرما دی جاوے گی۔ اسی طرح وہاں اللہ کے سعید اور خوش نصیب بندوں کو جو نعمتیں عطا ہوں گی ان کا سلسلہ بھی ہمیشہ ہمیشہ جاری رہے گا اور کبھی منقطع نہ ہوگا۔

(معارف الحدیث ۱/۱۴۵)

باطنی اعمال کی اصلاح ہی اصلاح حال کا ذریعہ ہیں:

حضور علیہ السلام نے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کو ان کی درخواست پر وصیت فرمائی۔ آپ نے ارشاد فرمایا میں تم کو وصیت کرتا ہوں اللہ کے تقویٰ کی کیونکہ یہ تقویٰ بہت زیادہ آراستہ کر دینے والا اور سنوار دینے والا ہے تمہارے سارے کاموں کو آپ نے ارشاد فرمایا تم قرآن مجید کی تلاوت اور اللہ کے ذکر کو لازم پکڑ لو کیونکہ یہ تلاوت اور ذکر ذریعہ ہوگا آسمان میں تمہارے ذکر کا اور اس زمین میں نور ہوگا تمہارے لئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا زیادہ خاموش رہنے اور کم بولنے کی عادت اختیار کرو۔ کیونکہ یہ عادت شیطان کو دفع کرنے والی اور دین کے معاملے میں تم کو مدد دینے والی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ زیادہ ہنسنا چھوڑ دو کیونکہ یہ عادت دل کو مردہ کر دیتی ہے اور آدمی کے چہرے کا نور اس کی وجہ سے جاتا رہتا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہمیشہ حق اور سچی بات کہو۔ اگرچہ لوگوں کے لئے ناخوشگوار اور کڑوی ہو۔ آپ نے ارشاد فرمایا اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی پروانہ کرو۔ آپ نے ارشاد فرمایا تم جو کچھ اپنے نفس اور اپنی ذات کے بارے میں جانتے ہو چاہئے کہ وہ تم کو باز رکھے دوسروں کے عیبوں کے پیچھے پڑنے سے (شعب ایمان البیہقی معارف الحدیث ۲/۱۰۲)

Marfat.com

مسلمانوں کے لئے غیروں کی تقلید ونقالی:

ہم نے غیروں کی تقلید ونقالی میں اپنا معیارِ زندگی بلند کرنا شروع کردیا ہمارے سامنے ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشِ زندگی موجود تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نمونے موجود تھے اکابرو اولیاء اللہ بزرگان دین کی مثالیں موجود تھیں مگر ہم نے ان کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنا بھی پسند نہ کیا بلکہ اس کی دعوت دینے والوں کو احمق وبیوقوف سمجھا اور معیارِ زندگی بلند کرنے کے شوق میں زندگی کی گاڑی پر اتنا نمائشی سامان لادلیا کہ اب اس کا کھینچنا محال ہوگیا گھر کے سارے مردوزن چھوٹے بڑے اس بوجھ کے کھینچنے میں دن رات ہلکان ہورہے ہیں رات کو نیند اور دن کو سکون غارت ہوکر رہ گیا ہے۔ ہمارے اعصاب جواب دے رہے ہیں نفسیاتی امراض میں اضافہ ہورہا ہے۔ علاج معالجہ میں ۷۵ فیصد مسکن دوائیاں استعمال خواب اور دوائیں خوراک کی طرح کھائی جارہی ہیں ناگہانی اموات کی شرح حیرتناک حد تک بڑھ رہی ہیں۔ لیکن کسی بندہ خدا کو یہ عقل نہیں آتی کہ ہم نے نمود ونمائش کا یہ بارِگران آخر کس مقصد کے لئے لاد رکھا ہے؟ نہ ہی خیال آتا ہے کہ اگر موت اور موت کے بعد کی زندگی برحق ہے اگر قبر کا سوال و جواب اور ثواب وعذاب برحق ہے اگر حشر ونشر قیامت کے دن کی ہولناکیاں اور دوزخ برحق ہے اور یقینی برحق ہے تو ہم نمود ونمائش کا جو بوجھ لادے پھر رہیں اور جس کی وجہ سے اب چشم بددور ہمیں قرآن کریم کی تلاوت کی فرصت نہیں رہی۔ یہ قبر وحشر میں ہمارے کس کام آئے گا؟ آج روزانہ کی زندگی کا تماشا شب و روز ہماری آنکھوں کے سامنے ہے نمود ونمائش اور بلند معیارِ زندگی کے خبطی مریضوں کو ہم خالی ہاتھ جاتے ہوئے دن رات دیکھتے ہیں لیکن ہماری چشم عبرت وانہیں ہوتی ہے ایک حدیث شریف کا مضمون ہے کہ آدمی جب مرتا ہے تو فرشتے پوچھتے ہیں کہ اس نے آگے کیا بھیجا اور لوگ کہتے ہیں کہ اس نے پیچھے کیا چھوڑا؟ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۵)

اب جب ہمارا انتقال ہوگا جب ہمیں قبر کے تاریک خلوت خانے میں رکھ دیا جائے گا اور فرشتے پوچھیں گے کہ یہاں کے اندھیرے کی روشنی قرآن کریم کی تلاوت ہے یہاں کی تاریکی دور کرنے کے لئے تم کیا لائے؟ تو وہاں کہہ دیجئے گا کہ ہماری زندگی بڑی مصروف تھی اتنا وقت کہاں تھا کہ وضو کر کے ایک

Marfat.com

کونے میں بیٹھ کر قرآن کریم پڑھیں۔اور جب میدان حشر میں بارگاہ خداوندی میں سوال ہوگا کہ جنت کی قیمت ادا کرنے کے لئے کیا لائے؟ تو کہہ دیجئے گا کہ میں نے بڑی سے بڑی ڈگریاں حاصل کی تھیں۔ امریکہ جیسے ترقی یافتہ ملک میں اتنے بڑے عہدے پر فائز تھا۔میں نے فلاں فلاں چیزوں میں نام پیدا کیا تھا۔بہترین سوٹ زیب تن کرتا تھا شاندار بنگلہ میں رہتا تھا کاریں تھیں بینک بیلنس تھا میرے پاس اتنی فرصت کہاں تھی کہ آخرت کی تیاری کروں پانچ وقت مسجد میں جایا کروں، روزانہ کم سے کم ایک پارہ قرآن کریم تلاوت کیا کروں تسبیحات پڑھوں درود شریف پڑھوں۔خود دین کی محنت میں لگوں اور اپنی اولاد کو قرآن مجید حفظ کراؤں۔

اب بتایئے کیا مرنے کے بعد بھی قبر اور حشر میں بھی ہم اور آپ یہی جواب دیں گے کہ جناب امریکی مردوں اور عورتوں کے پاس اتنی فرصت کہاں تھی کہ باوضو ایک کونے میں بیٹھ کر قرآن کی تلاوت کیا کریں؟ نہیں وہاں یہ جواب نہیں ہوگا وہاں وہ جواب ہوگا جو قرآن نے نقل کیا ہے ترجمہ: (کل قیامت کو) کوئی شخص کہنے لگے کہ افسوس میری اس کوتاہی پر جو میں نے خدا کی جناب میں کی ہے اور میں تو (احکام خداوندی پر) ہنستا ہی رہا (حضرت تھانویؒ) جب مرنے کے بعد ہمارا جواب وہ ہوگا جو قرآن کریم نے نقل کیا ہے تو یہاں یہ عذر کرنا کہ فرصت نہیں محض فریب نفس نہیں تو اور کیا ہے۔حدیث شریف میں ہے۔ترجمہ: ”دانشمند وہ ہے جس نے اپنے نفس کو رام کرلیا اور موت کے بعد کی زندگی کے لئے محنت کی اور احمق ہے وہ شخص جس نے اپنے نفس کو خواہشات کے پیچھے لگا دیا اور اللہ تعالیٰ پر آرزوئیں دھرتا رہا۔“

ان تمام امور سے بھی قطع نظر کرلیجئے ہماری مصروفیات زندگی میں ہمارے پاس اور بہت سی چیزوں کے لئے وقت ہے ہم اخبار پڑھتے ہیں۔ریڈیو ٹیلیوژن دیکھتے ہیں۔دوست احباب کے ساتھ گپ شپ کرتے۔سیر و تفریح کے لئے جاتے ہیں تقریبات میں شرکت کرتے ہیں۔ان تمام چیزوں کے لئے ہمارے پاس فالتو وقت ہے اور ان موقعوں پر ہمیں کبھی عدیم الفرصتی کا عذر پیش نہیں آتا لیکن جب نماز، روزہ، ذکر و اذکار اور تلاوت قرآن کریم کا سوال سامنے آئے تو ہم فوراً عدیم الفرصتی کی شکایت کا دفتر کھول بیٹھتے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ فرصت نہ ہونے کا عذر محض نفس کا دھوکا اور فریب ہے اس کا اصل سبب یہ ہے کہ دنیا ہماری نظر کے سامنے ہے اس لئے ہم اس کے مشاغل میں منہمک رہتے ہیں موت اور آخرت کا

Marfat.com

دھیان نہیں اس لئے موت کے بعد کی طویل زندگی سے غفلت ہے نہ اس کی تیاری ہے اور نہ تیاری کا فکرو اہتمام اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ عذر تراشی کے بجائے اس مرض غفلت کا علاج کیا جائے جو اللہ تعالیٰ کی عظمت و ہیبت اندر پیدا کرنے سے اور اہل اللہ کی محبت سے ہوگا کل قیامت کے دن یہ عذر نہیں چلے گا کہ پاکستانی یا امریکی مردوں عورتوں کو مصروفیات بہت تھی ان کو ذکر و تلاوت کی فرصت کہاں تھی (آپ کے مسائل اور ان کا حل ۳/۳۲۰) اہل اللہ صاف صاف اعلان کرتے آئے ہیں کہ اسلام حقیقی مذہب ہے اس میں طمع سازی نہیں اس کی تمام کامیابیوں کا مدار صداقت اور سچی اطاعت و پیروی پر ہے اسلام اپنی ترقی میں کسی کا محتاج نہیں ہے۔ مسلمان جب تک اس کے احکام کے پورے فرمانبردار رہے دنیا کی نیک نامی کے ساتھ ثواب آخرت جمع کرتے رہے اور جب کسی جماعت نے اس سے انحراف کیا خود تباہ و برباد و رُسوا ہوئے اسلام نے اپنی ترقی کے واسطے دوسری راہ نکال لی۔

Marfat.com

امریکہ کی مسلم برادری کے تلاوت قرآن مجید پر اشکالات اور ان کا جواب

سوال: (۱) ہم قرآن شریف کو عربی میں کیوں پڑھتے ہیں جبکہ ہم عربی نہیں سمجھتے؟

(۲) یہاں امریکہ میں زندگی بہت مصروف ہے اور لوگوں کے پاس بہت سارے کام کرنے کا وقت نہیں ہے کیونکہ وہ وضو کر کے کسی کونے میں بیٹھ کر قرآن نہیں پڑھ سکتے جو ان کی سمجھ میں نہیں آتا۔

(۳) کافر مذاق کرتے ہیں کہ صرف ایک قرآن پڑھنے کے لئے کتنے کام کرنے پڑتے ہیں۔

جواب: امریکی مسلمانوں کی نمائندگی کرنے والے کو تفصیلی جواب

(۱) قرآن کی تلاوت نماز میں فرض ہے کہ اس کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی لیکن نماز سے باہر قرآن کریم کی تلاوت فرض و واجب نہیں ہے۔ البتہ ایک عمدہ ترین عبادت ہے اس لئے اگر کوئی شخص نماز سے باہر ساری عمر تلاوت نہ کرے تو کسی فریضہ کا تارک اور گناہ گار نہیں ہوگا لیکن ایک بہترین عبادت سے محروم رہے گا ایسی عبادت جو اس کی روح و قلب کو منور کر کے رشک آفتاب بنا سکتی ہے ایسی عبادت جو اس کی قبر کے لئے روشنی ہے اور ایسی عبادت جو حق تعالیٰ شانہٗ سے تعلق و محبت کا قوی ترین ذریعہ ہے۔

(۲) دوسرا مسئلہ یہ کہ جس شخص کو قرآن کریم کی تلاوت کرنی ہو اس کو قرآن کریم کے اصل عربی متن کی تلاوت لازم ہے وہ اس کے۔ اردو۔ انگریزی یا کسی اور زبان کے ترجمہ پڑھنے پر حاصل نہیں ہوگی اس کی چند وجوہات ہیں۔

پہلی وجہ: قرآن کریم ان مقدس الفاظ کا نام ہے جو کلام الٰہی کی حیثیت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے لہٰذا اگر قرآن کریم کے کسی لفظ کی تشریح متبادل عربی لفظ سے بھی کر دی جائے تو وہ متبادل لفظ قرآن نہیں کہلائے گا ہاں قرآن کریم کا ترجمہ یا تشریح و تفسیر ان کو کہہ سکتے ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم کا

Marfat.com

ترجمہ خواہ کسی زبان میں ہو۔ وہ کلامِ الٰہی نہیں بلکہ کلامِ الٰہی کی تشریح وترجمانی ہے اب جو شخص حق تعالیٰ شانہٗ سے براہِ راست ہم کلامی چاہتا ہو اس کے لئے براہِ راست کلام الٰہی کی تلاوت لازم ہوگی اور اس سے اس شخص کو قرآن کریم کی تلاوت کے انوار وتجلیات حاصل ہوں گی اور وہ تلاوت کے ثواب وبرکات سے محروم نہیں رہے گا۔ خواہ معنی ومفہوم کو وہ سمجھتا ہو یا نہ سمجھتا ہو۔

دوسری وجہ: بعض لوگ جو کلام الٰہی کی لذت سے ناآشنا ہیں اور جنہیں کلامِ الٰہی اور مخلوق کے کلام کے درمیان ''فرق وامتیاز کی حس نہیں'' ان کا کہنا ہے کہ قرآن کریم کے پڑھنے سے مقصود اس کے معنی ومفہوم کو سمجھنا اور اس کے احکام وفرامین کا معلوم کرنا ہے اور یہ مقصود چونکہ کسی ترجمہ وتفسیر کے مطالعہ سے بھی حاصل ہوسکتا ہے۔ لہذا کیوں نہ صرف ترجمہ وتفسیر پر اکتفا کیا جائے۔ قرآن کریم کے الفاظ کے سیکھنے سکھانے اور پڑھنے پڑھانے پر کیوں وقت ضائع کیا جائے۔ مگر یہ ایک نہایت سنگین علمی غلطی ہے اس لئے کہ جس طرح قرآن کریم کے معانی ومطالب مقصود ہیں ٹھیک اسی طرح اس کے الفاظ کی تعلیم وتلاوت بھی ایک اہم مقصد ہے اور یہ ایسا عظیم الشان مقصد ہے کہ قرآن کریم نے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض نبوت میں اوّلین مقصد قرار دیا ہے۔ ترجمہ: اے ہمارے پروردگار اور اس جماعت کے اندر انہیں میں کا ایک ایسا پیغمبر بھی مقرر کیجئے جو ان لوگوں کو آپ کی آئتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کریں اور ان کو (آسمانی) کتاب کی اور خوش فہمی کی تعلیم دیا کریں اور ان کو پاک کردیں بلاشبہ آپ ہی ہیں غالب القدرت کا الانتظام'' (ترجمہ حضرت تھانویؒ) جس طرح تم لوگوں میں ہم نے ایک (عظیم الشان) رسول کو بھیجا تمہیں میں سے ہماری آیات (واحکام) پڑھ پڑھ کر تم کو سناتے ہیں اور (جہالت) سے تمہاری صفائی کرتے رہتے ہیں اور تم کو کتاب (الٰہی) اور فہم کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں اور تم کو ایسی (مفید) باتیں تعلیم کرتے رہتے ہیں جن کی تم کو خبر بھی نہ تھی۔ جس چیز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرائض نبوت میں سے اوّلین فریضہ قرار دیا گیا ہو اُمت کا اس کے بارے میں یہ خیال کرنا کہ یہ غیر ضروری ہے کتنی بڑی جسارت اور کس قدر سوءِ ادب ہے اور قرآن کریم کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے خود وعدہ فرمایا ہے (ترجمہ: ہم نے ہی یہ قرآن نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں اس حفاظت کے وعدہ میں اسکے الفاظ کی حفاظت اس کے معنی کی حفاظت اس کی زبان ولغت کی حفاظت سب ہی کچھ شامل ہے اور اس عالم اسباب میں حفاظت کا وعدہ اس

Marfat.com

طرح پورا ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے لے کر آج تک جماعتوں کی جماعتیں قرآن کریم کی خدمت میں مشغول رہیں اور انشاء اللہ قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا گویا حفاظت قرآن کے ضمن میں ان تمام لوگوں کی حفاظت کا بھی وعدہ ہے جو قرآن کریم کی خدمت کے کسی نہ کسی شعبہ میں منسلک ہیں۔ ان خدام قرآن میں سر فہرست ان حضرات کا نام ہے جو قرآن کریم کے الفاظ کی حفاظت میں مشغول ہیں اور قرآن کریم کے الفاظ کی تعلیم و تعلم میں لگے ہوئے ہیں خواہ حفظ کر رہے ہیں یا ناظرہ پڑھتے پڑھاتے ہوں اور اسی وعدہ حفاظت کی کارفرمائی ہے کہ آج کے گئے گزرے زمانے میں (جس میں بقول آپ کے قرآن پڑھنے کی فرصت کس کو ہے) لاکھوں حافظ قرآن موجود ہیں جن میں چھ سات سال تک کے بچے بھی شامل ہیں اب اگر الفاظ قرآن کی تلاوت کو غیر ضروری قرار دے کر امت اس کے پڑھنے پڑھانے کا شغل ترک کر دے تو گویا قرآن کریم کا وعدہ حفاظت۔ نعوذ باللہ غلط ٹھہرا مگر اس وعدہ محکم کا غلط قرار پانا تو محال ہے ہاں! یہ ہوگا کہ اگر بالفرض امت قرآن کریم کے الفاظ کی تلاوت اور کے پڑھنے پڑھانے کو ترک کر دے تو حق تعالیٰ شانہٗ ان کی جگہ ایسے لوگوں کو بروئے کار لائیں گے جو اس وعدہ الٰہی کی تکمیل میں بسر و چشم اپنی جانیں کھپائیں گے گویا امت کا امت کی حیثیت سے باقی رہنا موقوف ہے ''قرآن کریم کے الفاظ کی تلاوت اور تعلیم و تعلم پر'' اگر امت اس فریضہ سے منحرف ہو جائے تو گردن زدنی قرار پائے گی اور اسے صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے گا جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے ترجمہ (اور اگر تم روگردانی کرو گے تو خدائے تعالیٰ تمہاری جگہ دوسری قوم پیدا کر دے گا پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے ترجمہ حضرت تھانویؒ) چوتھی وجہ: کلامِ الٰہی کی تلاوت سے جو انوار و تجلیات اہلِ ایمان کو نصیب ہوتی ہیں ان کا احاطہ اس مختصر تحریر میں ممکن نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ''جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اس کیلئے اس کے بدلے میں ایک نیکی ہے اور ہر نیکی دس گنا ملتی ہے (پس ہر حرف پر دس نیکیاں ہوئیں) اور میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے نہیں! بلکہ الف ایک حرف لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔ (پس الٓمٓ پڑھنے والے کیلئے تیس نیکیاں ہوئیں) یہ فضیلت و برکت قرآن کریم کے الفاظ کی تلاوت پر ہی ہے۔ محض انگریزی۔ اردو ترجمہ پڑھ لینے سے یہ اجر حاصل نہیں ہوگا۔ لہذا جو شخص اس اجر ثواب اس برکت و فضیلت اور اس نور کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس کو اس کے سوا کوئی چارہ نہیں وہ قرآن کریم کے الفاظ کی

Marfat.com

تلاوت کرے جن سے یہ تمام وعدے وابستہ ہیں (۲۱۰ تا ۳/۲۱۷ آپ کے مسائل اور ان کا حل) (تلخیص مضامین کے ساتھ)

دورِ جدید کی مصروفیات:

مرد و زن کی بے پناہ مصروفیات جن کا عام طور پر ذکر ہوتا رہتا ہے وہ بالکل صحیح ہے اور یہ صرف امریکہ کا مسئلہ نہیں بلکہ ساری دنیا کا مسئلہ ہے ان مصروفیات کے دو بڑے سبب ہیں ایک یہ کہ آج کے مشینی دور نے خود انسان کو بھی ایک خودکار مشین بنا دیا ہے مشینوں کی ایجاد تو اس لئے ہوئی تھی کہ ان کی وجہ سے انسان کو فرصت کے لمحات میسر آسکیں گے لیکن مشین کی برق رفتاری کا ساتھ دینے کے لئے خود انسان کو بھی مشین کا کردار ادا کرنا پڑا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ہم نے بہت سی غیر ضروری چیزوں کا بوجھ اپنے اوپر لاد لیا ہے آدمی کی بنیادی ضرورت صرف اتنی تھی کہ بھوک مٹانے کے لئے اسے پیٹ بھر کر روٹی میسر آجائے تن ڈھانکنے کے لئے اسے کپڑا میسر ہو اور سردی گرمی سے بچاؤ کیلئے جھونپڑا ہو۔ لیکن ہم میں سے ہر شخص قیصر و کسریٰ کے سے ٹھاٹھ باٹھ سے رہنے کا متمنی ہے اور وہ ہر چیز میں دوسروں سے گوئے سبقت لے جانا چاہتا ہے اور غیر قوموں کی نقل کو ترقی کا معیار بنا رکھا ہے۔ جن کا کوئی دین نہیں اور بے خدا قومیں جن کے سامنے آخرت کا کوئی تصور نہیں جن کے نزدیک زندگی بس یہی زندگی ہے ان کے بارے قرآن نے فرمایا ہے۔ ترجمہ: البتہ جو لوگ امید نہیں رکھتے ہمارے ملنے کی اور خوش ہوئے دنیا کی زندگی پر اور اسی پر مطمئن ہو گئے اور جو لوگ ہماری نشانیوں سے بے خبر ہیں ایسوں کا ٹھکانہ ہے ''آگ'' بدلہ اس کا جو کماتے ہیں (ترجمہ شیخ الہندؒ) (۳/۲۱۹ مسائل کا حل)

ماں باپ کی خدمت اور فرمانبرداری کی دنیوی برکات:

ماں باپ کی خدمت اور فرمانبرداری کی اصل جزاء تو جنت اور رضائے الٰہی ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا ہے کہ ماں باپ کی خدمت اور فرمانبرداری کرنے والی اولاد کو اللہ تعالیٰ کچھ خاص برکتوں سے اس دنیا میں بھی نوازتا ہے۔

Marfat.com

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ماں باپ کی خدمت وفرمانبرداری اور حسن سلوک کی وجہ سے آدمی کی عمر بڑھا دیتا ہے۔ ممکن ہے کسی کے دماغ میں آئے کہ عمر تو تقدیر میں پہلے سے لکھی ہے۔ تو جاننا چاہیے کہ اس طرح کی احادیث کا تقدیر کے مسئلہ سے کوئی ٹکراؤ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ازل سے معلوم تھا اور معلوم ہے کہ فلاں آدمی ماں باپ کی خدمت اور فرمانبرداری کرے گا اسی لحاظ سے اس کی عمر اس سے زیادہ مقرر فرمائی گئی جتنی کہ اس کو ماں باپ کی خدمت اور فرمانبرداری نہ کرنے کی صورت میں دی جاتی اسی طرح ان سب حدیثوں کو سمجھنا چاہیے جن میں کسی اچھے عمل پر رزق میں وسعت اور برکت وغیرہ کی خوشخبری سنائی گئی ہے حالانکہ رزق کی تنگی اور وسعت بھی مقدر ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے آباء (ماں باپ) کی خدمت وفرمانبرداری کرو تمہاری اولاد تمہاری فرمانبردار اور خدمت گذار ہو گی اور تم پاک دامنی کے ساتھ رہو تمہاری عورتیں پاک دامن رہیں گی۔ (معارف الحدیث ۶/۲۸۹)

روحانی تحقیق کا محرک:

جب مذہب کے معاملے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے چینی بڑھتی تو انہوں نے رمضان المبارک کا پورا مہینہ مشہور غارِ حرا میں گزارنے کا فیصلہ کیا جو مکہ کی نواحی پہاڑی جبل النور میں واقع ہے (یہ بات حیرت انگیز ہے کہ حرا کے معنی ''تحقیقات'' اور جبل النور کے معنی ''روشنی کا پہاڑ'' ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ نہ صرف رسول خدا کے دوست ابن عمرو ابن نوفل بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب بھی کبھی کبھار عبادت کے لئے غارِ حرا چلے جایا کرتے تھے۔ رسول خدا نے کچھ کھانے پینے کا سامان ساتھ لیا اور غارِ حرا میں چلے گئے اس سامان میں سے وہ قریب سے گزرتے مسافروں کی خدمت بھی کرتے۔ پھر ان کی محبوب اہلیہ بی بی خدیجہ بھی وقتاً فوقتاً کھانے پینے کا سامان غار میں پہنچاتی رہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنا سالانہ معمول بنالیا تھا اور یہ معمول پانچ سال تک جاری رہا۔ جہاں وہ یکسوئی سے خدا کی عبادت کرتے اور ان سوالات پر غور کرتے اور فکر میں رہتے۔ ممکن ہے وہ غور وفکر والے سوالات یہ ہوں۔ (۱) کائنات کا خالق کون ہے (۲) انسانی زندگی کا مقصد وحیات کیا ہے؟ (۳) اور بعد از مرگ کیا ہوتا ہے؟ (خطبات ۴/۲۲۸

Marfat.com

مالدار اور فقیر کے صدقہ میں فرق:

زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مالدار اپنے مال سے ایک لاکھ درہم نکال کر صدقہ دے اور کوئی فقیر ایسا ہو کہ اس کے پاس دو ہی درہم ہوں اور وہ اس میں سے خوش ہو کر ایک درہم صدقہ کر دے تو یہ ایک درہم والا فقیر اس لاکھ درہم والے مالدار سے افضل ہے۔ (قصص اولیاء ۱/۳۴)

خواہش کے باوجود جب کسی چیز کی خریداری پر قدرت نہ ہو:

ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو بازار میں جائے اور ایسی کوئی چیز دیکھے جسے اس کا دل چاہتا ہو اور اس کے خریدنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو اور پھر وہ صبر کر کے ثواب کی امید رکھے تو یہ فعل اس کے لئے خدا کی راہ میں ہزار درہم خرچ کرنے سے بہتر ہوگا۔ (۱/۳۵) الحمد اللہ علیٰ ذالک

شوہر کی تسخیر کے لئے عجیب عمل:

شوہر کے ساتھ ناموافقت بڑا عذاب ہے لیکن یہ عذاب آدمی خود اپنے اوپر مسلط کر لیتا ہے۔ خلاف طبع چیزیں تو پیش آتی ہی رہتی ہیں۔ لیکن آدمی کو چاہیے کہ صبر وتحمل کے ساتھ خلاف طبع باتوں کو برداشت کرے۔ سب سے اچھا وظیفہ یہ ہے کہ خدمت کو اپنا نصب العین بنایا جائے شوہر کی بات کا لوٹ کر جواب نہ دیا جائے۔ نہ کوئی چبھتی ہوئی بات کی جائے اگر اپنی غلطی ہو تو اس کا اعتراف کر کے معافی مانگ لی جائے۔ الغرض خدمت واطاعت۔ صبر وتحمل اور خوش اخلاقی سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں۔ یہی عمل تسخیر ہے جس کے ذریعے شوہر کو رام کیا جا سکتا ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی عمل تسخیر مجھے معلوم نہیں۔ اگر بالفرض شوہر ساری عمر بھی سیدھا ہو کر نہ چلے تو بھی عورت کو دنیا و آخرت میں اپنی نیکی کا بدلہ دیر، سویر ضرور ملے گا اور اس کے واقعات میرے سامنے ہیں۔ اور جو عورتیں شوہر کے سامنے تڑتڑ بولتی ہیں ان کی زندگی دنیا میں بھی جہنم ہے آخرت کا عذاب تو ابھی آنے والا ہے۔ بہن بھائیوں کے لئے روزانہ صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر دعا کیا کیجئے (آپ کے مسائل ان کا حل ص ۷/۴۱۵)

Marfat.com

اوراد، اذکار، واشغال کے قضا ہونے پر بھی ثواب:

عبدالرحمن بن عبدالقادر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اپنے معمول کے وظیفہ سے یا اس کے کسی جزو سے سو رہے (یعنی آنکھ نہ کھلنے سے ناغہ ہو جائے) پھر اگر اس وظیفہ کو فجر اور ظہر کے درمیان) یعنی ظہر سے پہلے پڑھ لے تو ایسا ہی ثواب ملے گا جیسے رات ہی کو پڑھ لیا ہو۔ (مسلم شریف و مالک وابوداؤد ترمذی شریف ونسائی التکشف ص ۳۴۷) اس حدیث شریف میں تعلیم ہے کہ معمولات گونوافل ہوں حتیٰ الامکان ناغہ نہ کرے اگر معین وقت پر نہ ہو تو دوسرے وقت پر پورے کرے۔

رذائل نفس کا مجاہدہ نفسانی کے ذریعہ علاج:

رذائل نفس کا مواخذہ اعمال بدنیہ کے مواخذہ سے زیادہ سخت ہے اور طاقت سے زیادہ آدمی مکلف نہیں ہے اور اگر بندہ اپنی امکانی کوشش کرے اور مجاہدہ نفسانی کے ذریعہ امراض نفسانی کو دور کرنے کی جدو جہد کو کام میں لائے اور خواہش نفس کے پیچھے نہ پڑ جائے اور رذائل نفس کو دور کرنے کیلئے فقراء کے دامن سے وابستہ ہو جائے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے اندرونی معاصی معاف فرمائے گا مواخذہ نہ کرے گا کیونکہ طاقت سے زیادہ بندہ مکلف نہیں اور ممنوعات خداوندی پر کاربند ہونے کی وہ امکانی کوشش کر چکا لیکن جو شخص اپنے اندرونی عیوب کی طرف توجہ ہی نہ کرے اور رذائل نفس کو دور کرنے کا ارادہ ہی نہ ہو تو وہ یقیناً اپنے اعمال کی سزا میں دوزخ میں جائے گا۔

آج بھی ہو جو ابراہیم کا ایمان پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستان پیدا

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صوفیہ کے طریقہ پر چلنا اور فقراء کے دامن سے وابستہ ہونا۔ ایسا ہی فرض ہے جیسے کتاب اللہ کی تلاوت اور اس کے احکام کا سیکھنا ہے۔ (مظہری ۲/۱۶۱)

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر از بر ہو
پھر پسر قابل میراث پدر کیونکر ہو

Marfat.com

علوم دینیہ کا مقصود اور اس راہ میں تگ و دو کی آخری منزل نیت کی درستگی ۔ اخلاص کی دولت بے بہا معاملات کی صفائی عبادات کا اہتمام باطن کا تزکیہ اور اعمال کا تجلیہ ہے یعنی تمام علوم کا حاصل اور منتہا یہی ہونا چاہیے کہ انسان کو عافیت کی فکر اور زمرہ سعداء میں شریک ہونے کی بیقرار تمنا نصیب ہو۔ اور غور سے اگر دیکھا جائے تو خود انسانی و اسلامی زندگی کا مقصد بھی اس کے سوا اور کچھ نہیں۔

حب جاہ اور حب مال کے جراثیم ایسے زہریلے اور مضر ہیں کہ دونوں بیماریاں عاقبت تباہ و برباد کر دیتی ہیں۔ اس مادی دور میں ان بیماریوں سے بچنا اہل اللہ کی صحبت اور کثرت ذکر کے بغیر ممکن نہیں اور اس راہِ خیر کے موانع میں بڑا موانع و رکاوٹ ''ھوٰی'' (خواہش نفس) کا اتباع ہے جو آدمی کو گمراہی کے گڑھے میں بُرے طریقہ سے پھینک دیتا ہے ''ھوٰی نفس'' کے مقابلے میں ''ھدٰی'' ہے (صراطِ مستقیم) جس کی طرف حضرات انبیاء علیہم اسلام اور ان کے نائبین دعوت دیتے ہیں۔ اس کے لئے ساری تعلیم و تربیت ذہنی و اخلاقی نشو نما۔ علم و کمال سب ایک ماحول سے تعلق رکھنے والوں کے آغوش میں یعنی اہلِ اللہ کی صحبت میں ہوتی ہے۔

ہم کو مٹا سکے یہ زمانہ میں دم نہیں
ہم سے زمانہ خود ہے زمانہ سے ہم نہیں
کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا
بھان متی نے کنبہ جوڑا

موجودہ دور کی بیاہ شادیاں اور حق مہر:

بھائی ہماری بدقسمتی کی داستان بہت طویل ہے ہم نے خود اپنے ہی ہاتھوں اپنی شادیوں کو اپنے لئے پھانسی کا پھندا بنا رکھا ہے اور غم کی طبعی و وقتی مصیبت کو اس سے زیادہ خطرناک اختیاری و دائمی مصیبتوں سے گھیر رکھا ہے۔ اسراف و فضول خرچی کی انتہا ہے برادری میں ناک کٹ جانے کے اندیشے سے سودی قرضہ لے کر تباہی و بربادی کو دعوت دی جاتی ہے حالانکہ فضول خرچی کو قرآن مجید نے اپنے بے لاگ انداز میں کارِ شیطان قرار دیا ہے لیکن اس کو کیا کیا جائے کہ متعصب دنیا اسلامی قوانین کی خوبیوں اور فلاحی اسکیموں

Marfat.com

سے فائدہ اٹھانے کے لئے تیار نہیں۔

گھریلو حالات کی موافقت:

گھریلو حالات اگر موافق نہ ہوں تو میاں بیوی کی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے اس لئے عافیت اس میں ہے کہ دوسری شادی حتیٰ الوسع نہ کی جائے اور اگر کی جائے تو دونوں الگ الگ گھر میں رکھے اور دونوں کے حقوق برابر ادا کرتا رہے۔ ایک طرف جھکاؤ اور ترجیحی سلوک کا وبال بڑا ہی سخت ہے حدیث شریف میں ہے کہ ''جس کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے درمیان برابری نہ کرے تو وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ ساقط اور مفلوج ہوگا'' (مشکوٰۃ شریف ص ۲۷۹)

حق مہر:

مہر اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقویٰ کی چیز ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تم سے زیادہ اس کے مستحق تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی سے بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر پر نکاح کیا ہو؟ مشکوٰۃ شریف۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم (تقریباً دو تولے ساڑھے سات ماشے چاندی) ہے اور زیادہ مہر کی کوئی مقدار مقرر نہیں۔ حسب حیثیت جتنا مہر چاہئیں رکھ سکتے ہیں۔ لوگ زیادہ مہر مقرر کرنے کو فخر کی چیز سمجھتے ہیں۔ لیکن یہ جاہلیت کا فخر ہے جس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے۔ زیادہ سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بیوی کا اور کسی صاحب زادی کا مہر پانچ سو درہم سے زیادہ مقرر نہیں کیا اور یہ ایک سو اکتیس تولے تین ماشے (۱۳۱/۱/۴) چاندی بنتی ہے۔

لوگ اس خوش فہمی میں کہ زیادہ مہر رکھنے سے لڑکا دب کر رہے گا۔ لیکن عموماً نتیجہ بجائے خانہ آبادی کے خانہ بربادی بلکہ عاقبت بربادی کی شکل میں نکلتا ہے اور یہ سب کرشمے ہیں دین سے دوری کے۔ اللہ تعالیٰ مسلمان بھائیوں کو عقل و ایمان نصیب فرمائے۔

منگنی وعدہ ہے اور اگر لڑکا دیندار نہ ہو اس رشتہ کو ختم کرنا جائز بلکہ ضروری ہے (۵/۳۸ مسائل اور ان کا حل) اور لڑکی کا ولی نکاح کیلئے اس کا حقیقی بھائی ہے ماں کو اعتراض کا کوئی حق نہیں۔

(۵/۴۷ مسائل اور حل)

Marfat.com

سیدہ کا نکاح غیر سیدوں میں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چاروں صاحب زادیاں سیدہ تھیں۔ان کے نکاح غیر سیدوں سے ہوئے اور آج تک کسی امام وفقیہ نے یہ نہیں کہا کہ سیدزادی کا نکاح غیر سید سے نہیں ہوسکتا۔اور جاننا چاہیے کہ سیدنا امام زین العابدینؓ نے اپنی ہمشیرہ کا نکاح اپنے ایک آزاد کردہ غلام سے کیا تھا۔(۵/۶۶ مسائل ان کا حل

دعوت ولیمہ:

ولیمہ میں نمود ونمائش کرنا قرض لے کر زیر بار ہونا اور اپنی وسعت سے زیادہ خرچ کرنا منع ہے اور اس موقع پر فقراء ومساکین کو بھی کھلایا جائے حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ بدترین کھانا ولیمہ کا وہ کھانا ہے جس میں اغنیاء کی دعوت کی جائے اور فقراء کو چھوڑ دیا جائے اور جس شخص نے دعوت ولیمہ قبول نہ کی اس نے اللہ اور رسول علیہ السلام کی نافرمانی کی۔(صحیح بخاری ومسلم)(۵/۱۶۴ مسائل ان کا حل) اور فخر ونمود والا ولیمہ قبول کرنا مکروہ ہے اور خصوصاً موجودہ دور کے ولیمہ جو حرام رسوم سے بھرپور ہیں ایسی دعوت میں جانا کسی طرح بھی جائز نہیں ۵/۱۶۵)

انسان کا فکر وتفکر:

انسان کا فکر وتفکر اصلی چیز ہے۔مندرجہ بالا اعمال کے لئے یا انسان کی پوری زندگی کے اعمال کے لئے حواسِ خمسہ ہوں یا عقل ودانش۔ذوق ووجدان ہو یا بصیرت وتفقہ۔ان سب کا قائد اور محرک فکر ہی ہے اس لئے کہ فکر انسان ہی کی خصوصیت ہے دوسری اجناس کو میسر نہیں۔روحانی احوال وکیفیات کا ادراک بھی قوتِ فکر یہ کے بغیر وجود پذیر نہیں ہوسکتا۔اور قوت فکر اگر متوجہ نہ ہو تو قوتِ باصرہ اور سامعہ۔شامہ۔ذائقہ۔لامسہ اور قوتِ عاملہ سب معطل رہ جاتی ہیں اس لئے جب وہ محسوسات کی طرف متوجہ ہوتی ہے تو حواسِ خمسہ ہرکاروں کی طرح اس کے حکم پر دوڑتے ہیں اور اس کامل اور صحیح فکر کے حصول کے لئے کثرتِ ذکر اور اہل اللہ کی صحبت ضروری ہے۔الحمد للہ رب العالمین۔

Marfat.com

عورتوں کو نصیحت

شرک کی باتوں کے پاس مت جاؤ اولاد کے ہونے یا زندہ رہنے کے لئے ٹونے ٹوٹکے مت کرو۔ فال مت کھلاؤ۔ فاتحہ، نیاز ولیوں کی مت کرو۔ بزرگوں کی منت، مت مانو۔ شب برات، محرم، عرفہ، تبرک روٹی، تیرہ تیزی کی گھونگنیاں کچھ مت کرو۔ جس سے شرع میں پردہ ہے چاہئے وہ پیر ہی ہو اور چاہے اور کیسا ہی نزدیک کا ناتہ دار ہو جیسے دیور، جیٹھ، خالہ کا پھوپھی کا یا ماموں کا بیٹا یا بہنوئی یا نندوئی یا منہ بولا بھائی یا منہ بولا باپ ان سب سے خوب پردہ کرو۔ خلاف شرع لباس مت پہنو جیسے کلیوں دار پائجامہ یا ایسا کُرتہ کہ جس میں پیٹ۔ پیٹھ یا کلائی یا بازو کھلے ہوں۔ یا ایسا باریک کپڑا جس میں بدن یا سر کے بال جھلکتے ہوں یہ سب چھوڑ دو۔ لمبی آستینوں کا اور نیچا اور موٹے کپڑے کا کُرتہ بناؤ اور ایسے ہی کپڑے کا دوپٹہ ہو اور دھیان کر کے سر پر مت ہٹنے دو ہاں اگر گھر میں خالی عورتیں ہوں یا اپنے ماں باپ حقیقی بھائی وغیرہ کے سوا گھر میں کوئی اور نہ ہو تو اس وقت سر کھولنے میں ڈر نہیں۔ کسی کو جھانک تانک کر مت دیکھو۔ بیاہ شادی مونڈن، چلہ، چھٹی، منگنی، چوتھی وغیرہ میں کہیں مت جاؤ نہ اپنے ہاں کسی کو بلاؤ۔ کوئی کام نام کے واسطے مت کرو۔ کوسنے اور طعنے اور غیبت سے زبان کو بچاؤ پانچوں وقت نماز اول وقت پڑھو اور جی لگا کر تھام کر پڑھو۔ رکوع سجدہ اچھی طرح کرو، ایام سے جب پاک ہو خوب خیال رکھو کسی وقت کی نماز ایام بند ہونے کے بعد رہ نہ جائے اگر تمہارے پاس زیور گوٹہ، لچکہ وغیرہ ہو تو حساب کر کے زکوٰۃ نکالو اور بہشتی زیور ایک کتاب ہے اس کو یا تو پڑھ لیا کرو یا سن لیا کرو اور اس کے مطابق چلا کرو خاوند کی تابعداری کرو اس کا مال اس سے چھپا کر مت خرچ کرو گانا کبھی مت سنو قرآن کی تلاوت روزانہ کیا کرو فضول قسم کی کتابیں رسالے نہ خود دیکھو نہ بچوں کو دیکھنے دو جہاں رسم و رسوم کی مٹھائی وغیرہ تقسیم ہو وہاں مت جاؤ اور نہ بانٹنے میں شریک ہو۔ ہر بات میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر چلنے کا اہتمام کرو اس سے دل میں بڑا نور پیدا ہوگا۔ اگر کوئی شخص کوئی بات تمہاری مرضی کے خلاف کرے تو صبر کرو جلدی سے کچھ کہنے سننے مت لگو خاص کر غصہ کی حالت میں بہت سنبھلا کرو کبھی اپنے کو صاحب کمال مت سمجھو جو بات زبان سے کہنا چاہو پہلے سوچ لیا کرو جب خوب اطمینان ہو جاوے کہ اس میں کوئی خرابی نہیں اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اس

Marfat.com

میں کوئی دین یا دنیا کی ضرورت یا فائدہ ہے اس وقت زبان سے نکالو کسی بُرے آدمی کی بھی برائی مت کرو نہ سنو۔ کسی پر لعن طعن مت کرو اور نہ حقیر سمجھو۔ مال و عزت کی طمع و حرص مت کرو۔ تعویذ گنڈوں کا دھندا مت کرو۔ جہاں تک ہو سکے ذکر میں مشغول رہو چلتی پھرتی کام میں لگی ہوئی دھیان ذکر میں رہے دنیا کے کام مت بڑھاؤ لوگوں سے میل ملاپ بے فائدہ مت رکھو اور جان پہچان والوں سے بہت بچو۔ معمولی لوگوں سے ملو جن سے جان پہچان نہ ہو ایسے لوگوں سے نقصان کم ہوتا ہے۔ دل میں اگر کوئی کیفیت پیدا ہو تو اطلاع اپنے مصلح کو کرو اور کسی سے مت کہو۔ جب غلطی ہو جائے تو تاویل کر کے ٹالا نہ کرو بلکہ غلطی کا اقرار کر لیا کرو ہر حالت میں اللہ پر بھروسہ رکھو اور اسی سے اپنی حاجت عرض کیا کرو اور دین پر قائم رہنے کی درخواست کرو۔ (قصد السبیل ص ۳۵)

اسلام میں میاں بیوی کے درمیان بے تکلفی الفت محبت کے تعلقات

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی زبردست کارنامہ ہے کہ آپ نے اپنے اقوال اور طرزِ عمل سے وہ تمام زیادتیاں اور بدسلوکیاں جو اسلام سے پہلے عورت کے ساتھ روا رکھی جاتی تھیں ختم کر دیں چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ وہ حائضہ ہونے کی حالت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھاتی تھیں اور بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ ایک ہڈی میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کچھ کھا لیتی تھیں اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیتی تھیں اور آپ اسی جگہ اپنا دہان مبارک رکھ کر جہاں سے حضرت عائشہؓ نے کھایا تھا تناول فرما لیتے اسی طرح جس برتن میں سے حضرت عائشہ پیتی تھیں ان کا بچا ہوا وہیں منہ رکھ کر حضور پی لیتے تھے جہاں سے حضرت عائشہؓ نے پیا تھا باقی حائضہ کے گھٹنے سے لے کر ناف تک بلا پردہ بدن سے اپنا بدن ملانا جائز نہیں ہے اور مجامعت حرام ہے باقی ہر حصہ بدن سے اتصال وغیرہ جائز ہے (یعنی جماع کے علاوہ سب کچھ کر سکتے ہو)

اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے زمانہ جاہلیت کی سب خراب باتوں کی اصلاح فرما دی اور عورتوں کے ساتھ وہ بدسلوکیاں اور زیادتیاں ختم فرما دیں جن کی وجہ سے عورتوں کی حالت خراب تھی اور جو انسانیت کے لئے باعث ننگ و عار تھیں چنانچہ زمانہ جاہلیت میں لوگ حائضہ سے بالکل علیحدہ رہتے تھے

Marfat.com

اور ہر چیز میں اس سے اجتناب کرتے تھے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول وعمل سے اس کا بیان فرمادیا کہ اس سے مراد جماع سے علیحدہ رہنا ہے اور میاں بیوی کے درمیان بے تکلفی الفت اور محبت کے جیسے تعلقات ہونے چاہئیں اور اس کے جو اسباب ذرائع ہوتے ہیں وہ سب امت کو بتادیئے اور ان کا بہترین نمونہ آپ نے خود عمل کر کے دکھا دیا اس کے علاوہ عورتوں کا حق دلوایا۔ عورتوں کا وراثت میں حصہ مقرر کیا مردوں پر عورتوں کے حقوق متعین فرمائے اولاد پر ماں وغیرہ کا بھائی پر بہن، شوہر پر بیوی کا باپ پر بیٹی کا حق متعین فرمایا۔ پھر آپ کی ان تعلیمات کی بدولت دنیا کے دوسرے حصوں میں بھی عورتوں وانسانیت سوز مظالم سے نجات ملی جہاں جہاں آپ کی تعلیمات کے حاملین ومتعین پہنچے انہوں نے ہدایت کا نور پھیلا کر جاہلیت اور رسوم باطلہ کی ظلمتوں کے پردے چاک کر دیئے اس سے عورتوں کو بے شمار خوف ناک ظلم و ستم اور مصائب سے نجات ملی۔

شریعت کی نگاہ میں عورت کی فعلی بے حجابی کا حکم:

عورت کا حجاب و بے حجابی کا معیار نگاہِ بازی اور بے نگاہی نہیں۔ بلکہ مخصوص افعال کی ذاتی ہیت طبعی اور وضع قطع ہے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ شریعت کی نگاہ میں جس طرح فعلی بے حجابی ایک امر منکر ہے اس سے بڑھ کر ذاتی اور وضعی بے حجابی امر منکر ہے۔

پردہ کی ضرورت اور نظر کی حفاظت کا حکم:

حسین وجمیل چہرہ پر جتنی زیادہ نظر کی جاتی ہے اتنی ہی اس کے حُسن و جمال کی کشش بڑھا کرتی ہے۔ اسی لئے حدیث شریف میں آنکھیں سینکنے کی ممانعت آئی ہے اور حسن و جمال کی فتنہ سامانیوں سے بچنے کا واحد اور کیمیا اثر نسخہ یہ بتایا گیا ہے کہ ایک نگاہ دفعتہً پڑ جائے تو خیر'' دوسری۔ تیسری نگاہ ڈالنا غضب ہے چہ جائیکہ مستقل سنکائی کی عادت اختیار کر لی جائے تو اس سے بڑا اور بُرا تو دوسرا مرض ہی نہیں۔ اور سب سے بڑی ایک خرابی یہ ہے کہ ہر کام سے آدمی تھک جاتا ہے ہر چیز سے دل بھر جاتا ہے مگر صرف آنکھ ایسی چیز ہے کہ وہ دیکھنے سے نہیں تھکتی اور نہ کبھی سیر ہوتی ہے غرض اس بیماری کا کوئی علاج سوائے نگاہ نیچے رکھنے کے نہیں اکبر الہٰ آبادی مرحوم بہت مایوس ہیں کہ اس دور میں کم از کم اس حکم شرعی پر عمل بہت کم ہے کیونکہ

Marfat.com

شریعت نے دونوں طرف بند لگائے تھے جب ایک بند ٹوٹ چکا ہے تو صرف ایک بند سے کام کیسے چلے گا وہ کہتے ہیں۔ فطرۃ مرد کسی ایسی عورت کی جانب متوجہ نہیں ہوتے جو اپنی عفت کا غیر معمولی اہتمام کر رہی ہو۔

نئے طریقوں پہ مقصد شرعی کار فرما نہ ہو سکے گا

ادھر جو پردہ نہ ہو سکے گا ادھر بھی تقویٰ نہ ہو سکے گا

مگر شریعت کا قانون ہے کہ جتنے زیادہ مساعد حالات و ماحول میں شرعی حکم پر عمل کیا جائے گا اتنا ہی اس کا اجر و ثواب بھی بڑھ جائے گا اس لئے شکست ہمت کا اسلام میں کوئی درجہ نہیں یہ مردانِ خدا کا دین ہے یہاں پست ہمتی و کم حوصلگی جرم عظیم ہے (انوار باری ۱/۱۵۱)

حدیث شریف میں آیا ہے "کیا میں تمہیں ایسے خزانہ سے مطلع نہ کروں۔ جو سب سے اچھا ہے اور وہ نیک بیوی ہے کہ جب اس کا شوہر اس کی طرف دیکھتا ہے تو وہ اسے خوش کر دیتی ہے اور ہر کام میں جو وہ کہے اس کی تابعداری کرتی ہے اور جب باہر جاتا ہے تو اس کے گھر کی حفاظت کرتی ہے۔ (الحدیث ابوداؤد)

(ف) نیک بخت عورت خاوند کی راحت اور آسائش اور اس کے گھر کی آبادی کا موجب ہوتی ہے اگر عورت پسندیدہ خصال کی نہ ہو تو مرد کے لئے بڑی بھاری مشکل کا سامنا ہوتا ہے۔

عورت سے اس کی چار خوبیوں کے لئے نکاح کیا جاتا ہے (۱) اس کا مال (۲) اس کا گھرانہ یا شرافت (۳) اس کا حسن (۴) اس کا دین۔

رشتے ناتے اور نسبتیں:

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اپنی مخلوق میں جوڑے جوڑے نر اور مادہ پیدا کئے ہیں کہ آپس میں نسل جاری ہووے اور نسبتیں ناتے باپ بیٹے اور سسرے داماد کے تمہارے آپس میں ثابت ہوں اور بسبب اس کے الفت اور جمعیت اور معاونت اور مدد ایک دوسرے سے حاصل ہو اور دنیا کی زندگانی رونق پکڑے اور یوم الفصل کو کہ قیامت کا دن ہے چاہیے کہ یہ علاقے بالکل نہ رہیں اس واسطے کہ ایک ناتے والے کا رنج تمام ناتے والوں کے رنج کا باعث ہوتا ہے اس لئے قیامت کے روز ان ناتوں رشتوں کا نام نہ رہے گا اور بالکل یہ علاقے اور تعلق ٹوٹ جاویں گے اور دنیا میں اللہ نے نیند کو آرام و چین کا سبب اور کام سے فراغت

Marfat.com

کا باعث کیا تا کہ ماندگی اور مشقت دور ہو۔اور تر و تازگی حاصل ہووے اور یوم الفصل کو چاہیئے کہ نیند نہ ہو اس واسطے کہ اگر آدمی نیک ہے اس کو خوشی اور خرمی کے سوائے اور کچھ نہ ہوگا اس لئے حاجت نیند کی بھی نہ ہوگی بلکہ اگر وہاں نیند ہووے تو بڑے فائدے پہونچنے کے بے نصیب ہونے کا سبب ہووے اور ہمیشہ کے ثواب سے نقصان۔

لذت دیدار الٰہی تمام نعمتوں سے مقدم ہے:

ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے اور اللہ کا پیغام سلام عرض کیا اور کہا اللہ پاک نے فرمایا ہے اگر چاہئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کے ساتھ ملوکیت بھی عطا کی جائے فرمایا نہیں بلکہ میں تو چاہتا ہوں ایک دن کھاؤں اور اللہ کا شکر ادا کروں اور دوسرے دن بھوکا رہوں اور صبر کروں۔ملوکیت کی کیا حیثیت ہے جنتوں کی لذتوں کے مقابلے میں اس دنیا کی فانی لذتیں ہیچ ہیں اور اللہ کے دیدار کی لذت کے مقابلے میں جنت کی لذتیں ہیچ ہیں۔

عابدہ اور زاہدہ عورتیں:

اہلِ اللہ عورتوں میں سے حضرت شعوانہ عابدہ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اگر میری رسوائی منظور ہوتی تو مجھ کو ہدایت نہ فرماتے اور اگر میری فضیحت (ذلت) مقصود ہوتی تو پردہ پوشی نہ کرتے۔پس اے اللہ جس سبب سے کہ تو اپنے بندہ کو ہدایت فرماتا ہے اسی سے اس کو بہرہ ور فرما۔اور جس کے باعث سے پردہ پوشی کی اسی کو ہمیشہ کر۔

حضرت رحلہ عابدہ روزہ رکھتے رکھتے سیاہ اور روتے روتے اندھی ہوگئیں اور نماز پڑھتے پڑھتے بیٹھکی ہوگئی تھیں نماز بیٹھے بیٹھے پڑھا کرتی تھیں ان کے جاننے والوں نے ان کو سلام کیا اور کچھ بیان عفو الٰہی کا کیا تا کہ وہ اپنے اوپر نرمی کریں۔انہوں نے یہ سن کر ایک چیخ ماری فرمایا کہ ''من آنم کہ من دانم'' یعنی میرے نفس کا حال مجھ ہی کو معلوم ہے اسی سے میرا دل زخمی اور جگر پارہ پارہ ہے میں یہ چاہتی ہوں کہ کاش خدا تعالیٰ مجھ کو نہ پیدا کرتا اور میرا ذکر کچھ دنیا میں نہ ہوتا یہ کہہ کر پھر نماز میں مشغول ہوتی (قصص ۹/۱۲۵)

Marfat.com

تنہا رہنے سے فکر خوب ہوتی ہے:

حضرت لقمانؒ اکیلے بہت بیٹھا کرتے ان کا دنیوی آقا ان کے پاس آتا اور کہتا کہ لقمان تم ہمیشہ تنہا ہی بیٹھتے ہو۔ اگر لوگوں کے پاس بیٹھو تو دل بھی لگے وہ جواب دیتے کہ زیادہ تنہا رہنے سے فکر خوب ہوتی ہے اور بہت فکر جنت کی رہبر ہے۔

موت کا ذکر دل کو نرم کرتا ہے:

حضرت صفیہؓ فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے شکایت اپنے دل کی سختی کی، کی آپؓ نے اس کو فرمایا کہ موت کو یاد کیا کر تیرا دل نرم ہو جائے گا اس نے ایسا ہی کیا اور نرم دل ہو گئی۔ پھر حضرت عائشہؓ کی شکر گزاری کے لئے آئی۔ (قصص ۹/۱۲۵)

ہمسایہ کی دیوار سے بلا اجازت مٹی کیوں لی:

بعض سلف سے منقول ہے کہ میں نے ایک خط لکھا اور چاہا کہ ہمسایہ کی دیوار سے اس پر مٹی ڈال کر خشک کر دوں مگر دل نے نہ مانا پھر میں نے کہا کہ یہ تو مٹی ہی ہے اس کی کیا اصل ہے۔ غرض مٹی سے اس کو خشک کر دیا اس کے بعد غیب سے یہ آواز آئی۔

جو سمجھیں ہیں یہ خاک لینی روا
قیامت کو دیکھیں گے اپنی سزا

نیت کی اہمیت:

روایت ہے کہ ابن سیرینؒ نے حضرت حسن بصریؒ کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی اور فرمایا کہ میرے دل میں نیت حاضر نہیں ہوئی (قصص ۹/۷۶)

قبولیت کا وسیلہ توبہ ہے:

روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک جوان تھا جس نے خدائے تعالیٰ کی عبادت کی تھی پھر اس کی

Marfat.com

نافرمانی بھی بیس سال تک کی۔ پھر آئینہ میں جو دیکھا تو ڈاڑھی میں سفیدی نظر آئی اور بُرا معلوم ہوا جناب الٰہی میں عرض کیا کہ خدایا میں نے بیس برس تک تیری اطاعت کی اور بیس برس تک نافرمان رہا۔ اب اگر اپنی حرکات سے باز آ کر تیری طرف رجوع کروں تو تُو قبول فرمائے گا؟ اسی وقت ایک آواز سنی مگر کہنے والا نظر نہ آیا مطلب اس کا یہ تھا کہ تو نے ہم سے دوستی کی تو ہم نے بھی تجھ سے محبت رکھی اور جب تو نے ہم کو چھوڑ دیا تو ہم نے تجھ کو چھوڑ دیا اور تو نے نافرمانی کی تو ہم نے مہلت دی اب اگر رجوع کرے گا تو پذیرا فرمائیں گے (قصص ۸/۱۲۴)

بدوں توکل تصوف اختیار نہ کرو:

روایت ہے کہ ابوتراب بخشیؒ نے ایک شخص کو دیکھا کہ تین دن کے بھوکا رہنے کے بعد ایک تربوز کے چھلکے کو کھانے کے لئے اٹھایا۔ آپ نے اس کو فرمایا کہ تصوف (صوف پہننا اور اللہ کے سوا سے اعراض کرنا) تیرے مناسب حال نہیں تو بازار میں رہا کر یعنی بدوں ۔۔۔ توکل کے تصوف مت کر۔ اور تُوکل نہیں درست ہے مگر اسی شخص کو جو کھانے سے تین دن سے زیادہ صبر کرے (قصص ۹/۴۵)

حضرت ابراہیمؒ کی کیفیت نماز کے بعد اور ان کا علمی مقام:

حضرت عمران ابراہیم ابن یزید ابن فلیس بن اسود کوفی مخلص علماء میں سے تھے مغیرہ کہتے ہیں ہم حضرت ابراہیمؒ سے ایسی ہیبت کھاتے ہیں جیسے کہ امیر سے عمش کہتے ہیں۔ بسا اوقات میں ابراہیمؒ کو نماز پڑھتے ہوا دیکھتا تھا ہمارے پاس آ کر کچھ دیر بیٹھتے تھے اس طرح پر گویا مریض ہیں اور فرمایا کہ ابراہیمؒ حدیث کے صراف تھے یعنی پرکھنے والے اور شہرت سے بچتے تھے اور ستون سے تکیہ لگا کر نہیں بیٹھتے تھے اور حضرت شعبی کو جب ابراہیمؒ کی وفات کی خبر پہنچی تو فرمایا انہوں نے اپنے بعد اپنا مثل نہیں چھوڑا (قصص ۸/۳۸)

گھر کا سکون و راحت:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''تم میں سے سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے

Marfat.com

لئے اچھا ہو اور میں اپنے گھر والوں کے لئے تم سب سے اچھا ہوں۔ (مسائل کا حل ۲/۱۷۵)

میاں بیوی کی چپقلش گھر کو جہنم بنا دیتی ہے جس میں وہ خود بھی جلتے ہیں اور اولاد کو بھی جلاتے ہیں۔ یہ تو دنیا کی سزا ہوئی آخرت کی سزا بھی سر پر ہے گھر کا سکون برباد کرنے میں قصور کبھی مرد کا ہوتا ہے اور کبھی عورت کا اور کبھی دونوں کا جب دونوں کے درمیان اَن بَن ہوتی ہے تو ہر ایک اپنے آپ کو مظلوم اور دوسرے کو ظالم سمجھتا ہے گھر کی اصلاح کی صورت یہ ہے کہ ہر ایک دوسرے کے حقوق ادا کرے خوش خلقی کا معاملہ کرے نرمی اور شیریں زباں اختیار کرے اور اگر کوئی ناگوار بات پیش آئے تو اس کو برداشت کرے خصوصاً مرد کا فرض ہے کہ وہ صبر وتحمل کا مظاہرہ کرے عورت فطرتاً کمزور اور جذباتی ہوتی ہے اس کی کمزوری کی رعایت کرے اکثر گھروں میں میاں بیوی دونوں اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ ان کے درمیان نفرت اور عداوت پیدا کر دیتے ہیں اس لئے گھروں میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچیں اور گناہوں سے پرہیز کریں۔

شوہر سے انداز گفتگو

شوہر اگر غلط کلام کرے تو اس کو ضرور ٹوکا جائے مگر لب ولہجہ نہ تو گستاخانہ ہو نہ تحکمانہ نہ طعن وتشنیع کا بلکہ بے حد پیار ومحبت کا اور دانشمندانہ ہونا چاہیے پھر ممکن نہیں کہ اسکی اصلاح نہ ہو جائے (۵/۱۷۴ مسائل انکا حل) اور آپس میں معاملات کی صفائی عبادت کا اہتمام اور عافیت کا فکر اور سعید لوگوں میں شریک ہونے کی بیقرار تمنا کے لیے کوشاں رہنا چاہیے۔

شوہر کے والدین کی خدمت:

بیوی اگر اپنی خوشی سے شوہر کے والدین کی خدمت کرتی ہے تو یہ بہت اچھی بات ہے اور بیوی کے لئے موجب سعادت ہے لیکن یہ اخلاقی چیز ہے قانونی نہیں شوہر بیوی کو شرعی قانون کی رو سے اپنے والدین کی خدمت پر مجبور نہیں کر سکتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص ہم میں سے نہیں جو عورت کو اس کے شوہر کے خلاف بھڑکائے (ابوداؤد) ۵/۱۷۵ مسائل ان کا حل) پس شوہر کو بیوی سے حسن سلوک کے ساتھ پیش آنا چاہیے اور عورت کو اپنے شوہر کی عزت واحترام کا یہاں تک حکم ہے کہ اس کا نام لے کر بھی نہ

Marfat.com

پکارے اور ناک منہ چڑھانا بھی بے ادبی کی علامت ہے اور اس کے کسی بھی جائز حکم کو مسترد نہ کرے اور شوہر کو چاہیے کہ بیوی کی دلجوئی کرے اور بیوی سے اگر کبھی کوئی گستاخی ہو جائے تو اپنے میاں سے معافی مانگ لینی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی توبہ کرنی چاہیے۔

بعض عورت میاں کی مشفقانہ نصیحت کو بھی اپنی توہین تصور کرتی ہے یہ دوطرفہ نازک مزاجی مستقل جنگ کا اکھاڑہ بن جاتی ہے یا دونوں ناک بھوں چڑھائے رہتے ہیں میاں بیوی دونوں میں سے جو ہمت کر کے اور حوصلہ کے ساتھ دوسرے کی ہر بات برداشت کر سکے اور کسی بات پر ''ہوں'' کہنا بھی گناہ سمجھیں تو یہ آپ کی دنیا و آخرت کی سعادت و نیک بختی ہوگی۔ جس کا مشاہدہ ہر شخص کھلی آنکھوں سے کرے گا لہذا زبان کی احتیاط، مزاج کی لطافت، ذوق کی یہ سلامتی فکر کی یہ ہمواری اخلاق کے شعبے ہیں جس کا حصول سلوک و تصوف کی وادیاں عبور کیے بغیر نہیں ہوتا اور اس کے لئے اللہ والوں کی صحبت ضروری ہے۔ اور شر سے سلامت رہنا بغیر ریاضت کے ممکن نہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الجنۃ و اعوذُبک من النار۔ ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور دوزخ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

وصلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا (ط)

زنانہ اسکولوں کا قیام عورتوں کے لئے زہر قاتل ہے

ہلاک ہو گئے مرد جب انہوں نے اطاعت کی عورت کی (الحدیث ج ۱۰ ص ۳۱۹ مسائل اور انکا حل)

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازاں
کہتے ہیں اس علم کو ارباب نظر موت

(اقبال)

آج اکثر لوگوں کی عادت ہوگئی ہے کہ اپنی لڑکیوں کو آزاد بے باک عورتوں سے تعلیم دلاتے ہیں۔ یہ تجربہ ہے کہ ہم صحبت کے اخلاق و جذبات کا آدمی میں ضرور اثر آتا ہے۔ خاص کر جب وہ شخص ہم صحبت ایسا

Marfat.com

ہو کہ متبوع و معظم بھی ہو اور ظاہر ہے کہ استاد سے زیادہ ان خصوصیات کا کون جامع ہو گا تو اس صورت میں وہ آزادی و بیباکی ان لڑکیوں میں بھی آئے گی اور حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی فرماتے ہیں میری رائے میں سب سے بڑھ کر جو عورت کا حیا اور انقباض طبعی ہے اور یہی مفتاح (کنجی) ہے تمام خیر کی۔ جب یہ نہ رہا تو اس سے پھر نہ کوئی خیر متوقع ہے نہ کوئی شر متعبد ہے۔ ہر چند کہ حدیث شریف میں آیا ہے "یعنی جب تجھ سے حیا جاتی رہے تو کر جو جی چاہے) حکم عام ہے لیکن حضرت تھانویؒ کے نزدیک عموم نساء کے لئے بہ نسبت رجال کے زیادہ ہے۔ اس لئے کہ مردوں میں پھر بھی عقل کسی قدر مانع ہے اور عورتوں میں اس کی بھی کمی ہوتی ہے اس لئے کوئی مانع ہی نہ رہے گا اسی طرح اگر استانی ایسی نہ ہو لیکن ہم سبق اور ہم مکتب لڑکیاں ایسی ہوں تب بھی اس کے قریب مضرتیں واقع ہوں گی۔

موجودہ زمانہ میں اسکولوں کا حال یعنی زنانہ اسکولوں میں مدارس عامہ کی طرح اس میں مختلف طبقات اور مختلف خیالات کی لڑکیوں کا روزانہ جمع ہونا گو معلمہ مسلمان ہی ہو اور یہ آنا برقعہ میں ہو گو اسکولوں میں آکر پردہ ہی کے مکان میں رہنا ہو لیکن تاہم واقعات نے دکھلا دیا ہے اور تجربہ کرا دیا ہے کہ یہاں ایسے اسباب جمع ہو جاتے ہیں کہ جن کا ان کے اخلاق پر برا اثر پڑتا ہے اور یہ صحبت اکثر عفت سوز ثابت ہوتی ہے اور اگر استانی بھی کوئی آزاد خیال مل گئی تو کریلا اور نیم چڑھائی کی مثال صادق آتی ہے اور اگر کہیں مشن کی میم سے بھی روزانہ یا ہفتہ کی نگرانی تعلیم یا صنعت سکھلانے کے بہانے سے اختلاط ہونے لگا تب تو نہ آبرو کی خیر ہے نہ ایمان کی۔ مگر افسوس صد افسوس ہے کہ آج ان آفات کو مایہ افتخار سمجھ کر اکثر لوگ خوش ہوتے ہیں صالح مسلمان کے نزدیک تو کسی بڑی بوڑھی مسلمان عورت جو کسی آزاد خیال استانی کا متبوع ہو کر بھی عمر بھر میں ایک بار ہم کلام ہونا بھی خطرناک ہے۔

Marfat.com

اختیاری فاقہ

سلف کا طریقہ یہ تھا کہ وہ اختیاری طور پر بدن کو ہلکا کرنے یا فقراء کی غمگساری یا حال فقر میں ان کے ساتھ مساوات حاصل کرنے کی خاطر سیر ہو کر کھانا چھوڑ دیتے تھے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلی بدعت سیر ہو کر کھانے کی ظاہر ہوئی جب لوگوں کے پیٹ بھر جاتے ہیں تو وہ دنیا کی جانب بھرپور میلان کرنے لگتے ہیں اگر ہو سکے تو ایک تہائی کھائے۔ایک تہائی پینے اور ایک تہائی سانس لینے کے لئے رکھو۔سوادی حکیم نے فرمایا وہ دوا جس میں مرض نہیں وہ یہ ہے کہ اس وقت کھانا کھاؤ جب خوب بھوک ہو اور ابھی بھوک باقی ہو تو ہاتھ اٹھا لو ہندی، رومی، عراقی اطباء نے تائید کی اور کہا یہ صحیح دوا ہے بعض مشائخ سے مروی ہے فرمایا کرتے تھے جو آدمی صرف گندم کی روٹی کھائے اور ادب کے ساتھ کھالے وہ مرضِ موت کے سوا کسی دوسرے مرض میں مبتلا نہ ہوگا۔(ق ق ۲/۵۹۴)

مدار بیداری میں اتباع سنت پر ہے:

جو شخص سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے منحرف ہو وہ مردود ہے۔خواہ اس کو روزانہ زیارت ہوتی ہو۔ اور اس کے لئے شفاعت بھی ضروری نہیں (مسائل ان کا حل ۱/۹۴۹۳) اور حضورؐ کی زیارت عنداللہ مقبولیت و محبوبیت کی دلیل نہیں۔ بلکہ اس کا مدار بیداری میں اتباع سنت پر ہے بالفرض ایک شخص کو روزانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی ہو لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا تارک ہو اور وہ فسق و فجور میں مبتلا ہو تو ایسا شخص مردود ہے اور ایک شخص نہایت نیک اور صالح متبع سنت ہے مگر اسے کبھی زیارت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہوئی وہ عنداللہ مقبول ہے۔(مسائل ۱/۹۴) بھائی خواب تو خواب ہے۔بیداری میں جن لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی دولت سے محروم رہے وہ مردود ہوئے۔

Marfat.com

نماز کی اہمیت:

نماز دین کا سکون اور گناہوں کو مٹانے والی اور دلوں کے زنگ کو کھرچنے والی ہے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جنگ احزاب کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے گھروں کو اور ان کی قبروں کو آگ سے بھرے جیسا کہ انہوں نے ہمیں صلوٰۃ وسطی (کے پڑھنے) سے روک دیا یہاں تک کہ آفتاب بھی غروب ہو گیا۔(متفق علیہ مظہری ۱/۵۲۴)۔اللہ تعالیٰ نے شب قدر کو اور ساعت جمعہ کو اور اسم اعظم کو پوشیدہ کر دیا ہے۔

عورت کا گھر سے نکلنا:

عورتوں کا گھر سے نکلنا جمعہ و جماعت کے لئے ممنوع کر دیا گیا کہ اب بر و بحر میں اخلاقی فساد پھوٹ پڑا ہے حیا و وقار کم ہو رہا ہے۔امور دین میں غفلت و سستی عام ہو رہی ہے۔اور مردوں عورتوں کا باہمی اختلاط ضرر نہایت ممنوع و ناپسندیدہ ہے اور مردوں کے لئے اجنبی اور غیر محرم عورتوں پر نظر ڈالنا شرعاً ممنوع اور معصیت و گناہ ہے اور پہلی نظر جو دفعتاً پڑ جائے۔معاف ہے اور موجودہ دور میں علماء کا فتویٰ ہے کہ عورت پر چہرہ کا چھپانا واجب ہے بلکہ گھر میں مقیم رہنا اور باہر نہ نکلنا ضروری ہے اور مسجد میں جماعت کی نماز کے لئے نہ جانا چاہیے۔اور حضرت ابن مبارکؒ سے نقل ہے کہ عورتیں اگر ابتدائی شرعی اجازت کے تحت باہر نکلنے پر اصرار ہی کریں تو پرانے کپڑوں میں نکلیں اور اگر اس کو قبول نہ کریں تو ان کے شوہر نکلنے سے روک سکتے ہیں۔

Marfat.com

پختہ قبر بنانا ممنوع ہے

قبر پختہ بنانا شریعت میں ممنوع ہے اور یہ بات زیارت قبور کی غرض سے معلوم ہو جائے گی کہ موت یاد آئے اور دنیا کے زوال وفناء کا نقشہ سامنے آجائے تو یہ بات کچی اور شکستہ قبروں ہی سے حاصل ہوسکتی ہے شکستہ قبر سے دل پر اثر ہوتا اور موت یاد آتی ہے۔ ان شاہی قبروں سے اور نقش ونگار والی قبروں سے موت تھوڑا ہی یاد آتی ہے نہ زوال وفنائے دنیا پیش نظر ہوتا ہے۔ اگر کوئی یہ کہے کہ ایسی قبروں سے بزرگوں کی محبت وعظمت تو دل میں آتی ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ سچی محبت وعظمت کو اس ساز وسامان کی ضرورت نہیں۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہ کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عظمت نہ تھی۔ ان کو تو ایسی محبت تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی کبھی زمین پر نہ گرتا تھا۔ بلکہ صحابہ رضی اللہ عنہ اس کو ہاتھوں میں لے کر اپنے منہ اور آنکھوں پر مل لیتے تھے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل:

مگر بایں ہمہ صحابہ اکرام رضی اللہ عنہ نے حضورؐ کی قبر پختہ نہیں بنائی بلکہ کچی ہی رکھی کیونکہ رسول اللہؐ نے پختہ قبر بنانے سے منع فرمایا ہے پس محبت وعظمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا تقاضہ یہی تھا کہ قبر پختہ نہ بنائی جائے اور ظاہر ہے کہ اولیاء اللہ اپنی زندگی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع پر جان و مال سے فدا تھے۔ پس جس بات میں نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی ہے۔ اسی میں اولیاء اللہ کی بھی خوشی ہے اگر یہ کہا جائے کہ پختہ قبر بنانے میں اہل اللہ کے نشان کا بقاء ہے۔ تو اس کے جواب میں اول تو یہ ہے کہ خدا ان کو باقی رکھنے والا ہے تمہارے باقی رکھنے سے وہ باقی نہیں رہ سکتے۔ یعنی پختہ قبر ہی بنانا بقاء کا ذریعہ ہرگز نہیں۔ اصل رکھنے والی چیز اہل اللہ کی ولایت اور ان کے کمالات معرفت ومحبت ہیں۔ پس وہ آپ کی بقاء کے محتاج نہیں

قبر کا نشان باقی رکھنے کی ایک صورت:

کچی قبر کا نشان باقی رکھنے کی یہ بھی صورت ہے کہ قبر کچی رکھو اور ہر سال اس کی لیپ پوت کرتے رہو

Marfat.com

مٹی ڈلواتے رہو اور یہ تجربہ ہوا کہ اہل دنیا جس بزرگ کو متبع سنت سمجھتے ہیں اس کی قبر کچی ہی بناتے ہیں چنانچہ حضرت شیخ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی قبر کچی ہے اور وہاں عورتیں بھی حاضر نہیں ہوتیں ان کی قبر پر جو مجاوروں سے وجہ پوچھی گئی تو کہا حضرت متبع شریعت بہت تھے اس لئے ان امور کو جائز نہیں رکھا گیا تو قبر کا پختہ بنانا ان مفاسد پر مشتمل ہے علاوہ اس کے موت تو مٹانے ہی کے واسطے ہے۔ اس کے بعد بقاء کا سامان کرنا ایک امر فضول ہے

قبروں سے فیض:

قبروں سے فیض کے بارے ناواقف لوگ دھوکے میں ہیں۔ کیونکہ قبروں سے جو فیض ہوتا ہے۔ وہ ایسا نہیں جس سے تکمیل ہو سکے یا سلوک طے ہو سکے بلکہ اس کا درجہ صرف اتنا ہے کہ صاحب نسبت کی نسبت کو اس سے کسی قدر قوت ہوتی ہے غیر صاحب نسبت کو تو خاک بھی فیض نہیں ہوتا۔ صرف صاحب نسبت کو اتنا فیض ہوتا ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے نسبت کو قوت اور حالت میں زیادت ہو جاتی ہے مگر وہ بھی دیر پا نہیں ہو تی بلکہ اس کی ایسی مثال ہے جیسے تنور کے پاس بیٹھ کر کچھ دیر کے لئے جسم میں حرارت پیدا ہو جاتی ہے کہ جہاں تنور سے ہٹے اور ہوا لگی اور وہ سب گرمی جاتی رہی۔ اور زندہ مشائخ سے جو فیض ہوتا ہے اس کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی مقوی دوا کھا کر قوت و حرارت حاصل ہوتی ہے کہ وہ تمام جسم میں پیوستہ ہو جاتی ہے پس صاحب نسبت کو تو قبر سے فیض لینے کی ضرورت نہیں۔ زندہ شیخ اس کے لئے قبروں سے زیادہ نافع ہے۔

حُبِ رسول کا درجہ:

علمائے حق کو لوگ بدنام کرتے ہیں کہ یہ لوگ ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منع کرتے ہیں (یعنی مجلس مولد سے) استغفر اللہ۔ ارے ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم وحب رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو ہمارے یہاں عین ایمان ہے پھر بھلا عین ایمان سے بھی کوئی مسلمان منع کر سکتا ہے۔ بلکہ دراصل ہمارے علماء ان منکرات سے روکتے ہیں جو اس ذکر کے ساتھ عوام نے منضم کر رکھی ہیں مگر چونکہ ان منکرات کی اصلاح اس ذکر کو باقی رکھ کر نہیں ہو سکتی اور یہ ذکر خاص ایام میں واجب نہیں۔ اس لئے وہ منکرات کی اصلاح کے لئے قیود کے ساتھ ذکر ہی سے منع کرتے ہیں چنانچہ منجملہ ان منکرات کے ایک قیام بھی ہے جس میں عوام کے

Marfat.com

اعتقادات حدود شرع سے متجاوز ہیں اس میں بھی بعض لوگ ہمارے علماء کو بدنام کرتے ہیں کہ قیام تو ذکر رسول کا تعظیم کے لئے ہے اور یہ مولوی حضورؐ کی تعظیم سے منع کرتے ہیں ۔ اس کا جواب ایک مولوی صاحب نے خوب دیا کہ ہم ذکر رسولؐ کی تعظیم سے نہیں روکتے بلکہ ذکر اللہ کی بے تعظیمی سے روکتے ہیں کیونکہ تم لوگ ذکر اللہ کے وقت قیام نہیں کرتے پس اگر سارا ذکر مولد قیام ہی سے کرو اور سامعین بھی سارا ذکر کھڑے ہو کر سنیں ۔ تو ہم اس قیام سے کبھی منع نہ کریں گے (اشرف الجواب باب دوم ص ۱۲۸)

صحت کا فارمولا:

ہر انسان کو اپنی صحت کا خیال رکھنا چاہیئے جس قدر صحت اچھی ہو گی اسی قدر انسان اچھے انداز سے طاعت وعبادت کر سکے گا اور زندگی سکون سے گزرے گی ملتان کے حکیم اسد صاحب نے چند اشعار میں صحت کا فارمولا بتلایا ہے ہدیہ ہے :-

جہاں تک کام چلتا ہو غذا سے
وہاں تک چاہیئے بچنا دوا سے
اگر تجھ کو لگے جاڑے میں سردی
تو استعمال کر انڈے کی زردی
جو ہو محسوس معدے میں گرانی
تو پی لے سونف یا ادرک کا پانی
بنے گر خون کم بلغم زیادہ
تو کھا گاجر چنے ، شلغم زیادہ
جگر کے بل پہ ہے انسان جیتا
اگر ضعفِ جگر ہے کھا پپیتا
جگر میں ہو اگر گرمی دہی کھا
اگر آنتوں میں خشکی ہو تو گھی کھا

Marfat.com

تھکن سے ہوں اگر عضلات ڈھیلے
تو فوراً دودھ گرما گرم پی لے
زیادہ گر دماغی ہے تیرا کام
تو کھا لے شہد کے ہمراہ بادام
اگر ہو قلب پر گرمی کا احساس
مربا آملہ کھا اور انناس
جو دُکھتا ہو گلا نزلے کے مارے
تو کر نمکین پانی کے غرارے
اگر ہے درد دانتوں کے بے کل
تو انگلی سے مسوڑھوں پر نمک مل
جو بدہضمی میں چاہئے تو افاقہ
تو دو اِک وقت کا کرلے تو فاقہ

تنگدستی کے دفعیہ کے لئے ایک عمل:

دو رکعت نماز حاجت پڑھو اور زمین پر سر رکھ کر یہ دعا عرض کرو: ''یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ یا مفتح الابواب یَا سَامِعَ الْاَصْوَاتِ ، یَا مُجِیْبَ الدَّعْوَاتِ ، یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ ، اِکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ . وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ (چالیس روز تک رکھو)

(جواہر پارے ۳/۲۷۰)

اچانک موت سے بچانے والی چیز:

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ صدقہ اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بُری موت سے بچاتا ہے۔

اس حدیث پاک میں اللہ کے غضب کے ٹھنڈا ہونے سے مراد یہ ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں صدقہ

Marfat.com

کرتا ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ دنیا میں امن وسکون کے ساتھ رکھتے ہیں۔ اس پر بلائیں نازل نہیں فرماتے اور بُری موت سے بچانے کا مطلب یہ ہے کہ صدقہ کرنے والا مرتے وقت بُری حالت سے محفوظ رہتا ہے۔ نہ تو شیطان اسے اپنے وسوسوں میں مبتلا کر پاتا ہے نہ وہ شخص کسی ایسی سخت بیماری اور تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ ضبط کا دامن چھوڑ کر کفر وکفران کی دلدل میں پھنس جائے اور نہ اسے اچانک موت آتی ہے کہ جس کی وجہ سے وہ توبہ سے محروم رہ جائے۔

دعا جو چار مہلک بیماریوں سے بچاتی ہے:

حضرت قبیصہ رضی اللہ عنہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی ایسی دعا تعلیم فرما دیں جس کی بدولت اللہ تعالیٰ مجھے دنیا و آخرت دونوں میں نفع عطا فرمائیں۔ دعا زیادہ لمبی نہ بتلائیں کہ میں بوڑھا آدمی ہوں مجھے کچھ یاد نہیں رہتا۔ فرمایا تمہارے دنیاوی نفع کے لئے یہ مختصر عمل ہے کہ جب تم صبح فجر کی نماز سے فارغ ہو جاؤ تو تین مرتبہ یہ کلمات کہہ لیا کرو: سبحان اللہ العظیم وبحمدہ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ ان کلمات کی برکت سے اللہ تعالیٰ تمہیں چار بیماریوں سے بچائیں گے (۱) جذام (۲) جنون (۳) عمیٰ (اندھا ہو جانا) (۴) فالج۔

ہمیشہ باوضو رہنے کی فضیلت:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے انس (رضی اللہ عنہ) اگر تم سے ہو سکے کہ ہمیشہ باوضو رہو تو ایسا کر لو۔ کیونکہ ملک الموت جب کسی ایسے بندہ کی روح قبض کرتے ہیں جو باوضو ہو تو اس بندہ کی موت شہادت کی موت لکھی جاتی ہے۔ (جواہر پارے ۳/۱۵۸)

Marfat.com

مسدس

مولانا حالی مرحوم

سب اسلام کے حکم بردار بندے
سب اسلامیوں کے مدد گار بندے
خدا اور نبیؐ کے وفادار بندے
یتیموں کے رانڈوں کے غمخوار بندے
رہ کفر و باطل سے بیزار سارے
نشے میں حق کے سرشار سارے
جہالت کی رسمیں مٹا دینے والے
کہانت کی بنیاد ڈھا دینے والے
سر احکام دین پر جُھکا دینے والے
خدا کے لئے گھر لٹا دینے والے
ہر آفت میں سینہ سپر کرنے والے
فقط ایک اللہ سے ڈرنے والے
اگر اختلاف ان میں باہم دگر تھا
تو بالکل مدار اس کا اخلاص پر تھا
جھگڑتے تھے لیکن نہ جھگڑوں میں شر تھا
خلاف آشتی سے خوش آئندہ تر تھا
نہ کھانوں میں تھی واں تکلف کی کلفت
نہ پوشش سے مقصود تھی زیب و زینت
امیر اور لشکر کی تھی ایک صورت

Marfat.com

فقیر اور غنی سب کی تھی ایک حالت
لگایا تھا مالی نے اِک باغ ایسا
نہ تھا جس میں چھوٹا بڑا کوئی پودا
خلیفے تھے اُمت کے ایسے نگہباں
ہو گلے کا جیسے نگہباں چوپاں
سمجھتے تھے ذمی و مسلم کو یکساں
نہ تھا عبد و حُر میں تفاوت نمایاں
کنیز اور بانو تھیں آپس میں ایسی
زمانے میں ماں جائی بہنیں ہوں جیسی
راہِ حق میں تھی دوڑ اور بھاگ ان کی
فقط حق پہ تھی جس سے تھی لاگ اُن کی
بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ اُن کی
شریعت کے قبضے میں تھی باگ اُن کی
جہاں کر دیا نرم نرما گئے وہ
جہاں کر دیا گرم گرما گئے وہ
کنایت جہاں چاہیے واں کنایت
سخاوت جہاں چاہیے واں سخاوت
جچی اور تلی دشمنی اور محبت
نہ بے وجہ اُلفت نہ بے وجہ نفرت
جُھکا حق سے جو جُھک گئے اس سے وہ بھی
رُکا حق سے جو رُک گئے اُس سے وہ بھی

☆☆☆☆

Marfat.com

قصیدہ بردہ شریف مختصر

کیا ہوا آنکھوں کو تیری رو رہی ہیں زارزار
کیا ہوا دل کو تیرے کیوں اسقدر کھاتا ہے غم

ہاں خیالِ یار نے مجھ کو جگایا رات بھر
لذتوں کو کردیا ہے عشق نے رنج و الم

اب تو واقف ہو چکے اغیار بھی تیرے سوا
درد میرا ہو نہیں سکتا کسی صورت سے کم

نفس امارہ نے نادانی سے کچھ پرواہ نہ کی
یوں تو پیری کی نصیحت تھی نہایت محترم

نیکیوں سے میں نے اس مہمان کی خاطر نہ کی
آن پہنچی جب ضعیفی سر پہ میرے ایکدم

کون ہے جو نفس سرکش کو میرے یوں پھیر دے
روکتے ہیں جیسے گھوڑوں کو لگاموں سے بہم

خواہشوں کو روک ہرگز نفس کا تابع نہ ہو
تا نہ کردے ختم یا پھر عیب والا کم از کم

نفس کی ہیں عادتیں مانند طفل شیر خوار
دودھ پیتا جائیگا جب تک چھڑائیں گے نہ ہم

ان گناہوں کو جو آنکھوں میں بسے ہیں دور کر
ہو پشیماں اور بہا اشک ندامت دم بدم

زادِ راہ آخرت کی اک نفل کا بھی تو نہیں
جز نماز فرض و روزہ کچھ نہیں رکھتے ہیں ہم

مجھ کو قول بے عمل سے توبہ کرنی چاہیے
گویا بانج عورت سے اُمید نسل رکھتے ہیں ہم

جب زمانے نے ستایا میں نے لی انکی پناہ
جب ملی انکی مدد بس دور تھا سب رنج و غم

آخرت کو جس نے بیچا صرف دُنیا کے لئے
ہے بڑا نقصان اس کے حق میں یہ بیع وسلم

ہوں تو عاصی پر نہیں ٹوٹا ہے پیماں آپ ﷺ سے
دین کی رسی نہ ہو گی منقطع شاہ امم

یوں تو عصیاں ہیں بہت اے نفس مت مایوس ہو
سامنے بخشش کے بے شک ہیں یہ ادنیٰ اور کم

اے مکرم تر جہاں سے جز تیرے میرا کون
حادثاتِ عام میں جب گھیر لیں رنج والم

میرے رب اُمید کو میری نہ رد فرمائیے
تیری رحمت پر بھروسہ ہے نہ کر تو کالعدم

ابر رحمت کو تیرے دے حکم تا برسائے خوب
تا ابد اپنے نبی ﷺ پر رحمت و فضل و کرم

مغفرت قاری کی ہو بخشش مصنف کی بھی ہو
بس یہی ہے التجا تجھ سے میرے رب کرم

آلؓ پر اصحابؓ پر اور تابعین پاک پر
صاحب تقویٰ پر اور جو ہیں حلیم وذی کرم

(دینی دسترخوان ۲/۵۳۵)

Marfat.com

اہل وعیال کا فکر

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیبیوں سے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو تمہارے معاملہ، (گذاران) میں (ایک گونہ) فکر ہے کہ میرے بعد کیا ہوگا۔ اور تم کو (تمہاری خدمت گاری کو) وہی نباہیں گے جو بڑے ہمت والے اور پکے ہیں پھر حضرت عائشہؓ نے ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے فرمایا کہ خدا تعالیٰ تمہارے باپ کو بہشت کے چشمہ سلسبیل سے سیراب کرے (کہ انہوں نے ہماری بڑی خدمت کی) اور عبدالرحمٰن بن عاف نے امہات المومنین کو ایک زمین دی تھی۔

جو چالیس ہزار میں بکی تشریح: بعضے ناواقف جس بزرگ کو اہل وعیال میں فکر کرتے ہوئے دیکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ کامل نہیں ہیں بس تعلقات شیخ کا نباہ کرنا اور اس میں پختگی کی علامت ہے (دینی دستر خوان ۱۴۳/۳ ترمذی تیسر ص ۳۵)

دنیا آخرت کا آلہ ہے: فرمایا کہ دنیا اچھا مقام ہے اس شخص کے لئے جو اس سے آخرت کے لئے سامان جمع کرے یعنی دینا بالذات تو مقصود نہیں مگر آخرت کے لئے مقصود ہے اس لیے عارفین حضرات دنیا سے اعانت فی الآخرۃ کا کام لیتے ہیں اور علی الاطلاق اس سے نفور ہیں۔ حدیث شریف میں مذکور ہے کہ ,, بے شک بندہ بعض اوقات محروم ہو جاتا ہے رزق سے بوجہ گناہ کے جس کو اختیار کرتا ہے،، (ابن ماجہ) اور مہاجر وہ ہے جو بُرے کاموں کو چھوڑ دے اور اصل مجاہد وہ ہے جو اپنی خواہش نفسانی سے جہاد کرے اور اس کو مغلوب کرے اس میں باطن کا ظاہر کے لئے اصل ہونا مذکور ہے اور بغیر عمل کے رجا غرور ہے اگر عمل پر قدرت نہ ہو تو رجاء عمل کے ساتھ مشروط نہیں جیسا کہ موت کے قرب میں حالت ہوتی ہے۔

لاالٰہ الا اللہ الملک الحق المبین۔

Marfat.com

نعت رسول مقبول ﷺ

شورش کاشمیری

خود رب دو جہاں ہے خریدار مصطفیٰ ﷺ | دیکھے تو کوئی گرمی بازار مصطفیٰ ﷺ
لاؤں کہاں شہپر جبریل کی اُڑان | دل کھینچ رہا ہے جانب دربار مصطفیٰ ﷺ
پیر مغاں! سنبھل کہ ادب کا مقام ہے | آتے ہیں میکدے میں قدح خوار مصطفیٰ ﷺ
غار حرا سے کرب بلا کے مقام تک | دیدہ وروں پر فاش ہیں اسرار مصطفیٰ ﷺ
قرآن کی آیتوں میں سراپا ڈھلا ہوا | تمثیل بے مثال ہے کردار مصطفیٰ ﷺ
سجدوں کی چاندنی سے جبینیں نکھر گئیں | آنکھوں میں بس گئے در و دیوار مصطفیٰ ﷺ
شورش! بہ فیض خواجہ کونین دیکھ لوں | جی چاہتا ہے کوچہ و بازار مصطفیٰ ﷺ

نعت رسول مقبول ﷺ

سما سکتی ہے کیونکر حب دُنیا کی ہوا دل میں | بسا ہو جب کہ نقش حب محبوب خدا دل میں
محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے | اسی میں ہے اگر خامی تو ایمان نامکمل ہے
محمد ﷺ کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی | خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی
محمد ﷺ کی محبت آن ملت شانِ ملت ہے | محمد ﷺ کی محبت روح ملت جان ملت کی
محمد ﷺ کی محبت خون کے رشتوں سے بالا ہے | یہ رشتہ دنیوی قانون کے رشتوں سے بالا ہے
محمد ﷺ ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا | پدر مادر۔ برادر۔ مال و جان اولاد سے پیارا
یہی جذبہ تھا ان مردانِ غیرت مند پر طاری | دکھائی جن کے ہاتھوں حق نے باطل کو نگونساری

حفیظ جالندھری

Marfat.com

سلام علیٰ رحمت اللعالمین

سلام اس پر جو تھا صدر محفل پاکبازوں میں سلام اس پر کہ جس کا نام لیتے ہیں نمازوں میں
سلام اس پر کہ جس نے بیکسوں کی دستگیری کی سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی
سلام اس پر کہ اسرارِ محبت جس نے سمجھائے سلام اس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے
سلام اس پر کہ جس نے خون کے پیاسوں کو قبائیں دیں۔ سلام اس پر جس نے گالیاں سُن کر دُعائیں دیں
سلام اس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا۔ سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا
سلام اس پر جو سچائی کی خاطر دکھ اُٹھاتا تھا سلام اس پر جو بھوکا رہ کے اوروں کو کھلاتا تھا

قاری محمد طیب (مرحومؒ)

نبی اکرم شفیع اعظم دکھے دلوں، کا پیام لے لو
تمام دنیا کے ہم ستائے کھڑے ہوئے ہیں سلام لے لو
شکستہ کشتی ہے تیز دھارا نظر سے روپوش ہے کنارہ
نہیں کوئی ناخدا ہمارا خبر تو عالی مقام لے لو
قدم قدم پہ ہے خوف رہزن زمین بھی دشمن فلک بھی دشمن
زمانہ ہم سے ہوا ہے بدظن تمہیں محبت سے کام لے لو
کبھی تقاضا وفا کا ہم سے کبھی مذاق جفا ہے ہم سے
تمام دنیا خفا ہے ہم سے خبر تو خیر الانام لے لو
یہ کیسی منزل پہ آگئے ہم نہ کوئی اپنا نہ ہم کسی کے
تم اپنے دامن میں آج آقا ﷺ تمام اپنے غلام لے لو

یہ دل میں ارمان ہے اپنے طیب مزار اقدس پر جا کے اک دن
سناؤں انکو میں حال دل کا کہوں میں ان ﷺ سے سلام لے لو

دعا: واذامرضت فھو یشفین: اور جب میں بیمار ہوتا ہوں جس کے بعد شفاء ہو جاتی ہے تو وہی مجھ کو شفاء دیتا ہے۔ (سورۃ الشعرآر کوع ۵ آیت ۸۰)

حضرت زمانہ بلا میں آپ خوش تھے یا اب؟

جب حضرت ایوب علیہ السلام کو اس بلا سے نجات ملی اور شفاء مرحمت کی گئی تو کسی نے دریافت کیا کہ حضرت زمانہ بلا میں آپ زیادہ خوش تھے یا اب بحالت شفاء زیادہ خوش ہیں۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے کہ انہوں نے نعمت عافیت سے مشرف فرمایا لیکن زمانہ بیماری و بلا میں صبح و شام غیب سے میاں کی جو آواز آتی تھی کہ ایوب! کیسا مزاج ہے اس آواز میں وہ لطف ملتا تھا کہ ہماری لاکھوں جانیں اس پر قربان ہوں وہ مزاج پرسی تمام تکلیفوں کو بھلا دیتی تھی دل اس آواز کو ترستا ہے جواب آنی بند ہوگئی۔

Marfat.com

خانقاہوں کی آبادی (حالی مرحوم)

پڑی ہیں سب اجڑی ہوئی خانقاہیں
وہ درویش سلطان کی امید گاہیں
کھلی تھیں جہاں علم باطن کی راہیں
فرشتوں کی پڑتی تھیں جن پر نگاہیں
کہاں ہیں وہ جذب الٰہی کے پھندے
کہاں ہیں وہ اللہ کے پاک بندے
وہ علم شریعت کے ماہر کدھر ہیں
وہ اخبار دین کے مبصر کدھر ہیں
اصولی کدھر ہیں مناظر کدھر ہیں
محدث کہاں ہیں مفسر کدھر ہیں
وہ مجلس جو کل سر بسر تھی چراغاں
چراغ اب کہیں ٹمٹماتے نہیں واں
بہت لوگ بن کر ہوا خواہ امت
پڑے پھرتے ہیں کرتے تحصیل دولت
یہ ٹھہرے ہیں اسلام کے رہنما اب
لقب ان کا ہے وارث انبیاء اب
بہت لوگ پیروں کی اولاد بن کر
نہیں ذات والا میں کچھ جن کے جوہر

Marfat.com

اسکول کی ملازمت

عالم دین اگر مولوی فاضل کر کے کسی اسکول میں ملازمت اس نیت سے کرلے کہ اگر میں اس جگہ کو پر نہ کرونگا تو ہوسکتا ہے کہ کوئی ملحد بے دین۔ قادیانی اور رافضی اس کو پر کرے امت کو ایسے لوگوں کہ فتنہ سے بچانے کی نیت سے اسکول کی ملازمت کرنا بھی ایک دینی خدمت اور کارِ ثواب ہے۔

اللہ کی نعمتوں کا شکر:۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی غرض سے اللہ کی اطاعت کرو اور ایسے لوگ بہت کم ہیں کہ جو زبان کو اور اعضاء جسم سے کثرت اوقات اداء شکر کرتے ہیں یہ مرتبہ اور مقام حضور دوامی اور فناء قلب کے بعد حاصل ہوتا ہے (مظہری ۹/۴۶۰)

تیری ہستی کا رنگ و بو نہ رہے　　　ہو فنا ذات میں کہ تو نہ رہے

حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے اپنے خطبہ میں فرمایا صدق امانت ہے کذب خیانت ہے اور چستی و متعدی تقویٰ کا سبب ہوتی ہے اور عاجزی (کاہلی) بے راہ روی کا سبب بنتی ہے۔ ادب کی وجہ سے بندہ خدا تعالیٰ تک پہنچتا ہے اور بندگی اور اطاعت سے جنت تک حضرت سری سقطی نے ایک رات نماز سے فراغت کے بعد پاؤں کو محراب میں دراز کر دیا غیب سے آواز آئی کیا بادشاہوں کی مجلس میں بیٹھنے کا یہی طریقہ ہے۔ آجکل کے مریدین زبانی دعویٰ کرتے ہیں لیکن بات نہیں مانتے حق تعالیٰ خسران سے اور بری قضاء سے اور بلاء سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

اللھم اجعلنی فی عینی صغیرا و فی اعین الناس کبیرا:۔ ترجمہ: اے اللہ مجھے میری اپنی نظر میں چھوٹا اور دوسروں کی نظر میں بڑا بنادے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے عہد خلافت میں کندھے پر بھری ہوئی مشک اٹھائے پھرتے تھے عرض کرنے پر فرمایا غرور نے سر نکالا تھا لہذا نفس کو ذلت کی سزا دے رہا ہوں۔

ظفر آدمی اسکو نہ جانئے گا گو ہو کیسا ہی صاحب فہم و ذکا
جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

Marfat.com

عقبیٰ کے جملہ مقاصد پورے ہوں :۔

سبحان الله و بحمده سبحان الله العظيم وبحمد ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم ہر صبح تین مرتبہ ان کلمات کو پڑھ لیا کریں۔ اللہ عقبیٰ کے جملہ مقاصد پورے کریگا اور اس روز شیطان کا کچھ بس نہ چل سکے گا۔

ظالموں کے ساتھ نرمی اور مداہنت منع ہے :۔

ظالموں کے ساتھ نرمی اور مداہنت کرتے ہوئے ان سے مدد حاصل مت کرو اس سے انکو یہ تاثر ملے گا کہ گویا تم ان کی دوسری باتوں کو بھی پسند کرتے ہو۔ اس طرح یہ تمہارا ایک بڑا جرم بن جائے گا جو تمہیں بھی ان کے ساتھ نار جہنم کا مستحق بنا سکتا ہے اس سے ظالم حکم رانوں کے ساتھ ربط و تعلق کی بھی ممانعت نکلتی ہے اگر اس ملنے میں کوئی مصلحت دینی یا عامہ منافع متقاضی ہوں ایسی صورت میں دل سے نفرت رکھتے ہوئے ان سے ربط و تعلق کی اجازت ہوگئی (احسن البیان ص ۳۰۶)

اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو تسلی دی ہے کہ پچھلے انبیاء کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوتا آیا ہے کچھ لوگ ان پر ایمان لانے والے ہوتے اور دوسرے تکذیب کرنے والے۔ اس لئے آپ اپنی تکذیب سے نہ گھبرائیں جب ظالم اپنے ظلم پر قائم اور اپنی مدہوشیوں میں مست رہے حتیٰ کہ عذاب نے انہیں آلیا۔

Marfat.com

دعا و شکر

یا الٰہی صدقہ اپنے حبیب ﷺ کا اس مجموعہ مضامین "تزکیہ نفس مع اصلاح حال" جلد دوم کو جس طرح کے اپنے فضل سے اتمام کو پہنچا اسی طرح شرف قبولیت سے مشرف ہو اور مسلمانوں کے حق میں اس کو مفید واضح کیجئے کہ وہ اس کو سمجھ کر اور عمل کر کے اپنے ایمان کو کامل بنا دیں اور سب کے طفیل و برکت سے اس ناکارہ کو ایمان کامل بخش کر اس کتاب کو وسیلہ نجات و ذریعہ اپنے قرب و رضامندی کا کیجئے اور خاص کر بندہ کے سلسلہ کے اکابرین کی بخشش فرما کر ان کے درجات کو بلند فرمائیں اور حضرت العلامہ مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب دامت برکاتہم اور خطیب راولپنڈی حضرت مولانا محبوب الرحمٰن قریشی صاحب مدظلہ جن کے صدقے سے اس کتاب کی تصحیح و طباعت کا کام اللہ کریم کے فضل سے تکمیل کو پہنچا ان حضرات کو اجر عظیم سے نوازیں اور دینی و دنیوی برکات نصیب فرمادیں۔ کتاب کی تیاری میں جن اسباب نے کسی قسم کا تعاون فرمایا ہو حق تعالیٰ قبول فرما کر ان کی سب دنیا و آخرت کی حاجات کو احسن طریق سے پورا فرمائیں صاحب علم حضرات کو کتاب میں کوئی علمی، فکری یا کتابت کی غلطی نظر آئے تو ضرور مطلع کریں تا کہ تصحیح کی جاسکے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو احقر کے عزیز و اقارب اور اساتذہ و مشائخ کیلئے صدقہ جاریہ بنادے۔

یا اللہ ہم سب کو دعا مانگنے اور اپنا نام لینے کا سلیقہ سکھا اور ہم سب پر خصوصی مہربانی فرما یا اللہ اس کتاب کو حکمرانوں کی ہدایت اور ان کے دلوں کی زندگی کا ذریعہ بنا اور انکو اسلام اور مسلمانوں کا خیر خواہ خادم بنا اور بندہ حقیر کو اپنے پیارے اسمائے الحسنٰی کی خصوصی برکات عطا فرما۔ الحمد للہ کتاب تزکیہ نفس مع اصلاح حال جلد دوم کی جمع و ترتیب اور تصحیح و نظر ثانی علماء حضرات کے سبب اور معاونین حضرات کی ہر قسم کی معاونت حسن توفیق سے ربیع الثانی ۱۴۲۸ ہجری میں مکمل ہوئی حق تعالیٰ احقر ناکارہ خلائق کی بھول چوک اور کج فہمی کو برکت ارواح طیبہ اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ معاف کرے اور ان حضرات کے سور باطن سے میرے ظلمت کدہ دل کو نورانی فرمائے (

آمین ثم آمین)

وَلَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ . اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ اَنَّ دَ...

غفور ...

Marfat.com

فہرست مضامین

تزکیہ نفس مع اصلاحِ حال جلد دوم

عنوان مضامین	صفحہ نمبر	عنوان مضامین	صفحہ نمبر
تزکیہ نفس مع اصلاحِ حال جلد دوم	1	صحبت کا اثر	37
گفتنی	2	ولایت۔ مراقبہ۔ طریقہ تحصیل	38
قرآن کی برکات کا حاصل ہونا	3	خشیتِ الٰہی + اللہ کا ہو رہنا	39
اللہ سے ملنے کا انکار	3	ایک گروہ کی بات	40
تقریظ	5	دائمی متقی بننے کا طریقہ	42
مقدمہ	7	عبودیت	50
پیش لفظ	11	سالک کیلئے اذکار اشغال	51
بیعت سنت ہے	21	معاش کی تنگی + دین کی دو حیثیتیں	53
بیعت وسلوک	23	عشق وفسق میں فرق	54
مذہب متواتر راستہ ہے	23	اسم اعظم	55
کلمہ طیبہ کے انوار	23	ذکر نفی اثبات + ذکر اسم ذات	56
اللہ کی معرفت اور محبت	25	ذکر اللہ کی تعداد + فاتبعونی	57
سلوک کا حاصل	27	دُعا کی فضیلت اور آداب	58
صرف عمل مومن کی شان ہے۔ روزگار	28	ذکر جہر کی ترتیب + اصطلاحات تصوف	59
دنیوی جھگڑوں سے حفاظت	28	راضی بقضا رہنا عین ایمان ہے	60
ریہ کی ضرورت	28	ذکر کے آداب وشرائط	61
اہل اللہ کا نماز میں اہتمام	29	سالک میں سات خصائل	64
عارف نے تحقیق اور یقین کے ساتھ پہچانا	30	حضرت عمرؓ کا قول + اندرونی وساوس	65
دنیا میں کام قبولیت سے چلتا ہے	31	جذب کی راہ میں رکاوٹیں	65
اہل اللہ محض ضروریات دین پر اکتفا نہیں	33	سلوک وجذب کے حصول کا طریقہ	66
کمزور تعلق پر افسوس نہیں	34	امر ونہی کی جستجو ضرور ہے	67
حقیقت نفس	35	عادل کے معنی + تقدیر نہیں بدلتی	68

Marfat.com

عنوان مضامین	صفحہ نمبر	عنوان مضامین	صفحہ نمبر
جہاد کا حکم + راہ حق کیلئے نکات	69	اہل اللہ کی توجہ	96
شیعہ	70	سالک کیلئے معمولات	97
کشف کی حقیقت	71	مباحات پر مواخذہ	98
اسلام میں صلاح کی اہمیت	73	ذکر خفی + علم وہبی + شیخ الحدیثؒ	99
اہل اللہ کے قلوب کی کیفیت	74	تصوف کے بدر منیر	101
سالک کی ابتدائی حالت	75	اخلاص کیا ہے؟	102
آداب وعبادت میں اعتدال	75	حقیقت تصوف کا پتہ نہیں	103
قلب کا مرکز ذاتِ حق ہے	76	ذکر پر واردات اور احتیاط	104
صراط مستقیم	77	جوہر انسانی کا تصفیہ	106
جاہلوں کا اتباع نہ کیجئے	78	دُعا کی قبولیت	108
وبال ترک معمولات	79	قرب الٰہی وجذب الٰہی + ثواب بقدر مشقت	110
حقوق کی تاکید + حلال رزق میں لگنا	80	تاثیر صحبت ضروری ہے	111
قبولیت دُعا میں تاخیر + توبہ استغفار	81	صوفی عالم اور عالم ظاہر میں فرق	112
جنت + ضحک + قہقہ	82	اخلاق کی تکمیل	113
مرشد کامل کی ضرورت	84	علامات کاملین + احوال قلبیہ	114
علامہ شعرانی کی تحقیق	85	نہی از غلو + استغنا میں عزت ہے	115
یقین + محبت کا غلبہ صحت کے ساتھ	86	مال حاجت کے سبب قبول	116
جاہلوں کے ساتھ معاملہ + دعوت وتبلیغ	87	دُعا میں تدبیر بھی + مرشد کا احسان	116
لوری + آنے کی خدمت	88	ولایت صغریٰ + حقیقت صلوٰۃ	117
مراقبہ دُعائیہ + مجاہدہ	89	مومن کی نیت عمل سے بہتر ہے	118
دُعا	91	صوفی کے مشاہدات مجاہدات کی میراث	120
عبدیت وفنائیت	92	اپنے کو مٹانا وعاجزی + غرور ونمائش	121
دو بھوکے کبھی سیراب نہیں ہوتے	93	بنی آدم کا امتیاز + نماز کا رتبہ	122
اہل کمال کا تصوف + سالک راہ طریقت	94	یوم عاشورہ	123
آبائی میراث واپس لینے کیلئے ہدایات	95	پیٹ کی اصلاح	123

Marfat.com

عنوان مضامین	صفحہ نمبر	عنوان مضامین	صفحہ نمبر
علم ساری نیک بختیوں کی جڑ ہے	124	حقیقت علم اتباع سنت ہے	155
جمعۃ المبارک کی ساعت	125	علم وعبادت کا حق	157
راہ سلوک یا پل سراط کی راہ	126	دین کے دو شعبے ہیں	158
ثواب میت کو تحفہ	127	مدارس کی بنیاد توکل پر ہے	160
موت کے وقت بندہ کو جکڑے رہتے	128	طیور سے ہدہد کی تخصیص کی وجہ	161
مراقبہ معیّ اللہ	129	مسلمان بننا رسمی چیز نہیں	162
پاس انفاس + عبادت یا طاعت	130	اصلاحِ باطن کا اصلاح ظاہر کیلئے	163
ایمان باللہ وایمان بالآخرت	131	عرضِ حال	164
مغلوب المحبت + قبض وبسط	133	علمی غیرت	166
انوارات قلوب	133	ہر عمل کا ڈھانچہ روح ہوتی ہے	170
اسباب طاعت وتابعداری	134	خواب کی بجائے اصل فکر بیداری کی	170
اللہ تعالیٰ کی دو صفتیں	135	27 رجب شب کی نماز اور دن کا روزہ	171
اعمال کا مدار نیت پر ہے	136	نماز میں حضور قلب + مراقبہ	172
ناقابل شکست یقین	137	وسائل واسباب کا اختیار کرنا	173
قبولیت دُعا شرائط کے ساتھ	139	جنت کے طالب تین قسم کے ہیں	174
عبادت اللہ کے واسطے کرو	142	حدیث شریف پڑھنے کا ثواب	175
حضرت مسلم بن یسار کا مجاہدہ	143	اپنے مالوں کا قلعہ اور حفاظت	175
محبوب چیز قلب سلیم ہے	144	ہمیشہ باوضو رہنے کی فضیلت	175
ذکر زبانی مفید ہے	144	گناہوں کا کفارہ	176
انبیاء علیہ السلام کا علم	145	قطعات مجذوبؒ	177
لالچی عالم پیروی کے لائق نہیں	148	مفتی محمد شفیعؒ	178
علم کی فضیلت	149	مستحب نیت، کا ماخذ + عالی ہمتی	179
علم کی روح فکر آخرت ہے	150	داناؤں کی نصیحت	181
نظام الدین اولیاء اپنے شیخ کے پاس	152	انسان ہونا اللہ کا انعام ہے	183
ذکر میں توجہ کا طریقہ + علم کی دولت	153	محبوبیت کی مظہر عبادات	184

Marfat.com

عنوان مضامین	صفحہ نمبر	عنوان مضامین	صفحہ نمبر
توشہ آخرت	186	حلال مال کی قدر کرنا چاہیے	218
تعلیم رضا وتسلیم	187	نماز کے اوقات کا تعین	219
غلطی پر اڑے رہنا	188	جماعت مسلمین کی شرائط	220
نماز کے فوائد	189	قرآن وحدیث کی وضع پر رہو	221
نماز خدا کا دربار عام ہے	191	ایصال ثواب + وصول الی اللہ کی طلب	222
نماز میں خشوع	193	مومن کی خودداری غرور اور نمائش میں فرق	223
انسان کی بدحالی کا سبب	194	وقار + نماز کا رتبہ	224
اصلاح کا مؤثر طریقہ	195	بچہ کا بدبخت ہونا یا سعادت مند ہونا	224
ضبطِ نفس	197	یوم عاشورہ کے فضائل ونفلی روزہ	224
دُعا + فضائل مسجد	199	توحید افعالی	226
عطاء خراسانی + جماعت کی نماز	200	نسبت طہارت کا دل میں ہونا	226
قیامت کے روز	203	آخری نصیحت	227
کسی عمل کی عذر ہونے کو مشقت کافی ہے	204	حققی ایمان کا حصول	228
صرف اللہ ہی کے علم میں ہے	204	دُعا مصیبت کا علاج ہے	229
دلا غافل نہ ہو یک دم	204	ترک سلام وکلام + اجتہاد فی الدین	[illegible]
اصحابؓ رسولؐ کی سادگی + علم وذکر	206	قاضی صاحب کی تاویل	230
قبض وبسط	207	سخاوت جنت کا مستحق بنا دیتی ہے	231
نفس + مذاہب + مشیت الٰہی	208	نزول قرآن کریم + روحانی ترقی	231
ایمان والے کی پینشن + استقامت	209	اولاد کا نام اچھا رکھو + شرط ولایت تقویٰ	232
زندگی کا بہترین حصہ	210	قیامت میں آدمی اپنے محبت کے ساتھ	232
مال کی کمی بیشی + بیمار ڈالنے والی چیز	211	بیعت ادخال سلسلہ	232
اعمال کا وزن بقدرِ اخلاص ہوگا	212	تسبیح کا جواز	233
غیر حق میں راحت اور چین نہیں	213	خوف وخشیت الٰہی	233
بہیمی قوت کا مغلوب ہو جانا	215	حضرت عمرؓ کے دور کا واقعہ	233
انسان کا کمال	217	دنیا منزل مقصود کی شاہراہ ہے	235

Marfat.com

عنوان مضامین	صفحہ نمبر	عنوان مضامین	صفحہ نمبر
اصلاحِ قلب یا ایمان کا کمال	237	عورتوں کو نصیحت	269
طریقت کی طلب	238	سلام کرنا سنت اور جوا اجب	270
شیخ سے غائبانہ فیض	241	طنز و مذاق + سائنس دان	272
ذکر کی ضربیں	242	کسی سے محبت محض اللہ	273
معنی نفی اثبات	243	محبت کا ثبوت دعووں سے نہیں	275
حجِ اکبر + نماز کے مکروہ اوقات	244	صحابہ کرامؓ سہولت دیتے تھے	277
سچے مسلمان اور قرآن	245	ادیانِ عالم اور مذاہب کا خلاصہ	278
شعبان کی پندرھویں کی فضیلت	246	وضو کے فرائض + برکاتِ اذان	279
کلمہ طیبہ کا اثر	247	خاقان کا قبول اسلام	280
وارثانِ نبی ﷺ	248	اوقاتِ نماز	281
اصل شان وشوکت ایمان وعمل	249	حسنِ اخلاق	283
انسانی زندگی کے درجات	251	طہارت کے انوارات	284
عمل بالسنتہ کے معنی	252	حضرت عمرؓ کی عظیم ہدایت	285
حقیقی راحت والی زندگی	254	قبلہ کی طرف بے ادبی	286
عدل وانصاف اور دانائی وفراست	256	بے ادب بے نصیب + دنیاوی زندگی	287
شرح صدر وایمانی فطرت	257	ذاتی زینت اور تکبر میں فرق	288
نیکیاں گناہوں کو ختم کر دیتی ہیں	259	نصیحت سے اعراض کرنے والے کا حشر	288
تاہم حق تلفیاں تباہی کا سبب نہیں	260	خانقاہوں پر شبہ کا جواب	288
معاشرت میں سہولت شریعت کے ساتھ	261	عورتوں کی بیعت	289
تقریبات میں کھڑے ہو کر کھانا	261	انسان کی زندگی تین زمانے پر مشتمل	290
خلق کی نگاہ سے چھپائے رکھنا	264	عجب + تکبر + فنائیت کیا چیز ہے	291
اسلامی اور جدید تمدن کی تعریف	266	اسلامی آداب زندگی	292
اہل دُنیا اور اہل اللہ میں فرق	267	نماز قبول نہیں + اذیت	292
پڑوسی کے حقوق	268	امت مسلمہ وحدت سے بنی ہے	293
مؤمن اور عنتی نہیں	269	بوقت ضرورت اصلاح بلا حسب ونسب	298

Marfat.com

عنوان مضامین	صفحہ نمبر	عنوان مضامین	صفحہ نمبر
ترقی مدارج کا مدار نزول بلا پر ہے	301	شقی + تقی میں فرق	338
اچھی خصلت اور عقل کا سرمایہ	303	قیامت کے دن میزان قائم ہوگا	338
اشد حبا اللہ	305	ابن عمرؓ اور چرواہا	340
بیعت سے مقصد + مسئلہ تقلید	306	امداد باہمی کے کرشمے	341
سخاوت + بخل + ایثار کی فضیلت	307	دوسروں کے حقوق ادا کرنا	345
نیت کے صحیح ہونے سے مال مضر نہیں	309	ذکر کی دو ہی جگہ نہیں	347
ہر شے ضد سے پہنچانی جاتی ہے	311	تعلق مع اللہ	348
درخت آبِ حیات	313	از قضا آئینہ چینی شکست	349
انگریزی زبان کا سیکھنا	315	درویش کے لئے کمبل + گدڑی	350
دین کا سیکھنے والا طالب علم	316	مجذوب عقل سے باہر ہوتا ہے	352
امراء و صالحین کے اقوال	316	عملیات کا تصوف کے ساتھ تعلق	356
امارت کی صفات	318	روحانی اصلاح کیلئے تعلق شیخ	356
کنارہ کشی اور گوشہ نشینی	319	اکتفاء بر ضروریات + ذکر میں ضرب	357
دوزخ کے بیان میں	321	قیامت کے دن کا طول	357
نظریہ پاکستان	322	شجرہ پڑھنے کا فائدہ	358
اسلام کے اصول ثلاثہ	326	دجال کا خروج	358
دنیوی نقصان سے پریشان	329	فریاد مجذوبؒ	359
محبت بزرگاں	329	دشمن کی تباہی کیلئے دُعا	360
کثرت مال کا اثر	331	تفکر + بچوں کی تعلیم و تربیت	360
مراقبہ مضرۃ معاصی	333	احکام اغراض سے منسلک ہیں	361
راہ تفویض کا اختیار کرنا	333	اصل کیفیت یقین کا پیدا ہو جانا	361
صغائر + کبائر کی تقسیم حق کی عنایت	336	شیخ کے ارشادات کی اتباع	362
فقر و فاقہ کا علاج	336	حیات انبیاء علیہ السلام	363
دنیا سے معاملہ ضرورت تک	337	مسٹر اور ملا کی نوک جھونک	364
آئمہ اربعہ کی اتباع	338	والدین کی فرمانبرداری	365

Marfat.com

عنوان مضامین	صفحہ نمبر	عنوان مضامین	صفحہ نمبر
مقام بدلنے سے نماز کی فضیلت	365	عہد بیعت کی محافظت	396
حمد باری تعالیٰ (مجذوبؒ)	366	انسان میں نفس کی اقسام	396
نعت	367	عذاب قبر کی چند واقعات	398
اصل سلفی علمائے دیوبند ہیں	369	خطا کا بہانہ بیکار ہے	400
دیوبندیوں کو دیکھنے سے اثر	371	شر کا حکم غالب ہوتا ہے	401
حقیقت موت	372	دینی طالب علم کی مدد + خطا کی جڑ	402
معتقد کا حق ادا کرنا ضروری ہے	373	قیامت کی متوسط علامتیں	403
اعمال سے محبت حق	374	ہم موت سے کیوں گھبراتے ہیں	404
ذکر میں توجہ کا طریقہ	374	پہاڑ کی مانند قرض کی ادائیگی	405
مشورہ کے جواز کی مصلحت	375	امام احمد بن حنبل کا تقویٰ	406
استقبال اور جلوس پر برہمی	376	دل فتنہ زدہ	407
کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا	378	اللہ کی زمین تنگ ہو جائے + شیطانی دل	408
کھانے میں سالک کی ریاضت	381	جنتر منتر اور شگون بد کی رسوم	408
قرض کا معاملہ سنگین + وعید کے ساتھ	382	حضرت اماں عائشہؓ کی نصیحت	409
تنگی اور پریشانیوں کا علاج	384	انسان غیر فانی + باطنی اعمال	410
بُری عادتوں کی اصلاح	386	مسلمانوں کیلئے غیروں کی نقالی	411
ولی کی پہچان + پہچان	387	تلاوتِ قرآن مجید پر اشکالات	414
توجہ کے معنی + بدنظمی کا علاج	388	دورِ جدید کی مصروفیات	417
حب دنیا و نسیان آخرت	391	روحانی تحقیق کا محرک	418
توبہ کی حقیقت	392	مالدار + فقیر کے صدقے میں فرق	419
حرام کمائی توبہ کی قبولیت میں رکاوٹ	394	شوہر کی تسخیر کیلئے عمل	419
حلال چھوڑ کر حرام کھانے والے	395	اوراد کی قضا پر ثواب + رذائل نفس	420
فرض نماز سے روگردانی کرنے والے	395	موجودہ دور کی بیاہ شادیاں	421
زکوٰۃ نہ دینے والے	395	گھریلو حالات کی موافقت + حق مہر	422
قبر والوں کو عذاب	395	سیدہ کا نکاح + دعوت ولیمہ + فکر و تفکر	423

Marfat.com

عنوان مضامین	صفحہ نمبر
عورتوں کو نصیحت	424
میاں بیوی کے درمیان تعلقات	425
عورت کی فعلی بے حجابی + پردہ	426
رشتے ناتے اور نسبتیں	427
دیدار الٰہی + عابدہ عورتیں	428
تنہا فکر خوب ہوتی ہے + موت کا ذکر	429
بلا اجازت مٹی + نیت کی اہمیت	429
بدوں توکل تصوف + حضرت ابراہیمؒ کی نماز	430
شوہر سے اندازِ گفتگو + والدین کی خدمت	431
عورتوں کیلئے زہر قاتل	432
اختیاری فاقہ	434
مدار بیداری میں اتباع سنت پر ہے	434
نماز کی اہمیت	435
عورت کا گھر سے نکلنا	435
پختہ قبر بنانا ممنوع ہے	436
صحابہؓ کا عمل	436
قبر کا نشان باقی رکھنے کی ایک صورت	436
قبروں سے فیض	437
حبِ رسولؐ کا درجہ	437
صحت کا فارمولا	438
تنگدستی کے دفعیہ کیلئے عمل	439
اچانک موت سے بچانے والی چیز	439
دُعا جو چار مہلک بیماریوں سے بچاتی ہے	440
ہمیشہ باوضو رہنے کی فضیلت	440
مسدس	441

عنوان مضامین	صفحہ نمبر
قصیدہ بردہ شریف مختصر	443
اہل وعیال کا فکر	444
نعت رسول مقبول ﷺ	445
سلام علی رحمۃ اللعالمین	446
قاری محمد طیب (مرحومؒ)	446
حضرت زمانہ بلا میں آپ خوش تھے یا اب؟	447
مشقت سے عار	448
اسکول کی ملازمت	449
عقبیٰ کے جملہ مقاصد پورے ہوں	450
ظالموں کے ساتھ نرمی اور مداہنت منع ہے	450
دُعا و شکر	451

Marfat.com

اسلمتُ لرب العلمین

حضرات انبیاء علیہم السلام کی

تعلیمات

کا خلاصہ

جلد اول

مع

(۱) بندہ کا بندگی وفرمانبرداری کے ذریعے اپنے حقیقی مالک کی منشاء کا پالینا

(۲) مقرب علمائے حق کی علامتیں

مقدمہ
حضرت مولانا محبوب الرحمٰن قریشی مدظلہم
خطیب راولپنڈی

جمع وترتیب
صوفی محمد حسین عفرلہ

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com